رہنمائے ایمان

یعنی

حقیقتِ قرآن

جس میں

سب سے پہلی مرتبہ قرآن کو عقلی دلائل سے خدا کا کلام ہونا ثابت کیا گیا ہے

نتیجۂ فکر

قطب ربانی حضرت سید رحمت اللہ شاہ ولی چراغ دکن قدس سرہ العزیز

حضرت سید ولی اللہ حسینی وکیل درجہ اول خلف حضرت سید سیف اللہ حسینی سجادہ نشین درگاہ

حسب فرمائش

سید نعیم الدین حسینی خلف مؤلف کتاب ہذا

باہتمام محمد کریم الدین خان

شمس المطابع مشین پریس نظام شاہی روڈ حیدرآباد دکن میں چھپا

بار اول ([illegible])

کاغذ ف

کاغذ چکنا عہ

دیباچہ

اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ

(ترجمہ) اِس (کتاب) میں اُن لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں قدرتِ خدا کی بہت سی نشانیاں ہیں)

ـدوں نے خدا کے کلام کی بڑی خدمتیں انجام دی ہیں کسی نے مختلف زبان میں اس کا
ہے ی نے اس کی تفسیر لکھا ہے لیکن جہاں تک میرا ذاتی علم ہے اردو میں ایسی کوئی کتاب نہیں
سا عقلی دلائل سے **قرآن کو خدا کا کلام ہونا** ثابت کیا گیا ہو۔ شاید کہ یہ سعادت
سب سا تھی جو میں نے اسکی ابتدا کی۔ گو میرے پیشہ کے اعتبار سے اس اہم کام کا انصرام نہایت
اگر پروردگار عالم کی توفیق مجھ گنہگار کیلئے سازگار نہ ہوتی۔
تاب میں نے قرآن کی آیات کے ترجمہ کو درج کرکے پہلے یہ بتلایا کہ اسمیں کسقدر حصہ خدا کے
م کا اور کتنا اسکی مخلوق کے کلام کا (جسکو اُسنے نقل فرمایا ہے) پھر ترجمہ آیات
قرآنیہ خدا کی کلام ہونیکی نسبت دلیل لکھی ہے یہ دلیل قبل از تعمیل سوچی گئی (ورنہ
) کو غور و فکر کیا گیا بلکہ بروقت تحریر جو قلم سے نکلا وہی قائم رہا اور طبع کا کام شروع ہوا۔
نیاں بتلایا گیا ہے کہ قرآن نے اور اس کے مذہب اسلام نے دنیا والوںکے ساتھ کیا سلوک
ہ نقصان پہونچایا ہے یا نفع۔ وہ اپنے سے پیشتر صحیفوں کے متعلق کس قسم کا حسن ظن
میں نسبت کیا رائے رکھتا ہے۔ مروجہ مذاہب کے عقائد میں سے کس کا ساتھ دیا اور
خت کیا ہے۔ اِس میں توریت و انجیل کے احکام بھی بتلائے گئے ہیں تاکہ ارکانِ ثلاثہ
ہ وازن ہوسکے اِس کتاب کے ناظرین پر یہ امر بخوبی واضح ہوجائیگا کہ **قرآن**
یم کا کلام ہے۔ کیسا کلام ہے۔ کس کی زبان ہے کس انداز سے ادا کرایا گیا ہے۔
ر انشاء اللہ تعالیٰ مسلم کے ایمان کو پختہ و مستحکم کریگا تو غیر مسلم کو بھی نفع بخش ہی ہوگا۔

خاکسار

سید ولی اللہ حسینی

وکیل درجۂ اوّل

1573
9

غلطیاں

پروف پڑھنے میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی لیکن افسوس ہے کہ اس پر بھی غلطیاں رہ گئیں۔ یہاں علاوہ معمولی فروگذاشتوں کے باقی اہم غلطیوں کی مع تصحیح کردی گئی ہے انہیں پڑھنے سے پہلے درست کرلیا جائے تو مناسب ہے۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴	۹	نٹرول	نزّل
۵۱	۱۴	شہشوانیت	شہوانیت
۶۴	۱	متاشر	متاثر
۷۴	۹	عورتوں	عورتیں
۹۴	۲۰	سیح	المسیح
۱۰۴	۱۹	سادی	ساری
۱۱۷	۸	گلہ	گملہ
۱۲۴	۱۲	اپنی	اپنے
۱۲۹	۱۶	سیکھیں	سیکھا
۱۳۵	۱۷	ادے	ایسے
۱۴۸	۵	نہ لیا	بنا لیا
۱۵۱	۱۸	زندوے	زندہ کیے
۱۵۱	۲۱	سب ہیؑ	سب ہی
۱۶۹	۷	ایسی پاتی	ایسی باتیں
۲۲۰	۲۰	فرمایا	نہ فرمایا
۲۲۷	۱۴	ارادہ	اظہار
۲۲۸	۱۶	بھی	تھی
۲۴۴	۹	معبودون	معبودان
۲۴۴	۱۸	ہندوستان	ہندوستانی
۲۵۲	۱۰	تمہارے	سارے
۲۵۹	۱۹	اب	رب
۲۶۱	۲	یہہ	دیکھہ
۲۶۵	:	عالم فنا	عالم کا فنا
۲۶۵	۳	ربہتے	رہنے
۲۶۸	۱۰	عارج	خارج
۲۶۶	۱۸	آپکی	آپ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۷	۱۵	نزر	نظر
۲۶۸	۱۶	داںل	داخل
۲۷۰	۱۰	آمیوں	آدمیوں
۲۷۴	۱۳	نیبجھے	بھیجے
۲۷۷	۱۸	ت کداہوں	ہے گناہوں
۲۷۷	۱۹	جھوالنصب	جھول النسب
۲۸۴	۵	سو	سوا
۲۸۹	۱۸	آگاہیہ	آگایا
۲۹۰	۵	پھیرائیے	پھیرا
۲۹۰	۱۸	بادیا	مار دیا
۲۹۰	۲۰	دمائیں	فرمائیں
۲۹۰	۲۱	پڑاکانل	کا قائل
۲۹۱	۱۴	کے	کہ
۲۹۲	۹	نموا	نمودار
۲۹۳	۹	(نسلو)	(سنو)
۲۹۳	۱۶	راقیت	صداقت
۲۹۴	۲	گزرتھے	گذرتے
۲۹۴	۸	کرنیکے	کرنے
۲۹۵	۱	سیاہ	سیّال
۲۹۵	۱۲	سوبہتی	سوجھتی
۲۹۵	۱۵	۔تھو	تھے
۲۹۶	۲	عیائیوں	عیسائیوں
۲۹۶	۵	دی	وہی
۲۹۷	۱۵	درڈاول	ڈراروں
۲۹۹	۵	(آےنبر)	(اے نبیؐ)
۲۹۹		حساب	حساب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۳	۱۹	دایہ حلیمہ	دایہ حلیمہ
۳۰۳	۲۱	متقا	متّقا
۳۰۴	۱۷	بیجدہ گفتہ بہ	بیجدہ ناگفتہ بہ
۳۰۷	۲۰	اس زور	اس روز
۳۰۸	۸	تم سمجھتے	تم سمجھے
۳۱۰	۱۸	کرادیا	گرادیا
۳۱۰	۲۱	ھنم	صنم
۳۲۲	۹	ریپپا	ربیبا
۳۲۳	۸	تنبیہ کر	تنبیہہ کرو
۳۴۳	۹	مردخواری	مُردارخواری
۳۴۶	۱۰	سوتری	سنواری
۳۷۷	۲۰	یا جس کا	یا جسکا کرنا مقید
		……	نہ ہیو وہ نہ کہتی تھا
۳۸۱	۱۷	ایک کو	ایکدوسرے کو
۳۸۶	۱۵	اللہ والوں	اللہ والوں میں
۳۹۵	۱۵	اطے دیکر	آلٹ دیکر
۴۰۰	۳	……ف	احکام توریت
		……	شریف۔ ف
۴۰۰	۹	چھوٹی چیز	چھوٹی چیز
۴۰۱	۲۱	حراصل	حواصل
۴۰۵	۵	بچیتے	جیتے

ختم شد

فہرست مضامین رہنمائے ایمان یعنی حقیقت قرآن

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
الف	دیباچہ ... (ب) نامۂ اعمال کتاب نہ	-
۱	انسان کی شخصیت	۱
۲	خدا کی یکتائی۔	۱
۳	مسئلہ تثلیث کا حل	۱
۴	قانون مذہبی وقتاً فوقتاً نافذ ہوا جسکو مذہبی یا آسمانی کتاب کہتے ہیں۔	۲
۵	مذہبی قانون میں انسانوں نے تحریف کی اس لئے بھی دوسرے قانون کی ضرورت ہوئی۔	۲
۶	مذہبی کتب کا مقصد انسانوں کو توحید سکھانا تھا	۳
۷	قرآن سب کتابوں کی آخری کتاب ہے۔	
۸	اسلام کی تعریف و کفر کی توضیح۔	۳
۹	حامل قرآن کیسی ہستی تھی۔	۳
۱۰	قرآن علوم کا منبع و مخزن ہے۔	۳
۱۱	قرآن میں دو نوع کا کلام پایا جاتا ہے۔	۴
۱۲	قرآن کی تلاوت کے اثرات۔	۴
۱۳	نزول قرآن کے وقت حامل قرآن کی حالت کیسی ہوتی تھی۔	
۱۴	قرآن میں خداوند عالم نے کلام ذات یعنی اپنے ذاتی کلام کے سوا مخلوقات کے کلام کی بھی نقل فرمائی ہے۔	۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۵	پروردگار کا ذاتی کلام۔	۵
۱۶	قرآن منزل مقصود پر پہنچنے کا سیدھا راستہ بتلاتا ہے۔	۶
۱۷	کافر اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔	
۱۸	قرآن کا دعویٰ جس کی تردید سارے عالم سے نہ ہوسکی۔	۷
۱۹	خیر و شر کی ابتدائی آویزش۔	۷
۲۰	اولاد یعقوبؑ کیساتھ حسن سلوک کا اظہار	۸
۲۱	قرآن کی بشارت	۸ تا ۹
۲۲	اسلام عملی مذہب ہے۔	۹
۲۳	توریت شریف کے احکام کی قرآن شریف میں صراحت۔	۱۰
۲۴	حضرت عیسیٰؑ کے معجزے اور امداد خدائی کے متعلق انجیل و قرآن کی موافقت۔	۱۰
۲۵	قرآن تمام کتب آسمانی کی تصدیق کرتا ہے	۱۱
۲۶	اشیاء کے پیدا کرنیکا طریقہ اور مادہ کی حالت	۱۱
۲۷	دعاء خلیل اللہ بحق رسول عربی اور	۱۲

نمبر	مضمون	صفحہ
	اُس کے تاثرات۔	
۲۸	خدا کے وجود کا اثبات۔	۱۳
۲۹	قرآن نے مدافعانہ جنگ کی اجازت دی۔	۱۴
۳۰	کفار کی مسلمانوں کیساتھ قلبی عداوت۔	۱۵
۳۱	کافرہ عورتوں کے ساتھ عقد کی ممانعت۔	۱۵
۳۲	ہندوستان کی جنگ مہابھارت کے اسباب۔	۱۶
۳۳	حائضہ عورت سے جماع کی ممانعت۔	۱۶
۳۴	عورت کیساتھ ہمبستری کا طریقہ۔	۱۷
۳۵	مطلقہ عورت کی مدت عدت۔	۱۷
۳۶	مطلقہ عورت کو عقد ثانی کر لینے کی آزادی۔	۱۹
۳۷	بچہ کی دودھ چھوڑوائی۔	۱۹
۳۸	بیوہ کو عقد ثانی کا حق۔	۲۰
۳۹	نماز اسلام کا رکن اعظم ہے۔	۲۱
۴۰	طالوت کی بادشاہت بوجہ علم و قوت۔	۲۲
۴۱	خالق اپنی اچھی مخلوق کے ذریعہ بُری مخلوق کا خاتمہ کراتا ہے۔	۲۳
۴۲	سخاوت۔	۲۳
۴۳	خدا کی صفات۔	۲۴
۴۴	کائنات قوت کشش کی کارفرمائی سے قائم ہے	۲۴
۴۵	اسلام میں قبول مذہب کیلئے جبر و سختی روا نہیں	۲۴
۴۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود بادشاہ	۲۵
۴۷	بخت نصر کے ہاتھوں بیت المقدس کی بربادی	۲۵
۴۸	مردہ جانوروں کو زندہ کرنیکا عملی ثبوت	۲۶
۴۹	بہترین اشیاء ہی کو خیرات کرنا چاہیئے۔	۲۷
۵۰	سود خوار کے صفات۔	۲۷
۵۱	قرضدار کے ساتھ رعایت۔	۲۸
۵۲	معاملات لین دین کی قلمبندی۔	۲۸
۵۳	قرآن کے منجانب خدا ہونیکو خود رسول اللہؐ نے تسلیم فرمایا۔	۲۹
۵۴	خدا صورتیں بناتا ہے۔	۳۰
۵۵	کفار عرب کی شکست کی پیشینگوئی۔	۳۰
۵۶	خدا کا دین صرف اسلام ہے۔	۳۱
۵۷	خدا جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے لیتا ہے۔	۳۲
۵۸	مسلمانوں کو کفار سے دوستی کی ممانعت۔	۳۳
۵۹	حضرت مریمؑ کی پیدائش۔	۳۴
۶۰	حضرت ذکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت۔	۳۴
۶۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدائش کی بشارت	۳۵
۶۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں پر حکمراں بنایا جانا۔	۳۶
۶۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش قابل حیرت تھی	۳۷

نمبر	مضمون	صفحہ
۶۴	بانیٔ اسلام پر پچھلی آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری تھا۔	۳۸
۶۵	حضرت ابراہیم کا تنہا خدا کیلئے مکان بنانا لیکن تین سو ساٹھ خدا اسمیں فروکش ہوئے۔	۳۹
۶۶	مسلمان آپس میں بھائی بنائے گئے۔	۴۰
۶۷	نصیحت کرنے والی جماعت کا قیام۔	۴۱
۶۸	کفار کو رازدار بنانے کی ممانعت۔	۴۱
۶۹	جنت کی وسعت۔	۴۲
۷۰	محمدؐ رسول ہیں۔	۴۲
۷۱	رسول بدمزاج ہوتے تو سارے مسلمان روگرداں ہو جاتے۔	۴۵
۷۲	شہداء مرتے نہیں۔	۴۶
۷۳	آسمانوں اور زمین پر خدا ہی کی حکومت ہے	۴۷
۷۴	قرآن نے عورتوں اور مردوں کو مساوی درجہ دیا	۴۸
۷۵	صبر کی ہدایت۔	۴۸
۷۶	چار عورتوں تک مشروط اجازت۔	۴۹
۷۷	قرآن نے مسئلہ ارتقا کو غلط ٹھہرایا۔	۴۹
۷۸	رسول اللہؐ خاص ملک اور قوم کیلئے رسول تھے۔	۵۰
۷۹	ادائی مہر کی ہدایت۔	۵۱
۸۰	یتیموں کا مال نہ کھانے کی ہدایت۔	۵۲
۸۰	میت کے ورثاء کے حصے۔	۵۳
۸۲	موروثی عورت کو بجبر نکاح میں لانے کی ممانعت	۵۴
۸۳	حرام عورتوں کی صراحت۔	۵۵
۸۴	مردوں کی فضیلت عورتوں پر۔	۵۶
۸۵	بیوی خاوند میں صلح کرانے کا طریقہ۔	۵۷
۸۶	ماں وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک۔	۵۷
۸۷	بحالت نشہ عبادت نہ کرنیکی ہدایت۔	۵۸
۸۸	شرک کے سوا اور جرائم معاف ہو سکتے ہیں	۵۸
۸۹	امانت واپس کا حکم۔	۵۹
۹۰	جنگ کیلئے روانگی کا طریقہ۔	۶۰
۹۱	قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو اس میں بڑے اختلاف ہوتے۔	۶۱
۹۲	سلام کا جواب سلام سے۔	۶۲
۹۳	قتل کی ممانعت، انسداد غلامی کا حکم۔	۶۳
۹۴	قصر نماز۔	۶۴
۹۵	ایک کی تکلیف دوسرے کے گناہ کا کفارہ نہیں۔	۶۵
۹۶	ملت ابراہیم کے اتباع کا حکم۔	۶۵
۹۷	بیوی زیادہ ہوں تو طریقہ معاشرت۔	۶۶
۹۸	انصاف ـ سچی گواہی۔	۶۶
۹۹	مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے دوستی۔	۶۷
۱۰۰	غیبت کی ممانعت۔	۶۷
۱۰۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل غلط ہے۔	۶۸

۱۰۲	تین خدا کہنے کی ممانعت ۔	۶۹	۱۲۲	زمین و آسمان کی پیدائش [illegible]	۱۰۲
۱۰۳	بہن بھائی کی وراثت ۔	۷۰	۱۲۳	بارش کی ہوائیں ۔	۱۰۳
۱۰۴	عہد و پیمان کے ایفا کا حکم	۷۰	۱۲۴	حضرت نوح کی تعلیم حضرت ہود کی تعلیم حضرت صالح کی تعلیم [illegible] کی تعلیم ۔	۱۰۴
۱۰۵	مردار ۔ سُور ۔ لہو وغیرہ کے متعلق احکام ۔	۷۱			
۱۰۶	اہل کتاب کا پکایا کھانا اور اُن کی عورتیں ۔	۷۲	۱۲۵	حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible] ۔	۱۰۶
۱۰۷	دُنیا کا پہلا قتل ۔	۷۶	۱۲۶	خالق کا مخلوق سے اقرار لینا ۔	۱۱۰
۱۰۸	سرقہ کی سزا	۷۶	۱۲۷	قیامت کا علم خدا کو ہونا ۔	۱۱۲
۱۰۹	توریت کے احکام کی قرآن سے مطابقت ۔	۷۷	۱۲۸	بروقت جنگ [illegible] قدم [illegible]	۱۱۴
۱۱۰	مسیح ابن مریم کو خدا کہنے والے کافر ہیں ۔	۷۹	۱۲۹	کفار عرب کا طریقہ عبادت ۔	۱۱۴
۱۱۱	یہودیوں اور مشرکوں کی نسبت عیسائی مسلمانوں کے دوست ہیں ۔	۸۰	۱۳۰	مشرک نجس ہیں ۔	۱۱۸
			۱۳۱	خدا دل کی حالت جانتا ہے ۔	۱۲۲
۱۱۲	بیہودہ قسم کھانے کی مذمت ۔	۸۱	۱۳۲	مسلمانوں میں نفاق ڈالنے کی نیت جو بظاہر	۱۲۳
۱۱۳	شراب ۔ جوا ۔ بت پرستی کی مذمت ۔	۸۱		بھلی معلوم ہو ۔	
۱۱۴	حالتِ احرام میں شکار کی ممانعت ۔	۸۲	۱۳۳	مسلمان صرف خدا کی خاطر لڑتے ہیں اپنے	۱۲۵
۱۱۵	دُنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے ۔	۸۸		نفس کے لئے نہیں ۔	
۱۱۶	بتوں کے پوجا کی خود رسول اللہ کو ممانعت ۔	۸۹	۱۳۴	کفار کیلئے دعا مغفرت کرنیکی ممانعت ۔	۱۲۶
۱۱۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید پرستی	۹۱	۱۳۵	انسان رسول کیوں مقرر ہوتے ۔	۱۲۷
۱۱۸	خدا کی قدرتیں ۔	۹۴	۱۳۶	جاندار سے بیجان اور بے جان سے	۱۳۰
۱۱۹	ذبح کئے ہوئے جانور کے کھانیکی اجازت ۔	۹۶		جاندار کی تخلیق ۔	
۱۲۰	سُور کے گوشت وغیرہ کے مضر اثرات ۔	۹۸	۱۳۷	فرعون کا بے وقت ایمان لانا ۔	۱۳۴
۱۲۱	شیطان کا فریب حضرت آدم علیہ السلام کیلئے	۱۰۰	۱۳۸	پسر نوح ۔	۱۳۹

۱۳۹	حضرت یوسف علیہ السلام۔	۱۴۱
۱۴۰	انسان کی بناء۔	۱۴۷
۱۴۱	یہودی توحید پر قائم نہ رہے۔	۱۴۹
۱۴۲	معراج نبیؐ۔	۱۵۰
۱۴۳	کفار عرب حیات بعد موت کے قائل نہ تھے۔	۱۵۱
۱۴۴	قرآن کا دعوے۔	۱۵۲
۱۴۵	خاصان خدا غار والے۔	۱۵۳
۱۴۶	دنیا کی زندگی کی بے ثباتی۔	۱۵۴
۱۴۷	حضرت مریمؑ کا حاملہ ہونا۔	۱۵۵
۱۴۸	جہنم سب کی گذرگاہ ہوگی۔	۱۵۷
۱۴۹	باپ کی صفات اولاد میں اور اولاد کی باپ میں ہونا۔	
۱۵۰	موسیٰؑ کوہ طور پر۔	۱۵۹
۱۵۱	آدمؑ کی فضیلت۔ شیطان کا رشک۔	۱۶۱
۱۵۲	چاند و سورج کا متحرک ہونا۔	۱۶۲
۱۵۳	حضرت ابراہیمؑ کا آگ میں ڈالا جانا۔	۱۶۴
۱۵۴	حضرت ذوالنونؑ کی فریاد۔	۱۶۵
۱۵۵	حضرت عیسیٰؑ دنیا والوں کے لئے ایک نشانِ قدرت تھے۔	۱۶۵
۱۵۶	آسمان تباہ کئے جائینگے اور پھر بنائے جائینگے۔	۱۶۶
۱۵۷	رسول عربیؐ دنیا کے لئے رحمت تھے۔	۱۶۶

۱۵۸	قیامت زلزلہ کے باعث ہوگی۔	۱۶۷
۱۵۹	نطفہ کا ارتقاء	۱۶۷
۱۶۰	دنیا کی تمام امتیں اور قومیں جانداروں کی قربانی کی ہیں۔	۱۶۸
۱۶۱	آسمان بھی قانون کشش کے تابع ہے	۱۶۸
۱۶۲	ادائی نماز کا طریقہ۔	۱۶۹
۱۶۳	طوفان نوحؑ۔	۱۷۱
۱۶۴	اللہ آسمان و زمین کی رونق ہے۔	۱۷۲
۱۶۵	حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا مقابلہ۔	۱۷۵
۱۶۶	حضرت ابراہیمؑ اور آپ کی قوم کا مکالمہ۔	۱۷۷
۱۶۷	حضرت صالحؑ کی قوم کی صناعی۔	۱۷۹
۱۶۸	قرآن کس طرح نازل ہوا۔	۱۸۰
۱۶۹	حضرت سلیمانؑ کی جلوس کی سواری۔ ہدہد و ملکہ بلقیس (ملکہ سبا)۔	۱۸۲
۱۷۰	سمندروں کا حجاب۔	۱۸۶
۱۷۱	قرآن ہدایت و رحمت ہے۔	۱۸۶
۱۷۲	کفار عرب کا رسولؐ کو لالچ دلانا۔	۱۹۱
۱۷۳	اہل روم و فارس کی جنگ۔	۱۹۷
۱۷۴	بارش کس طرح ہوتی ہے۔	۱۹۹
۱۷۵	خدا کی دن ہماری شمار سے ہزار برس ہے	۲۰۱
۱۷۶	عرب میں تبنیت۔	۲۰۶
۱۷۷	قرآنی پردہ۔	۲۰۷

۱۷۸	حضرت سلیمانؑ کا ہوائی سفر	۲۰۸	۱۹۸	کائنات کی بقا معینہ وقت کے لیے ہے۔	۲۴۵
۱۷۹	فصحاء عرب بھی قرآن کو جادو کہتے تھے۔	۲۱۰	۱۹۹	جنات کا خیال قرآن کی نسبت۔	۲۴۶
۱۸۰	خالق کیلئے اس کی مخلوق ہونی چاہیئے۔	۲۱۳	۲۰۰	رسول اللہؐ کو صبر کی ہدایت۔	۲۴۷
۱۸۱	چاند و سورج کا اپنے دوائر پر حرکت کرنا۔	۲۱۴	۲۰۱	جنت کی حقیقت۔	۲۴۸
۱۸۲	حضرت ابراہیم کے لخت جگر کی قربانی۔	۲۱۶	۲۰۲	مسلمانوں کے غلبہ پانے کی بشارت۔	۲۴۹
۱۸۳	بابل کا بت بعل۔		۲۰۳	بیعت کی ابتدا اور صلح حدیبیہ۔	۲۵۰
۱۸۴	حضرت یونس علیہ السلام کی مصیبت۔	۲۱۷	۲۰۴	رسول اللہؐ کے صحابہ کیسے تھے۔	۲۵۱
۱۸۵	حضرت داؤدؑ کے فریادی۔ حضرت سلیمانؑ کی بے بسی۔	۲۱۹	۲۰۵	تمام انسان آدم و حوا کی اولاد ہیں۔	۲۵۲
			۲۰۶	انسان کے روزمرہ کام کے اندراج کرنے والے	۲۵۲
۱۸۶	حضرت ایوبؑ کا صبر	۲۲۰	۲۰۷	گناہگار انسان کیساتھ ایک شیطان مامور ہے	۲۵۳
۱۸۷	رحم مادر میں بچے کی نشو نما۔	۲۲۲	۲۰۸	نیک کردار اور شب بیدار جنتی ہیں	۲۵۵
۱۸۸	قیامت کے روز زمین و آسمان کی حالت	۲۲۶	۲۰۹	زمین کی پوشیدہ نشانیاں خدا کا ثبوت ہیں۔	۲۵۵
۱۸۹	آسمان و زمین کی تخلیق کا طریقہ۔	۲۳۲	۲۱۰	حضرت سارہؑ کو باوجود بانجھ اور بوڑھی ہونے کے حضرت اسحاقؑ کی پیدائش کی خوشخبری	۲۵۶
۱۹۰	خدا جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں لیتا ہے۔	۲۳۵			
۱۹۱	دین اسلام ہی سب نبیوں کا دین ہے۔	۲۳۶	۲۱۱	جن و انس بندگی کیلئے ہیں۔	۲۵۶
۱۹۲	بیٹا اور بیٹی کا دینا خدا کی مرضی پر منحصر ہے۔	۲۳۷	۲۱۲	قیامت کے روز آسمانوں کا متزلزل ہونا۔	۲۵۷
۱۹۳	آسمان و زمین خوبی کیساتھ پیدا کئے گئے۔	۲۴۲	۲۱۳	رسول اللہؐ کاہن تھے نہ مجنون یا شاعر۔	۲۵۷
۱۹۴	دوزخ میں سینہڈ کافروں کی غذا ہوگی	۲۴۲	۲۱۴	قرآن کے مثل کلام لانیکی دعوت جسکی آج تک سارے جہان والوں سے تکمیل نہ ہوئی۔	۲۵۸
۱۹۵	قرآن تمام انسانوں کے غور کیلئے ہے۔	۲۴۳			
۱۹۶	مادہ پرستوں اور قائلین تناسخ کی تردید۔	۲۴۴	۲۱۵	انسان کا وجود خدا کے وجود کا ثبوت ہے۔	۲۵۸
۱۹۷	حیات بعد موت۔	۲۴۴	۲۱۶	سدرۃ المنتہیٰ اور جنت الماویٰ کے اسرار۔	۲۵۹

۲۱۷	شق القمر کا معجزہ قرب قیامت کی علامت تھا	۲۶۰
۲۱۸	طوفان حضرت نوحؑ	۲۶۱
۲۱۹	جنگِ بدر کے فتح کی پیشینگوئی۔	۲۶۲
۲۲۰	ہر شئی مناسب انداز سے پیدا کی گئی۔	۲۶۳
۲۲۱	دو بہنے والے دریا۔	۲۶۳
۲۲۲	اصول حرکت	۲۶۳
۲۲۳	سمندروں کا عجائبات اور انکی اندرونی روانی فنا و بقا۔	۲۶۴
۲۲۴	ہر آن خدا کی نرالی و نئی شان۔	۲۶۵
۲۲۵	کشش کا اثر اشیاء اجرامی پر۔	۲۶۵
۲۲۶	حور و عین۔	۲۶۵
۲۲۷	احسان کا بدلہ احسان	۲۶۵
۲۲۸	جنّت کی شراب۔	۲۶۶
۲۲۹	قبلِ اسلام عورت کی اخلاقی حالت۔	۲۷۱
۲۳۰	نوید مسیحؑ۔	۲۷۲
۲۳۱	مسیحؑ کے سچّے پیرو رحمدل بنائے گئے۔	۲۷۲
۲۳۲	خدا ہر محفل میں ہے۔	
۲۳۳	خدا کے کلام کا دباؤ۔	۲۷۲
۲۳۴	منکرینِ قرآن کی کوشش۔	۲۷۲
۲۳۵	اسلام کا تفوق	۲۷۳
۲۳۶	مصیبت خدا کی مرضی سے وابستہ ہے۔	۲۷۴

۲۳۷	آسمان و زمین کا مادہ پیدائش۔	۲۷۵
۲۳۸	اچھوں کے بُرے بُروں کے اچھے۔	۲۷۶
۲۳۹	خالق حیات و موت۔	۲۷۶
۲۴۰	خدائی قلم کی قوتِ تحریر۔	۲۷۷
۲۴۱	نظام شمسی کی بربادی۔	۲۷۹
۲۴۲	طبیعتِ انسانی	۲۸۰
۲۴۳	خدا کا وقار۔	۲۸۱
۲۴۴	قوم نوح کے بُت۔	۲۸۲
۲۴۵	قوم اجنّہ مختلف مذاہب رکھتے ہیں۔	۲۸۳
۲۴۶	چاند و سورج کا قرب قیامت۔	۲۸۶
۲۴۷	زمین کی قوتِ کشش۔	۲۸۷
۲۴۸	موت کے فرشتے۔	۲۸۸
۲۴۹	زمین کی تخلیقی ترکیب۔	۲۸۹
۲۵۰	رسول اللہ کی بے التفاتی پر ہدایت۔	۲۹۰
۲۵۱	وضع حمل۔	۲۹۰
۲۵۲	ہنگامہ قیامت۔	۲۹۱
۲۵۳	حرکتِ رجعی کرنے والے ستارے۔	۲۹۲
۲۵۴	آسمانی بادشاہت کا دفتر۔	۲۹۳
۲۵۵	اعمال دنیا کا حساب قیامت میں۔	۲۹۴
۲۵۶	خدائی مذہب کے پیرو خواہ کسی نبیؑ کی امّت ہوں وہ مسلمان تھے۔	

۲۵۷	مادۂ تولید۔	۲۹۶
۲۵۸	اسلام کو برباد کرنیوالی تدابیر کا ردِ عمل۔	
۲۵۹	قوم عاد و ثمود کا تمدن۔	۲۹۹
۲۶۰	کرۂ زمین کی تباہی۔	۳۰۰
۲۶۱	راہِ دشوار۔	۳۰۱
۲۶۲	تزکیۂ نفس۔	۳۰۳
۲۶۳	خدا کی ذمہ داری۔	۳۰۳
۲۶۴	رسول اللہ کی غربت خود اختیاری تھی۔	۳۰۴
۲۶۵	قیامت کے زلزلے۔	۳۰۷
۲۶۶	قیامت میں انسان کی حالت۔	۳۰۸
۲۶۷	اسلام کے فروغ کی خوشخبری۔	۳۱۱
۲۶۸	توحید خالص۔	۳۱۲
۲۶۹	خالق نور و ظلمت ہی خالق اسلام و کفر ہے۔	۳۱۳
۲۷۰	اسلام کسی خاص نبی کے مذہب کا نام نہیں۔	۳۱۳
۲۷۱	جدید قانون کے نفاذ سے سابقہ قانون منسوخ ہو جاتا ہے۔	۳۱۴
۲۷۲	اسلام کی بنیاد انسانی فطرت پر قائم کی گئی ہے	۳۱۴
۲۷۳	رسول اللہ اسلام پر خود عمل پیرا ہو کر نمونہ پیش فرماتے۔	۳۱۵
۲۷۴	دنیا کا سب سے پہلا خانۂ خدا۔	۳۱۶
۲۷۵	یتیموں کی نگہداشت	۳۱۸
۲۷۶	کثرت ازدواج کی اجازت کا راز۔	۳۱۹
۲۷۷	اولاد کے حصص ترکہ میں۔	
۲۷۸	لونڈیوں کی اصلاح کا طریقہ۔	۳۲۱
۲۷۹	محرمات۔	۳۲۲
۲۸۰	خودکشی کی ممانعت۔	۳۲۳
۲۸۱	نافرمان بیوی کی اصلاح۔	۳۲۳
۲۸۲	تیمم کی اجازت اس کا طریقہ۔	۳۲۴
۲۸۳	امانت کی واپسی۔	۳۲۴
۲۸۴	جہاد کی اجازت اور اس کی تعمیل۔	۳۲۵
۲۸۵	قتل خطا و عمد۔	۳۳۹
۲۸۶	قصر نماز۔	۳۴۰
۲۸۷	انصاف و سچی گواہی۔	۳۴۱
۲۸۸	اگلے رسولؐ اور انکی کتب پر ایمان۔	۳۴۱
۲۸۹	بھائی بہن کی میراث۔	۳۴۲
۲۹۰	حرام غذائیں۔	۳۴۳
۲۹۱	کتابیہ عورتیں۔	۳۴۵
۲۹۲	وضو کا طریقہ	۳۴۵
۲۹۳	چوری کی سزا۔	۳۴۶
۲۹۴	آیات قرآنی کا معاوضہ نہ لینا۔	۳۴۷
۲۹۵	نیک کاموں میں جلدی۔	۳۴۷
۲۹۶	قسموں کا کفارہ۔	۳۴۸
۲۹۷	شراب اور جوا۔	۳۴۸

۲۹۸	موت بحالت سفر ہو تو وصیت	۳۴۹
۲۹۹	پابندی نماز	۳۵۰
۳۰۰	قتل اولاد کی ممانعت۔	۳۵۱
۳۰۱	فضول خرچی کی مذمت۔	۳۵۲
۳۰۲	زمین میں فساد نہ کرنا۔	۳۵۳
۳۰۳	جنگ میں ثابت قدمی۔	۳۵۴
۳۰۴	خیانت۔	۳۵۴
۳۰۵	تنسیخ عہد۔	۳۵۵
۳۰۶	اقدام صلح	۳۵۵
۳۰۷	توکل بہ خدا۔	۳۵۵
۳۰۸	مصرف صدقات۔	۳۵۶
۳۰۹	سچ بولنا۔	۳۵۶
۳۱۰	خدا پر بھروسہ	۳۵۶
۳۱۱	احسان کرنا۔	۳۵۷
۳۱۲	مساوی بدلہ لینا۔	۳۵۸
۳۱۳	ماں باپ کا ادب۔	۳۵۹
۳۱۴	بخل کی مذمت۔	۳۶۰
۳۱۵	ممانعت زنا۔	۳۶۱
۳۱۶	یتیم کا مال نہ کھانا	۳۶۱
۳۱۷	ناپ تول	۳۶۲
۳۱۸	غرور	۳۶۲
۳۱۹	بدی کا ازالہ	۳۶۲
۳۲۰	زنا کی سزا۔	۳۶۲
۳۲۱	مشرک عورت سے عقد کی ممانعت۔	۳۶۳
۳۲۲	تہمت زنا۔	۳۶۳
۳۲۳	غیر کے گھر میں بغیر اجازت نہ جانا۔	۳۶۴
۳۲۴	عصمت کی حفاظت۔	۳۶۴
۳۲۵	عورت کے سنگار کی پردہ داری۔	۳۶۴
۳۲۶	بیوہ عورت کا نکاح۔	۳۶۵
۳۲۷	اہل کتاب سے مذہبی مباحثہ۔	۳۶۷
۳۲۸	بچّے کی دودھ چھڑائی کی مدت۔	۳۶۸
۳۲۹	بیوی کو ماں کہنا۔ کسی کے بچّے کو پال لینا۔	۳۶۸
۳۳۰	طریقۂ پردہ۔	۳۶۹
۳۳۱	خبروں کے صداقت کی تحقیق۔	۳۷۲
۳۳۲	بر سر جنگ مسلمان جماعتوں میں صلح کرانی۔	۳۷۲
۳۳۳	مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔	۳۷۲
۳۳۴	توہین قومی کی ممانعت۔	۳۷۴
۳۳۵	غیبت کی ممانعت۔	۳۷۴
۳۳۶	احسان کا بدلہ۔	۳۷۴
۳۳۷	بیوی کو ماں کہنے کی سزا۔	۳۷۵
۳۳۸	آداب مجلس۔	۳۷۶
۳۳۹	نفس کا محاسبہ۔	۳۷۶
۳۴۰	مسلمان عورت کافر کو جائز نہیں۔	۳۷۷
۳۴۱	ان ہونی بات نہ کہنا۔	۳۷۷

۳۴۲	جمعہ کی نماز۔	۳۷۸
۳۴۳	سخاوت کی ہدایت۔	۳۷۹
۳۴۴	طریقۂ طلاق۔	۳۷۹
۳۴۵	حصول علم۔	۳۸۱
۳۴۶	مسلمان کی ایذا رسانی۔	۳۸۱
۳۴۷	عقائد اسلام۔	۳۸۲
۳۴۸	قرآن نے اپنے پیرؤں کیساتھ کس طرح کا سلوک کیا۔ قرآن کی خوبیاں۔	۳۸۳ تا ۳۹۲
۳۴۹	قرآن عربی میں کیوں نازل ہوا	۳۹۳
۳۵۰	عربی ساری زبانوں کی ماں ہے۔	۳۹۴
۳۵۱	حضرت آدمؑ جنت سے لنکا میں پہنچائے گئے	۳۹۴
۳۵۲	حضرت آدمؑ کی دنیاوی زندگی شہر مکہ میں شروع ہوئی۔	۳۹۵
۳۵۳	عربی کے بعد مختلف زبانیں کیونکر بنیں۔	۳۹۵
۳۵۴	عربی سے دوسری زبانوں کے ماخذ ہونے کا معمولی ثبوت۔	۳۹۵
۳۵۵	عربی زبان زندہ زبان ہے۔	۳۹۶
۳۵۶	حضرت آدم کا عبادت خانہ جس کو اب کعبہ کہتے ہیں۔	
۳۵۷	یمن۔ بابل۔ نینوا۔ اسیریا۔ مصر وغیرہ کا قدیم تمدن۔	۳۹۷
۳۵۸	آرین قوم کی بُت پرستی و یزدان پرستی	۳۹۷
۳۵۹	رسول اللہؐ کسی جامعہ یا دارالعلوم کے طالب علم نہ تھے۔	۳۹۸
۳۶۰	رسول اللہؐ کی سوانح حیات دنیا کے اولوالعزم مُصلحوں کی سوانح حیات کا مجموعہ تھی۔	۳۹۸
۳۶۱	قرآن۔ انجیل۔ توریت کا طرزِ بیان۔	۳۹۹
۳۶۲	توریت شریف اور انجیل مقدس کے چند احکام۔	۴۰۰ تا ۴۰۷
۳۶۳	گذارش۔	۴۰۷

تمام شد

۳۷۷۳۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت انسان کی شخصیت بھی ایک عجیب و غریب شخصیت ہے جسکے سمجھنے میں ملائکہ کے استاد نے بھی غلطی کی یہ ذات خیر و شر کی دو زبردست قوتوں کا مجموعہ ہے اور ان ہی صفات کا ان سے ظہور ہوتا رہتا ہے اور ان دونوں قوتوں کے عملی نتائج کا معاوضہ قبل پیدائش آدم وجود میں لایا گیا ہے جسکو جنت دوزخ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ان دونوں قوتوں کا خالق ایک ہی ہے جدا جدا نہیں اگر جدا ہوتے تو ہر ایک قوت کا خالق اپنے طرفداروں کو مستحق جنت جانتا جو ایک خطرناک صورت ہوتی اور یہی خواہش کائنات کی بربادی کا باعث ہو جاتی ایک بادشاہ جو امور سلطنت کے انصرام کے لئے جس طرح تمام قوتوں کا مالک و مختارِ کُل ہوتا ہے اور اپنی شاہی میں کسیکو سہیم یا دخیل نہیں رکھتا اسیطرح کائنات کے بادشاہ کو بھی آزاد خود مختار تمام قوتوں کا مالک کسی حصہ دار کی شرکت سے پاک منزہ رہنا ضروری ہے ورنہ کائنات کے بقا اور اسکے امن و سلامتی میں خرابی پیدا ہو جائیگی۔ دنیا کے بادشاہ کو اپنے قائم مقام کی ضرورت ہے اسلئے کہ بادشاہ کا وجود دائمی نہیں۔ مگر کائنات کے شہنشاہ کو کسی قائم مقام کی ضرورت مطلق نہیں کیونکہ اس کی دائمی شاہی کیلئے اس کا وجود بھی ازلی و ابدی ہے۔ دنیا کے بادشاہ کو اپنا قائم مقام پیدا کرنے کیلئے جوڑے کی ضرورت ہے لیکن جس بادشاہ کو بادشاہی کیلئے ولی عہد کی حاجت ہی نہیں اسکو بیوی کی کچھ ضرورت نہیں نتیجہ یہ ہے کہ نہ اوس کی ذات میں کوئی شریک ہمسر اور نہ صفات میں اور نہ حکومت میں اسکا انتظامِ سیاست ٹھوس ہے جسمیں کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں ساری کائنات کی

عمل پیرائی کیلئے قانون مدوّن کر دیا گیا جس میں تغیر و تبدل کی نوبت ہی نہیں آتی البتہ کائنات کی ذی حیات مخلوق کیلئے جو ذی عقل و ذی شعور بھی پیدا کی گئی ہے وقتاً فوقتاً قانون نافذ کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ یہ مخلوق مائل بہ فطرۃ نہیں بلکہ مخل بہ فطرۃ ہوا کرتی ہے اسکی روحی یا ضمیری قوت اسکی فطرۃ ہے اور اسکی نفسی قوت اسکی جبلت ہے پس دونوں کے تصادم کی صورت میں اسکو دونوں میں سے کسکی طرفداری کرنا نافع ہو سکتا ہے یہ اسکو معلوم نہ تھا اسلئے بذریعہ قانون اسکا علم کرایا گیا اسی قانونِ قدرت کا نام مذہبی یا آسمانی کتاب ہے۔ جسکو آسمانی بادشاہ نے اپنے وزراء یا نائبوں کے ذریعہ اپنی رعایا تک پہنچایا ہے یہ قانون ظاہر کرتا ہے کہ کونسا کام بادشاہ کی مرضی کے موافق ہے اور کونسا عمل اسکے منشاء کے مخالف ہے یہ قوانین بھی کبھی کبھی بدلدیئے گئے ہیں جسکی وجہ پہلا منسوخ اور پچھلا ناسخ ٹھہرا۔ جس طرح دنیا کے بادشاہ ملکی حالات و رعایا کے خیالات میں تبدیلی پاکر اپنا قانون بدلتے رہتے ہیں اور اسکو کبھی سخت اور کبھی نرم بناتے ہیں اسیطرح اس بادشاہ نے بھی اپنی مخلوقات کے طبعی حالات، روحی خیالات، دلی جذبات کے لحاظ سے جس قسم کے احکام انکے لئے موزوں و مناسب تصور فرمایا انکو نافذ فرمایا اگر وقتِ واحد میں ہمیشہ کیلئے ایک قانون مدوّن کر دیا جاتا تو انسان کو اسکا امتیاز کرنا دشوار ہو جاتا کہ کونسے احکام اسکے لئے لائق تعمیل ہیں اور کونسے آئندہ نسلوں کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔ فرض کیا جائے کہ ایک جگہ پچاس وقت کی عبادت دوسری جگہ پانچ وقت کی تیسری جگہ ایک وقت کی۔ ایک جگہ بیوی کی کوئی تعداد نہ ہو۔ دوسری جگہ ایک تیسری جگہ چار۔ ایک موقعہ پر بیوی کو شوہر کی پوری جائداد دوسری دفعہ کچھ نہیں تیسری جگہ آٹھواں حصہ یا چوتھا حصہ تو بتلائیے کہ کیا دشواریاں تعمیل کرنے والوں کو لاحق ہوتیں اسکے ازالہ کیلئے یہ صورت اختیار کیگئی۔ دنیا میں ایسے متعدد قانون آئے۔ ان قوانین کے فحواء و منشاء کے خلاف بعض اوقات انکے پیرو اپنے ذاتی خیالات کی ان میں آمیزش کر دیئے جسکی وجہ دوسرے قانون کی ضرورت داعی ہوئی تھا کہ قدرت کے حقیقی منشاء کا احیاء و اجراء ہو سکے یوں تو دنیا میں بہت ساری مذہبی کتابیں آئیں لیکن

اُن میں چند ہی موجود ہیں جن میں عام طور سے زند استاء۔ وید۔ توریت۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن ہیں جو زیادہ مشہور و معروف ہیں انکے سوا بدھ مت۔ جین مت کنفوشش مذہب کے پیرو بھی کتابیں رکھتے ہیں۔ مذہبی کتب کا اصول مقصد انسانوں کو خدا کی توحید کا قائل بناکے ایک مرکز پر قائم کرنا اور انھیں صفات حسنہ اور اعمال صالح اختیار کرنے کا شوق دلاکے امن عالم کو برقرار رکھنا تھا لیکن جب کبھی یہ غائت پوری نہ ہونے لگی تو دوسری کتاب پہلی کی جگہ لے لی اور اس نے پھر دنیا والوں کو توحید کے خالص نکتہ پر لالیا چنانچہ اس اصول کو روشن و قائم کرنے والی کتاب قدیم کتابوں کے بعد قرآن ہے اس کتاب میں بھی فعل و اجتناب فعل کی ہدایات ہیں اور یہی چیز دنیاوی اعتبار سے بھی تمدن کے استحکام و استوار کی موجب ہے۔ کرنے کے احکام جیسے سخاوت کرنا ماں باپ کی اطاعت کرنا یتیموں کی خدمت کرنا۔ نہ کرنے کے احکام یہ ہیں کہ چوری نہ کرنا بزرگوں کی نافرمانی نہ کرنا زنا نہ کرنا سود نہ کھانا شراب نہ پینا جوّا نہ کھیلنا۔ دوسروں کا مال ناحق نہ کھانا۔ قتل نہ کرنا۔ کم نہ تولنا وغیرہ۔ ان احکام کو خدائی احکام جانکے اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا نام اس کتاب نے اسلام رکھا ہے اور ان احکام کا انکار اور ان سے سرکشی کرنے کا نام کفر رکھا ہے۔ غرض کہ یہ دو راہیں ہیں جن میں ایک روشن ہے دوسری اندھیری۔ ایک نور ہے دوسری ظلمت۔ ایک امن و سلامتی ہے تو دوسری ظلم و تباہی۔ مگر لطف یہ ہے کہ دونوں راہوں پر چلنے والے مطمئن ہیں اور یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ ہم ہی منزل مقصود پر پہنچینگے۔ دوسرا نہیں۔ قرآن کی حامل ایک ایسی ہستی تھی جو عرب کے وحشی ملک میں بمقام مکہ پیدا ہوئی تھی اپنی یتیمی و بیسری و بیکسی کی وجہ کسی استاد کے روبرو بیٹھکر ایک حرف بھی نہ سیکھی تھی مگر باوجود اسکے اس نے جو کتاب لکھائی ہے وہ مختلف علوم کی منبع و مخزن ہے۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ و ایمان ہے کہ وہ خدا کی کتاب ہے اور اس کا کلام پاک ہے۔ یہ سچ ہے مگر قطع نظر اس اعتقاد کے ہر انسان کیلئے جو ذوق و علم و تحقیق کا مذاق رکھتا ہو اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ اس بیش بہا خزانہ کے جواہرات پرکھے تاکہ اسکے اصلی یا نقلی سچے یا جھوٹے ہونے کا اطمینان ہو سکے

عاجز نے بھی اسی نکتہ نگاہ سے اسکی جانچ کی تو سارے کلام میں دو نوع کے سلسلہ کلام کو پایا ایک تو وہ ہے جو خالص خالق ہی کا کلام ہے اور دوسرا وہ ہے جو مخلوق کا تھا لیکن خالق نے انکے اقوال کو جو مختلف زبانوں میں ان مخلوقات نے کہے تھے انکو عربی زبان میں انتہائی فصاحت و بلاغت کے پیرایہ میں دُہرادیا ہے۔ لیکن یہ سارا کلام خدا ہی کا ہے جیسا کہ بعض مصنفین اپنی کتابوں میں دوسروں کے کلمات کو بھی شریک کردیتے ہیں اسیطرح قرآن میں بھی ہوا ہے۔ مثلاً اگر گلستاں میں سعدی نے دوسروں کے کلام کا اعادہ کیا بھی ہے تو گلستاں کو سعدی ہی کا کلام کہینگے نہ کہ تفریق کے ساتھ۔ مگر یہ بات قابل یادداشت ہے کہ سعدی نے بھی دوسرے اشخاص کے معمولی کلام کو اپنی بہترین زبان کا جامہ پہنا دیا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو کلام میں نقص آجانے کے باعث لوگوں کو اسکے مطالعہ میں دلچسپی نہ ہوتی جسکی وجہ سعدی کی یہ غرض کہ لوگ اسکے مطالعہ سے بصیرت حاصل کریں پوری نہ ہوسکتی ایک مہذب و شستہ کلام کے ساتھ بالکل معمولی کلام جو جاہل اشخاص یا دہقانیوں کی زبانوں سے نکلا ہوا ہوتا ہے شامل کردیا جائے تو سارے کلام کی یوں ہی گت بنجائیگی جیسا کہ شہد بھرے ہوئے ظرف میں پانی کے چند قطرے ڈالدینے سے شہد کی ہوجایا کرتی ہے۔

اس حکمت کی بدولت قرآن میں یہ عمدگی پیدا ہوگئی کہ سارا کلام دیکھئے کسی مقام پر طبیعت نہ اکتاتی اور نہ سیر ہوتی ہے ذوق مطالعہ میں کسی طرح کی کاہشگی پیدا ہی نہیں ہوتی کلام کے تاثرات کا یہ عالم ہے کہ عالم تو کجا وہ شخص بھی جو قرآن کی معنی و مطلب کو مطلق نہ سمجھ سکتا ہو فقط اسکی تلاوت کی حلاوت سے ہی محظوظ ہوتا رہتا ہے دنیا کی کوئی کتاب اس بات کا فخر نہیں رکھتی کہ سیکڑوں بار اس کا مطالعہ کیا جائے تو بھی اسمیں لذت دید باقی رہیگی۔ البتہ یہ فخر و امتیاز ضرور قرآن کو حاصل ہے کہ ہزاروں بار اسکو پڑھا جائے پھر جب کبھی پڑھا جائیگا طبیعت کو لطف ہی حاصل ہوگا بدکیفیت کبھی پیدا ہی نہ ہوگی اور یہ قرآن کا زبردست ترین معجزہ ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کو کبھی سیر ہونے ہی نہیں دیتا

ہر وقت ہل من مزید کی صورت واقع ہوا کرتی ہے۔

اس کلام کے اظہار سے قبل رسول عربیؐ کی دو حالتیں ہوا کرتی تھیں ایک تو یہ آپ بلا کسی قسم کے تغیر مزاج کے کلام سنانا شروع فرمادیتے اور کاتب وحی فوراً قلمبند کرتے۔ اور دوسری حالت یہ ہوتی کہ اظہار کلام سے قبل آپ پر بیہوشی کی سی کیفیت طاری ہوتی اور جاڑوں کے موسم میں بھی آپ پسینہ سے تر ہو جاتے۔ اگر آپ سوار رہتے تو ایسی نوبت پر سواری بھی بیٹھ جاتی کیونکہ جانور میں بھی حمل کی قوت برداشت باقی نہ رہتی چلنے کی قابلیت تو اس میں مطلق نہ رہتی۔ اس عالم میں کلام آپ کی زبان سے خود بخود بلا ارادہ و بغیر آورد جاری ہو جاتا اور لوگ سنتے جاتے اور لکھتے جاتے غرضکہ پروردگار عالم نے اپنے کلام کے ذریعہ جن کلاموں کا اعادہ فرمایا ہے انمیں فرشتوں۔ انسانوں۔ جنوں۔ حیوانوں۔ سب ہی کا کلام داخل ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ ہر ایک کلام کا انداز بیان بھی مختلف ہے چنانچہ پروردگار عالم کے خالص ذاتی کلام میں شوکت وعظمت و جلال و دبدبہ مہر و قہر نمایاں ہے۔ فرشتوں اور نیک انسانوں کے کلام میں عجز فروتنی خاکساری انکساری عیاں ہے۔ شیاطین اور بدبخت انسانوں کے کلام میں سرکشی۔ نخوت۔ جہالت پنہاں ہے۔ مختصر یہ کہ ہر ایک کی آن و بان نرالی ہی ہے جو دقیق نظری سے نظر میں آتی ہے بغرض ملاحظہ سارے قرآن میں سے ہر ایک نوع کے کلام کے گوناگوں نمونہ پیش کئے جاتے ہیں ناظرین ملاحظہ کرکے خود غور فرمالیں۔ ترجمہ آیتہ۔ میں ابتدا کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے سب تعریفات اللہ کو زیبا ہیں جو رب ہے تمام عالموں کا جو بڑا مہربان اور بیحد رحم والا ہے جو مالک ہے روز حساب کا (اے خدا) ہم تیری ہی بندگی و عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے اعانت چاہتے ہیں۔ بتلا ہمیں سیدھی راہ راہ ان لوگوں کی جنپر تو نے انعام فرمایا۔ نہ راہ ان لوگوں کی جنپر تو نے غضب ڈھایا اور نہ ان لوگوں کی راہ جو سیدھی راہ سے بھٹک گئے یہ کلام خاص پروردگار کا ذاتی کلام ہے۔ جو انسان کو اسطرح کہنے کیلئے کہکر سکھایا گیا ہے۔

ترجمہ آیتہ - الم - کلام ذات ہے. جسکے معنے خدا ہی جانے -
ترجمہ آیتہ - ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شبہ نہیں راستہ دکھاتی ہے خدا سے خوف کرنیوالوں کو -
وہ خدا سے خائف ہونے والے لوگ ایسے ہیں کہ جو یقین لاتے ہیں پوشیدہ چیزوں پر اور قائم
رکھتے ہیں نماز کو اور جو بھی ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں - اور وہ لوگ ایسے ہیں
جو یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری جانب نازل کیگئی ہے اور اُن کتابوں پر بھی جو تم سے قبل
اتاری جا چکی ہیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں - کلام ذات یعنے خاص خدا ہی کا کلام ہے
ترجمہ آیتہ - بیشک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ تم انکو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ
ایمان نہ لائینگے - کلام ذات ہے - آیتہ - چالبازی کرتے ہیں خدا سے اور ان لوگوں سے جو خدا پر
ایمان لائے ہیں اور درحقیقت وہ کسی کے ساتھ بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات کے
اور وہ اس بات کا شعور نہیں رکھتے ان کے دلوں میں برا مرض ہے پس اور بھی بڑھا دیا اللہ نے
انکا مرض اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے - اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ کہا کرتے تھے - اور
جب ان سے کہا جاتا ہے کہ فساد مت کرو زمین میں تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح ہی کرنے والے
ہیں - یاد رکھو بیشک یہی لوگ فسادی ہیں لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے - جب ان سے کہا جاتا ہے
تم بھی اسیطرح ایمان لاؤ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں گے
جیسا کہ ایمان لائے ہیں یہ بے وقوف یاد رکھو بیشک یہی بے وقوف ہیں پر اسکا علم نہیں
رکھتے - کلام ذات ہے اور کافروں کا کلام شامل ہے ع البقرہ ۲ -
ترجمہ آیتہ - اے لوگو عبادت کرو اپنے رب کی جسنے پیدا کیا تمکو اور اُنکو جو تمہارے سے پہلے
ہو چکے ہیں تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان
کو چھت اور اتارا آسمان کی طرف سے پانی پھر نکالے اس پانی کے ذریعہ میوے رزق تمہارے لئے
تو نہ ٹھہراؤ اللہ کے ہم رتبہ کسی غیر کو اور تم جانتے سمجھتے ہو - اور اگر تم شک میں پڑے ہو
اس کی نسبت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنے بندے (محمدؐ) پر تو لے آؤ ایک سورت

اس جیسی اور بلالو اس کام میں مدد کے لئے اپنے حمایتیوں کو بجز اللہ کے اگر تم سچے ہو۔ پھر تم اگر یہ کام نہ کر سکو اور قیامت تک بھی نہ کر سکو گے تو پھر بچو دوزخ کی آگ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار شدہ رکھی ہے کافروں کیلئے۔ کلام ذات ہے۔ قرآن کی سورتوں کے مثل صرف ایک ہی سورت بنا دینے کی خواہش تمام دنیا کے منکرین سے کیجا رہی ہے۔ دعوے کو تیرہ سو برس سے زائد ہو گئے مگر کسی نے قبول کیا اور نہ تکمیل کر کے اس کا رد ہی کیا اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اتنا بڑا بول فصحاء عرب کے مقابلہ میں ہرگز بول نہ سکتے اسلئے کہ آپ تو محض غیر لکھے پڑھے شخص تھے۔ پ ع البقرہ ۲۔

ترجمہ آیتہ۔ اے رسول جسوقت ارشاد فرمایا تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہ میں بناؤنگا زمین میں بالیقین ایک نائب۔ فرشتے عرض کئے کیا آپ پیدا فرمائینگے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کرینگے اسمیں اور خونریزیاں مچائینگے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں اور آپ کی پاک ذات کی یاد میں لگے رہتے ہیں۔ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں ان امور کو جنکو تم لوگ نہیں جانتے۔ پ ع البقرہ ۲۔ خدا کے کلام کے ساتھ فرشتوں کا کلام شامل ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جسوقت حکم دیا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدے میں گر جاؤ آدم کے سامنے تو سب سجدے میں گر پڑے بجز ابلیس کے کہ اُس نے کہنا نہ مانا اور مغرور اور کافر ہو گیا۔ پ ع البقرہ ۲ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ ان امور کا اظہار کن معلومات کی بناء پر کرتے جبکہ آپ بے علم تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کرو تم اور تمہاری بیوی بہشت میں اور کھاؤ دونوں اسمیں سے فراغت سے جس جگہ چاہو اور قریب نہ پھٹکو اس درخت کے ورنہ تم بھی انہی میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا آپ نقصان کر لیتے ہیں۔ پس لغزش دیدی شیطان نے آدم و حوا کو اس درخت کی وجہ سے سو برطرف کر کے رہا ان کو اس راحت سے جس میں وہ تھے اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو تم میں سے ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور تمکو زمین میں

کچھ عرصہ تک ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ہے ایک مدت معینہ تک پ۱ البقرہ کلام ذات ہے
ترجمہ آیتہ۔ اے اولاد یعقوب۔ تم لوگ ہماری اس نعمت کو یاد کرو جو ہم نے تمہیں انعام
میں دی تھی اور اس کو کہ ہم نے تمکو تمام جہان والوں پر فوقیت دی تھی۔ اور جب رہائی
دی ہم نے تمکو فرعون کے لوگوں سے جو فکر میں لگے رہتے تھے تمہاری سخت آزاری کے ذبح
کرتے تھے تمہاری نرینہ اولاد کو اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری لڑکیوں کو اور اس میں
ایک بڑا امتحان تھا تمہارے رب کی طرف سے۔ اور جب شق کر دیا ہم نے تمہاری خاطر دریا
کو پھر ہم نے بچا لیا تمکو اور ڈبو دیا فرعون والوں کو اور تم (یہ تماشہ اپنی آنکھوں سے) دیکھ
رہے تھے پ۱ البقرہ کلام ذات ہے۔ اگر خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسول عربی کو یہ تمام واقعات
کیونکر معلوم ہوسکتے تھے اس لئے کہ آپ تاریخ دان تو تھے نہیں۔
ترجمہ آیتہ۔ اور جب کہ وعدہ کیا تھا ہم نے موسٰے سے چالیس رات کا۔ پھر تم لوگوں نے
بنا لیا گوسالہ موسٰی کے بعد اور تم نے ظلم اختیار کر رکھا تھا۔ کلام ذات ہے۔ موسٰی علیہ السلام
کو چالیس رات طور کے پہاڑ پر رہنے کا حکم ہوا اور وہ تعمیل حکم کے لئے وہاں رہ گئے آپکے غیاب
میں آپکی قوم گائے کے بچھڑے کی مورت بنا کر اوس کی پوجا شروع کر دی۔
ترجمہ آیتہ۔ اور جب موسٰی نے اپنی قوم کیلئے پانی ملنے کی دعا مانگی تو ہم نے حکم دیا کہ
اپنے اعصا کو فلاں پتھر پر مارو (چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا) پس فوراً پھوٹ نکلے اس سے
بارہ چشمے معلوم کر لیا ہر ایک آدمی نے اپنے پانی پینے کا مقام۔ کھاؤ اور پیو اللہ کے
رزق سے اور حد سے نہ گذرو فساد کرتے ہوئے زمین میں پ۱ البقرہ۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن
خدا کا کلام نہ ہوتا تو یہ صدیوں پہلے گذرے ہوئے واقعات رسول عربی کو کیا معلوم ہوتے۔
ترجمہ آیتہ یہ مسلمہ امر ہے کہ مسلمان اور یہودی اور عیسائی اور دہریہ جو شخص یقین رکھتا
ہو اللہ پر اور روز قیامت پر اور کام اچھے کرے ایسوں کیلئے اسکا صلہ بھی ہے ان کے
پروردگار کے پاس اور کسی قسم کا اندیشہ ہی نہیں انپر۔ اور نہ وہ مغموم ہونگے۔ کلام ذات ہے

اگر خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ صرف مسلمانوں کی نسبت ہی عمدہ خیال ظاہر فرماتے حالانکہ ہر مذہب و ملت والے کو خوشخبری سنائی جا رہی ہے۔ اور یہ دلیل صداقت قرآن ہے

ترجمہ آیتہ۔ اور تم جانتے ہی ہو اُن لوگوں کا حال جنہوں نے تم میں سے زیادتی کی ہفتہ کے دن میں تو ہم نے انکو کہدیا کہ تم بندر ذلیل بنجاؤ۔ پھر ہم نے اسکو ایک عبرت بنا دیا اُن لوگوں کیلئے بھی جو اس قوم کے ہمعصر تھے اور ان لوگوں کیلئے بھی جو بعد کے زمانہ میں آنیوالے تھے۔ اور نصیحت بنائی پرہیزگاروں کیلئے۔ ع البقرہ۲۔ کلام ذات ہے قوم یہود کو ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار نہ کرنے کی ہدایت ہوئی مگر انھوں نے حیلہ سے شکار کیا اس کے عیوض اُن پر عذاب نازل ہوا۔

ترجمہ آیتہ۔ پھر سخت ہو گئے تمہارے دل اسکے بعد پس وہ پتھر کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ سخت اور بعض پتھر تو ایسے بھی ہیں کہ اُنسے پانی کی نہریں پھوٹ کر نکلتی ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں اور نکل آتا ہے اسنے پانی۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ کے خوف سے اور اللہ ان کاموں سے بیخبر نہیں جو تم کر رہے ہو۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ ایسے ملک میں پیدا ہوئے جہاں میدان ریت سے پٹے ہوئے ہیں کوسوں پانی کا نام نہیں۔ پتھر کا پھٹنا اور اس میں سے پانی کا جاری ہونا ایسے ملک میں کہاں باوجود اسکے اس قسم کی عجائبات کا اظہار قرآن کے منجانب خدا ہونے کی دلیل ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ حقیقت یہ ہے کہ جسنے بُرائی کی اور گھیر لیا اسکو اس کے گناہوں نے تو وہی لوگ آگ میں دوزخ کے رہنے والے ہیں وہ اس میں دائم قائم رہینگے۔ اور جو لوگ خدا اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنتی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہینگے۔ کلام ذات ہے اسلام ایک عملی مذہب ہے بلا عمل صالح کے چنداں نفع بخش نہیں نیک عملی دنیا کے بقا کا بڑا وسیلہ ہے اگر بدعملی چو طرف پھیل جائے تو انسانوں کا شیرازہ تمدن درہم برہم ہو جائے اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو اسمیں ایسی پاک تعلیم نہ دیگئی ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اور یاد کرو جب ہم نے یہودیوں سے اقرار لیا کہ عبادت نہ کرنا اللہ کے سوا

کسی کی۔ اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور رشتہ داروں اور یتیموں کے ساتھ بھی
اور لوگوں سے اچھی بات کہنا۔ نماز کو قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا پھر تم سب کے سب بجز
تھوڑے لوگوں کے اس اقرار سے منحرف ہو گئے اور تم لوگ انحراف کرنے والے ہی ہو اور یاد کرو
جب ہم نے تم سے عہد و پیمان لیا کہ آپس میں خونریزی نہ کرنا اور اپنے لوگوں کو اپنے وطن سے
جلاوطن نہ کرنا پھر تم نے اقرار کیا اور تم گواہ ہو۔ پھر وہی تم ہو کہ خونریزی کرتے ہو آپس میں اور
نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقے کو اس کے وطن سے ایک دوسرے کی امداد کرتے ہو انکے مقابلہ
میں گناہ اور ظلم سے اور اگر وہی لوگ آ جائیں تمہارے پاس قید ہو کر تو معاوضہ دیکر چھڑا لیتے
ہو۔ حالانکہ حرام کر دیا گیا تھا تم پر انکا نکالنا بھی تو کیا مانتے ہو کتاب کی کچھ باتوں کو اور نہیں
مانتے کچھ۔ پس کچھ سزا اسکی جو کوئی تم میں یہ کام کرتا ہے اسکے سوا نہیں کہ دنیا کی زندگی میں
حقارت ہو اور قیامت کے دن پہونچائے جائیں شدید عذاب میں اور اللہ ان کاموں سے
جو تم کرتے ہو غافل نہیں ہے۔ ﴿پ۱ ع البقرہ۲﴾ کلام ذات ہے۔ رسول عربی کی بعثت سے پہلے بنی اسرائیل
کی جو حالت تھی اس کا خاکہ بیان فرمایا گیا ہے اگر یہ نفس الامری نہ ہوتی تو بنی اسرائیل شدو مد سے
ان الزامات سے انکار کرتے اور اپنی نیک کرداری کا اظہار کر کے قرآن کے دعوی کی تردید کرتے
مگر وہ ایسا کرنے کی جرأت ہی نہ کر سکے۔ قرآن کے بیان کے بموجب وہ تیرہ سو برس سے برابر
دنیا میں ذلیل ہیں کہیں بھی انکی بادشاہت و حکومت نہیں یہ پیشنگوئی قرآن کی صداقت پر دال ہے۔
ترجمہ آیتہ۔ اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پے در پے آئے انکے بعد رسول۔ اور دئیے ہم نے
مریم کے لڑکے عیسیٰ کو ظاہر معجزے اور مدد دی انھیں روح القدس سے تو کیا جب کبھی لے آئے
تمہارے پاس کوئی رسول وہ حکم کہ جسکو تمہاری طبیعت نے پسند نہ کیا ہو۔ تم تکبر کرنے لگے۔
پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک کو قتل کیا۔ ﴿پ۱ ع البقرہ۲﴾ کلام ذات ہے موسیٰ علیہ السلام
کے بعد متعدد پیغمبر بنی اسرائیل کی رہبری کیلئے تشریف لائے مگر یا تو وہ جھٹلائے گئے یا قتل
کئے گئے بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے انکے ساتھ جو سلوک ہوا دنیا

جانتی ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی ان حقائق کا اظہار کن معلومات کی بنیاد
کرتے۔ ترجمہ آیتہ۔ اے نبی کہدو کہ جو کوئی جبریل کا دشمن ہو۔ ہوا کرے انہوں نے تو اتارا
ہے یہ کلام تمہارے قلب پر اللہ کے حکم سے۔ اور یہ ایسا کلام ہے جو کہ سچا بتلاتا ہے اس
کلام کو جو اس سے پہلے تھے اور اسمیں ہدایت اور خوشخبری درج ہے ایمان والوںکے لئے۔ پ١ ع١١ البقر ٢
کلام ذات ہے۔ قرآن کی صداقت کی بڑی دلیل یہی ہے کہ وہ اُن تمام کتابوں کی جو منجانب خدا نازل
ہو چکی ہیں تصدیق کرتا ہے۔ ترجمہ آیتہ۔ اور اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب پس جسطرف تم رُخ
کروگے ادھر ہی اللہ کا سامنا ہے۔ بیشک اللہ بڑی گنجائش والا باخبر ہے۔ اور وہ کہتے
ہیں کہ اللہ صاحب اولاد ہے حالانکہ یہ محض غلط خیال ہے وہ تو پاک ہے (اس صفت
مخلوقی سے) بلکہ اُسیکا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب اسیکے تابعدار ہیں وہ پیدا کرنے
والا ہے آسمان اور زمین کا اور جب ارادہ فرماتا ہے کسی کام کا تو بس اسکو فرما دیتا ہے کہ
ہو پس وہ ہو جاتا ہے۔ پ١ ع١٤ البقر ٢ کلام ذات ہے۔ اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ خدا کو کسی
شئی کے پیدا کرنے کیلئے نہ کسی قسم کے غور و فکر کی حاجت ہے اور نہ اسکے لئے خاکہ کی تیاری
اور مواد کے فراہم کرنے کی ضرورت اسکی قدرت کاملہ سے مادہ موجود ہے اسکے حکم کیساتھ
ہی مادہ اس چیز کی تیاری میں خود بخود مصروف ہو جاتا ہے جسکی بدولت شئی مطلوبہ عالم وجود میں
آجاتی ہے مادہ کے تغیرات پر خالق کی مرضی کا تصرف رہتا ہے مادہ صاحب ارادہ ہے اور نہ
ذیشعور۔ پس اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو کائنات کی پیدائش کا یہ راز
اور ارتقاء عالم کا یہ اسرار بھی مطلق معلوم نہ ہوتا۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے
اور اے ہمارے پروردگار بنا ہمکو فرمانبردار اپنا اور پیدا فرما ایک گروہ حکمبردار ہماری نسل
میں بھی اور ہمکو بتا ہماری عبادت کے طور طریقہ اور ہمکو معاف فرما بیشک تو ہی معاف فرمانے والا
مہربان ہے۔ اور اے ہمارے پروردگار روانہ فرما ان میں ایک پیغمبر انہی میں سے تاکہ پڑھے انپر

تیری آیتیں اور سکھائے علم کتاب سے اور پاک و صاف بنائے انکو (گناہوں سے) بالتحقیق
توہی زبردست صاحب تدبیر ہے۔ ع ۱۵ البقرہ ۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ کلام ہے جبکہ
آپ اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل کو لئے ہوئے بناء کعبہ کے وقت فرمائے تھے۔ کلام سے مخلصانہ
تمنا و شان بندگی ٹپک رہی ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو اُن کے
جدِ امجد کی یہ دعا بھی انھیں معلوم نہ ہوتی۔ یہ وہ دعائے خلیل ہے جو رسول عربی کی پیدائش
سے متعلق ہے۔ اثرِ دعا کو ملاحظہ فرمائیے ایک ایسی قوم جو سارے عالم میں بوجہ بدکاری کے
اپنا نظیر نہ رکھتی تھی ایسی پاک و صاف ہوئی کہ شرک و بت پرستی کی پلیدی اسکے وہم و گمان کو
بھی نہ چھو سکی نیک کرداریوں کا ایسا اعلیٰ و ارفع نمونہ حیات انسانی کیلئے پیش کی کہ انکی قدسی
صفاتی سے عالم بالا کی قدسی ہستیاں شرما گئیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھو کہ دولت و
ثروت کو راہِ خدا میں لٹا کر فقیر بنگئے خالق کی عبادت میں فنا ہوگئے تو مخلوق کی خدمت میں تباہ
ہوگئے۔ حضرت عمرؓ کی زندگی پر غور کرو۔ کون عمر وہی جو رسولِ عربی کا سر مبارک تن سے جدا
کردینے کا بیڑا اُٹھا کر برہنہ تلوار گلے میں ڈالے ہوئے اُنکے ہاں روانہ ہوئے تھے اور پھر دبدبۂ
رسالت سے مغلوب اور رحمت نبوت سے محبوب بنگئے تھے یہ وہ عمر تھے جو باوجود شہنشاہ معظم
بنجانیکے جھوپڑی میں سوتے تھے تاگہ نصیب نہ ہوتا تھا تو کھجور کے پتوں سے ریشہ نکال کر کپڑونکے
پیوندوں کو خود سیتے تھے سوکھے ٹکڑے کھاتے تھے اور تمام رات روٹیوں کی پوٹلی پیٹھ پر اُٹھائے
ہوئے معذور مفلس محتاج تنگدست بوڑھوں بوڑھیوں اور یتیم و بے نواؤں کو کھلاتے پھرتے
تھے ساری مخلوقات کی فکر اور اگر نہیں تو بس اپنے ہی نفس کی وجان کی آپکے گھر کا خرچ روزانہ اٹھ آنہ
تھا اسیطرح حضرت عثمان غنی کا حال بھی خدمت خلق میں بے حال تھا باوجود بیت المال کی
اَن گنت دولت کی مختاریت کے مسجد نبوی کی سیڑھیاں آپ کے آرام کیلئے مسہریوں کا کام
دیتی تھیں۔ اور حضرت اسد اللہ علی ابن ابیطالب تو شجاعتوں سخاوتوں کے میدانوں کے
سورما و مالک ہی تھے۔ شجاعت کا یہ حال کہ عرب کے سب سے بڑے مشرک پہلوان کو

بکوشش تمام پچھاڑا ہے اور اس کے سینے پر بیٹھے ہوئے موت کا مزہ چکھانا چاہتے ہیں کہ وہ
آپکے رخِ انور پر تھوک دیتا ہے اور معاً آپ اپنے موذی و جانی دشمن کو چھوڑ دیکر الگ ہو جاتے
ہیں وہ دریافت کرتا ہے کہ ایسے زرین موقعہ کو کیوں برباد کیا آپ جواب دیتے ہیں کہ میری
لڑائی تجھ سے محض خدا کے لئے تھی لیکن جب تو نے یہ حرکت کی تو لڑائی کا پہلو بدلگیا نفس کا
معاملہ آٹھیرا میرا کام نہیں کہ تجھ سے اپنے نفس کی خاطر لڑوں۔ سخاوت بھی دیکھئے کہ بیوی بچہ
آپ سب کے سب تین دن رات کے فاقہ کش ہیں ایسی حالت میں سائل سوال کرتا ہے
اور آپ بیوی بچوں کی اجازت سے دستر پر کی روٹی فقیر کے حوالے فرما دیتے ہیں۔ حالت نماز
میں سوال کیا جاتا ہے تو وہیں اپنی انگھوٹھی نکالدیتے ہیں۔ جنگل میں سوال ہوتا ہے تو وقتِ
واحد میں سو اونٹ خدا کے نام پر حوالہ کر دیئے جاتے ہیں اور لطف یہ کہ گھر میں کوڑی کفن کو
نہیں کیا بتاؤں ایسی ہزاروں لاکھوں پاکباز ہستیاں اس قوم میں پیدا ہو گئیں جو پہلے
مذہبی پاکی کے نام سے بھی آشنا نہ تھیں۔

ترجمہ آیتہ - اور تمہارا معبود وہ خدا ہے جو ایک ہے اور کوئی معبود نہیں اسکے سوا وہ بڑا
مہربان رحم والا ہے۔ بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں۔ اور رات اور دن کے الٹ
پھیر میں۔ اور نو جہازوں میں جو چلتے ہیں سمندروں میں اُن اشیاء کو لیکر جو فائدہ دیتی ہیں لوگوں کو
اور پانی کو جو اُتارا ہے اللہ نے آسمان کی طرف سے۔ پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اسکے
مرے پیچھے اور پھیلا دیئے اس میں ہر قسم کے جاندار اور ہواؤں کے پھیرنے میں اور بادل میں
جو گھرا ہے آسمان زمین کے درمیان ان سب میں (خدا کی معرفت کی) دلیلیں ہیں ان
[illegible] ۔ اور اکثر لوگ ایسے ہیں جو کہ بتاتے ہیں اللہ کے سوا شریک
[illegible] البقرۃ کلام ذات ہے۔ خدا کی
محبت ان کے ساتھ اپنا خرچ بھی شامل رکھو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ جانتا ہے
[illegible] کو سدھارنے والے کو اور اگر اللہ چاہتا تو تمکو مصیبت میں ڈالدیتا بیشک
[illegible] حکمت والا ہے۔ اور نکاح مت کرو کافر عورتوں کے ساتھ جبتک کہ وہ مسلمان

ترجمہ آیتہ - اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی جانیں اللہ کی رضا جوئی میں دیدیتے ہیں اور اللہ بیحد شفقت رکھتا ہے اپنے بندوں پر - پ۲ البقر - کلام ذات ہے - بندوں پر خدا کی جو عنایت ہے وہ ظاہر ہے باوجود رات دن کی بدکاریوں اور نافرمانیوں کے سب کی زندگی بڑے مزے سے گذرتی ہے اگر گرفت شروع ہوجائے اور سزا دیجانی لگے تو ایک دن جینا محال ہوجائے -

ترجمہ آیتہ - اے ایمان والو داخل ہوجاؤ اسلام میں کامل طریقے سے اور نہ چلو شیطان کے قدم بقدم بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے - پ۲ البقر - کلام ذات ہے

ترجمہ آیتہ - دنیاوی اسباب زندگی کافروں کو بھلے معلوم دیتے ہیں - اور وہ مسلمانوں کا تمسخر اڑاتے ہیں حالانکہ یہ جو کفر و شرک سے محترز رہتے ہیں ان کافروں سے اعلیٰ مراتب میں ہونگے قیامت کے روز اور اللہ تو رزق بیحساب عطا فرماتا ہے جسکو چاہتا ہے - پ۲ البقرہ - کلام ذات ہے -

ترجمہ آیتہ - اے رسول لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کیا کریں - تم کہدو کہ جو کچھ مال تمکو صرف کرنا ہے سو وہ ماں باپ کا حق ہے - اور قرابتداروں کا اور بے باپ کے بچوں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا اور جو کچھ بھی نیک کام کروگے اللہ اسکو خوب اچھی طرح جانتا ہے - پ۲ البقرہ - کلام ذات ہے - کتنی بہتر اخلاقی تعلیم ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کی ذاتی کتاب میں ایسی مستحسن ... ہوتی -

ترجمہ آیتہ - جہاد کرنا تمپر فرض کر دیا گیا ہے اور وہ تمکو گراں ہے ... ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں جانو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور عجب نہیں ... کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے حق میں مضر ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو ... البقر کلام ذات

مسلمانوں پر خدا کی راہ میں جنگ کرنا اسوقت فرض علیہ ... جو ...

ان کی جائیداد کو تاراج کرنے کیلئے ان پر حملہ آور ... آپ نے آرام کیلئے ... اور

دیتی تھیں - اور حضرت اسد اللہ علی ابن ابیطالب تو شجاعتوں سخاوتوں کے وطن کے سورما و مالک ہی تھے - شجاعت کا یہ حال کہ عرب کے سب سے بڑے مشرک ...

اپنی ذاتی کتاب میں اس طرح جنگ کرنے کو فرض بتلاتے اور نہ انکے بتلانے پر کوئی اثر ہوتا۔ اس حکم کا مسلمانوں پر جو اثر ہوا ہے اور ہوتا ہے اُس سے تاریخ کے اوراق پُر ہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبی۔ لوگ تم سے شہر حرام میں لڑائی کرنے کی نسبت دریافت کرتے ہیں تم کہدو کہ اس میں خاص طور پر لڑائی کرنا جرم عظیم ہے اور اللہ کی راہ سے روک ٹوک کرنا اور اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام کے ساتھ اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تھے ان کو اس سے خارج کر دینا جرم عظیم ہے اللہ کے نزدیک اور فتنہ پردازی کرنا قتل کرنے سے بڑھکر عیب ہے۔ اور یہ کفار تمہارے ساتھ ہمیشہ جنگ کرتے رہینگے اس غرض سے کہ اگر قابو حاصل کریں تو تمکو تمہارے مذہب سے منحرف کرادیں اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے پھر بحالت کفر ہی مرجائے تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہینگے۔ ع ۲۷ البقرہ ۲۔ کلام ذات ہے۔ آج تیرہ سو برس گذرنے کے بعد بھی کافر مسلمان سے ناراض ہی ہے اور یہی چاہتا ہے کہ مسلمان نہ مسلمان رہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسی سچی بات لکھی ہی نہ جاسکتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبی۔ لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں شراب اور قمار بازی کے متعلق۔ تم انسے کہدو کہ ان دونوں میں گناہ کی بڑی باتیں ہیں اور لوگوں کے لئے ان میں کچھہ فائدے بھی مضمر ہیں اور گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں۔ اور لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ کتنا خرچ کریں۔ تم کہدو کہ جتنا آسان ہو۔ اللہ اسیطرح احکام صاف صاف کھولکر بیان فرماتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت کے معاملات میں سوچ لیا کرو۔ اور لوگ تم سے یتیم بچوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں تم کہدو کہ انکی مصلحت کی اعانت ملحوظ رکھنا زیادہ مناسب ہے اور اگر تم ان کے ساتھ اپنا خرچ بھی شامل رکھو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ جانتا ہے بگاڑنے والے کو سدھارنے والے کو اور اگر اللہ چاہتا تو تمکو مصیبت میں ڈالدیتا بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ اور نکاح مت کرو کافر عورتوں کے ساتھ جبتک کہ وہ مسلمان

نہ ہو جائیں۔ اور بیشک مسلمان باندی بہتر ہے مشرک عورت سے گو وہ تمکو عمدہ ہی معلوم
ہو اور اپنی عورتوں کو کافروں کے نکاح میں نہ دو جبتک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور مسلمان
مرد غلام بہتر ہے کافر مرد سے گو وہ تمکو بھلا ہی معلوم کیوں نہ ہو۔ وہ دعوت دیتے ہیں
دوزخ کی اور اللہ دعوت دیتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے اور اللہ
اسواسطے اپنے احکام کھولکر بیان فرما دیتا ہے کہ لوگ ہوشیار ہو کر نصیحت پر عمل کریں۔ ع ۲۷ البقرہ
کلام ذات ہے۔ رسول عربی نے کبھی جوا کھیلا اور نہ شراب پی۔ پھر کیسے معلوم کہ شراب میں
بڑے نقصان کے ساتھ تھوڑا فائدہ بھی ہے آج ڈاکٹروں کو معلوم ہے کہ اسمیں نفع کیا ہے
اور نقصان کیا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو نہ یہ باتیں خود رسول عربی کو معلوم ہوتیں
اور نہ وہ اتنی عمدہ تعلیم اخلاق حمیدہ دیسکتے تھے۔ جوے اور شراب کے مضر اثرات اور اسکی
کرشمہ سازیوں کی داستانوں کے منجملہ ایک داستان ہندوستان کی وہ عظیم الشان جنگ مہابھارت ہے
جس میں لاکھوں مخلوق خدا تباہ و ہلاک ہوئی تھی خرچ کرنے یتیم نوازی کرنے۔ مشرکوں سے عقد
نہ کرنے کی نسبت جو حکیمانہ ارشاد ہیں وہ اس بات کی دلیل ہیں کہ منجانب خدا ہیں ورنہ
آپکی ذات سے تو ایسے احکام کی توقع نہ تھی اسلئے کہ آپنے تدبیر منزل و سیاست مدن کی تعلیم پائی نہ تھی
ترجمہ آیتہ۔ اور لوگ تم سے عورتوں کے ماہواری آنے والے خون کے متعلق حکم
پوچھتے ہیں۔ تم کہدو کہ وہ ناپاکی ہے۔ پس تم علیحدہ رہو عورتوں سے حیض کے وقت
اور انسے صحبت نہ کرو جبتک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں
تو ان کے پاس آؤ (جماع کرو) اس طرف سے جس طرف سے تمکو خدا نے اجازت عطا فرمائی ہے
بیشک اللہ چاہتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور محبت فرماتا ہے پاک صاف رہنے والوں کیلئے
ع ۲۸ البقرہ کلام ذات ہے۔ عورتوں کے حیض کے زمانہ میں انسے جماع نہ کرنیکا حکم ہو رہا ہے
اور جسمی پاکی اور لباس کی پاکی اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی جا رہی ہے۔ حیض کی حالت
میں عورت سے ہمبستری خوفناک چیز ہے اسلئے کہ اس سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور اسیطرح جسم

اور لباس کے غلیظ رہنے سے بھی صحت بگڑ جاتی ہے۔ جبکہ رسول عربیؐ حکیم و طبیب نہ تھے تو یہ طب و حکمت کی باتیں انہیں کیسی معلوم ہوئیں جبتک کہ خود حکیموں کے حکیم نے نہ بتائی ہوں
ترجمہ آیت۔ اے لوگو تمہاری بیبیاں (گویا کہ) تمہاری کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح سے چاہو۔ اور آئندہ کیلئے کچھ کرتے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ یقین رکھو کہ بیشک تم اللہ کے حضور میں پیش ہونے والے ہو۔ اور (اے رسول) ایسے ایماندار لوگوں کو خوشخبری سنا دو۔ ع ۲۸ البقرہ ۲۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو یہ بھی معلوم نہ ہوسکتا کہ اہل دنیا عورتوں سے مباشرت کرنے کیلئے انواع و اقسام کے طریقے ایجاد کرینگے اور پسند کرینگے اگر بیوی سے اس طرح صحبت کرنے کی اجازت نہ ہوگی تو فاحشہ عورتوں سے کرینگے چنانچہ آج یورپ کے عیسائی قومیں عورتوں سے جسطرح چاہیں ہم بستر نہو سکنے کی وجہ زنا خانوں میں مجبوراً اس طرح کا حظ اٹھا رہے ہیں۔ پیرس وغیرہ شہروں کے قحبہ خانے اس کی زندہ مثال ہیں۔ اسلام نے اس معاملہ میں کھلی آزادی دے رکھی ہے کہ بیویوں کیساتھ جس قسم سے چاہو صحبت کرلو۔
ترجمہ آیت۔ اُن لوگوں کیلئے جو قسم کھالیں اپنی بیوں سے علٰحدہ رہنے کی۔ چار مہینے تک کی مہلت ہے۔ پھر اگر رجوع کرلیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر چھوڑ دینے کا پکا ارادہ کرلیا ہے تو اللہ سُننے والا جاننے والا ہے۔ ع ۲۸ البقرہ ۲۔ کلام ذات ہے۔ عورت سے جماع نہ کرنے کی قسم کھائی جائے تو چار ماہ کے ختم کے بعد ہی جماع کرنا ہوگا اگر ایسا نہ کیا جائے تو عورت کو ہم صحبت ہونے یا مطلق چھوڑ دینے کی درخواست کرنیکا حق حاصل ہوجائیگا اگر اسکی درخواست قبول نہ کیجائے تو بذریعہ حکومت اسکی درخواست کا فیصلہ کرایا جائیگا اگر قرآن خدا کا کلام نہو تا تو کیسے رسول عربیؐ ایسے قواعد مدون فرما سکتے تھے درآنحالیکہ وہ کوئی قانون یا ضابطہ پڑھے ہی نہ تھے۔
ترجمہ آیت۔ اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپ کو روکے رکھیں تین حیض تک۔ اور

اُن عورتوں کو یہ بات حلال نہیں کہ خدا نے جو کچھ اُن کے پیٹ میں پیدا کیا ہے اسکو چھپا رکھیں اگر وہ عورتیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتی ہیں۔ اور ان عورتوں کے شوہر انکو پھر لوٹا لینے کا استحقاق رکھتے ہیں اس عدت کے اندر درآنحالیکہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں اور عورتوں کیلئے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل ان ہی حقوق کے ہیں جو ان عورتوں پر ہیں قاعدہ کے موافق اور مردوں کا انکے مقابلہ میں درجہ زیادہ ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ ع ۲۸ ۱۲ البقرہ ۲

کلام ذات ہے۔ اگر قرآن کا نزول منجانب خدا نہ ہوتا تو رسول عربی نے مردوں اور عورتوں کے حقوق کے متعلق یہ قواعد کیونکر بن سکتے تھے۔ طلاق دی ہوئی عورت تین حیض گذر جانے تک اور بصورت حمل بچہ ہونے تک دوسرے مرد کے ساتھ شادی نہیں کر سکتی۔ اگر عورت اپنا حمل ظاہر نہ کرے اور دوسرے سے شادی کرے تو اولاد کی ملکیت کے متعلق اگلے اور پچھلے شوہر کے درمیان جھگڑا پڑ جائے اسلئے انہیں حمل کا ظاہر کر دینا واجب ہوا۔

ترجمہ آیۃ۔ دو طلاق دو مرتبہ ہے۔ پھر خواہ رکھ لینا قاعدہ کے بموجب خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کیساتھ اور تمہارے لئے یہ بات حلال نہیں کہ کچھ بھی لو اس میں سے جو تم نے انکو عطا کیا تھا مگر یہ کہ میاں بیوی دونوں کو احتمال ہو کہ اللہ کے ضابطوں کو قائم نہ رکھ سکینگے سو تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابط خداوندی کو قائم نہ کر سکینگے تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اسمیں جسکو دیکر عورت اپنی سبکدوشی حاصل کر لیوے یہ خدائی ضابطے ہیں پس تم ان سے باہر نہ ہو جاؤ۔ جو شخص خدائی ضابطوں سے باہر نکلجائے سو ایسے لوگ اپنا نقصان کرنے والے ہیں۔ پھر اگر کوئی طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اُسکے لئے حلال نہیں اسکے بعد یہانتک کہ وہ اسکے سوا اور ایک خاوند کیساتھ نکاح کرے۔ پھر وہ اسکو طلاق دیدے تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بدستور پھر ملجائیں بشرطیکہ دونوں گمان غالب رکھتے ہوں کہ خداوندی ضوابط کو قائم رکھینگے اور یہ خداوندی ضابطے ہیں اللہ ان کو بیان فرماتا ہے کھولکر اُن لوگوں کیلئے جو ہوشمند ہیں۔ اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دی ہو پھر وہ اپنی عدت گذرنے کے قریب

پہنچ جائیں تو تم ان کو قاعدہ کے بموجب نکاح میں رہنے دو یا قاعدہ کے موافق انکو رخصت
کرو اور انکو ستانے کیلئے مت رکھو اس ارادہ سے کہ ان پر زیادتی کرنے لگو۔ اور جو شخص ایسا کریگا
تو وہ اپنا ہی نقصان کریگا۔ اور اللہ کے احکام کو کھیل تماشہ نہ سمجھو اور اللہ کی جو تم پر عنایتیں ہیں
ان کو یاد کرو اور اس کتاب اور حکمت کو جو اللہ نے تم پر اس حیثیت سے نازل فرمائی ہیں
کہ تم کو ان کے ذریعہ سے نصیحت فرماتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ ہر چیز کو
خوب جانتا ہے اور جب تم میں سے ایسے لوگ پائے جائیں کہ وہ اپنی عورتوں کو طلاق دیدیں
پھر وہ عورتیں اپنی میعاد بھی پوری ختم کرلیں تو تم ان کو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے
نکاح کرلیں جبکہ وہ راضی ہو جائیں آپس میں جائز طریقہ سے۔ اس مضمون سے نصیحت کیجاتی ہے
اس شخص کو جو تم میں سے اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو۔ اس نصیحت کا قبول کرنا
تمہارے لئے بڑی صفائی اور بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

پ۲ البقرہ ۲۹ - کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی ایسے مبصرانہ احکام
کس طرح ضبط تحریر میں لاتے۔ اسلام کی اشاعت سے پہلے عرب میں عورت کی حالت ناگفتہ بہ اور
اوسکی زندگی عالم یاس میں کٹتی تھی انکی کوئی عزت تھی اور نہ اوسکی عصمت کی کوئی قدر و منزلت
کیجاتی تھی۔ قرآن نے انھیں خاص امتیاز بخشا اور انکی ہستی کو نمایاں کیا۔ عبادات و معاملات
میں انھیں مردوں کے دوش بدوش لا کھڑا کیا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلایا کریں یہ مدت اسکے لئے ہے جو کوئی شیر خوارگی
کی تکمیل کرنا چاہے اور جسکا بچہ ہے اسکے ذمہ انکا کھانا ہے اور کپڑا قاعدہ کے موافق۔ کسی شخص کو حکم نہیں دیا
جاتا مگر اسکے حوصلہ کے موافق۔ کسی ماں کو تکلیف نہ پہونچانی چاہیئے اسکے بچہ کی وجہ سے اور نہ کسی باپ
کو تکلیف دینی چاہیئے اسکے بچہ کی وجہ سے۔ اور مثل طریق مذکورہ کے اسکے ذمہ ہے جو وارث ہو پھر اگر دونوں
دودھ چھڑائیں اپنی رضامندی اور مشورہ سے تو دونوں پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اگر تم لوگ اپنے
بچوں کو کسی اور انا کا دودھ پلوانا چاہو تو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ انکے حوالہ کردو

انکو دینا ہے قاعدہ کے بموجب اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب دیکھ رہا ہے۔ کلام ذات ہے۔ عورت کو طلاق دینے کی صورت میں اسکے شیر خوار بچہ کی پرورش کی سبیل بتلائی جارہی ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ حسن انتظام رسول عربی ﷺ سے کیسے ممکن تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جو لوگ تم میں مرجاتے ہیں اور بی بیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بی بیاں اپنے آپکو روکے رکھیں چار مہینے اور دس دن۔ پھر جب اپنی میعاد ختم کرلیں تو تمکو کچھ گناہ نہ ہوگا ایسی بات میں کہ وہ عورتیں اپنی ذات کیلئے کچھ (عقد کی) کارروائی کریں قاعدہ کے موافق۔ اور اللہ تمہارے تمام کاموں کی خبر رکھتا ہے۔ اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام (عقد) دینے کے بارہ میں کوئی بات اشارۃً کہو یا اپنے دل میں چھپا کر رکھو۔ اللہ کو یہ بات معلوم ہے کہ تم ان عورتوں کا ذکر مذکور کروگے۔ لیکن ان سے نکاح کا وعدہ مت کرو یہانتک کہ عدت مقررہ ختم کو پہنچ جائے اور یقین رکھو اس کا کہ اللہ کو اطلاع ہے تمہارے دلوں کی بات کی پس اللہ سے ڈرتے رہا کرو یقین رکھو کہ اللہ معاف بھی کرنے والا بردبار ہے۔ پ۲ ع۱۴ البقرۃ۔

ترجمہ آیتہ۔ تم پر کوئی مواخذہ نہیں اگر بیبیوں کو ایسی حالت میں طلاق دیدو کہ نہ انکو تمنے (یعنی جماع) ہاتھ لگایا ہے اور نہ انکے لئے کچھ مہر مقرر کیا ہے اور انکو ایک جوڑا (کپڑے) دیدو۔ صاحب وسعت کے ذمہ اسکی حیثیت کے موافق ہے اور تنگدست کے ذمہ اسکی حیثیت کے موافق جوڑا دینا قاعدہ کے موافق واجب ہے خوش معاملہ لوگوں پر۔ اور اگر تم ان بیبیوں کو طلاق دو قبل اسکے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ اور ان کیلئے کچھ مہر بھی مقرر کرچکے تھے تو جتنا مہر تمنے مقرر کیا ہے اسکا آدھا ہے البتہ یہ کہ وہ عورتیں معاف کردیں یا یہ کہ وہ شخص رعایت کردے جسکے ہاتھ میں (انکے) نکاح کا تعلق ہے اور تمہارا معاف کردینا تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور آپس میں احسان کرنے سے غفلت مت کرو بلاشبہ اللہ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتا ہے۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو یہ حسن انتظام اور یہ تدبیر منزل کی سبیل بندی ایک اُمی انسان سے کیسے ممکن تھی۔ حسن معاشرت کا سبق تو دیکھو

کہ بی بی کو طلاق دیدینے کے بعد بھی اسکے ساتھ احسان کرنے کی ہدایت فرمائی جارہی ہے کیا یہ کوئی بشری تعلیم کہلائی جاسکتی ہے۔ میرے نزدیک ہرگز نہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ حفاظت کرو ساری نمازوں کی اور درمیان والی نماز (عصر) کی اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے حضور میں خاکسار بنے ہوئے۔ پھر اگر تم کو اندیشہ ہو تو تم کھڑے کھڑے یا سواری پر بیٹھے بیٹھے پڑھ لیا کرو پھر جب تمکو اطمینان ہو جائے تو تم خدا کی یاد اُس طور سے کرو جو تمکو سکھلایا ہے جسکو تم جانتے نہ تھے۔ پ۲ع۱۵ البقرہ۔ کلام ذات ہے۔ نماز اسلام کا رکن اعظم ہے اسکے لئے خاص طور سے ادائی بروقت ارشاد ہو رہا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو خود رسول عربیؐ کو بھی نماز معلوم ہوتی اور نہ اوسکا طریقہ ہی معلوم ہوتا اسلئے کہ آپ تین سو ساٹھ بتوں کے پوجاریوں میں پیدا ہوئے تھے اور انھیں کو دیکھتے ہوئے بڑے ہوئے تھے پھر آپ کا طریقہ عبادت ساری قوم سے جداگانہ کسطور سے ہوسکتا تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور اللہ کے راہ میں قتال کرو اور یقین کر رکھو اسبات کا کہ اللہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔ کون شخص ہے جو اللہ کو قرض دے عمدگی سے قرض دینا پھر اللہ اسکو بڑھا کر بہت سے حصے کردیوے اور اللہ تنگی اور فراخی (رزق میں) فرماتا ہے اور تم اُسکی طرف لوٹائے جاؤگے

پ۲ع۱۶ البقرہ۔ کلام ذات ہے۔ اسلام کی اور مسلمانوں کی حفاظت میں لڑنا خدا کی راہ میں لڑنا ہے۔ اور مصارف جنگ میں ہاتھ بٹانا خدا کو قرض دینا ہے اور اس حکم کی تعمیل میں ذات رسولؐ بھی پابند ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اپنی جان کو اسطرح خود معرض خطر میں نڈالتے۔

ترجمہ آیتہ۔ تجھکو بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ جو موسےٰ کے بعد ہوا ہے تحقیق نہیں ہوا۔ جیسا کہ ان لوگوں نے اپنے ایک پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر فرمادیجئے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ کریں ان پیغمبر نے فرمایا کہ کیا یہ احتمال ہے کہ اگر تمکو جہاد کا حکم دیا جائے تو تم جہاد نہ کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے واسطے ایسا کون سبب ہوگا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں حالانکہ ہم اپنی بستیوں اور اپنے لڑکوں سے بھی جدا کردیے گئے ہیں پھر جب اِن لوگوں کو جہاد کا حکم ہوا تو

بجز ایک قلیل تعداد جماعت کے سب پھر گئے اور اللہ ظالم لوگوں کو خوب جانتا پہچانتا ہے۔ اور ان لوگوں سے انکے پیغمبر نے کہا کہ اللہ نے تمہیر طالوت نامی شخص کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے کہنے لگے کہ اسکو ہم پر حکمرانی کرنے کا کیونکر حق حاصل ہو سکتا ہے حالانکہ بہ نسبت انکے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور انکو تو کچھ مالی وسعت بھی نہیں دیگئی۔ انکے پیغمبر نے جواب میں کہا کہ اللہ نے تمہارے مقابلہ میں ان کو منتخب فرمایا ہے اور علم وجسامت میں انکو برتری دی ہے۔ اور اللہ اپنا ملک جسکو چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ وسعت دینے والا اور جاننے والا ہے۔ اور ان سے انکے پیغمبر نے کہا کہ ان کے بادشاہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائیگا جس میں تسکین کی چیز ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی اشیاء ہیں جنکو موسیٰ و ہارون چھوڑ گئے ہیں اس صندوق کو فرشتے لے آئینگے اس میں تم لوگوں کے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم یقین لانے والے ہو۔ پھر جب طالوت فوجوں کو لیکر چلے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تمہارا امتحان کرائیگا ایک نہر سے پس جو کوئی اس سے پانی پئیگا وہ تو میرے ساتھیوں میں نہیں اور جو اسکو زبان پر بھی نہ رکھے وہ میرے ساتھیوں میں ہے۔ لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلّو بھرلے۔ سو سب نے اس سے پینا شروع کر دیا مگر تھوڑے آدمیوں نے انہیں سے نہ پیا۔ سو جب طالوت اور جو مومنین انکے ہمراہ تھے نہر سے پار ہوگئے تو کہنے لگے کہ آج تو ہم میں جالوت اور اسکے لشکر کے مقابلہ کی طاقت نہیں معلوم ہوتی پر ایسے اشخاص جنکو یہ خیال تھا کہ وہ اللہ کے حضور میں پیش ہونے والے ہیں کہنے لگے کہ عموماً چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب آگئی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے اور جب جالوت اور اسکی فوجوں کے روبرو میدان جنگ میں آئے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر استقلال کی صفت کو نازل کیجیو اور ہمارے قدم جمائے رکھیو اور ہمکو اس کافر قوم پر غالب فرمائیو پھر طالوت والوں نے جالوت کے لوگوں کو شکست دیدی خدا کی مرضی سے۔ اور داؤد نے جالوت بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور انکو اللہ نے مملکت حکمت وسیاست عطا فرمائی نیز جو کچھ منظور ہوا انکو اسکی تعلیم دی۔ اور اگر

یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بعض آدمیوں کو بعضوں کے ذریعہ سے دفع فرماتا ہے تو سرزمین فساد سے پر ہو جاتی لیکن اللہ بڑا فضل فرماتا ہے دنیا والوں کے حال پر۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو درست طور سے ہم تمہیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں بلاشبہ تم پیغمبروں سے ہو۔ پ۲ع۱۴ البقرۃ۲۔ کلام ذات کے ساتھ قوم بنی اسرائیل کا اور انکے پیغمبر کا اور بادشاہ طالوت کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی ایسے عمدہ پیرایہ میں اس واقعہ کی واقعہ بندی نہ فرما سکتے تھے اسلئے کہ آپ کوئی وقائع نگار تو تھے نہیں۔ اور خاص کر آپ کو یہ راز قدرت کیسے معلوم ہوتا کہ خالق اپنی مخلوق کے ذریعہ ہی دوسری ظالم مخلوق کا قلع قمع فرماتا رہتا ہے اس حکمت عملی کی صداقت کو دنیا کی تواریخ زبان حال سے تسلیم کرتی ہیں۔ اور یہ رمز اسمیں آشکار ہوتا ہے کہ ایک ظالم قوم بگڑتی ہے تو دوسری مظلوم قوم بنتی ہے پھولتی پھلتی ہے معراج ترقی پر جا پہونچتی ہے اور جب اسکی خرابی کا وقت قریب آتا ہے تو اسمیں بھی بداطواری بدکرداری ظلم نخوت گھمنڈ ناانصافی خودغرضی بے حیائی بیدردی بیدینی کے رذیلہ حرکات پیدا ہو جاتی ہیں جسکی وجہ وہ بھی تباہ و تاراج ہو جاتی اور اسکی ساری اقبالمندی کافور ہو جاتی ہے یہ سیاست مدن کا عظیم الشان مسئلہ ہے اس کا اظہار ایک غیر متمدن قوم کے ایسی فرد سے جسکو سیاست مدن و تدبیر منزل کی کوئی تعلیم بھی نہ دیگئی ہو محالات سے تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو خرچ کرو ان چیزوں میں سے جو ہم نے تمکو دی ہیں اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ تو خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی اور نہ کوئی سفارش ہوگی۔ اور کافر لوگ ہی ظالم ہوتے ہیں۔ کلام ذات ہے۔ صاحب ثروت و سامان اشخاص کو ہدایت ہو رہی ہے کہ اپنی غریب بےسروسامان برادری کی مدد خدا واسطے کریں اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اسمیں ایسی نیک ہدایت بھی مرقوم نہ رہتی۔ پ۳ع۲ البقرۃ۲۔

ترجمہ آیتہ۔ اللہ وہ ہے کہ بجز اسکے کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور سب کا تھامنے والا ہے نہ اسکو نیند آتی ہے اور نہ اونگھ۔ اسیکا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں واقع ہے۔ ایسا کون شخص ہے جو اسکی جناب میں سفارش کر سکے بدون اس کی

اجازت کے۔ وہ جانتا ہے تمام حاضر و غائب حالات کو اور وہ موجودات اسکی معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لاسکتے۔ البتہ جسقدر وہ چاہے۔ اسکی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر سمار کھاہے اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ بھی گراں نہیں گذرتی اور وہ عالیشان عظیم الشان ہے۔ ۳۴ع البقرہ ۲۔ کلام ذات ہے۔ کائینات عالم کشش کے قانون قدرت پر قایم ہے اور یہ کشش اسکی مرضی سے برقرار اسی لئے اپنے آپکو سب کا تھامنے والا فرمایا اور یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ خود موت دائمی و موت عارضی جسکی بدولت غفلت طاری ہو جاتی ہے کے عیوب سے پاک ہے ظاہر بات ہے کہ گاڑی چلانے والا سو جائے تو گاڑی اور گاڑی میں بیٹھنے والوں کا کیا حشر ہو۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا رسول عربیؐ کو بھی ان امور کا علم نہ ہوتا۔ کلام کی شان خود ہی اسکے نزول من اللہ ہونے کی قوی علامت ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ دین حق میں جبرو اکراہ نہیں۔ ہدایت بیشک گمراہی کے مقابلہ میں ممیز ہو چکی ہے پس جو شخص بتوں سے بد اعتقاد ہوا اور اللہ کے ساتھ خوش اعتقاد ہوا تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا۔ جسکو کسیطرح شکستگی نہیں۔ اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ ۳۴ع البقرہ ۲ کلام ذات ہے یہ ظاہر فرمادیا گیا ہے کہ اسلام کے منوانے میں کوئی جبرو سختی روا نہیں۔ خوشی سے جسکا جی چاہے اختیار کرے اور جس کا جی نہ چاہے اختیار نہ کرے۔ حق و باطل کے امتیاز کیلئے عقل و تمیز ہر ایک کو دیگئی ہے۔ جو لوگ اسلام کو جبرو سختی سے پھیلایا ہوا مذہب خیال کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں اور اگر کوئی قوت اس بارے میں جسم انسانی کو تاثر کرکے دعوت اسلام دے تو ایسے داعی کا قصور نہ کہ نفس اسلام و تعلیم قرآن کا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اسمیں ایسی بے لوث ہدایت بھی درج نہ رہتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اے رسول۔ کیا تم کو اس شخص کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جس نے ابراہیم علیہ السلام سے مباحثہ کیا تھا اپنے پروردگار کے بارے میں اسوجہ سے کہ خدا نے اسکو حکومت دی تھی جب ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا پروردگار ایسا ہے کہ وہ جلاتا ہے اور مارتا ہے (تو یہ سنکر وہ) کہنے لگا کہ میں بھی تو

جلاتا اور مارتا ہوں۔ اس پر ابراہیمؑ نے کہا کہ اللہ آفتاب کو مشرق سے نمایاں کرتا ہے۔ اسکے بجائے تو مغرب سے نمایاں کرادے۔ اس پر حیران رہ گیا وہ کافر۔ اور اللہ ایسے گمراہی اختیار کرنے والوں کو توفیق ہدایت عطا نہیں فرماتا۔ پ۳ع۲ البقرہ۔ کلام ذات ہے۔ اور اسکے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود شاہ عراق عرب کا مکالمہ بھی شامل ہے۔ نمرود نے اپنی خدائی کا دعوی کیا تھا اسلئے حضرت ابراہیمؑ نے اسکو اسکا دعوی باطل ہونے کا اس طرح اطمینان دلادیا کہ وہ خود حیران اور پریشان ہوگیا۔ وجود باری تعالی کی یہ بے مثال دلیل قرآن میں کہا سنے آجاتی اگر وہ خدا کی طرف سے نہوتا۔

ترجمہ آیتہ۔ کیا اے نبی تمکو اس شخص کا قصہ معلوم ہے جو گذرا تھا ایک ایسی بستی پر سے کہ جس کے مکانات کی چھتیں گری پڑی تھیں۔ یہ حالت دیکھکر وہ کہنے لگا کہ اللہ اس بستی کو اسکے مرے پیچھے کس طرح زندہ کریگا۔ پس اللہ نے اس شخص کو سو برس تک وہیں مردہ کر رکھا پھر اسکو جلا اٹھایا۔ دریافت فرمایا کہ تو کتنی مدت اس حالت میں رہا۔ اُس نے جواب دیا کہ شاید ایک دن رہا ہونگا یا ایکدن سے بھی کم۔ اللہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو سو برس رہا ہے۔ تو اپنے کھانے پینے کی چیز کو دیکھ لے کہ سڑی نہ گلی۔ اور اپنے گدھے کی طرف نظر کر۔ اور تاکہ ہم تجھکو ایک نظیر بنادیں لوگوں کیلئے۔ اور نظر کر ہڈیوں کی جانب کہ ہم ان کو کیونکر ترتیب دیدیتے ہیں پھر انپر گوشت چڑھادیتے ہیں۔ پھر جب یہ کیفیت اس شخص پر آشکارہ ہوگئی تو کہہ اٹھا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ پ۳ع۳ البقرہ۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت عزیز علیہ السلام کا کلام شریک ہے بخت نصر شاہ بابل کے ہاتھوں بیت المقدس کے تباہ و برباد ہونے کے بعد شہر کی خستہ حالی حضرت عزیز نے دیکھی تھی اور یہ خیال کیا تھا کہ شاید یہ پھر آباد ہو کہ نہ ہو اپنی خالقیت کے اظہار کیلئے عزیز علیہ السلام کو وہیں موت کی آغوش میں سو برس فراموش رکھا گیا اس عرصہ میں قوم بنی اسرائیل بخت نصر کی قید و بند سے آزاد ہو کر بیت المقدس آگئی اور اسکو از سر نو آباد کرلیا۔ جب حضرت عزیز اٹھائے گئے تو وہ آباد ہی آباد تھا ان حالات کے عینی مشاہدہ کے بعد آپنے اپنے عین الیقین کا اعتراف

فرمایا۔ اگر قرآن منجانب اللہ نہ ہوتا تو یہ واقعہ رسول عربیؐ کہاں سے قلمبند کراتے۔ اور پھر غذا کے تازہ رہنے و گدھے کی ہڈیاں رہجانے کی فلسفی کیونکر تراش لیتے۔

ترجمہ آیتہ۔ (اے رسول) اور اسوقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ نے عرض کیا اے میرے مولا مجھکو دکھلادیجئے کہ آپ مُردوں کو کس طرح سے زندہ کرینگے (پروردگار کا) ارشاد ہوا کیا تم (اسبات پر) یقین نہیں لائے۔ انہوں نے عرض کیا یقین کس طرح نہ لاتا۔ لیکن اسوجہ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون ہو جائے ارشاد ہوا کہ اچھا تو تم چار پرندے لیلو پھر اُن کو اپنے لئے سدھالو پھر ہر پہاڑ پر انمیں کا ایک ایک ٹکڑا رکھدو پھر ان سب کو بلاؤ تمہارے پاس سب دوڑے دوڑے چلے آئینگے اور خوب یقین رکھو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ پ۳ البقرہ

کلام ذات کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام شامل ہے۔ کافر انسان کو اپنی موت کے بعد زندہ ہونیکا یقین نہیں آتا۔ انہیں اپنی شان کبریائی بتلانے اور اپنے خیال باطل سے درگذر کرنے کیلئے حضرت ابراہیم سے اس طرح کی خواہش کرائی گئی اور پھر اپنی قدرت کاملہ کا انہیں عینی مشاہدہ بھی کرادیا گیا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو اس واقعہ کا علم نہ ہوتا اسلئے کہ نہ حضرت ابراہیم آپ کے ہم عصر تھے اور نہ آپ نے اس واقعہ کو دیکھا یا سُنا تھا پھر کیونکر آپ اپنی کتاب میں اس واقعہ کا اظہار کرسکتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو جسطرح وہ شخص جو اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور قیامت کے دن پر پس اس شخص کی حالت ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر جس پر کچھ مٹی ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑجائے سو اسکو بالکل صاف کردے۔ ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ دیگی اور اللہ کافر لوگوں کو راہ حق نہیں بتلاتا۔ پ۳ البقرہ۔ کلام ذات ہے۔ غرباء کو مدد دیکر اُن پر احسان جتلا کر شرمندہ نہ کرنے اور انکو تکلیف نہ دینے کی ہدایت ہورہی ہے عموماً انسان احسان بتلانے کا عادی ہوا کرتا ہے اور خیرات دیتے وقت فقراء کو بُرا بھلا کہکر دیتا ہے

اس نازیبا حرکت سے باز رہنے کی تعلیم دیجارہی ہے قرآن رسول عربیؐ کی ذاتی کتاب ہوتی تو اسمیں ایسی خوبی کہاں رہتی۔

ترجمہ آیتہ - اے ایمان والو خرچ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے اور اس میں سے جو کہ ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے اور ردی چیز کی طرف نیت مت لیجایا کرو کہ اسمیں سے خرچ کردو حالانکہ تم کبھی اسکے لینے والے نہیں۔ ہاں مگر چشم پوشی کرجاؤ اور یہ یقین کر رکھو کہ اللہ کسیکا محتاج نہیں سزاوار حمد ہے۔ پ۳ ع ۲۶ - البقرہ ۲ - کلام ذات ہے مسلمانوں کو ہدایت ہوئی ہے کہ خدا کی راہ میں ایسی چیز خیرات کریں جسکو وہ خود اپنے لئے پسند کرتے ہوں۔ خود عمدہ غذا کھا کر فقیر کو سڑی گلی نہ دیں غفلت سے دیجائے تو مضائقہ نہیں۔ اچھی چیز اپنے لئے اور بُری دوسرے کے لئے منتخب کرنا بدترین خصلت ہے اسی وجہ سے مسلمان کو اس سے روکا جارہا ہے تعلیم کی خوبی قرآنی صداقت کی کفیل ہے۔

ترجمہ آیتہ - جو لوگ سود کھاتے ہیں کھڑے نہ ہونگے مگر ایسے جیسے کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص جسکو شیطان مس کرکے باؤلا بنادے یہ سزا اس لئے ہوگی کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے۔ حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کردیا ہے پھر جس شخص کو اسکے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آگیا تو جو کچھ پہلے ہوچکا وہ اسی کا رہا اور معاملہ اسکا خدا کے حوالہ رہا اور جو شخص پھر عود کرے۔ تو یہ لوگ دوزخ میں جائینگے وہ اسمیں ہمیشہ رہینگے پ۳ ع ۳۸ البقرہ ۲ - کلام ذات ہے۔ رقم قرض دیکر اسکے صلہ میں معینہ رقم نفع میں لینا سود ہے۔ اگر رقم قرض لینے والے کو بلا تعین منافعہ حوالے کردیجائے اور قرض لینے والا ادا کرتے وقت اصل رقم کے سوا اور دیدے تو سود نہیں۔ سود خواری انسان کو سخت دل۔ بیدرد۔ بیغیرت۔ بخیل و بےرحم بنا دیتی ہے وہ خود دولت سے کوئی راحت پاتا ہے اور نہ بنی نوع انسان کو کوئی نفع پہنچاتا ہے بلکہ اسکا کام صرف ایک ہی رہتا ہے یعنے رقم کے ڈھیر مثل پتھروں کے لگائے جانا اور بس۔ اسلئے مسلمانوں کو اس کمینہ خصلت سے اجتناب کرنے کی ہدایت ہوئی ہے۔ اگر قرآن

خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ فطرۃ انسانی کا منشا یوں عیاں نہ ہوتا۔
ترجمہ آیتہ ۔ اور اگر تنگدست ہو تو مہلت دینے کا حکم ہے آسودگی تک۔ اور یہ کہ معاف بھی کرو تو زیادہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تمکو خبر ہو۔ ع۲۸ البقرۃ۲ ۔ کلام ذات ہے۔ مقروض میں ادائی قرض کی سکت نہ ہو تو اسکو ادائی کیلئے موقعہ دینے کا حکم ہو رہا ہے اور قرضہ کو ہی معاف کر دینا معاف کر دینے والے کے حق میں بڑی نفع بخش صورت بتلائی جارہی ہے۔ اسلئے کہ اس کی بدولت دنیا میں وہ نیک نام ذیعزت ہوگا اور آخرت میں خدا کے ہاں جو اکرام ہوگا وہ اور ہی ہے۔ اتنی ہمدردانہ اور شریفانہ تعلیم انسانی کتابوں میں کیسے مل سکتی ہے۔
ترجمہ آیتہ ۔ اے ایمان والو۔ جب معاملہ کرنے لگو اُدھار کا ایک میعاد معین تک تو اسکو لکھ لیا کرو۔ اور یہ ضرور ہے کہ تمہارے آپس میں کوئی لکھنے والا انصاف کیساتھ لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے بھی انکار نہ کرے جیسا کہ خدا نے اسکو سکھلایا ہے اسکو چاہئے کہ لکھدیا کرے اور وہ شخص لکھوادے جسکے ذمہ وہ حق واجب ہو اور اللہ سے جو اُسکا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور اس میں سے ذرہ برابر کمی نہ کرے۔ پھر جس شخص کے ذمہ حق واجب تھا وہ اگر ضعیف العقل ہو یا ضعیف البدن ہو یا خود لکھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اسکا کارکن ٹھیک طور پر لکھوادے۔ اور دو شخص کو اپنے مردوں میں سے گواہ کر لیا کرو پھر اگر وہ دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جنکو تم پسند کرتے ہو تاکہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی بھول جاوے تو انمیں سے ایک دوسری کو یاد دلادے۔ اور گواہ بھی انکار نہ کیا کریں جب بلائے جایا کریں۔ اور تم اسکے لکھنے سے اکتایا مت کرو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ قائم رکھنے والا ہے اللہ کے نزدیک اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور سزاوار ہے زیادہ اسبات کا کہ تم کسی شبہ میں نہ پڑو۔ مگر یہ کہ کوئی سودا دست بدست ہو جسکو باہم لیتے دیتے ہو تو اسکے نہ لکھنے میں تم پر کوئی الزام نہیں اور خرید و فروخت کے وقت گواہ کر لیا کرو اور کسی کاتب کو تکلیف دیجائے اور نہ کسی گواہ کو۔ اور اگر تم ایسا کروگے تو اس میں تمکو گناہ ہوگا اور خدا سے ڈرو اور اللہ

تمکو تعلیم فرماتا ہے اور اللہ سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔ کلام ذات ہے۔ معاملات تجارت وغیرہ کے متعلق معاہدات کو بصورت تحریر لانے کی ہدایت ہو رہی ہے تاکہ شرائط وغیرہ محفوظ و مستحکم رہیں لکھدینے والے لکھا دینے والے گواہ بننے والے کیلئے ہدایات ہیں۔ عورت کی قوت حافظہ کو عموماً مرد کے مقابل ناقص تبلایا جا رہا ہے۔ دو عورتیں مساوی ایک مرد کے ٹھہرائی گئی ہیں۔ رسول عربی نہ طبیب تھے اور نہ ڈاکٹر پھر اس صنف نازک کی ضعف دماغی کا انھیں کیسا پتہ چلا اور کیسے وہ اس راز کو افشا کر سکے بجز یہ کہنے کے کوئی چارہ نہیں معلوم ہوتا کہ جو کچھ کیا ہے قرآن نے کیا ہے اور قرآن خدا کا کلام ہے

ترجمہ آیتہ۔ اور اگر تم کہیں سفر میں ہو اور کوئی کاتب نہ پاؤ تو رہن رکھنے کی چیزیں قبضہ میں دیجائیں اور اگر ایک دوسرے کا اعتبار کرتا ہو تو جس شخص کا اعتبار کر لیا گیا ہے اسکو چاہئے کہ دوسرے کا حق ادا کردے اور اللہ سے جو کہ اس کا پروردگار ہے ڈرے۔ اور شہادت کا اخفا مت کرو اور جو شخص اسکا اخفا کریگا اس کا قلب گناہگار ہوگا۔ اور اللہ تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہے۔ کلام ذات ہے۔ اثناء سفر میں قرض لیکر کوئی چیز امانتاً رکھی جائے تو راہن کو ہدایت ہو رہی ہے کہ امانت واپس کرے کیونکہ اسکے متعلق کوئی تحریری معاہدہ ضبط تحریر میں نہ آیا ہو اور نہ کوئی گواہ ہو۔ نیز گواہ کو سچی گواہی دینے کا حکم ہو رہا ہے۔ یہ احکام شیرازۂ تمدن کے بقا کے ضامن ہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ باریک حکمی پیشبندیاں اسمیں کونہ ہوتیں ۲۸۳

ترجمہ آیتہ۔ رسول نے اس چیز کو جو اسکے پاس اسکے رب کی طرف سے نازل کیگئی ہے اور مومنین نے بھی سب کے عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کیساتھ اور اسکے فرشتوں کیساتھ اور اسکی کتابوں کیساتھ اور اسکے سب پیغمبروں کیساتھ کہ ہم اسکے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے سنا اور خوشی سے مانا ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار۔ اور تیرے ہی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسیکا جو اسکی قوت میں ہو۔ اسکو ثواب بھی اسیکا ہوتا ہے جو بالارادہ کرے اور اسپر عذاب بھی اسیکا ہوگا جو ارادے سے کرے۔ اے ہمارے رب ہماری پکڑ جا کر نہ کیجیو اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں۔ اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی سخت حکم نہ روانہ فرما جیسے ہم

پہلے لوگوں پر تو نے روانہ فرمائے۔ اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جسکی ہمکو
سہار نہ ہو اور درگذر فرما ہم سے اور بخشش دے ہمکو اور رحم فرما ہم پر۔ تو ہمارا کارساز ہے۔ پس
تو ہمکو کافر لوگوں پر غالب فرما۔ پ۳ البقرۃ۲۔ کلام ذات کیساتھ رسول عربیؐ اور انکے ساتھی مسلمانوں کا
کلام شریک ہے۔ اس کلام میں واضح فرمایا گیا ہے کہ خود رسول عربیؐ نے بھی قرآن کے منجانب اللہ
ہونے پر اپنا ایمان و ایقان مثل اور مسلمانوں کے ظاہر کر دیا اور انھوں نے اسپر نازل شدہ کتاب سے
پہلے جو کتابیں تھیں اُنپر۔ اور جو رسول اسنے پہلے گذر چکے ہیں اُنپر بھی ایمان لایا ہے۔ اور خدا کے احکام کو
سُنا اور خوشی سے اسکو تسلیم کر لیا ہے۔ یہ ایسی عبارت ہے جو پتہ دیرہی ہے کہ قرآن بالکل خدا کیطرف
سے ہے۔ ورنہ اس طرح کی عبارت کبھی رسول عربیؐ کی ذاتی بنائی ہوئی کتاب میں درج نہ رہتی۔ رسول
عربیؐ اور آپ کے صحابہؓ نے جو دعا کی تھی وہ ایسی مقبول ہوئی کہ خدا نے اسکو بذریعہ وحی دہرا دیا۔ اور
اسطرح وہ کلام بھی کلام خدا بنگیا۔ مسلمانوں کو کیسا پاکیزہ عقیدہ تعلیم کرایا گیا ہے۔ انکے ایمان میں
یہ داخل ہے کہ خدا کے تمام ہادیوں کو اور انکی لائی ہوئی کتابوں کو سچا جانیں نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تمام
پیشواؤں کا خواہ موسٰیؑ ہوں خواہ عیسٰیؑ یا کہ اور سب کی اسیطرح عزت و تعظیم کرتے ہیں جیسے خود اپنے رسولؐ
کی اور ان خاصانِ خدا میں کوئی فرق و امتیاز نہیں ٹھہراتے ایسا صلح کل مذہب اسلام کے سوا اور
کونسا ہو سکتا ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ وہ ایسی ذات ہے کہ تمہاری صورت بناتا ہے جسطرح چاہتا ہے۔ کوئی عبادت کے
لائق نہیں بجز اسکے وہ غالب حکمت والا ہے۔ پ۳ آل عمران ۳۔ کلام ذات ہے۔ انسانکا خوبصورت
و بدصورت پیدا کرنا اسکے اختیار میں ہے۔ خوبصورت کی اولاد بدصورت اور بدصورت کی خوبصورت
ہوا کرتی ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو رسول عربیؐ کو کیا معلوم ہوتا کہ خالق مصور صورتیں۔
ترجمہ آیتہ۔ (اے نبی) تم کفر کرنے والوں سے کہدو کہ قریب زمانہ میں تم مغلوب کیئے جاؤگے اور
جہنم کی طرف جمع کرکے لیجائے جاؤگے اور وہ ہے بُرا ٹھکانا۔ بیشک تمہارے لیئے بڑا نمونہ ہے
دو جماعتوں میں جو کہ باہم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے ایک جماعت تو راہ خدا میں لڑتی

تھی اور دوسری جماعت کافر لوگ تھے یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ اُن مسلمانوں سے کئی حصے زائد ہیں (اور دیکھنا بھی) کھُلی آنکھوں سے دیکھنا۔ اور اللہ اپنی امداد سے جسکو چاہتا ہے قوت دیدیتا ہے بلاشک اسمیں بڑی عبرت ہے بصیرت رکھنے والوں کیلئے۔ کلام ذات ہے کفار پر فتح پانے کی پیشینگوئی اس طرح صادق آئی کہ وہ رسول عربیؐ جو مکہ شریف سے صرف حضرت ابوبکر صدیق کو ہمراہ لیکر مدینہ شریف چلدئے تھے جب پھر مکہ شریف کو واپس تشریف لائے تو بارہ ہزار جرار مسلمانوں کا لشکر ہمراہ رکاب سعادت تھا بلا کسی قسم کی خونریزی کے مکہ معظمہ فتح ہوگیا۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو نہ تو ایسی پیشینگوئی اس میں درج رہتی اور نہ ہی وہ بصورت وجود سچ ثابت ہوتی اسلئے کہ قرآن جھوٹا ہوتا تو اس کی ہر بات جھوٹی ہوتی اور جھوٹی ہی ثابت ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔ اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا تو ایسی حالت کے بعد کہ انکو دلیل پہنچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کی وجہ سے اور جو شخص اللہ کے احکام کا انکار کریگا تو بلاریب بہت جلد اللہ اس کا حساب لینے والا ہے۔ کلام ذات ہے۔ ع۲ آل عمران ۳۔

ترجمہ آیتہ۔ اے رسولؐ تم کہو کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے تو جسکو چاہتا ہے ملک عطا فرماتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے عزت والا بنا دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے پست ذلیل کر دیتا ہے۔ تیرے ہی اختیار میں ہے۔ سب بھلائی بلاشبہ۔ تو ہر امر پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ تو رات کو دن میں داخل فرما دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ اور تو جاندار شے کو بیجان سے نکال لیتا ہے۔ اور بیجان چیز کو جاندار سے نکال لیتا ہے اور تو جسکو چاہتا ہے بیشمار روزی عطا فرماتا ہے۔ ع۳ آل عمران ۳۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول عربیؐ کو اس طرح اپنی تعریف کرنے کی ہدایت ہو رہی ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو اس طرح بطور خود سکھانے کی کیا ضرورت تھی۔ کلام کی شان اور اسکی صداقت آج بھی محو حیرت بنانے کیلئے کافی سے بڑھکر ہے۔ وہ زار روس جو لاکھوں بندگانِ خدا کا شہنشاہ تھا اور جسکے

اشاروں سے گردنیں مثل گاجر و مولی کی طرح بیدریغ قطع کر دیجاتی تھیں۔ آناً فاناً میں شہنشاہ سے ملزم بے پناہ بنا دیا گیا اور کتے سے بھی بُری طرح اسکو اور اسکی اہل و عیال کو مار دیا گیا ایسے باجبروت شہنشاہ کو جسکی فوج امن کی حالت میں بارہ لاکھ اور جنگ یورپ کے وقت ساٹھ لاکھ کی تعداد تک مثل مور و ملخ کی طرح پہنچ گئی تھی کس نے شکست دی۔ یعنے اسی بے وسیلہ بے سر و سامان شخص نے جسکا نام لینن تھا اور جو اسی شہنشاہ کے حکم سے سائبریا کے لق و دق جنگل اور غیر آباد حصہ ملک میں جلا وطن کر دیا گیا تھا یہی مظلوم لینن۔ جو صرف برہنہ سر اور برہنہ پا محض ایک کمل سیاہ اوڑھے ہوئے زندگی کے بقیہ دن کاٹ رہا تھا ایک دن مجلس قومی میں ایسی حالت سے آکر بجائے شہنشاہ کے اپنی قوم کو مخاطب کر کے شاہانہ خطبۂ صدارت سنا گیا۔ کس نے زار کی حکومت لی اور اسکو ذلیل کیا۔ کون لینن کو حکومت بخشا اور اسکو عظیم المرتبت عزت بخشی ؟ وہی خدا جو اپنی تعریف کرنیکی ترکیب سول عربی کو سکھا رہا ہے۔ قیصر جرمن جیسے عظیم الشان فرمانروا کا ملک دفعتاً چھینا گیا اور اوسکو آرہ کشی کرنیکی نوبت آئی۔ شاہنشاہ اسٹریا کی حکومت کا چراغ باد مخالف کے ذریعہ گل کر دیا گیا آج وہ شہنشاہ عالم گمنامی میں ہے۔ یونان کا بادشاہ دیکھتے دیکھتے بے تاج و تخت ہو گیا۔ ٹرکی کے سلطان المعظم جنکو اپنے عظیم الشان ملک کے سوا ساری دنیائے اسلام کا سہارا تھا چشم زدن میں بے سہارا ہو گیا اور اسکی خدمت ایک معمولی سپاہی نے سنبھالی جو کہ مصطفےٰ کمال کے نام سے اپنے ہی ملک میں غیر مانوس تھا۔ ایران کا شہنشاہ قاچار جسکا خاندان ایرانیوں کی آنکھوں کا تارا تھا پیرس کے فاحشہ خانوں کی ناپاک دلدل میں ڈوب کر فنا ہو گیا اور اس کا تاج اُسیکا ایک ادنیٰ سپاہی نے اپنے سر پر رکھ لیا اور آج شہنشاہ رضا شاہ بنے ہوئے اپنی قوم کے سر پر ابر رحمت بنا ہوا ہے۔ کابل کا جری بادشاہ جو یورپ کے ذخار سمندروں کے ڈریڈناٹ سے بھی نہ ڈرا اپنے ہی ملک کے ایک بچہ سقہ کے سامنے سے مثل بچہ کے جان بچا کر نکل کھڑا ہوا۔ اور آج اس کا ہی فوجی افسر تاج خسروی زیب سر کئے ہوئے ہے۔ یہ سلسلہ ابھی ختم ہی نہیں ہوا کل ہی کی بات ہے کہ اسپین کا بادشاہ جو شاہ انگلستان و شہنشاہ ہندوستان

کا عزیز قریب ہے اپنی اور اپنی نازک اندام بی بی کی چشم ہائے پُرنم کئے ملک سے جلاوطن ہو چکا۔ کیا اب بھی قرآن کی اس آیتہ کی صداقت میں کچھ کلام ہو سکتا ہے۔ میرے نزدیک تو نہیں اور اگر ہو سکتا ہے تو کفر کے ناپاک نظریہ میں۔ رات کا دن میں داخل ہونا اور دن کا رات میں اس انداز سے فرمایا گیا ہے کہ اس سے زمین کی گردش محوری ظاہر ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ بات تیرہ سو برس کے پہلے کسی کو معلوم تھی اور نہ رسول عربیؐ واقف تھے۔ مردے سے زندہ نکالنا جیسے انڈے سے بچہ۔ اور مرغی سے انڈا۔ بیج سے درخت۔ درخت سے بیج وغیرہ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ حکیمانہ باتیں رسول عربیؐ کو کیا معلوم ہوتیں۔

ترجمہ آیتہ۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں سے تجاوز کر کے اور جو شخص ایسا کریگا سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے شمار میں نہیں مگر ایسی صورت میں کہ تم ان سے کسی قسم کا اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تمکو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کیطرف لوٹکر جانا ہے۔ کلام ذات ہے۔ جو سیاست مدن کی حکمت سے پُر ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ ایسی ہدایت کی ضرورت محسوس کیونکر فرماتے۔ پ۳ آل عمران۔

ترجمہ آیتہ۔ اے رسولؐ کہدو۔ کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ خدا تم سے محبت کریگا اور تمہارے سب گناہوں کو معاف فرما دیگا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا بڑا رحم والا ہے پ۳ آل عمران۔ کلام ذات ہے مسلمانوں نے رسول کی اتباع چھوڑی اور خدا کی محبت سے دور ہوئے۔ آج مسلمانوں کی حالت جو تباہ ہو رہی ہے وہ اس آیتہ کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسی سچی بات اس میں مرقوم ہی نہ ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ جبکہ عمران کی بی بی نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے نذر مانی ہے آپکے لئے اس بچہ کی جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جائیگا پس آپ مجھ سے قبول فرمائیے بیشک آپ خوب سننے خوب جاننے والے ہو۔ پھر جب لڑکی جنی تو کہنے لگی کہ اے میرے پروردگار میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ جنی۔ اور لڑکا اس لڑکی کے برابر نہیں۔ اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور

ہیں اسکو اور اس کی اولاد کو آپ کی پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود کے شر سے۔ ۳۶ آل عمران ۳
کلام ذات کیساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی صاحبہ کا کلام شامل ہے۔
ترجمہ آیتہ۔ پس انکو انکے رب نے بوجہ احسن قبول فرمالیا اور عمدہ طور پر انکو نشو نما دیا۔ اور
زکریا کو ان کا سرپرست بنایا۔ جب کبھی زکریا ان کے پاس محراب مسجد میں آتے تو ان کے پاس کچھ
کھانے پینے کی اشیاء پاتے۔ یوں کہتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے لئے کہاں سے آئیں۔ وہ کہتیں کہ
اللہ کے پاس سے بیشک اللہ روزی عطا فرماتا ہے جسکو چاہے بیحساب۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت زکریا نبی
حضرت مریم والدۂ ماجدہ حضرت عیسیٰ پیغمبر (علیہ السلام) کا کلام شامل ہے۔
ترجمہ آیتہ۔ اس موقعہ پر دعا کی زکریا نے اپنے رب سے۔ عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت فرما مجھکو اپنی
جناب سے نیک اولاد بیشک تو ہی دعا کا سننے والا ہے پس اوسکو آواز دی فرشتوں نے اور وہ کھڑا
نماز پڑھ رہا تھا محراب میں کہ اللہ تمکو بشارت دیتا ہے یحییٰ کی جنکے احوال یہ ہونگے کہ وہ کلمۃ اللہ کی
تصدیق کرینگے اور مقتدر ہونگے اور اپنے نفس کو بہت روکنے والے ہونگے۔ اور نبی بھی ہونگے اور اعلیٰ
درجہ کے مہذب ہونگے۔ زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کیونکر ہوگا کیونکہ مجھکو
بڑھاپا آگیا اور میری اہلیہ بچہ جننے کے اہل نہیں ہے اللہ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی حالت میں بھی لڑکا
ہوجائیگا۔ اس لئے کہ اللہ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لئے
کوئی نشانی مقرر فرما۔ اللہ نے فرمایا تیری نشانی یہی ہے کہ تو لوگوں سے تین دن تک گفتگو نہ کرسکیگا
بجز اشارہ کے۔ اور اپنے رب کو بکثرت یاد کر اور تسبیح کر دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی۔ ۴۱ آل عمران ۳
کلام ذات کیساتھ حضرت زکریا نبی (علیہ السلام) اور فرشتوں کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کی
طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو کیا معلوم ہوسکتا تھا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی بانجھ تھیں
اور آپ پیرانہ سال تھے اور ایسی حالت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام خلاف فطرۃ انسانی پیدا کئے گئے۔
ترجمہ آیتہ۔ جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بے شبہ اللہ نے تمکو منتخب فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے
اور تمام جہان بھر کی بی بیوں کے مقابلہ میں چن لیا ہے۔ اے مریم اطاعت کرتی رہو اپنے رب کی

اور سجدہ کیا کرو اور رکوع کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے والے ہیں۔ یہ قصے منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم انکی وحی بھیجتے ہیں تمہارے پاس اور تم ان لوگوں کے پاس نہ تو اسوقت موجود تھے جبکہ وہ اپنی اپنی قلمیں ڈالتے تھے کہ ان سب میں کون شخص مریم کی کفالت کرے اور نہ تم انکے پاس اسوقت موجود تھے جبکہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔ جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بیشک اللہ تمہیں بشارت دیتا ہے ایک لڑکے کی جو منجانب خدا ہوگا اس کا نام مسیح ابن مریم ہوگا۔ باآبرو ہوگا دنیا میں اور آخرت میں اور منجملہ مقربین کے ہوگا۔ اور آدمیوں سے باتیں کریگا جھولے میں اور بڑی عمر میں اور شائستہ لوگوں میں ہوگا۔ مریم نے کہا اے میرے پروردگار کسطرح ہوگا میرے لڑکا۔ درآنحالیکہ مجھکو کسی انسان نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اللہ نے فرمایا ویسے ہی ہوگا اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرما دیتا ہے جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتا ہے تو اسکو کہدیتا ہے کہ ہو جا بس وہ چیز عالم وجود میں آجاتی ہے پیچ آل عمرانؑ۔ کلام ذات کیساتھ فرشتوں کا کلام اور حضرت مریمؑ کا کلام شامل ہے۔ فرشتوں کے کلام سے خلوص و محبت۔ مریمؑ کے کلام سے شرم و حجاب تعجب۔ اور خدا کے کلام سے۔ جلال جبروت و خودستائی ٹپک رہی ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اپنی کتاب میں آپ حضرت مریمؑ کو اپنی خاندانی عورتوں کے مقابلہ میں بھی فضیلت نہ دے لیتے اور نہ اسطرح حضرت عیسیٰؑ کی غیر معمولی تعریف کر دیتے۔ یہ باتیں جو خلاف طبیعت انسانی قرآن میں مرقوم ہوئی ہیں قرآن کی سچائی کا ثبوت ہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ اور اللہ تعلیم فرمائیگا عیسٰے کو کتاب اور سمجھ کی باتیں۔ اور توریت اور انجیل۔ اور اسکو بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گا (یہ کہنے کیلئے) کہ میں تم لوگوں کے پاس کافی دلیلیں لیکر آیا ہوں تمہارے رب کی طرف سے۔ وہ یہ کہ میں تم لوگوں کیلئے چکنی مٹی سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسی پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اوسکے اندر دم پھر دیتا ہوں جس سے وہ پرندہ (اصلی) بنجاتا ہے اللہ کی مرضی سے۔ اور میں اچھا کر دیتا ہوں ماں پیٹ کے اندھے کو اور کوڑھی بیماری والے کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کی اجازت سے اور میں تمکو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو کچھ رکھ آتے ہو۔ بلاشک

ان میں کافی دلیل ہے تم لوگوں کیلئے اگر تم ایمان لاناچاہو۔ اور میں اسطور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنے توراۃ کی اور اس لئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعض ایسی چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کردیگئی تھیں۔ اور میں تمہارے پاس برہان لیکر آیا ہوں تمہارے رب کی۔ پس حاصل کلام یہ کہ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ بیشک اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے۔ پس تم لوگ اسکی عبادت کرو۔ بس یہ ہے راہ راست۔ سو جب عیسیٰ نے اُنسے انکار دیکھا تو پوچھا کہ کوئی ایسے لوگ بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جائیں اللہ کی خاطر۔ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم ہیں خدمتگار اللہ کے۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور تم اسکے شاہد رہو کہ ہم مسلمان ہیں اے ہمارے رب۔ ہم ایمان لائے اُنپر جو تو نے نازل فرمائیں۔ اور پیروی اختیار کی ہم نے رسول کی پس ہمکو ان لوگوں کے ساتھ لکھدے جو تصدیق کرتے ہیں۔ آل عمران۔ کلام ذات کیساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام اور آپکے صحابیوں کا کلام شامل ہے۔ قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسول عربیؐ کو حضرت عیسیٰ کی حقیقت معلوم ہوتی اور نہ آپکی تعلیم کا علم ہوسکتا تھا اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ آپکے مددگار حواری تھے اور حواری دھوبی کو کہتے ہیں۔ اگر قرآن رسول عربیؐ کی کتاب ہوتی تو کس بنا پر آپ اپنی کتاب میں حضرت عیسیٰ کے مددگار دھوبیوں کو بتلا سکتے اسلئے کہ حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ پانچسو سال سے آپ کے مقابلہ میں اونچا تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور ان لوگوں نے (عیسیٰ کو ہلاک کرنیکی) چال چلی۔ اور اللہ نے در پردہ تدبیر کی (انکی حفاظت کی) اور اللہ تمام تدبیر کرنے والوں سے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ جبکہ اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ بیشک میں تجھ کو بند کرنے والا ہوں (تیرے کام سے) اور میں تجھکو بلند و بالا کرنے والا ہوں اپنے نزدیک۔ اور تجھ کو ان لوگوں کے (شر) سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں تیرے۔ اور جو لوگ تیرا کہا ماننے والے ہیں انکو بالادست رکھنے والا ہوں اُنپر جو کہ منکر ہیں روز قیامت تک۔ پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی۔ پس میں تمہارے درمیان فیصلہ کردونگا اُن امور کا جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔ آل عمران۔ کلام ذات ہے۔ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ کو مارنے کی ترکیب کسطرح کی کہ

آپ ہی پر کفر و الحاد کا الزام لگا کر آپ کو عدالت میں پیش کئے اور وہاں سے سولی کا حکم حاصل کئے جب آپ کو سولی دینے کا وقت آیا تو ایک شخص آپکو کوٹھری میں سے نکال لانے کیلئے داخل ہوا لیکن آپ کا وہاں پتہ نہ پایا تو واپس آکر کہنے لگا کہ عیسٰی فرار ہوگئے۔ چونکہ اس شخص کی صورت، شباہت، وضع قطع، لباس ہر طرح سے مثل عیسٰیؑ ہو گیا تھا اس لئے بنی اسرائیل نے خود اسکو پکڑ لیا اور باوجود اسکے یہ کہنے کے کہ میں عیسٰیؑ نہیں ہوں سولی پر چڑھا دیا۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ ذات عیسٰیؑ کو ہی سولی دیگئی ہے اور آپ کا خون ناحق عیسائیونکی ناپاک گنہ گاریوں و بدکرداریوں کا کفارہ بن گیا ہے۔ لیکن قرآن اس عقیدہ کی تکذیب کر رہا ہے۔ پس اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور اسکا استدلال انسانی استدلال ہونے کے اعتبار سے غلط ہوتا تو یہ بیان بھی غلط ہو جاتا کہ خداوند عالم یہودیوں پر عیسائیوں کو غالب رکھیگا۔ حالانکہ آج تیرہ سو برس کے بعد بھی دنیا میں بنی اسرائیل نصاریٰ کے محکوم ہی بنے ہوئے ہیں کہیں آزاد ہیں نہ مطلق العنان حکمراں۔

ترجمہ آیتہ۔ بیشک عیسٰیؑ کی عجیب پیدائشی حالت۔ اللہ کے نزدیک مشابہ حالت عجیب آدمؑ کے ہے کہ اُن کو مٹی سے بنایا پھر اسکو حکم دیا کہ (زندہ) ہوجا۔ بس وہ ہوگئے۔ یہ امر حقیقی تیرے پروردگار کی طرف سے ہے پس تو شبہ کرنے والوں میں سے نہو۔ ع۔ آل عمران ۳۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ کو ہدایت ہو رہی ہے کہ عیسائی عیسٰیؑ کی عجیب و غریب پیدائش کی بنا پر انکو خدا کا بیٹا کہہ رہے ہیں حالانکہ آدم کی پیدائش تو انسے سوا عجیب و غریب ہے پھر وہ کس کے بیٹے ہیں پس تم بھی اس بارہ میں دھوکہ نہ کھانا۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہوتا تو رسول عربیؐ خود اپنی تصنیف میں اپنے آپکو اس طرح متنبہ نہ کرتے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے رسول تم کہدو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اُس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر جو ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ و اولاد یعقوبؑ کی طرف بھیجا گیا اور اُس پر بھی جو موسٰیؑ و عیسٰیؑ اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع ہیں اور جو شخص

اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کریگا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔ پ۳ ع۱۷ آل عمران ۸۵۔ کلام ذات ہے۔ قرآن پر اور قرآن سے پہلے جتنی آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں اُن سب پر ایمان لانا رسول پر بھی اسیطرح واجب ہے جیسا کہ عام مسلمانوں پر۔ یہ امر قرآن کے منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے۔ اگر قرآن رسول عربیؐ کی ذاتی کتاب ہوتی اسمیں ایسی شرط مرقوم نہ رہتی کہ مشرق سے مغرب تک جتنی قومیں آباد ہیں انکی مذہبی آسمانی کتابیں ہمارے لئے لائق تسلیم ہیں قرآن نے اپنے لائے ہوئے احکام کو موجودہ زمانہ کا اسلام بتلایا ہے اور یہی واجب التعمیل بھی ہیں اگر ان کو چھوڑ کے مذاہب سابقہ کے احکام کی پابندی کیجائیگی تو ایسی پابندی لائق لحاظ نہ ہوگی اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ اسلام کے متعلق ایسے زوردار دعوے نہ فرما سکتے تھے اس لئے کہ آپ تو اُمّی تھے اس صورت میں آپ کا ساختہ مذہب اور اُسکے احکام ہی کیا۔ احکام تو وہ جو حکمتوں سے پُر ہوں جامع مانع ہوں۔ اسلام آپکا تراشیدہ مذہب قرآن آپ کی ساختہ کتاب ہوتی تو اس میں کوئی خوبی نہ ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کرسکو گے جبتک ان چیزوں کو خرچ نہ کروگے جو تمکو پیاری مرغوب ہیں۔ اور تم جو کچھ بھی خرچ کروگے بیشک اسکو اللہ جانتا ہے۔ پ۴ ع۱ آل عمران ۹۲۔ کلام ذات ہے جو اشیاء انسان کو خاص طور سے پسند ہوں اُن ہی کو راہ خدا میں صرف کرنا ازدیادِ روحانیت و تقرب خداوندی کا موجب بیان کیا گیا۔ ایسی علی ترین اخلاقی تعلیم جو انسان کو بہترین ایثار کا خوگر بنا سکے بجز ایسی کتاب کے جو منجانب خدا ہو دوسری انسانی تصنیف میں اس کا پایا جانا ناممکن ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے رسول کہدو کہ اللہ نے سچ فرمایا۔ سو تم ملتِ ابراہیمؑ کی اتباع کرو جسمیں ذرا بھی کجی نہیں اور وہ نہ تھے شرک کرنے والوں میں۔ یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کے واسطے مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو کہ مکہ میں واقع ہے جسکی صفت یہ ہے کہ وہ برکتوں سے معمور ہے اور موجب ہدایت ہے تمام جہان کے لوگوں کیلئے اس میں کھلی نشانیاں ہیں از انجملہ ایک وہ مقام ہے جہاں ابراہیم کھڑے رہا کرتے تھے۔ اور جو شخص اس مکان میں داخل ہو جائے وہ مامون ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کے واسطے لوگوں کے

ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے۔ ایسے شخص کے جسکو مقدور ہو وہاں تک کی رسائی کا۔ اور جو شخص منکر ہو تو
بیشک اللہ بے پرواہ ہے تمام جہان والوں سے۔ ﷺ آل عمران۔ کلام ذات ہے۔ ملت ابراہیم کی
تبتع کرانے کی ہدایت رسول عربی کو ہو رہی ہے۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت اسمٰعیلؑ و حضرت اسحاق کے پدر بزرگوار
ہیں۔ حضرت اسحاق کی اولاد میں شرک کا لگاؤ ہوا اور کچھ قومیں بت پرست ہو گئیں۔ حضرت اسمٰعیلؑ
کی اولاد نے حضرت ابراہیمؑ کے اس مقدس مکان میں جسکو وہ خدا کی خالص عبادت کیلئے اپنے
اور اپنے فرزند دلبند کے ہاتھوں تعمیر فرما گئے تھے تین سو ساٹھ بُت لا کھڑا کئے تھے تو ظاہر ہے کہ
طریقہ ابراہیم جو محض خدا کی عبادت کرنے کے متعلق تھا بگڑ چکا تھا اور اسکی اصلاح ہونی ضروری تھی
رسول عربی کی بعثت سے پہلے بھی مکہ میں لوگ اس مکان کی خاطر ضرور آتے تھے جسطرح آج کسی
مشہور دیول کی جاترا کیلئے آتے ہیں اور آتے ہوئے بجائے خدائے واحد کی یاد کے لات و عزا و منات
وغیرہ بتوں کی یاد دل میں لئے ہوئے آتے تھے حسن عقیدت کے جذبہ وحشت میں اپنی مظلوم و معصوم
اولاد کو اُن بتوں پر بھینٹ چڑھاتے تھے یعنے بیدردی و بے جگری سے اولاد کو بتوں کے سامنے
ذبح کرکے ان کے خون ناحق سے اُن بتوں کی سرخ روئی کرتے تھے یہ دردناک تماشہ رسول عربی کے ذریعہ
ختم کرادیا گیا اور مسلمانوں کو ہدایت ہوئی کہ اس پاک مقدس ابراہیمی یادگار کی زیارت کریں اور
بجائے اولاد کے جانور ذبح کریں۔ اور اپنے دل کے خلوص کو اس عبادت گاہ پر پہنچا ورکریں
تاکہ دنیا والے حسن عمل کا یہ تماشہ بھی اسکے قبل والے تماشہ کے مقابلہ میں دیکھ لیں۔ فقیر، امیر، بادشاہ
سب ایک لباس میں جو مثل کفن جسم سے لپٹا ہوا ہو۔ صورت ایک ہیئت اختیار کئے ہوئے ہو۔
سیرت ایک نکتہ پر سب کی قائم ہو اور پھر اس آن بان وشان کے درباریوں سے دربار آراستہ و
پیراستہ ہو کہ ہر نفس جو مغرور سے مغرور سرکش سے سرکش بھی تھا وہ آج اپنے حال زار سے واقف ہو کر
خود آئندہ اپنے آپ دیگر پر رحم و کرم کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہو۔ کیا مسلمانوں میں ایسی صلاحیت پیدا کرنیکی
خدا کو محتاجی تھی ہرگز نہیں یہ عمل خود انکی بھلائی کی خاطر سے انپر فرض کیا گیا ہے تاکہ وہ اپنے نور ایمان
کو منور و مستحکم کرا ئیں نفس کا تزکیہ کر لیں۔ تکالیف سفر وغیرہ کی برداشت کی قابلیت پیدا کر لیں

سب سے بڑی چیز یہ کہ تمام دنیا کے مسلمان بھائی ایک جگہ جمع ہو کر ایک دوسرے کی حالتوں کا مشاہدہ کرلیں اور ان تو تمدنی ہی کو بیچ میں لا کر ایک دوسرے کی ضرورتوں کی تکمیل کا ذریعہ تلاش کرلیں تاکہ وہ اپنے آپکو اور اپنے مذہب کو اقصاء عالم میں وقار و منزلت کیساتھ باقی رکھ سکیں اور بس۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو ایسا زبردست حکمتوں والا انتظام ایک ایسی ذات سے جو لکھی پڑھی تک نہ ہو کیسے قائم ہو سکتا تھا۔ دشمنوں کا دوست بنجانا بچھڑی قوموں کا مل جانا ہر ایک کی مقصد حیات کا ایک ہو جانا حج کی مصلحتوں کا ثمرہ ہے اور ایسے شیریں ثمرات کا پیدا کرنا قوت بشری سے باہر بات تھی۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنیکا حق ہے اور نہیں مرنا مگر مسلمان بنے ہوئے۔ اور مضبوط پکڑے رہو اللہ کے توسل کو سب ملے ہوئے۔ اور ایک دوسرے میں تفریق پیدا نہ کرلو۔ اور تم پر جو اللہ کا احسان ہے اس کو یاد کرو جبکہ تم دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالدی تو تم خدا کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم لوگ دوزخ کے غار کے کنارہ پر تھے۔ پر اللہ نے تمکو اس آفت سے بچا دیا۔ اسیطرح اللہ تم لوگونکو اپنے احکام صراحت کے ساتھ بیان فرماتا ہے تاکہ تم لوگ راہ راست پر رہو۔ پ۴ آل عمران ۱۱۔ کلام ذات ہے۔ اپنی ذات لاو بالی سے بیحد خائف رہنے کی ہدایت ہو رہی ہے اور مرتے دم تک اسلام پر قائم رہنے کی نصیحت اور شریعت کی رسی کو مضبوطی سے تمام مسلمانوں کو تھامے رہنے کا حکم ہو رہا ہے اور پھر ساتھ ہی شیرازۂ اتفاق کو برقرار رکھنے کی ہدایت فرمائی جا رہی ہے اور یہ ظاہر فرمایا جا رہا ہے کہ تم قبل اسلام ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے پھر ہم نے تمہارے قلوب میں محبت پیدا کر کے تمہیں ایکدوسرے کا بھائی بنا دیا ہے اسلام سے پہلے اہل عرب کی جو حالت تھی تاریخ داں لوگوں سے مخفی نہیں۔ معمولی سے معمولی باتوں پر برسوں یہ لوگ آپس میں خونخوار درندوں کی طرح لڑا کرتے تھے۔ لیکن اسلام نے اور خالق اسلام نے ان درندہ صفت انسانوں کے قلوب میں ایسی زبردست الفت پیدا کر دی کہ وہ ایک دوسرے پر اپنی جانیں فدا کرنے لگے۔ مال و دولت عزت حشمت سب میں ایک دوسرے کو حصہ دار ٹھہرائے۔ اگر فی الحقیقت قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا اور اسلام کوئی آسمانی مذہب نہ ہوتا تو ایسی سحر آمیز نصائح ان میں ہوتیں اور نہ انکا

ایسا طلسمی اثر ہوتا کہ ان کے ماننے والے آناً فاناً میں اقصار عالم پر چھا جاتے اور مخلوق خدا پر اس طرح حکومت کرتے کہ دوست تو دوست دشمن بھی انھیں ابر رحمت سمجھنے لگے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور تم میں ایک جماعت ایسی رہنا ضروری ہے جو کہ نیکی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھے کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ با مراد ہونگے۔ کلام ذات ہے۔ اسلام میں ایک ایسی جماعت کے قیام کا حکم ہو رہا ہے جو لوگوں کو نیکی کے کرنیکی ترغیب دیا کرے اور برائی سے بچنے کی ہدایت دیتی رہے۔ اس جماعت کی کارگذاری کا نتیجہ امن عالم پر منتج ہوگا۔ پس جو مذہب امن عالم کا کفیل ہو وہ خدائی مذہب نہیں تو اور کونسا ہو سکتا ہے۔ اگر قرآن رسول عربی کی کتاب ہوتی تو ایسی پاک اعلیٰ وارفع تعلیم اسمیں کہاں رہتی۔

ترجمہ آیتہ۔ مسلمانو تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کیلئے ظاہر کیگئی ہے۔ تم لوگ عمدہ کاموں کے کرنیکو کہتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے تو بیشک یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔ انمیں سے تھوڑے فرمانبردار ہیں اور کثرت سے نافرمان ہیں۔ ع ۱۲ آل عمران ۳۔ کلام ذات ہے۔ مسلمانوں کی صفت بیان کیجا رہی ہے۔ مسلمانوں کا کام نیکی کا پھیلانا ہے اور بدی کا ازالہ کرنا ٹھہرا تو ظاہر ہے کہ ایسی جماعت ہی امن عالم کا موجب ہوگی۔ اور رحمتہ عالم کہلانے کی مستحق ہوگی پھر ایسی مقدس جماعت کا پیشوا کیوں نہ رحمتہ للعالمین کہلائے جانے کا مستحق ہو۔ قرآن کا الوالعزمانہ معیار تعلیم اسکی صداقت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو اپنے سوا غیر کو رازدار نہ بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی فروگذاشت نہیں کرتے تمہارے آزار کی تمنا رکھتے ہیں واقعی بغض انکے منہ سے ظاہر ہو پڑتا ہے اور جسقدر انکے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے۔ بیشک ہم نے بتلا دیں تمکو پتے کی باتیں (سمجھو) اگر تم ہوش و خرد والے ہو۔ ع ۱۲ آل عمران ۳۔ کلام ذات ہے۔ کفار کے قلبی جذبات کا آئینہ ہے جو تیرہ سو برس سے اب تک مجلا ہے۔ صداقت بیان کیسا تھ سیاست کا گنجینہ ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کفار کے دلوں کی گہرائیوں میں کا جذبہ کیونکر عیاں کیا جا سکتا۔

ترجمہ آیتہ۔ جبکہ تم مسلمان اس طرح کہہ رہے تھے کہ کیا تمکو یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمہارا رب تمہاری امداد فرمائے تین ہزار فرشتوں سے جو اُتارے جائینگے۔ ہاں کیوں نہیں اگر مستقل مزاج رہوگے اور پرہیزگار رہوگے اور وہ لوگ تمپر اچانک آپہونچیں گے تو تمہارا رب تمہاری امداد فرمائیگا پانچہزار فرشتوں سے جو ایک خاص وضع بنائے ہوئے ہونگے۔ کلام ذات کے ساتھ رسول عربیؐ کا وہ کلام شریک ہے جو جنگ اُحد کے وقت آپ نے مسلمانوں سے فرمایا تھا۔ اگر قرآن آپکی تصنیف ہوتی تو اس کلام کو یوں رقم کرانیکی کیا ضرورت ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اور خوشی سے کہا مانو اللہ کا اور رسول کا تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور دوڑو اپنے پروردگار کی مغفرت کی جانب اور جنت کی طرف جسکی وسعت آسمانوں اور زمین کی متفقہ وسعت جیسی ہے وہ تیار کیگئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کیلئے ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فارغ البالی اور مفلسی میں اور دبا لیتے ہیں غصہ کو اور لوگوں سے (انکی خطاؤں پر) درگذر کرنے والے اور اللہ ایسا احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ اور ایسے لوگ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہیں جسمیں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ کو یاد کرلیتے ہیں پھر معافی چاہتے ہیں اپنے گناہوں کی اور اللہ کے سوا اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ پ ۴ ع ۵ آل عمران ۳۔ کلام ذات ہے۔ خدا کی راہ میں غربا کی رقمی مدد کرنا۔ غصہ کو پی جانا نقصان پہنچانے والوں کو معاف کردینا۔ گناہ سرزد ہونے پر نادم ہونا اور آئندہ احتراز کرنا کیسی مستحسن صفات ہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسی اخلاقی تعلیم رسول عربیؐ کی ذاتی کتاب میں کہاں ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اور محمدؐ تو ایک رسول ہی ہیں۔ ان سے پہلے اور بھی بہت رسولؑ گذر چکے ہیں سو اگر انکا انتقال ہوجائے یا وہ شہید ہوجائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤگے۔ اور جو شخص الٹا پھر بھی جائیگا تو خدا کا کوئی نقصان نہ کریگا اور خدا جلد ہی عوض دیگا شکر گذار لوگوں کو۔ اور کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں ہے بجز حکم خدا کے اس طور سے کہ اسکی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے۔ اور جو شخص

دنیاوی بدلہ چاہتا ہے تو ہم اسکو دنیا کا حصہ دیدیتے ہیں۔ اور جو شخص اخروی معاوضہ چاہتا ہے
تو ہم اسکو آخرت کا حصہ دینگے اور ہم بہت جلد عوض دینگے حق شناسوں کو۔ اور بہت نبی ہو چکے
ہیں جنکے ساتھ ہو کر بہت اللہ والے لڑے ہیں۔ پس نہ تو ہمت ہاری انھوں نے ان مصائب کیوجہ
سے جو اُنپر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ اُن کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے۔ اور اللہ کو ایسے
مستقل مزاجوں سے محبت ہے۔ ع ۱۵۔ آل عمران ۳ مسلمانوں کو ہدایت ہو رہی ہے کہ رسول عربی
مثل اور رسولوں کے ایک رسول ہیں انکی غیر معمولی حالت کے اعتبار سے انہیں کہیں ایسا درجہ
نہ دیدینا جیسا کہ دوسری قوموں نے اپنے پیشواؤں کو دیا اور پھر اُنہی کی عبادت شروع کر دی اگر
قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسول عربی اپنے متعلق اس طرح لکھا نہ دیتے۔ موت کا وقت معین ہونا اور
اگلے پیغمبروں کے ہمراہ انکے زمانہ کے مسلمانوں کا کفار سے لڑنا۔ یہ ایسے واقعات ہیں کہ اسکا علم بجز خدا
کے رسول عربی کو کچھہ نہ تھا پھر کیسے یہ امور درج قرآن ہو سکتے ہیں جبتک کہ قرآن منجانب خدا نہ ہو۔
ترجمہ آیتہ۔ اگر تم کہا مانوگے کفار کا تو وہ تم کو لوٹا دینگے پھر تم ناکام ہو جاؤگے۔ بلکہ اللہ تمہارا دوست
ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے۔ ہم ابھی ڈالدینگے کافروں کے دلوں میں رعب۔ کیونکہ انھوں
نے شریک ایسی چیز کو ٹھہرایا ہے جس پر کوئی دلیل اللہ نے نازل نہیں فرمائی اور انکی جگہ جہنم ہے اور وہ
بری جگہ ہے بے انصافوں کی۔ ع ۱۶۔ آل عمران ۳۔ کلام ذات ہے۔ جنگ اُحد کے وقت جب قلت
اپنی مسلمانوں نے محسوس کی تو انکے دل ٹوٹے خدا نے وعدہ فرمایا کہ باوجود تمہاری قلت کے
تمہارا رعب اب دشمنوں کے دلوں پر ڈالا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو
رسول عربی عین معرکۂ جنگ میں ایسا وعدہ کرتے اور نہ اطمینان دلاتے اور نہ وہ وعدہ پورا ہوتا۔
ترجمہ آیتہ۔ وہ وقت یاد کرو جبکہ تم (میدان جنگ سے) بھاگے جا رہے تھے اور پلٹ کر بھی کسی کو
نہیں دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کی جانب سے پکار رہے تھے تو خدا نے تمکو پاداش میں غم
دیا بہ سبب رسول کو رنج دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہوا کرو اس چیز سے جو تمہارے ہاتھ سے نکلجائے اور
نہ اس پر جو تم پر مصیبت پڑے۔ اور اللہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ پھر اللہ نے اس غم کے بعد

تم پر قرار نازل فرمایا (جو بصورت) اونگھ تھا۔ تم میں سے ایک جماعت پر تو اُس کا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ اُن کو اپنی جان ہی کی فکر لاحق تھی۔ وہ لوگ اللہ کے ساتھ بدظنی کر رہے تھے جاہلانہ بدظنی۔ وہ یوں کہہ رہے تھے کیا ہمارا کچھ بس چلتا ہے۔ تم کہدو کہ اختیار تو سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔ وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پنہاں رکھتے ہیں جسکو تمہارے روبرو عیاں نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا تو ہم یہاں ہلاک ہی نہ کئے جاتے۔ تم کہدو کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کیلئے ہلاک ہونا مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ ان مقامات کی طرف نکل آتے جہاں وہ گرے ہیں۔ اور یہ جو کچھ ہوا اس لئے ہوا تاکہ اللہ تمہارے باطن کی باتکو آزمایش میں لائے اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات کو صاف کھولدے اللہ سب کے دلوں میں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ پ۴ آل عمران۴ کلام ذات کے ساتھ منافقوں کا کلام شامل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جنگ اُحد کے موقعہ پر رسول عربیؐ نے چند اشخاص کو ایک پہاڑی پر ٹھہرایا تھا اور انکو وہیں قائم رہنے کی ہدایت تھی جب جنگ شروع ہوئی تو مسلمان غالب آگئے اور کافر فرار ہونے لگے یہ حالت دیکھکر پہاڑ پر جو لوگ متعین تھے اُتر پڑے اور مغرور کافروں کا تعاقب فاتح مسلمان شروع کئے رسول عربیؐ انکو بھی واپس ہونے کا حکم دیئے مگر وہ سُنے نہیں اور چلدیئے۔ مغرور کافر یہ موقعہ غنیمت جانکر مسلمانوں کی پیٹھ پیچھے آکر مسلمانوں پر اچانک حملہ کردئے مسلمانوں کی فوج تو پہلے ہی منتشر تھی جو تھوڑے پیچھے تھے اُنکے پیر اکھڑ گئے اور جو باقی تھے اُن پر کفار کی دہشت طاری ہوگئی اور انھیں نیند آگئی جب ہوش میں آئے تو طبیعت صاف پائی پھر جم کر لڑے اور کفار کو شکست دی۔ اس واقعہ کو یاد دلاکر مسلمانوں سے فرمایا جارہا ہے۔ چونکہ تم نے رسول کی نافرمانی کرکے انھیں غم میں ڈالا تھا اس لئے ہم نے بھی اسکی سزا تمکو دیدی اگر رسول عربیؐ رسول برحق نہ ہوتے تو مسلمانوں کا اس جنگ میں خاتمہ ہوگیا ہوتا۔ اگر انکا خاتمہ ہوتا تو شاید اسلام کا چراغ بھی گل ہوگیا ہوتا لیکن خدا نے اپنی توحید کے پرستاروں کو آیندہ کی ہدایت کیلئے فوری سزا دیکر جلد ہی انھیں مظفر و منصور بنادیا اسلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اُسی دن مسلمان فوج کیساتھ اسلام بھی دفن ہو چکا ہوتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مکہ و مدینہ کی مختصر

سرزمین سے نکل کر آج تمام دنیا کے بلاد میں چھایا ہوا ہے۔
ترجمہ آیتہ۔ اور اگر تم لوگ خدا کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ اپنی موت مر جاؤ تو بالضرور اللہ کے پاس کی مغفرت اور رحمت ان چیزوں سے بہتر ہے جنکو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں۔ اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو ضرور اللہ ہی پاس جمع کئے جاؤ گے۔ بعد اسکے خدا ہی کی رحمت کے باعث تم انکے ساتھ نرم رہے اور اگر تم تندخو سخت مزاج ہوتے تو یہ سب تمہارے پاس سے منتشر ہو جاتے پس تم انکو معاف کر دو اور ان کے لئے بخشش چاہو۔ اور ان سے معاملات میں مشورہ لیا کرو۔ پھر جب تم اپنی رائے کو استوار کر لو تو خدا پر اعتماد کرو۔ بیشک اللہ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ اگر اللہ تمہارا ساتھ دے تو تم سے کوئی جیت نہ سکے اور اگر وہ تمکو تمہارے حال پر چھوڑ دے تو اسکے بعد ایسا کون ہے جو تمہاری مدد کرے۔ اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ محض اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھیں ۞ آل عمران
کلام ذات ہے رسول عربی سے فرمایا جا رہا ہے کہ اگر تم بدمزاج ہوتے تو سارے مسلمان تم سے متنفر ہو کر چلدیتے لیکن ہمارے فضل سے تم نیک مزاج بنائے گئے ہو پھر رسول کو ارشاد ہو رہا ہے کہ دنیاوی امور میں مسلمانوں سے مشورہ کر کے رائے ٹھہرالو اور پھر خدا کے بھروسہ پر کام شروع کرو ہم مدد دیں تو بیڑا پار ہے ورنہ خیریت۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسی ہدایات جو ذات نبی سے متعلق ہیں اس میں مندرج نہ رہتیں۔ جبتک مسلمان اللہ والے بنے رہے اللہ انکا حامی رہا جب مسلمان نام کے مسلمان رہگئے ہیں اور خدا کی پروا نہیں کر رہے ہیں خدا بھی انکی کچھ پروا نہیں فرما رہا ہے نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان بدنام اور ہر امر میں ناکام ہو رہے ہیں اور یہ انکا ذاتی قصور ہے۔ خدا پہ گلہ ہی کیا۔ اگر مسلمان خدا کے وعدہ کے موافق اس کی ذات پر بھروسہ کر کے بعد مشورہ فی مابین متفقہ کام شروع کر دیں تو مثل سابق جہان کو اپنے بس میں لا لیں اور یہ امور قرآن کی صداقت برہان قاطع ہیں۔
ترجمہ آیتہ۔ حقیقت میں اللہ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ انمیں انہی میں سے ایک ایسے پیغمبر کو روانہ فرمایا کہ وہ اُن لوگوں کو اللہ کی آیتیں پڑھ سناتا ہے اور ان لوگوں کی روحی صفائی کرتا رہتا ہے اور انکو کتاب و فہم کی باتیں سکھاتا ہے اور بیشک یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے

کلام ذات ہے جو رسول عربی سے متعلق ہے رسول کی جن اوصاف کا ذکر ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا نیز آپ سے پہلے آپکی قوم کی جو تباہ حالی تھی اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا یہ ایسے امور ہیں جو کہ آپکی اور قرآن کی صداقت کا پروانہ ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انکو مردہ مت خیال کرو۔ بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں انکو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو انکو اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے اور جو لوگ انکے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں انکی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسیطرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول عربی کو ہدایت ہو رہی ہے کہ تم شہدا کو مردہ خیال نہ کرو بلکہ انکی خاص حالت ہے۔ قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو خود کو اس طرح سمجھا لینے کی کیا ضرورت تھی۔

ترجمہ آیتہ۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ ان لوگوں نے تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے۔ پس تمکو ان سے اندیشہ کرنا چاہیئے تو اس بات نے انکے ایمان کو اور زیادہ کر دیا۔ اور کہدیا کہ ہمکو اللہ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کیلئے خوب اچھا ہے۔ کلام ذات کیسا تھ ابوالقیس کے قافلہ والوں کا کلام جنہوں نے مسلمانوں کو کفار مکہ کی تیاری کی اطلاع دی تھی نیز ان مسلمانوں کا کلام جو رسول عربی کیساتھ تھے شامل ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا ان کو مہلت دینا ان کیلئے بہتر ہے۔ ہم ان کو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں تاکہ گناہ میں وہ بڑھتے جائیں اور ان کو ذلت کی سزا ہونے والی ہے۔ کلام ذات ہے۔ غیر مسلم لوگوں کو جتلا دیا جا رہا ہے کہ باوجود تمہارے ترک کرنے کے تمہیں جو دنیاوی راحتیں اور آرام نصیب ہو رہا ہے وہ تمہاری طبیعتوں کو کفر سے ہی مانوس رکھنے کیلئے ہے۔ یہ نہ خیال کرنا کہ تمہارے کفر کو ہی پسند کر کے یہ نعمتیں دیگئی ہیں یہ عجیب غریب حکمت ہے۔ حقیقتاً اہل کفر اپنی دولت و ثروت و اولاد کی نعمتوں کو اپنے ہی مذہب باطل کا طفیل سمجھ رہے ہیں۔ اور یہ نکتہ قرآن کی صداقت پر دال ہے۔

ترجمہ آیتہ - ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے - اور تمکو پوری پاداش قیامت ہی کے روز ملیگی تو جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا - اور دنیاوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف دہوکہ کی پونجی ہے - پ ۴ آل عمران ۳ - کلام ذات ہے - دنیا کی بڑی بڑی نعمتیں دنیا ہی میں موجب مصیبت بن جاتی ہیں - دولت و حکومت ہی اکثر جان جانے کی موجب بنی ہیں - بیٹے نے باپ تک کو اسکے حصول کیلئے مار ڈالا ہے اور آناً فاناً میں راحت سے زحمت پیدا ہو گئی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں کے عیش و عشرت کی زندگی محض فریب خیال ہے اور بس - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسا حکیمانہ فعل رسول عربیؐ و امّی کی کتاب میں کہاں سے ملتا -

ترجمہ آیتہ - اور اللہ ہی کیلئے ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ ہر شئے پر قدرت رکھنے والا ہے - بیشک آسمانوں اور زمین کے بنانے میں یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں صاحبان عقل کیلئے - جنکی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمان اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے اسکو لایعنی پیدا نہیں فرمایا - تیری ذات پاک ہے سو ہمکو بچائیو عذاب دوزخ سے - اے ہمارے پروردگار جسکو تو نے دوزخ میں ڈالدیا اسکو واقعی رسوا ہی کردیا اور ایسے بے انصافوں کا کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں - اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان لانے کیلئے اعلان کر رہا ہے کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ پس ہم ایمان لائے اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو معاف فرمادیجیو اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل فرما اور ہمکو نیک لوگوں کے ساتھ شریک حال رکھیو - اے ہمارے پروردگار ہمکو وہ چیز بھی عطا فرما جسکا ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ وعدہ فرمایا ہے اور ہمکو قیامت کے روز ذلیل و رسوا نہ فرما بیشک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا - پ ۴ آل عمران ۳ - کلام ذات کیساتھ صالحین بندوں کا کلام بھی شریک ہے - کائنات عالم کے متعلق غور و فکر کرنیوالے حضرات کی تعریف فرما کر قرآن نے اسکے متعلقہ علوم سے شوق پیدا کرایا ہے تاکہ انسان سائنس وغیرہ علوم حاصل کرے جو موجب ازدیاد معرفت خدا ہیں قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایک امّی انسان کے

کلام میں یہ باتیں کہاں رہتیں۔

ترجمہ آیتہ - پس منظور فرمایا اُن کی التجا کو اُن کے رب نے اس وجہ سے کہ خدا کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنے والا ہو رائیگاں نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم سب آپس میں ایک دوسرے کی جنس ہو۔ تو جن لوگوں نے اپنا وطن چھوڑا اور اپنے مکانوں سے نکالے گئے اور خدا کی راہ میں ستائے گئے جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف فرما دیگا اور ضرور انکو ایسے باغوں میں داخل کر دیگا جنکے نیچے نہریں جاری ہیں یہ بدلہ ملیگا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا معاوضہ ہے۔ پ ۴ آل عمران ۲۰۔ کلام ذات ہے۔ نیکی کرکے بدلہ پانے میں قرآن نے عورتوں اور مردوں کو مساوی کا حصہ دار قرار دیا ہے۔ یہ امر اس کی صداقت کا معیار ہے ورنہ عرب میں قبل اسلام عورت کوئی قابل التفات ہستی ہی نہ تھی۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ بھی عورت کے متعلق وہی خیال رکھتے جو آپ کی قوم کا تھا۔

ترجمہ آیتہ - اے نبی تجھکو ان کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں نہ ڈالدے چند روزہ لطف ہے۔ پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ بہت مصیبت کا مقام ہے۔

کلام ذات ہے۔ خود رسول عربیؐ کو فہمائش ہو رہی ہے کہ کفار کی ظاہری شان و شوکت کو دیکھکر کہیں یہ خیال نہ کرلیں کہ انکا ہی مذہب سچا ہونے کی وجہ سے انکو یہ نعمتیں ملی ہونگی۔ اگر قرآن رسول عربیؐ کا کلام ہوتا تو انہیں اس قسم کی عبارت درج کرانی نہ سوجھتی۔

ترجمہ آیتہ - اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کیلئے مستعد رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب رہو۔ پ ۴ آل عمران ۲۰۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو نہ مسلمانوں کو صبر کی عادت ہوتی اور نہ معرکہ آرائی کی صورت میں قوت استقلال انمیں رہتی۔ اور نہ مرنے مارنے کیلئے کبھی راضی و تیار رہتے۔ اسلئے کہ قرآن رسول عربیؐ کی من گھڑت کتاب ٹھہرتی اور مصنف کتاب کاذب و مکار ٹھہرتے۔ تو نہ جھوٹے کے احکام کا اثر قلوب انسانی پر پڑتا اور نہ جھوٹی کتاب کی عبارت متاثر کرنے والی ہوتی حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج تیرہ سو سال کا

عرصہ مقتضی ہونے کے باوجود قرآن میں وہی تاثرات ہیں جو اسکے حال کی زندگی میں تھے ایسی صورت میں بجز اسکے اور کیا باور کیا جاسکتا ہے کہ یہ کلام ہمیشہ زندہ رہنے والے کا کلام ہے جبھی تو اس میں زندہ تاثرات موجود ہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جسنے تمکو ایک ہی جان سے پیدا فرمایا اور اس جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور تم خدا سے ڈرو جسکے نام سے تم ایک دوسرے سے مطالبہ کیا کرتے ہو اور خیال رکھو رشتہ داریوں کا۔ بیشک اللہ تمہارا نگران حال ہے اور جن بچوں کا باپ مرجائے اُن کے مال اُن ہی کو پہنچاتے رہو اور تم اچھی چیز سے بُری چیز کو نہ بدلو اور انکے مال نہ کھاؤ اپنے مالوں کیساتھ۔ بیشک ایسی کارروائی کرنا گناہ عظیم ہے اور اگر تمکو اس بات کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو اور عورتوں سے جو تمکو پسند ہوں نکاح کرلو۔ دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے پس اگر تمکو اندیشہ اس کا ہو کہ عدل نہ کرسکو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر اکتفا کرو یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی۔ اس امر مذکور میں زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے ۔ پ۴ النساء ۴ ع ۱۲ - کلام خدا سے انسانوں کی پیدائش آدم سے اور انکی بی بی حوا سے ظاہر فرمائی جارہی ہے کسی اور جاندار سے نہیں اور پھر انکی زوجہ کی خلقیت خاوند کی جنس اور انھیں کے مادہ سے بتلائی جارہی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو ایک جان دو قالب ٹھہرے اور باعتبار اصلیت ایک ہی ہوئے ظاہر ہے کہ یگانگت میں جو لطف الفت و محبت ہوگا وہ دوئی و اختلاف حیثیت میں نہیں۔ ڈاروِن کے مسئلہ ارتقاء سے دنیا کو رنجیدہ ہونیکی ضرورت نہ رہی بندر کے مسئلہ ارتقاء پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ کیا نر و مادہ ساتھ ساتھ ترقی کرکے انسان بنے یا ایک پہلے ترقی کیا اور دوسرا پیچھے۔ کیا اس ارتقا کی بدولت صرف ایک جوڑا تیار ہوا یا کئی ہو گئے اور ہوتے ہیں۔ پھر یہ کہ بندر اپنی خلقت کے اعتبار سے اولاً بندر ہی پیدا ہوا یا کہ اسنے بھی کسی اور جاندار کے روپ سے یہ روپ بدلا۔ لیکن قرآن نے انسان کی پیدائش کی ابتدا جسطرح کی ہے اس پر کوئی اعتراض ہی وارد نہیں ہوسکتا اور یہ اسکے منجانب خدا ہونے کی قوی دلیل ہے۔ رشتہ داروں کی رشتہ داری کا خیال رکھنا

انکے ساتھ اچھا سلوک کرنا یتیم پروری و یتیم نوازی کرنا۔ انکا مال جو امانت میں ہو وہی دینا۔ انکا مال خود استعمال نہ کرنا۔ اپنی بُری چیز کے عوض انکی اچھی چیز کو نہ لے لینا کیسے بہترین آدابِ اخلاقیات کے سبق ہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہو تو ایک چھوٹی کتاب میں محاسنِ خیر کہاں سے پیدا ہو سکتے تھے۔ یتیم لڑکیوں کیساتھ عقد کرنے میں بڑی احتیاط کو ملحوظ رکھنے کی ہدایت ہو رہی ہے اسلئے کہ انکے دل محزوم ہوتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا بُرا سلوک ان کے لئے باعث ازدیادِ اَلم ہو جائے اور بجائے انکے چار عورتوں تک کی اجازت دیجارہی ہے یہ محض ایک عایت ہے جو بلحاظ مجبوریات کام میں لائی جا سکتی ہے خواہ مخواہ کے استفادہ کی صورت نہیں اسلئے کہ جو شرط عدل کی قائم ہوئی ہے وہ ہر ایک انسان کیلئے اسکی تعمیل و تکمیل محال نہیں تو مشکل یقینی ہے۔ رسولِ عربیؐ کی رسالت کسی خاص ملک یا خاص قوم و نسل کیلئے مختص نہ تھی بلکہ عام دنیا والوں کیلئے تھی اور یہ عام اسلئے تھی کہ آئندہ اسکا تسلسل باقی رکھنا قدرت کو منظور نہ تھا۔ ختم ہونے والی چیز سب کیلئے یکساں موثر بنا کے ختم کر دیگئی ہے تو ظاہر ہے کہ یہ تعلیم انسانی طبیعتوں کے اقتضا کے بموجب ہو ورنہ سقمِ قانونی کا اطلاق صادق آئیگا۔ سُنیئے اہلِ عرب کے مردوں کی قوتِ باہ نہایت زبردست ہوتی ہے جسکی وجہ وہ اپنی قوت شہوانیت کو دبائے رکھنے کیلئے قوت برداشت نہیں رکھتے برخلاف اسکے عرب کی عورت بالکل برعکس انمیں قوت شہوانیت بہت کم مرد نہایت گرم مزاج۔ یہ نہایت معتدل برخلاف اسکے۔ سرد ملکوں کی عورتیں گرم و حار طبیعت پُر شہوت مرد کی حالت اُلٹی۔ معتدل آب و ہوا کے ملکوں میں ہر دو کی مزاج قریب ایک۔ اہلِ عرب کو روزانہ مجامعت کرنے کی ضرورت اور وہاں کی عورتوں کو اس سے نفرت۔ اہلِ یورپ سرد ملکوں کی عورت کو ہم بستر جلد جلد ہونے کی خواہش اور مرد سے ممکن نہیں۔ اور ایسا ہی کبھی مرد کی خواہش غالب تو کبھی عورت ہی کی غالب ان فطرتی اختلاف کی صورت میں ایسا حکم جو سب کی مزاجوں کو سنبھالے رکھے۔ اسکے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ مرد کو عدل کی قید میں مقید کر کے اسکو چار عورتیں رکھنے کی اجازت دیجائے۔ جو ہر روزہ خواہش مند عرب کی تسکین کا باعث بھی ہو سکتا ہے اور دوسرے ملکوں کے ایسے لوگوں کا بھی جو گاہے ماہے اس کی آرزو رکھتے ہیں۔ دنیا میں جانداروں کی جسقدر انواع ہیں

اُن میں مادہ کی پیدائش زیادہ ہے اور نر کی کم اور یہی حال انسانوں میں بھی ہے اگر ہر مرد کیلئے ایک ہی عورت کی قید قائم کر دیجائے تو دنیا میں لاکھوں عورتیں بن مرد کے زندگی ختم کرینگی یہ فعل عورت کی مقصد حیات کے مغائر ہوگا عورت پیدا کیگئی ہے ازدیاد و بقائے نسل کیلئے۔ اور اسی مقصد کی تکمیل کیلئے اسلام نے چار کی اجازت دے رکھی ہے۔ فرض کیا جائے ایک شخص شادی کرے اور عورت بانجھ نکلے یعنے جسکو بچہ ہی نہ ہوسکتا ہو تو صاف بات ہے کہ اسکا شادی کرنا اور نہ کرنا ایک ہوا۔ اب دوسری کیا وہ مرض لاعلاج میں مبتلا نکلی تیسری دائم المریض رہی تو ایسی صورت میں مجبوراً چوتھی ہی کی ضرورت آئیگی۔ اسکے سوا ایک عورت اصول طب وحفظان صحت کے اعتبار سے بھی کافی نہیں بلکہ چار کی ضرورت ہے۔ مثلاً چار کے منجملہ ایک حاملہ ہوئی۔ تین ماہ کے بعد اس سے تعلق رکھا نہ گیا۔ پھر دوسری حاملہ ہوئی۔ تین ماہ کے بعد اس سے بھی کنارہ کشی اختیار کی گئی۔ اور پھر تیسری حاملہ ہوئی اور تین ماہ کے بعد اس سے بھی جدائی اختیار کی گئی۔ اب چوتھی حاملہ ہوئی اور حمل تین ماہ کا ہوا تو اس سے بھی پرہیز شروع کر دیا گیا۔ اس عرصہ مدت میں پہلی عورت وضع حمل سے فارغ ہو کر ہم بستری کے قابل ہو جائیگی۔ اور ہر عورت کی صحت بہتر حالت میں رہیگی بجائے اسکے ایک ہی عورت ہو اور مرد اپنی شہوت شہوانیت کے اثر سے مغلوب رہکر اس سے وضع حمل تک جماع کرتے رہے تو عورت کی صحت خراب ہونے کے سوا جنین کی نشونما میں خرابی پیدا ہوگی۔ اگر بی بی سے پرہیز کیا جائے تو کم از کم زناکاری کی نوبت آئیگی انہی خرابیوں کے اندفاع کیلئے اسلام نے چار کی اجازت دی جو ہر طرح منشاء فطرۃ کے موافق ہے۔ مردوں کی کمی کی وجہ اور کثرت ازدواج کی عدم اجازت کی وجہ یورپ کی نوجوان عورتوں کی جو تباہ حالی ہو رہی ہے اس سے دنیا آگاہ ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور تم لوگ بیبیوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دیدیا کرو۔ ہاں اگر چہ بیبیاں خوشی سے چھوڑ دیں تمکو اس مہر میں کا کوئی جز تم اسکو استعمال کرو لطف کیساتھ مزے سے۔ اور تم کم سمجھوں کو ان کے وہ مال جن کو اللہ نے تمہارے لئے مایۂ زندگانی بنایا ہے اور ان مالوں میں سے کھلاتے پہناتے

رہو اور ان سے معقول بات کہتے رہو۔ اور تم یتیموں کو آزمالیا کرو یہانتک کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ
جائیں پھر اگر ان میں ایک گونہ تمیز دیکھو تو ان کے اموال انکے تفویض کردو اور ان اموال کو ضرورت
سے زائد اٹھا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جائینگے جلدی جلدی اڑا کر مت کھا ڈالو۔ اور جو شخص
مستغنی ہو سو وہ تو اپنے کو بالکل بچائے۔ اور جو شخص حاجتمند ہو تو وہ مناسب مقدار سے کھالے۔
پھر جب انکے اموال اُن کے حوالہ کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کرلیا کرو۔ اور اللہ ہی حساب لینے والا
کافی ہے۔ ع النساء ۴۔
ترجمہ آیتہ۔ بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں بس وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ
بھر رہے ہیں۔ اور عنقریب جلتی آگ میں داخل ہونگے۔ کلام ذات ہے۔ مہر وہ چیز ہے جو بوقت نکاح
عورت کیلئے بطور معاوضہ مقرر کیجاتی اسکی کم سے کم مقدار دس درھم ہے اور زائد کیلئے حد نہیں اس قسم کا
ادا کرنا ضروری ہے اگر بیوی معاف کردے تو دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔ پھر یتیموں کے متعلق انتظام
کرنا سکھایا جا رہا ہے۔ تیرہ سو برس پہلے کا یہ کورٹ کا قانون زمانہ حال کے قوانین سے کہیں بہتر ہے۔
متکفلین کو کہدیا گیا ہے کہ اگر ناجائز طریقہ سے یتیم کا مال کھاؤ گے تو دوزخ کا نوالہ تم بھی بن جاؤ گے
اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایک اُمّی ذات سے ایسے مدبرانہ ضوابط کیسے مدون کرسکتی تھی۔
ترجمہ آیتہ۔ اللہ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارہ میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے
برابر ہے۔ اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملیگا۔
اس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو نصف ملیگا۔ اور
ماں باپ کیلئے یعنے دونوں میں سے ہر ایک کیلئے میت کے ترکہ میں سے چھٹا حصہ ہے۔ اگر میت کے
کچھ اولاد ہو اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہ ہو اور اسکے ماں باپ ہی اسکے وارث ہوں تو اسکی
ماں کا ایک تہائی (⅓) ہے۔ اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن ہوں تو اسکی ماں کو
چھٹا (⅙) حصہ ملیگا۔ وصیت نکال لینے کے بعد جبکہ میت اسکی وصیت کرجائے۔ یا دین کے بعد تمہارے
اصول و فروع جو ہیں تم پورے طور سے یہ نہیں جان سکتے ہو کہ ان میں کا کونسا شخص تم کو فائدہ پہونچانے

ہیں قریب تر ہے۔ یہ حکم خدا کی طرف سے مقرر کر دیا گیا۔ بیشک اللہ بڑا علیم و حکیم ہے۔ اور تمکو آدھا ملیگا اس ترکہ کا جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جائیں اگر ان کے کچھہ اولاد نہ ہو اور اگر اُن بیبیوں کے کچھہ اولاد ہو تو تم کو اُن کے ترکہ سے ایک چوتھائی (¼) ملیگا وصیت نکالنے کے بعد کہ وہ اسکی وصیت کر جائیں یا دین کے بعد۔ اور ان بیبیوں کو چوتھائی (¼) ملیگا اس ترکہ کا جسکو تم چھوڑ جاؤ اگر تمہاری کچھ اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری کچھ اولاد ہو تو انکو تمہارے ترکہ سے آٹھواں (⅛) حصہ ملیگا وصیت نکالنے کے بعد کہ تم اسکی وصیت کر جاؤ یا دین کے بعد۔ اور اگر کوئی میت جسکی میراث دوسرونکو ملیگی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسی ہو جسکے نہ تو اصول ہوں نہ فروع اور اسکے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا (⅙) حصہ ملیگا۔ اور اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی (⅓) میں شریک ہونگے وصیت نکالنے کے بعد جسکی وصیت کر دیجائے یا دین کے بعد بشرطیکہ کسیکو نقصان نہ پہنچائے یہ حکم کیا گیا ہے اللہ کی طرف سے اللہ بڑا علیم و حلیم ہے۔ یہ سب احکام مذکورہ خداوندی ضابطے ہیں اور جو شخص اللہ و رسول کی پوری اطاعت کریگا اللہ اسکو ایسی بہشتوں میں داخل فرمائیگا جس کے نیچے نہریں رواں ہونگی ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہینگے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ ع ۲ ۔ النساء ۴

کلام ذات ہے جس میں ورثاء کے حصوں کی تقسیم تبلائی گئی ہے۔ پہلے اولاد لڑکے دو روپیہ تو لڑکی کو ایک روپیہ ملیگا۔ صرف ایک لڑکی ہو تو اسکو آدھا (۸/) ایک سے زیادہ ہوں تو سب کے لئے کُل کے دو حصہ (۱۰/۸) باپ کو چھٹا حصہ (۲/۸) ماں کو چھٹا حصہ (۲/۸) اور اگر مرنے والے کو اولاد نہ ہو تو ماں تیسرا حصہ (۵/۴) اگر عورت کی میراث ہو تو اسکے خاوند کو آدھا حصہ بشرطیکہ مرنے والی لاولد ہو ورنہ شوہر کو اس کی اولاد کے چوتھائی (۴/)۔ مرد کے مرنے کی صورت میں عورت کو چوتھائی (۴/) اگر مرد کی اولاد نہ ہو ورنہ آٹھواں حصہ (۲/)۔ مرنے والا مرد ہو یا عورت اگر انکو فروع یعنے بیٹا۔ پوتا۔ پڑپوتا وغیرہ نہ ہو یا اصول یعنے باپ دادا۔ پڑدادا وغیرہ نہ ہوں تو ان کے بھائی بہن کو ہر ایک کا حصہ چھٹا (۲/۸) اور اگر بہن بھائی زیادہ ہوں تو ایک تہائی (۵/۴) پہلے اخراجات تجہیز تکفین۔ ادائی قرضہ۔ وصیت کے بعد۔ وصیت اس حکم بخشش کو کہتے ہیں جو

مرنے والا کسی غیروارث کے اس کی محبت یا حسنِ خدمت کے صلے میں کرجائے اور ایسا شخص زیادہ سے زیادہ تہائی حصہ (۵ رم ۴) پائیگا۔ اگر اس سے زیادہ کیلئے وصیت ہو تو وہ ورثاء کی رضامندی پر نافذ ہوگی ورنہ نہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً مالک ہو جاؤ۔ اور ان عورتوں کو اس غرض سے مقیّد نہ کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے انکو دیا ہے اس میں کا کوئی حصہ وصول کرلو مگر یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح ناشائستہ حرکت کریں۔ اور ان عورتوں کیساتھ خوبی کیساتھ گذران کیا کرو۔ اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شئی کو ناپسند کرو اور اللہ اسکے اندر کوئی بڑی منفعت رکھدے اور اگر تم بجائے ایک بیوی کے دوسری بیوی کرنا چاہو اور تم اس ایک کو انبار کا مال دے چکے ہو تو تم اس میں سے کچھ بھی مت لو۔ کیا تم اسکو لیتے ہو بہتان رکھکر اور صریح گناہ کے مرتکب ہوکر۔ ع النساء۔ کلامِ ذات ہے۔ شوہر کے مرنے کی وجہ انکے ورثاء کو یہ حق نہیں کہ اس عورت کو اپنے ساتھ نکاح کرنے کیلئے مجبور کریں اور نہ عورت کو نکاح سے روکا جاسکتا ہے اور نہ ان کو دیا ہوا مال واپس لیا جاسکتا ہے۔ عورت کیسی ہی بدمزاج ہو اسکے ساتھ حسن معاشرت کی زندگی بسر کرنی چاہئے اگر دوسری بیوی کی خاطر پہلی بیوی کو دیا ہوا سامان اس سے لینا چاہو تو ناجائز ہوگا اور اگر اس کو جھوٹا الزام زناکاری کا لگا کر لیا جائیگا تو بڑا گناہ ہوگا۔ کیسے زبردست اخلاقی احکام ہیں جسمیں غریب صنفِ نازک کے حقوق کی حفاظت اور اسکی آزادی کا استقرار فرمایا گیا ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسے مستحکم احکام بھی اس میں نہ ملتے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گزر گئی گزر گئی بیشک یہ بڑی بیحیائی ہے اور نہایت نفرت کی بات ہے اور بہت بُرا طریقہ ہے ع النساء کلامِ ذات ہے۔ عرب میں یہ عام رواج تھا اور بُرا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ اپنی کتاب میں اس فعل کو بُرا کبھی ظاہر نہ فرماتے اسلئے کہ قومی اخلاق کا اثر آپکو بھی متاثر کئے دیتا اور آپ بھی سب کیساتھ اس فعل کو اچھا ہی تصور فرماتے جیسا کہ قومی رواج ہر فرد قوم کو

مستحسن نظر آتے ہیں۔
ترجمہ آیتہ۔ تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا (یعنے انائیں) اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں یعنے (انا کی لڑکیاں) اور تمہاری بیبیوں کی مائیں اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں ان بیبیوں سے کہ جنکے ساتھ تم نے جماع کی ہو اور اگر تم نے ان بیبیوں سے صحبت نہ کی ہو تو تمکو کوئی گناہ نہیں اور تمہارے اُن بیٹوں کی بیبیاں (یعنے حقیقی ہوئیں) جو کہ تمہاری نسل سے ہوں۔ اور یہ کہ تم دو بہنوں کو ایکساتھ رکھو لیکن جو پہلے ہو چکا (وہ ہو چکا) بیشک اللہ بڑا معاف فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اور وہ عورتیں جو کہ شوہر والیاں ہیں مگر جو کہ تمہاری ملک ہو جائیں۔ اللہ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے۔ اور اُن عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کیگئی ہیں یعنے یہ کہ تم ان کو اپنے مالوں کے ذریعہ سے چاہو اس طرح سے کہ تم بیوی بناؤ صرف مستی ہی نکالنا مقصود نہ ہو۔ پھر جس طور سے تم اُن عورتوں سے تمتع حاصل کئے ہو تو اُنکو اُنکے مہر دیدو جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں اور مقرر ہوئے بعد بھی جس پر تم باہم رضامند ہو جاؤ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بلاشبہ اللہ بڑا ہی علیم و حکیم ہے۔ پ۵ ع النساء ۴۔ کلام ذات ہے۔ مسلمان کو جو عورتیں حرام ہیں اُنکا ذکر ہے۔ ماں میں ماں کی باپ کی ماں اوپر تک اور بیٹی میں اپنی اور اپنے بیٹے و بیٹی کی بیٹی نیچے تک داخل ہیں۔ دودھ پلانے والی عورت کی عظمت ماں کے برابر کر دیگئی ہے۔ دوسرے کی بیوی بھی محفوظ کر دیگئی ہے۔ البتہ کافر کی عورت جنگ میں ہاتھ لگے تو جائز بتلایا گیا ہے۔ قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو ایسے پُر حکمت احکام رسول عربی کس طرح ترتیب دیسکتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور سے مت کھاؤ۔ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو کوئی ہرج نہیں اور تم میں ایک دوسرے کو قتل مت کرو بیشک اللہ تم پر بڑا مہربان ہے۔ پ۵ ع النساء ۵۔ کلام ذات ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور تم کسی ایسے امر کی تمنا نہ کرو جس میں اللہ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے۔ مردوں کیلئے اُن کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کیلئے اُن کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ سے اسکے فضل کی درخواست کرو بیشک اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔ پ۵ النساء ۴۔ کلام ذات ہے۔ نیک کاموں کا صلہ مساوی حیثیت سے مردوں اور عورتوں کو دیا جانا تسلیم کیا گیا ہے اگر قرآن خدا کی جانب سے نہ ہوتا تو رسول عربی کی کتاب میں عورتوں کے صلہ کا کوئی ذکر ہی نہ ہوتا اس لئے کہ آپ کی قوم میں عورت کو کوئی عزت و درجہ نہ تھا اور وہ کسی انعام کی مستحق ہی تصور نہ ہوتی تھی اسلئے لازمی تھا کہ آپ بھی اپنی قوم کے جذبات کے تحت انکی کوئی قدر و منزلت نہ فرماتے اور نہ انکو مستحق صلہ ٹھہراتے۔

ترجمہ آیتہ۔ مرد سردار ہیں عورتوں کے اس وجہ سے کہ اللہ نے برتری دی ہے بعضوں کو بعضوں پر اور اس سبب سے کہ مردوں نے خرچ کئے ہیں اپنے مال۔ تو جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی اور حفاظت کرتی ہیں اس کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت سے۔ اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تمکو انکی نافرمانی کا احتمال ہو تو ان کو زبانی نصیحت کرو اور انکو اپنی ہم بستری سے محروم کردو اور اگر اس سزا سے بھی سبق ادب نہ لیں) تو مارو۔ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت شروع کردیں تو ان پر بہانہ الزام مت ڈھونڈو بیشک اللہ عالیشان بلند مرتبہ ہے۔ پ۵ النساء ۴۔ کلام ذات ہے۔ مردوں کو اپنی عورتوں کا حکمران بتلایا جارہا ہے۔ ایک اس وجہ سے کہ وہ انکو مہر دیتے ہیں دوسری وجہ یہ کہ خود مردوں میں ایکدوسرے پر فوقیت دئے گئے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو شیرازۂ تمدن برقرار نہ رہے اور کوئی کسی کی نہ سنے نیک عورتوں کی صفت یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ خدا کے فضل سے اپنے شوہروں کے غیاب میں بھی اپنی عصمت اور شوہر کے مال وغیرہ کی حفاظت کرتی ہیں۔ پھر نافرمان و سرکش عورتوں کی اصلاح کا طریقہ تین طرح سے بتلایا گیا ہے پہلے زبانی پند و نصیحت کے ذریعہ۔ اگر اس کا کچھ اثر نہ ہو تو انکے ساتھ سونا و جماع کرنا ترک کرنے کے ذریعہ۔ اگر شوہر کی اس بے التفاتی پر بھی وہ نالائقی گستاخی گھر کی امن شکنی سے باز ہی نہ آئیں تو آخری صورت مار پیٹ کی بتلائی گئی ہے اور یہ وہ صورت ہے جو انسان کو کیا

حیوان کو بھی درست کئے دیتی ہے گو بظاہر یہ صورت نامناسب معلوم ہوتی ہے لیکن اسکی فطرتاً ضرورت اس لئے ہے کہ بدکردار جھگڑالو عورت درندہ سے بھی بڑھکر خطرناک ہوتی ہے۔ باوجود اسکے کہ حکومت عورت کی مالک نہیں ہوتی مگر پھر بھی وہ عورت کو اپنے احکام کی خلاف ورزی کرنے پر برابر سزا دیتی ہے۔ اگر شوہر جو اس کا حقیقتاً خریدار و مالک ہے سزا دے تو کیا برا ہوا۔ ایسی موثر و حکیمانہ تعلیم قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں ہرگز نہ ملتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اور اگر تم کو اندیشہ ہو۔ بیوی خاوند میں ناچاقی کا تو تم لوگ ایک آدمی کو جو تصفیہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو شوہر کے خاندان سے اور ایک ایسا ہی آدمی زوجہ کے خاندان سے مقرر کرو اور اگر یہ دونوں چاہینگے صلح کرادینی میاں بیوی میں تو اللہ ملاپ کرادیگا۔ بیشک اللہ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔ پ۵ النساء۔ کلام ذات ہے کیسی بہتر تعلیم ہے کیا خدا کی کتاب کے سوا کسی اور کتاب میں ایسی عمدہ تعلیم دستیاب ہوسکتی ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور تم اللہ کی بندگی اختیار کرو اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اہل قرابت کیساتھ بھی اور بن باپ کے بچوں کیساتھ بھی اور غریب غرباء کے ساتھ بھی اور اپنے گھر کے قریب رہنے والوں کیساتھ بھی اور دور کے اہل محلہ کیساتھ بھی ہمجلیس دوست کیساتھ بھی اور ہمراہ کے ساتھ بھی اور انکے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں بیشک اللہ شیخی باز برائی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا جو خود کنجوسی کرتے ہوں اور دوسروں کو بھی بخیلی اختیار کرنیکی تعلیم کرتے ہوں اور وہ اس چیز کو چھپائے رکھتے ہوں جو اللہ نے انکو اپنی عنایت سے دی ہے اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کیلئے ذلت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور جو لوگ کہ اپنی ثروت کو لوگوں کے دکھلانے کیلئے صرف کرتے ہیں اور اللہ پر اور روز آخرت پر اعتقاد نہیں رکھتے اور شیطان جسکا مصاحب ہو تو وہ برا مصاحب ہے۔ پ۵ النساء۔ کلام ذات ہے۔ انسانی محاسن کی اسقدر اعلیٰ وارفع تعلیم بجز خدائی کتاب کے کہاں نصیب ہوسکتی ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو یہانتک کہ

تم سمجھنے لگو کہ منھ سے کیا کہتے ہو اور حالت جنابت میں بھی (یعنے عورت سے جاگنے یا سوتی حالت میں جماع کرنے کے بعد) یا ستشنا تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے یہانتک کہ پانی نہالو اور اگر تم بیمار ہو یا عالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص پیشاب پاخانہ سے فارغ ہو کر آیا ہو یا تم بیبیوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو یعنے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔ بیشک اللہ بڑا معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔ ع کلام ذات ہے۔ نشہ اور ناپاکی کی حالت میں نماز نہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی جارہی ہے اور اگر ناپاکی مجامعت بیماری یا مسافرت ہو تو تیمم کرنے کی اجازت ہے اسیطرح عورتوں سے صحبت کرنے کے بعد پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے پیشاب پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد بھی تیمم کرنے کی ہدایت ہو رہی ہے۔ تیمم سے مراد یہ ہے کہ پاک مٹی پر دونوں ہاتھ مار کر سارے منھ پر ملنا چاہئے اور پھر اسیطرح دوبارہ مار کے دونوں ہاتھ کہنیوں تک مل لئے جائیں۔ ناپاکی سے طبیعت جو مکدر ہو جاتی ہے وہ تیمم کر لینے پر باقی نہیں رہتی۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ طبیعت صاف و پاک بنا دینے والی فلاسفی جو علم النفس سے متعلق ہے ایک اُمّی ان پڑھ ذات کو کیسے سوجھتی۔

ترجمہ آیتہ۔ بیشک اللہ اس جرم کو تو معاف نہ فرمائیگا کہ اسکے ساتھ کسیکو شریک قرار دیا جائے اور اسکے سوا جتنے گناہ ہیں جسکے لئے منظور ہو گا وہ گناہ بخش دیگا۔ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا ۔ع النسآء۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی خدا کی یکتائی کی ایسی پاک و بے عیب تعلیم نہ دے سکتے تھے اسلئے کہ آپ ایسی قوم میں پیدا ہوئے تھے جو صدہا خداؤں کی معتقد تھی پس اسکی بد اعتقادی کا اثر ضرور آپ پر بھی پڑتا جسکے باعث قوم کے اعتقاد سے مختلف اعتقاد آپ کسی طرح بطور خود ظاہر نہ کر سکتے تھے۔ تمام دنیا سے توحید کی تعلیم ملیا میٹ ہو جانیکے بعد آپ کا اُس تعلیم کو از سر نو دنیا میں دوبارہ پھیلا دینا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ قرآن سچا۔ اسلام سچا۔ آپ سچے تھے ورنہ آپ کو کیا پڑی تھی کہ دنیا کے موجودہ اعتقادات سے بالکل نرالا اعتقاد خدا کی ذات و صفات کے متعلق پیش کر کے اپنی جان جوکھوں میں ڈالدیتے اور پھر گھر دار خویش و اقارب اور وطن وغیرہ سب کو خیرباد کہہ کے غریب الوطنی کی زندگی کو گوارا کر لیتے۔

ترجمہ آیتہ۔ بیشک جو لوگ ہماری آیات کے منکر ہوئے ہم انکو سخت آگ میں ڈالینگے۔ جب ایکبار انکی کھال جل چکیگی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کردینگے تاکہ عذاب ہی بھگتتے رہیں بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔ ع النساء ۸ ۔کلام ذات ہے۔ قرآن کی آیات سے انکار کرنے والوں کا کیا حشر ہوگا وہ بیان کیا جارہا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں ایسا خوفناک ڈر مرقوم نہ ہوتا اسلئے کہ رسول عربی کو اپنی کتاب کی آیات سے انکار کرنے والوں کو ڈرانے کی حاجت نہ ہوتی۔ کیونکہ آپ کو تو کوئی ذاتی منفعت کی توقع نہ تھی بلکہ اُلٹا نقصان کا اندیشہ تھا اور ہوا بھی ایسا ہی۔

ترجمہ آیتہ۔ بیشک اللہ تمکو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ اہل امانت کو انکی امانتیں پہنچادیا کرو۔ اور یہ کہ جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو تو انصاف سے تصفیہ کیا کرو بیشک اللہ جس بات کی تمکو نصیحت کرتا ہے وہ بات بہت اچھی ہے بلاشبہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ ع النساء ۸ ۔کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی جانب سے نہ ہوتا تو رسول عربی اپنی کتاب میں بجائے لوگوں میں انصاف سے تصفیہ کرنے کا حکم دینے کے مسلمانوں میں انصاف سے تصفیہ کرنے کا حکم دیدیتے۔ لوگوں میں تو مسلمان اور کافر سب ہی شریک ہیں۔ پھر کافر و دشمن کے ساتھ عدل کی ہدایت کرنا خلاف توقع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ طبعاً ہر مذہب کا بانی اپنے ہی پیروؤں کو فائدہ پہونچاتا ہے دوسروں کو نہیں۔ مگر قرآن کا فیض عام والا حکم خود اسکے منجانب اللہ ہونے کی برہان قاطع ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں انکا بھی۔ پھر اگر کسی امر میں باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کی طرف حوالہ کیا کرو اگر تم اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ امور سب بہتر ہیں۔ اور ان کا انجام خوشتر ہے۔ کلام ذات ہے۔ شیرازۂ تمدن و سیاست کے بقاء کیلئے مسلمان حاکم کے حکم کو واجب التعمیل بتلایا گیا ہے بشرطیکہ خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ان کا حکم نہ ہو۔ قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول کو ایسا حکم دینے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ ع ۹ النساء ۴

ترجمہ آیتہ۔ اور ہم نے تمام پیغمبروں کو خاص اسیواسطے بھیجا ہے کہ انکا کہا مانا جائے اللہ کے حکم سے

کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ کسیکو اپنے سوا رسول تسلیم کرتے اور نہ اُن کے احکام کو واجب التعمیل ٹھہراتے۔ فطرتاً جھوٹا دعویدار رسالت حقیقی رسولوں کی رسالت سے بھی انکار کرجاتا ہے۔
ترجمہ آیتہ۔ اور جو شخص اللہ اور رسولؐ کا کہنا مان لیگا تو وہ اُنکے ساتھ ہوگا جنپر اللہ نے احسان فرمایا ہے۔ یعنے انبیاءؑ اور صدیقینؓ اور شہداءؓ و صلحاءؒ۔ اور یہ لوگ نہایت اچھے رفیق ہیں۔ کلام ذات ہے انسان کو مدارج عالیہ پر فایز ہونے کی شرط صرف خدا اور رسولؐ کے احکام کی تعمیل ٹھہرائی گئی ہے اور ان احکام میں اچھے کام کرنے کی ہدایت اور بُرے کاموں سے اجتناب کرنے کی فہمایش کیگئی ہے۔ بہرحال مدارنجات ترقی شیوہ انسانیت کا ہی اختیار کرنا ٹھہرایا گیا ہے۔ کسی اور کے نیک و بدافعال سے دوسرے کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسا بلند پایہ فیصلہ رسولِ عربیؐ اپنی ذاتی تصنیف میں نہ فرما سکتے۔
ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو۔ اپنے بچاؤ کا سامان (جنگ) پھر ٹکڑیاں بنکر یا ایک ہی جتھا ہوکر نکلو ع النساء۔ کلام ذات ہے۔ میدان جنگ کی طرف کوچ کا طریقہ بتلایا گیا ہے کہ کافی احتیاط کیساتھ سامان جنگ کی پوری تیاری کے بعد کوچ کیا جائے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو حسن تدبیر و انتظام کا حکم قرآن میں کیسے مل سکتا اسلئے کہ رسولِ عربیؐ تعلیم یافتہ و ماہر فن حرب و ضرب تو نہ تھے۔
ترجمہ آیتہ۔ تو ہاں چاہیئے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو دیڈالتے ہیں دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی کے خاطر۔ اور جو اللہ کی راہ میں لڑیگا پھر چاہے جان سے جائے یا دشمن پر غالب آئے ہر حال میں ہم اسکو اجر عظیم بخشینگے۔ اور تمہارے ہاں کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو اللہ کی راہ میں اور اُن بیکس و بےبس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی جان و مال کے حفاظت) کی خاطر جو اس طرح فریادی ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو اس بستی سے باہر نکال جسکے رہنے والے بیدرد جفاکار ہیں اور ہمارے لئے غیب سے کسی حمایتی کو کھڑا کیجئے اور ہمارے لئے کسی) دستگیر کو بھیجئے۔ ع النساء۔ کلام ذات ہے۔ حق و صداقت کے شیدائیوں کو شوق دلایا گیا ہے کہ وہ خدائی بادشاہ کے سرکشوں اور باغیوں سے محض خدا کیلئے اور مظلوم مردوں عورتوں بچوں کی حفاظت کیلئے لڑیں اور انھیں دردناک مصائب سے

نجات دلائیں ایسی صورت کے سوا اپنے ذاتی مفاد یا قومی مفاد کی خاطر ہی سے ناحق دوسروں سے لڑائی مول لینا روا نہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کیوں ایسی پاک اور مقدس تعلیم اسمیں ملتی اور رسولِ عربی جو حقیقتاً رسولِ برحق نہ ہوتے تو یوں لکھاتے کہ مسلمان لڑیں ماریں مریں اور اپنے لئے ملک و دولت کے حصول سے امن و راحت کی صورت نکالیں جسکی انہیں فی الحقیقت شدید ترین ضرورت تھی لیکن ایسا نہیں کہا گیا۔ ان حالات صادقہ کے تحت یہ ماننا پڑتا ہے کہ قرآن محض اپنی اور دوسرے انسان کی حفاظت خود اختیاری کی خاطر فرضِ انسانی کی بجا آوری کا حکم دیتا ہے نہ کہ جفا و جور کا۔ ناحق کسی کی دولت و حکومت پر چھاپہ مارنا نہیں سکھلاتا۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبی کہدو کہ دنیا کا متع چند روزہ ہے اور جزا آخرت طرح سے بہتر ہے اس شخص کیلئے جو اللہ کی مخالفت سے باز رہے اور تمپر ذرہ برابر بھی ظلم نہ کیا جائیگا۔ تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تمکو موت آئیگی اگرچہ تم مستحکم ترین برجوں میں چھپے رہو۔ اور اگر ان کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر ان کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تمہاری طرف سے ہے تم کہدو کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ تو ان لوگوں کو کیا ہوا کہ بات کی سمجھ کے پاس بھی نہیں پھٹکتے۔ اے انسان تجھ کو جو کوئی خوش حالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ کی جانب سے ہے اور جو کچھ بدحالی پیش آئے وہ تیرے ہی سبب سے ہے۔ اور ہم نے تمکو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی گواہی کا تمہارے لئے بس ہے۔ پ۵ع۱ النساء۔ کلام ذات ہے۔ دنیا کی بے ثباتی۔ آخری زندگی کا بقا۔ موت کے مقابلہ میں انسان کی بےبسی۔ خدا کی طرف سے انسان کی خوشحالی فارغ البالی۔ اور خود اسکے اعمال بد سے ہی اسکی تباہی ایسے اسرار ہیں کہ جو بجز خدائی کتاب کے کسی انسانی کتاب سے عیاں نہیں ہوسکتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ ہوتا اللہ کی سوا کسی اور کی طرف سے تو لا کلام اسمیں پاتے بکثرت اختلاف۔ پ۵ع۴ النساء۔ کلام ذات ہے۔ کتنی زبردست دلیل ہے واقعی اگر قرآن محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ہوتا تو قرآن کے مضامین متعلقہ واقعات۔

احکامات۔ عبادات۔ اخلاقیات کے دُہراتے وقت ایک دوسرے سے متاثر صورت پیدا کر لیتے کہیں کچھ کہدیا جاتا اور کہیں کچھ۔ انسانی تصنیفات ان عیوب سے مُبرا نہیں رہتی۔

ترجمہ آیتہ۔ جو شخص سفارش کرے نیک بات میں اُسکو اسکی وجہ سے حصہ ملیگا (ثواب میں) اور جو شخص بُری بات میں سفارش کرے اسکو اسکی وجہ سے (عذاب میں حصہ ملیگا) اور اللہ ہر چیز کا حصہ تقسیم فرمانے والا ہے۔ ع ۱۱ النساء ۴۔ کلام ذات کسقدر بہتر تعلیم ہے نیکی کے معین کو نیکی کا صلہ۔ بدی کے معین کو بدی کا بدلہ ملنے کا تصفیہ کرنا رسول عربی کو واتی طور پر مشکل تھا

ترجمہ آیتہ۔ اور جب تمکو کوئی سلام کرے (یعنے دعا دے) تو تم اس سے بہتر الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ دُہرا دو بیشک اللہ ہر چیز کا حساب فرمانے والا ہے۔ ع ۱۱ النساء ۴۔ کلام ذات ہے کتنی مخلصانہ طرز کی تعلیم دیجا رہی ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایک وحشی غیر مہذب قوم کی امی فرد جو کسیکے آگے زانوئے ادب ٹیک کے اسباق ادب ہی نہ سیکھی ہو کسطرح اپنی کتاب میں ایسی شریفانہ تعلیم قلمبند کرا سکتی ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اللہ وہ ذات ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں۔ وہ ضرور تم سب کو جمع فرمائیگا قیامت کے دن اسمیں ذرا بھی شک نہیں۔ اور خدا سے زیادہ کسکی بات سچی ہو سکتی ہے۔ ع ۱۱ النساء ۴ کلام ذات ہے۔ توحید کی کتنی پاک ارفع تعلیم ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کیا ایسے وقت میں جبکہ ساری دنیا توحید پرستی کی بجائے تثلیث پرستی اور کثرت پرستی کی مصیبت میں مبتلا تھی ایک ایسی ذات جو تین سو ساٹھ خداؤں کی پرستار قوم میں پیدا ہو کر نشو نما پائی تھی ایسی خالص توحیدی تعلیم اپنی کتاب میں مرقوم کرا سکتی تھی۔ میرے خیال میں یہ بات فطرۃ انسانی کے خلاف ہے۔ کیونکہ انسان طبعاً اپنے آبائی مذہب اور اسیکے اعتقادات پر کاربند ہوا کرتا ہے۔ رسول عربی کا اپنے خاندان اور اپنی قوم نہیں نہیں بلکہ دنیا کی تمام اقوام سے مختلف عقیدہ ظاہر کرنا اس بات کی برہان ہے کہ وہ جو کچھ کہہ گئے وہ محض قرآنی تعلیم کا نتیجہ تھا اور قرآن منجانب خدا تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور کسی مسلمان کو شایاں نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کرے۔ لیکن غلطی سے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے تو اُس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا (فرض) ہے اور خونبہا ہے

جو اسکے خاندان والوں کو حوالہ کر دیا جائے۔ مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کر دیں۔ پھر اگر مقتول ایسی قوم میں کا ہو جو تمہاری دشمن ہو اور وہ خود مسلمان ہو تو ایک مسلمان غلام یا لونڈی آزاد کرے۔ اور اگر ایسی قوم میں سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو تو خون بہا ہے جو اسکے خاندان والوں کو حوالے کر دیا جائے۔ اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا۔ پھر جس شخص کو یہ میسر نہ ہو۔ تو پیہم (بلا وقفہ) دو مہینے تک روزے رکھے بطور توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر فرمائی گئی ہے۔ اور اللہ واقف کار حکمت والا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اسکی سزا جہنم ہے کہ وہ اسمیں ہمیشہ رہیگا اور اُس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور اسکو اپنی رحمت سے دور فرمائیگا اور اسکے لئے بڑا عذاب مہیا فرمائیگا۔ ہ النساء۔ کلام فرات ہے۔ قتل کے خطا کی سزا غلام کو آزادی دلانا ٹھہرائی گئی ہے اس سے صاف پتہ چلرہا ہے کہ قرآن نے انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے آزادی دلانے کی سب سے پہلے سبقت کی ہے۔ نزولِ قرآن کے پہلے عرب و عجم تمام ممالک میں غلامی کا عام رواج تھا۔ اور غلاموں کے ساتھ نہایت بیدردی کیساتھ مثل جانوروں کے برتاؤ کیا جاتا تھا۔ چونکہ قرآن دنیا میں۔ امن۔ راحت انسانی مساوات پیدا کرنے کیلئے منجانب خدا نازل ہوا تھا اس لئے اس نے انسداد غلامی کی تحریک چلانا شروع کی اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایک ایسی تحریک رسول عربی کیجانب سے کیونکر ہو سکتی تھی اسلئے کہ آپ ایسی قوم میں پیدا ہوئے تھے جہاں غلامی کا عام دستور تھا اور اسکو برا عمل نہیں خیال کیا جاتا تھا پس اس اعتبار سے آپ بھی اپنی قوم کی تقلید فرماتے اور اسکے بقا کا سامان کرتے۔ انسداد غلامی کا فخر جو اہل یورپ کرتے ہیں وہ واقعہ کے خلاف امر ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو۔ اگر تمکو یہ اندیشہ ہو کہ تمکو کافر لوگ پریشان کرینگے۔ بیشک کافر لوگ تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ اور اے نبی جب تم اُن میں موجود ہو اور انکو نماز پڑھانے لگو تو یوں چاہیئے کہ انمیں سے ایک جماعت تمہارے ساتھ کھڑی رہے اور انکو چاہیئے کہ اپنے ہتیار لئے رہیں۔ پھر جب یہ لوگ سجدہ کرلیں تو یہ لوگ پیچھے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی آجائے اور تمہارے ساتھ نماز پڑھلے اور یہ لوگ

بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لئے رہیں کافر لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ تو تم پر وقت واحد میں حملہ کر دیں۔ اور اگر تمکو بارش کی وجہ تکلیف ہو یا تم کسلمند ہو تو تم کو اس میں کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اتار رکھو اور اپنا بچاؤ لے لو بلاشبہ اللہ نے کافروں کیلئے ذلت آمیز سزا تجویز کر رکھی ہے۔ پھر جب تم اس نماز کو ادا کر چکو تو اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاؤ کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز قاعدہ کے موافق پڑھنے لگو۔ یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے مقررہ اوقات میں۔ ع ١٥ النساء ۴ ۔ کلام ذات ہے۔ سفر کی حالت میں مسلمانوں کو عبادت میں کمی کرنے کی اجازت دیگئی ہے۔ اور اسیطرح حالت خوف میں بھی۔ کفار کو مسلمانوں کا ظاہرا دشمن کہا گیا ہے اور یہ قول تیرہ سو برس سے برابر صادق ہوتا آرہا ہے کبھی کافر مسلمانوں کے دوست نہ ہوئے۔ نیز حالت جنگ میں خود رسول عربی صلعم کو ہدایت ہو رہی ہے کہ تمہیں مسلمانوں کو لیکر کس طرح نماز میدان جنگ میں ادا کرنی چاہئے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو اس طرح اپنی تعلیم آپ دینے کی کیا سوجھتی بلکہ فکر تو یہ رہتی کہ نماز ہی نہ پڑھائی جائے اسلئے کہ نماز کی حالت میں تو خود آپکی جان بھی مشغول عبادت رہنے کی وجہ معرض خطر میں رہتی۔ قرآن کا یہ اٹل حکم خود اس امر کی کافی شہادت ہے کہ وہ انسان کا نہیں بلکہ اس ذات مطلق کا ہے جو مسلمانوں کا حقیقی محافظ ہے۔ دنیا چونکہ عالم اسباب ہے۔ اسلئے انھیں سبق سکھایا گیا ہے کہ تم حالت نماز میں بھی اپنے بچاؤ کے اسباب سے غافل نہ رہو۔ ورنہ وہ حفاظت کیلئے کیا کچھ کم ہے۔

ترجمہ آیتہ ۔ اور جو کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ سے معافی چاہے تو وہ اللہ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائیگا۔ اور جو شخص کچھ گناہ کرے تو وہ فقط اپنی ذات پر اسکا اثر پہنچاتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ پھر اسکی تہمت کسی بیگناہ پر لگادے تو اس نے بڑا بھاری اور صریح گناہ اپنے سر عاید کر لیا۔ ع ١٦ النساء ۴ کلام ذات ہے مسلمانوں کو ہدایت ہو رہی ہے کہ خود قصور کر کے دوسروں کے سر نہ لگاویں کیسی بہتر تعلیم ہے کیا ایسی تعلیم انسانی ہو سکتی ہے۔

ترجمہ آیت - بیشک اللہ اس بات کو نہ بخشیگا کہ اسکے ساتھ کسیکو شریک ٹھیرایا جائے اور اسکے سوا اور جتنے
گناہ ہیں جسکے لئے منظور ہوگا وہ گناہ معاف فرمادیگا اور جو شخص اللہ کیساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑی
دور کی گمراہی میں جا پڑا - پ۵ ع۴ النساء - کلام ذات ہے - شرک کو ناقابل معافی گناہ بتلایا گیا ہے اور باقی
قابل معافی - اگر قرآن رسول عربی کا ذاتی کلام ہوتا تو آپ کچھ اور ہی گناہ ناقابل معافی ٹھہراتے شرک کے مقابلہ
میں بادی النظری طور سے دوسرے گناہ تو بڑے سخت معلوم ہوتے ہیں مگر انکو ناقابل معافی نہیں کہا گیا -
ترجمہ آیت - مسلمانو نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزو سے جو شخص کوئی برا کام
کریگا وہ اسکے عوض سزا پائیگا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملیگا نہ مددگار - اور جو شخص کوئی نیک کام
کریگا خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا - پ۵ ع۱۸
النساء - کلام ذات ہے - ارشاد ہو رہا ہے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ کی موت کو اپنا کفارہ تصور کرکے ناز کر رہے ہیں
ہیں غلطی کر رہے ہیں تم بھی اپنے نبی کے آخری نبی اور خود کے آخری امت ہونے پر مطمئن ہو کر گناہ نہ کرنا اسلئے کہ
باعث نجات نیکی ہی ہے کتنی صاف بات ہے - اگر قرآن رسول عربی کی کتاب ہوتی تو وہ عمل صالح کے بجائے
کچھ اور ہی چیز موجب نجات بتلاتے - ترجمہ آیت - اور ایسے شخص سے اچھا کسکا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ
کی طرف جھکادے - اور وہ مخلص بھی ہو اور ملت ابراہیم کا اتباع کرے جس میں خامی کا نام نہیں اور اللہ
نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا - پ۵ ع۱۸ النساء - کلام ذات ہے - چونکہ ہر شخص اپنے نزدیک اپنے
مذہب کو سچا اور باعث نجات باور کرتا ہے اسلئے اس خیال کی صحت و عدم صحت کی جانچ کیلئے یہ تشریح کیگئی ہے
فی الحقیقت صداقت پر مبنی وہ مذہب ہے جس کو ابراہیم نے اختیار کیا تھا یعنے توحید خالص اور اسی
تعلیم کو رسول عربی نے دنیا میں عام طور سے پھیلادیا اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی بجائے
حضرت ابراہیم کے خود کی تعریف لکھا لیتے - ترجمہ آیت - اے رسول اور لوگ تم سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت
کرتے ہیں تم کہدو کہ اللہ انکے بارے میں حکم دیتا ہے اور وہ آیات بھی جو کہ قرآن کے اندر تمکو پڑھکر سنائی جایا کرتی ہیں
ان یتیم عورتوں کے متعلق ہیں جنکو تم نہیں دیتے ہو وہ حق جو انکے لئے مقرر ہے اور انکے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو اور
اور کمزور بچوں کے معاملہ میں اور اس معاملہ میں کہ یتیموں کی کارروائی انصاف کیساتھ کرو اور جو نیک کام کروگے سو بیشک اللہ

اسکو خوب جانتا ہے۔ پ۴ النساء ۲ ۔ کلام فات ہے۔ عورتوں خاصکر یتیم اَن بیاہی لڑکیوں بچوں اور یتیم بچوں کے حقوق کی حفاظت اور انکی بجا آوری کے احکام ہیں ایام جاہلیت میں انکا کوئی پرسان حال نہ تھا قرآن نے حکماً انکے حقوق کی حفاظت کرائی اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو کیا پڑی تھی کہ انکے متعلق ایسے ہمدردانہ احکام تجویز فرماتے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے اندیشہ ہو بددماغی یا بے رغبتی کا تو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم خاص طور سے صلح کرلیں اور صلح بڑی اچھی بات ہے اور بخل تو سب ہی طبیعتوں میں رکھا گیا ہے۔ اور اگر تم اچھا برتاؤ کرو اور احتیاط رکھو تو جو کچھ بھی تم کروگے اللہ اس سے باخبر ہے۔ اور تم سے تو کبھی نہ ہوسکیگا کہ سب بیبیوں میں مساوات رکھو گو تمہارا کتنا ہی جی چاہے۔ تو تم بالکل ایک ہی طرف جھک نہ جاؤ جس سے اسکو ایسا کردو جیسے کوئی معلق لٹکی ہو۔ اور اگر اصلاح کرلو اور احتیاط رکھو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر بیوی خاوند جدا ہوجائیں تو اللہ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے احتیاج کردیگا۔ اور اللہ بڑی وسعت والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ پ۵ النساء ۱۹ ۔ کلام فات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی میاں بیوی کے معاملات میں ایسی مستحکم ہدایات کن تجربات کی بنا پر دیتے۔ قرآن نے جہاں انسان کو اسکی فطرت کے اعتبار سے چار عورتوں تک کرنے کی اجازت دی ہے وہیں اسکو عدل و مساوات کرنے کی ذمہ داریوں میں جکڑ دیا ہے۔ پھر یہ بھی ظاہر کردیا ہے کہ محبت کا کرنا نہ کرنا اسکے بس کی بات تو نہیں لیکن دوسری بی بی کو بھی کھلانے پہنانے گھر کی زندگی میں تو ضرور برابری کے درجہ پر رکھے یہ مساوات کا سبق یاد رکھنا اور اسکی پابندی کرنا سخت آزمائش کا کام ہے جو ہر ایک سے ممکن نہیں۔ اسلئے وہی مسلمان چار بیبیوں کے کرنیکی اجازت سے مستفید ہوسکتے ہیں جنہیں ان شرائط کی بجا آوری کی مقدرت ہو۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو انصاف پر پختہ قائم رہنے والے رہو اور خدا لگتی گواہی دو اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر مالدار ہے تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے تو تم خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کبھی تم

حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کروگے یا پہلو تہی کروگے تو جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے
۱۳۵ع۲ النساء۴- کلام ذات ہے - شرافت انسانی کی بہترین علامت عدل و انصاف اور سچی گواہی
دینا ہے - خواہ عدل اور گواہی سے خود اپنا اور اپنے والدین وغیرہ کا نقصان ہی کیوں نہ ہوتا ہو-
ایسی پاکیزہ لاجواب تعلیم رسول عربی کی ذاتی تصنیف میں کہاں مل سکتی تھی اسلئے کہ قرآن مصنوعی ہوتا
تو رسول جھوٹے ٹھہرتے اور اگر وہ جھوٹے ہوتے تو سچی گواہی دینے کی تعلیم نہ دیتے کیونکہ انسان دوسروں
سے انہیں افعال کے کرنے کی تمنا رکھتا ہے جو کہ وہ خود انجام دیتا ہے - ترجمہ آیتہ - اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو
اللہ کیساتھ اور اسکے رسول کیساتھ اور اس کتاب کیساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی ہے اور ان کتابوں کے ساتھ جو پہلے
نازل ہوچکی ہیں اور جو شخص اللہ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں
کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا نکلا - ۱۳۶ع۲۰ النساء۴ - کلام ذات
ہے - مسلمانوں کو حکم ہو رہا ہے کہ تمام رسولوں اور انکی کتابوں پر بھی مثل اپنے رسول اور انکی کتاب کے
ایمان رکھو - یہ کلام قرآن کے منجانب خدا ہونے کی بین دلیل ہے - اگر رسول عربی رسول برحق نہ ہوتے
اسلام سچا نہ ہوتا اور قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسی عام اعتقاد کی تعلیم اسمیں مرقوم نہ ہوتی بلکہ
رسول عربی خود پر اور خود ہی کی کتاب پر ایمان لے آنے کی تعلیم دینے پر اکتفا کرتے -
ترجمہ آیتہ - اے ایمان والو تم مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم یوں چاہتے ہو
کہ اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام قائم کرلو - ۱۴۴ع۲۱ النساء۴ - کلام ذات ہے مسلمان کے مقابلہ میں کافر کو
دوستانہ ترجیح دینے سے منع فرمایا جا رہا ہے - حکم کی اہمیت اور اسکی سیاسی منزلت قرآن کے منجانب اللہ
ہونیکی دلیل ہے -
ترجمہ آیتہ - اللہ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں فرماتا - مگر ہاں جس پر ظلم ہوا ہے (وہ کہہ سکتا
ہے) اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے - اگر نیک کام علانیہ کرو یا اسکو چھپا کر کرو یا کسی
برائی سے درگذر کرو تو اللہ بھی بڑا معاف فرمانے والا صاحب قدرت ہے - ۱۴۸ع۲۲ النساء۴ - کلام ذات
انسان کو دوسرے انسان کی غیبت یعنی اسکے غیاب میں برا کہنے سے منع کیا گیا ہے - اگر مظلوم

ظالم نے جو ظلم کیا ہے اس کا اظہار کرے تو وہ بے گناہ ہے۔ اور یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ کوئی شخص کسی سے برا سلوک کرے تو اسکو معاف کر دینا بہتر ہے اس لئے کہ قصور کو معاف کر دینے کی صفت خدا کی صفت ہے اس صفت سے حصہ لینا بڑے کمال کی بات ہے۔ تعلیم کے محاسن اسکے منجانب خدا ہونے کا ثبوت ہیں۔

ترجمہ آیت۔ اور انکے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم پر بڑا بھاری بہتان باندھنے کی وجہ سے اور انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ کے قتل کر ڈالا حالانکہ انہوں نے انکو قتل کیا اور نہ انکو سولی پر چڑھایا لیکن انکو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ انکے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال پر ہیں۔ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز خیالی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے انکو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ پ۶ النساء۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن رسول عربی کی اپنی کتاب ہوتی تو اس میں حضرت مریم کی پاکدامنی کی تائید نہ کیجاتی۔ بلکہ یہود جس طرح ان پر الزام دھرتے تھے اسطرح رسول عربی بھی ان پر الزام عائد کر دیتے تاکہ یہودی آپ کی مخالفت نہ کریں اور پھر عیسائیوں کو خوش کرنے کیلئے حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے کو تسلیم کر لیتے حالانکہ اس سے بھی انکار کیا گیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے ہر دو کے خیال کو باطل ٹھیرایا گیا ہے اور یہی طرز عمل قرآن کے منجانب خدا ہونے کی بڑی دلیل ہے۔

ترجمہ آیت۔ ہم نے تمہارے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح کے پاس بھیجی تھی اور انکے بعد اور پیغمبروں کے پاس اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کے پاس وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی۔ اور ایسے پیغمبروں کو صاحب وحی بنایا جنکا حال اسکے قبل ہم تم سے بیان کر چکے ہیں اور ایسے پیغمبروں کو جنکا حال ہم نے تم سے بیان نہیں کیا اور موسیٰ سے (تو) اللہ نے خاص طور پر کلام فرمایا۔ ان سبکو خوشخبری دینے والے اور خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اسلئے بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ کے سامنے ان پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ پ۶ النساء۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول عربی کو اطمینان دلایا جا رہا ہے کہ ہم نے تمہارے پاس وحی روانہ کی ہے۔ اگر قرآن رسول عربی کی کتاب ہوتی تو نہ آپ اسطرح اپنے

آپ کو مطمئن کرنے اور نہ ان خاصانِ خدا کی تفصیل بیان فرماتے اور نہ یہ بتلا سکتے کہ ان پیغمبروں کے سوا اور بھی پیغمبر ہو گذرے ہیں جنکی تفصیلی حالات سے آپ خود بھی واقف نہیں۔ اس کلام سے ہر ملک و قوم کے ایسے ہادی جن کا ذکر قرآن میں گو نہیں ہے پر وہ بھی پیشوایان مذہب کے زمرہ میں داخل ہو کر مسلمانوں کیلئے لائق تسلیم ہو جاتے ہیں اور یہ بات قرآن کی صداقت و منجانب خدا ہونیکی قوی نشان رسولؐ کی ضرورت انسانوں کے مقابلہ میں خدا کی حجت قائم کرنے کیلئے ظاہر فرمائی گئی ہے اور یہ بات بالکل حق بہ جانب ہے۔ اگر انسانوں کو خداوند عالم وقتاً فوقتاً اپنی مرضی مبارک سے ایما فرمایا نہ کرتا تو پھر دوست دشمن مسلم۔ کافر سب یکساں رہتے کوئی مستحق انعام ہوتا اور نہ کوئی مستوجب سزا و مورد الزام ہو سکتا تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اے آسمانی کتاب والو اپنے دین کے بارے میں مبالغہ نہ کرو۔ اللہ کے متعلق کہو تو حق بات کہو بالتحقیق۔ مسیح مریم کے بیٹے اور اللہ کے رسول ہیں اور اس کا فیض ہیں جو مریم کیجانب ڈالا گیا۔ اور خدا کیجانب سے روح خاص ہیں پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسولوں پر اور یہ مت کہو ہمارے خدا تین ہیں۔ ایسا کہنا چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارا اللہ تو اکیلا معبود ہے وہ اس سے پاک ہے کہ اسکو کچھ اولاد ہو۔ اُسیکا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے کافی ہے اللہ کاموں کا بنانیوالا

پیچ النساء ۴۔ کلام ذات ہے۔ عیسائیوں کو ہدایت ہو رہی ہے کہ تثلیث پرستی نہ کرو توحید پرستی اختیار کرو۔ حضرت عیسیٰؑ کی خلاف فطرۃ پیدائش پر مغالطہ نہ کھاؤ خدا کے نزدیک یہ کوئی بڑی بات نہیں کہ بن باپ کے محض ماں ہی سے اولاد پیدا کر دے۔ اسکے ظاہر کرنیکی ضرورت اسلئے تھی کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مجہول النسب ہونے کا ناپاک الزام لگاتے تھے اور عیسائی اس الزام کے رد کرنے کیلئے انھیں خدا کا بیٹا بتلاتے تھے۔ ان دونوں گروہوں کے قول کی تکذیب خدا کو مقصود تھی مخلوق کی خلقت کے رازسے خدا ہی آگاہ ہو سکتا ہے نہ کہ کوئی اور۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اسمیں ایسی فیصلہ کن ہدایات مرقوم نہ ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اے لوگو تحقیق کہ تمہارے رب کی طرف سے اسکی دلیل پہنچ چکی اور بھیجی ہم نے تمہارے پاس

نورانیت۔ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اللہ پر اور اسکو مستحکم تھام لیا تو ان کو داخل کریگا اپنی رحمت میں اور فضل میں اور دکھائیگا انکو اپنی طرف سیدھی راہ۔ ع ۲۴ النساء ۴۔ کلام ذات ہے۔ قرآن کو خدا کی توحید ثابت کرنیکی دلیل اور مذہب حق سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لانے کی روشنی کہا گیا ہے فی الحقیقت ایسا ہی ہے۔ قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اپنی تصنیف کے متعلق ایسا دعویٰ نہ کر سکتے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبیؐ تجھ سے میراث کے متعلق حکم چاہتے ہیں تم کہو کہ اللہ حکم دیتا ہے تمکو ایسے شخص کی میراث کی نسبت کہ جسکو ماں باپ اور اولاد نہ ہو اگر کوئی ایسا مرد مرگیا ہو جسکو اولاد نہ ہو البتہ صرف ایک بہن ہو تو اس بہن کو اسکے ترکہ کا آدھا اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہے اگر اسکے کوئی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر بہنیں دو ہوں تو انکو دو تہائی حصہ ملیگا سارے ترکہ کا اور اگر کئی بھائی اور بہن ہوں مرد و عورت تو مرد کا حصہ عورت کے دو حصوں کے برابر ہوگا۔ بیان فرماتا ہے خدا تمہارے لئے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ ع ۲۴ النساء ۴۔ کلام ذات ہے۔ رسول سے میراث کے متعلق سوال ہونے پر جواب بتلایا گیا ہے۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے ہوتا تو رسول کو اپنے آپ تعلیم دینے کی نوبت آتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو۔ پورا کرو اپنے عہد و پیمان کو۔ حلال کئے گئے تمہارے لئے چوپائے مویشی۔ سوا اسکے جو تمکو سنا دینگے حلال نہ جانو شکار کو جبکہ تم احرام باندھے ہوئے ہو بیشک اللہ حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ اے ایمان والو خدا کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ ادب والے مہینہ کی اور نہ نیاز کے جانوروں کی جو مکہ کو جائیں اور نہ ان جانوروں کی جنکے گلے میں پٹا ڈالکر کعبہ کو لیجائیں اور نہ ان لوگوں کی جو ادب والے گھر کی طرف آنے والے ہوں جو کہ ڈھونڈھتے ہیں اپنے رب کا فضل اور خوشی اور جب احرام سے نکلو تو شکار کرو۔ مسجد احرام سے تمہیں روکدینا کسی قوم کا اسکی دشمنی کا اور اس پر زیادتی کرنیکا سبب نہ ہو اور آپس میں مدد کرو نیک پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور زیادتی پر اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔ حرام کیا گیا تم پر مردار اور لہو اور سور کا گوشت اور جسکو ذبح کرتے وقت خدا کے نام کے بجائے کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور جو مر گیا ہو گلا گھٹکر یا چوٹ سے یا گر کر یا سینگ مارنے سے مر گیا ہو اور جسکو کھایا ہو درندہ نے مگر جسکو مرنے سے پہلے تم نے ذبح کر لیا ہو اور حرام ہے جو بتوں کے

کے مقام پر ذبح کیا جائے اور حرام کیا گیا تم پر فال کی تیروں سے اپنی قسمت دریافت کرنا۔ یہ سارے گناہ کے کام ہیں۔ آج ناامید ہوئے کافر تمہارے دین سے پس مت ڈرو اُن سے اور ڈرو ہم سے آج ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کیا اور تم پر ہم نے اپنی نعمت پوری کر دی اور پسند کیا تمہارے لیے مذہب اسلام کو پس جو کوئی بھوک کی شدت سے مجبور ہو جائے پر مائل نہ ہو گناہ کی طرف تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پ۶ ع المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔ عہد کے وفا کرنے کی تعلیم کس قدر عمدہ بات ہے چونکہ انسان طبعاً گوشت خور ہے اور سابق سے گوشت خوری کا عادی ہے اسلئے چوپایوں کے گوشت کے استعمال کی اجازت دیگئی ہے لیکن مردار جانوروں اور سؤر و خون کے کھانیکی اجازت نہیں۔ خون خالص درندوں کی غذا ہے۔ اسکے کھانے سے طبیعت میں صفات درندگی پیدا ہوتی ہیں نیز اس سے امراض کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ مردار جانوروں میں سے چونکہ خون خارج نہیں ہوتا ہے اسلئے وہ بھی مضر ہیں۔ سؤر نہایت ناپاک و غلیظ رہنے والا جانور ہے اسکی غذا بھی غلاظت ہی ہوا کرتی ہے۔ اسکے علاوہ یہ جانور طبیعت کا نہایت بیغیرت بھی واقع ہوا ہے اسلئے اسکے گوشت سے احتراز کا حکم ہوا کیونکہ گوشت خور لوگوں میں اسیطرح کے کینہ اوصاف پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ یورپ میں اہل جرمن سب سے زیادہ اسی گوشت کا استعمال کرتے ہیں اسی سبب انمیں بے شرمی کا مادہ بہت ہے سؤر کا گوشت مضر صحت اور امراض کا باعث بھی ہوا کرتا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسول عربی ایسے حکیمانہ احکام کیونکر صادر فرما سکتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبی، تجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ انکے لئے کیا چیزیں حلال کیگئی ہیں۔ تم کہدو کہ تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اور جو شکاری جانور تم نے سدھا رکھے ہوں دوڑانے کو کہ انکو سکھاؤ جو اللہ نے تمکو سکھلایا ہے سو کھاؤ اس شکار میں سے جو وہ تمہارے لئے رکھ چھوڑیں اور انکو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لو اور ڈرو اللہ سے بیشک خدا جلد حساب لینے والا ہے۔ پ۶ ع المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔ انسان طبعاً شکاری پیدا ہوا ہے اسکے فطری مذاق کو باقی رکھنا قرآن کے منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے

ترجمہ آیتہ۔ آج کے دن سے سب پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال کیگئیں۔ اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے

حلال ہے اور تمہارے پاس کا کھانا انکو حلال ہے۔ اور حلال کیگئیں تمہارے لئے پاکدامن مسلمان عورتیں
اور پاکدامن اہل کتاب کی عورتیں بشرطیکہ دیدو انکے مہر قید نکاح میں لانے کو نہ شہوت رانی کے لئے
اور نہ چھپی ہوئی آشنائی کرنے کیلئے اور جو کوئی اسلامی عقائد کا انکار کرے تو بیشک اسکے اچھے عمل بھی
ضائع گئے اور وہ آخرت میں ناکام نقصان رسیدہ ہوگا۔ پ۶ المائدہ ۵ - کلام ذات ہے۔ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے وقت جو چیزیں حلال تھیں منجملہ ان کے بعض اشیاء بنی اسرائیل پر توریت کے ذریعہ
حرام ٹھہرائی گئیں جب انجیل نازل ہوئی تو اس میں حرام و حلال کا کوئی ذکر ہی نہ رہا اسلئے قرآن کے ذریعہ
وہ تمام اشیاء حلال ٹھہرائی گئیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جائز تھیں اسطرح اہل کتاب یہودیوں
اور عیسائیوں کا ذبح کیا ہوا جانور ہے جو کھانا پکایا جاتا ہے وہ مسلمانوں پر جائز ٹھہرایا گیا اور انھیں کی
عصمت والی عورتوں مسلمانوں پر بغیر انھیں مسلمان کرنیکے حلال ہوئیں عقد نکاح کے ذریعہ عقد کی نیت
اولاد پیدا کرنے اور بیوی کو رفیق زندگی بنانے کیلئے ظاہر فرمائی گئی شہوت کا ازالہ کھلے طریقے سے یعنی بھگا
دے کر یا بطور راز کے رکھکر حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اہل کتاب
کی عورتوں سے سوا بت پرست وغیرہ قوموں کی عورتیں بجز انھیں مسلمان بنانے کے ناجائز ٹھہرائی
گئیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی دوسری قوموں کی عورتوں کو کبھی روا رکھتے اسلئے
کہ آپ کے خاندان کے افراد جو مسلمان نہیں ہوئے تھے اس حکم کی وجہ سے تدنی نظر میں گھٹ جاتے تھے۔
ترجمہ آیتہ - اے مسلمانو - جب نماز کی ادائی کا قصد کرو تو دھولو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور
مسح کرو اپنے سر کا اور دھولو اپنے پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم ناپاک حالت میں ہو تو خوب نہالو اور اگر
تم بیمار ہو یا سفر میں یا آئے کوئی تم میں سے پیشاب پیخانہ سے فارغ ہوکر یا صحبت کئے ہو عورتوں سے پھر پاؤ
(غسل کے لئے پانی) تو ارادہ کرو پاک مٹی (سے صفائی کا) پس ملو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو۔ اللہ
نہیں چاہتا کسیطرح تم پر تنگی پیدا کرے لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمکو پاک صاف کرے اور اپنا احسان
تم پر پورا کیا چاہتا ہے تاکہ تم شکر بجالاؤ۔ پ۶ المائدہ ۵ - کلام ذات ہے۔ ادائی عبادت کیلئے وضو کی
ضرورت بتلائی جارہی ہے۔ اور اگر جماع کی یا احتلام کی ناپاکی ہو تو غسل کرلیکر پاک صاف ہوجائیگی

ہدایت ہے۔ اور باوجود ناپاکی کے بیماری کا اور سفر کی حالت میں یا پانی نہ ملنے کی صورت میں صرف تیمم کر لینے کی اجازت ہے۔ بہرحال پانی سے جسم و جان کی صفائی کرانی مقصود ہے اور پانی نہ ہو تو مٹی سے ہی صفائی قلب مطلوب ہے اس حکمی صفائی سے بھی طبیعت انسانی صاف ہو جاتی ہے اور کراہیت باقی نہیں رہتی۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا رسول عربیؐ اس تعلیم کو جو نفسیات سے متعلق ہے کہاں سے لاتے اسلئے کہ آپ علم النفسیات کے عالم و ماہر تو نہ تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے مسلمانو۔ منصفانہ خدا کے واسطے گواہی دینے کیلئے قائم ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی کی وجہ سے اسکے ساتھ عدل کرنا نہ چھوڑو ضرور انصاف کرو کیونکہ نزدیک تر ہے پرہیزگاری سے اور ڈرو اللہ سے تحقیق کہ اللہ ان کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ پ۶ المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے کتنی بلند پایہ اخلاقی تعلیم ہے کہ دشمنوں کیساتھ بھی عدل و انصاف اور انکے حق میں سچی گواہی دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیا رسولؐ سچے نہ ہوتے اور جھوٹا قرآن گھڑ لیتے تو انکی ذات سے ایسی عالی ظرفی ممکن تھی میرے خیال میں محال تھی اسلئے کہ کاذب کو صداقت سے کیا نسبت۔

ترجمہ آیتہ۔ پس ہم نے انکی عہد شکنی کی وجہ اُن پر لعنت کی اور انکے دل سخت کر دیئے بدل دیتے ہیں کلمات توریت کو مقام وضعی سے۔ اور بھول گئے اس نصیحت سے فائدہ اٹھانا جو انکو کیگئی تھی اور تم ہمیشہ انکی خیانت سے خبردار ہوتے رہو گے مگر تھوڑے لوگ امین سے (ایسے نہیں ہیں) پس تم معاف کرو اور انسے درگذر کرو کیونکہ اللہ چاہتا ہے احسان کرنے والوں کو۔ اور جو لوگ اپنے آپکو نصاریٰ کہتے ہیں ہم نے اُن سے بھی عہد و پیمان لیا تھا پھر وہ بھی بھول گئے فائدہ حاصل کرنا اس نصیحت سے جو انکو کیگئی تھی۔ پس لگادی ہم نے دشمنی و کینہ انکے آپس میں قیامت تک کیلئے اور آخر کار انکو خبردار کریگا اللہ ان کاموں سے جو وہ کرتے تھے۔ پ۶ المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔ یہودیوں اور نصاریٰ کا توریت و انجیل میں تحریف کرنا ظاہر کیا جا رہا ہے اور یہ بھی واضح فرمایا گیا ہے کہ یہودی اس جرم کی وجہ شقی القلب یعنی بنائے گئے۔ چنانچہ آج تک یہودی سخت دل ذلیل خوار ہیں کسی ملک میں انکی حکومت ہے اور نہ حقیقی عزت۔ اور عیسائیوں کو اس جرم کی پاداش میں یہ سزا دیگئی ہے کہ وہ آپس میں ہمیشہ مخاصمت رکھینگے چنانچہ

یہ بات بھی آج تک تیرہ سو سال سے برابر قائم ہے کبھی تو وہ مذہب کے نام سے ایکدوسرے کو آگ میں تک جلا کے مار دیتے ہیں اور کبھی ملک و دولت کیلئے ایکدوسرے کے مقابلہ میں خونخوار درندوں کی طرح صف بستہ ہو جاتے ہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو توریت اور انجیل کی تحریف اور اسکے مضامین کا کی وقتاً فوقتاً جو کانٹ چھانٹ ہوتی رہی ہے اسکی حقیقت کیونکر معلوم ہوتی اسلئے کہ آپ تو مطلق لکھے پڑھے نہ تھے اور نہ آپ نے کسی سے بھی توریت یا انجیل سُنی تھی۔ خدا کی شان یہ قرآن کی صداقت کا حقیقی معجزہ ہے کہ آج تک اُن کتابوں میں تحریف ہو رہی ہے اور خود عیسائی علماء اسکے قائل ہوتے رہتے ہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے جو یہ کہتے ہیں کہ مریم کے بیٹے مسیح ہی خدا ہیں تم کہو کہ کون ایسا ہے جو خدا کے عذاب سے منع کرے کچھ اگر وہ چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح ابن مریمؑ کو اور انکی ماں کو (اور یہی نہیں) بلکہ ان تمام لوگوں کو جو ساری زمین میں آباد ہیں۔ اور اللہ ہی کی بادشاہت ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو کچھ دونوں کے درمیان میں ہے اسمیں پیدا فرماتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ؏ المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔ اُن عیسائیوں سے جو حضرت مسیح کو ہی خدا سمجھتے ہیں یہ سوال کرنے کیلئے رسولِ عربیؐ کو سکھلایا جا رہا ہے اگر قرآن آپکی کتاب ہوتی تو ایسا سوال کرنیکی ہمت اپنے آپ کو نہ دیکھی ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اسکے پیارے ہیں۔ تم دریافت کرو کہ پھر کیوں تمہیں سزا دیتا ہے تمہارے گناہوں پر یہ کوئی بات نہیں تم بھی انسان ہو اسکی خلقت میں جسکو چاہے معاف کرے اور جس کو چاہے سزا دیوے اور اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمان اور زمین کی اور جو دونوں کے بیچ میں ہے اسکی اور اسکی جانب سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ ؏ المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔ خود رسولِ عربیؐ کو سکھایا جا رہا ہے کہ تم یہ سوال اہل کتاب کے جھوٹے شیخی بازوں سے کرو۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اسطرح ہدایت کرنے کی نوبت نہ آتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اے اہلِ کتاب تحقیق آیا ہے تمہارے پاس ہمارا پیغمبر ایسے وقت میں جبکہ پیغمبروں کی آمد میں وقفہ پڑ چکا تھا وہ بیان کرتا ہے تمہارے لئے تاکہ تم یہ کہہ نہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری سُنانے والا یا

ڈرانے والا آیا ہی نہیں۔ ہر گاہ آچکا تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ع المائدہ۵۔ کلام ذات ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانہ سے کوئی پانچسو برس کے بعد رسول عربیؐ نے دعوٰی رسالت فرمایا۔ اس عرصۂ مدت میں کوئی پیغمبر پیدا ہوا اور نہ دعوٰی کیا اگر قرآن خدا کیطرف سے نہوتا تو خود رسول عربیؐ کو بھی یہ معلوم نہ ہوتا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد سے پیغمبروں کی آمد کا سلسلہ منقطع ہوچکا تھا اسلئے کہ کچھ آپ تاریخ داں تو تھے نہیں جو اس کا علم رکھتے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جب کہا موسٰیؑ نے اپنی قوم سے کہ اے قوم یاد کر اللہ کے اس احسان کو کہ جب پیدا فرمایا تمہارے میں پیغمبر اور بنایا تمکو بادشاہ اور عطا فرمایا تمکو وہ جو نہیں دیا کسیکو سارے عالم میں۔ اے قوم داخل ہو جاؤ زمین پاک میں جو رکھدی ہے خدا نے تمہارے لئے اور مت پھرو الٹے پیر ورنہ جا پڑوگے خسارے میں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے موسٰیؑ وہاں ایک زبردست قوم آباد ہے اور ہم ہرگز وہاں نجائینگے جبتک کہ وہ نکل نہ جائیں وہاں سے۔ پس اگر نکل جائینگے اس میں سے تو البتہ ہم داخل ہونگے۔ خدا سے ڈرنے والے لوگوں میں سے دو اشخاص نے کہ جنپر خدا کی عنایت تھی کہا داخل ہو جاؤ تم ان پر حملہ کر کے دروازہ میں۔ پس جب تم داخل ہو جاؤ گے تو غالب ہوگے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم مسلمان ہو انہوں نے کہا کہ اے موسٰیؑ ہم ہرگز نہ جائینگے عمر بھر جبتک کہ وہ رہینگے اسمیں البتہ جاؤ تم اور تمہارا خدا اور دونوں ملکر ان سے لڑو ہم یہیں بیٹھے رہتے ہیں۔ موسٰےؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے اختیار میں یہ لوگ تو نہیں البتہ اپنی جان کا اور اپنے بھائی کی جان کا اختیار حاصل ہے پس تو تفریق فرما ہم میں اور فاسق قوم میں۔ ارشاد باری تعالٰے ہوا کہ وہ زمین انپر حرام کیگئی چالیس سال تک حیران و سرگردان پھرینگے جنگل میں پس تم غم نہ کھاؤ اس فاسق قوم پر۔ ع المائدہ۵۔ حضرت موسٰیؑ علیہ السلام کے کلام میں بنی اسرائیل کے کلام اور دو مسلمانوں کے کلام کا اعادہ فرمایا گیا ہے۔ اگر قرآن خدا کی کتاب نہ ہوتی تو رسول عربیؐ ان واقعات کو اپنی کتاب میں کن معلومات کی بناء پر درج کرتے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے رسول انکو سنائیے آدم کے دو لڑکوں کے احوال واقعی جسوقت کہ دونوں نے کچھہ نیاز کی تو ایک کی قبول فرمائی گئی اور دوسرے کی قبول نہوئی۔ تو قابیل نے کہا کہ میں تجھکو مار ڈالونگا

ہابیل نے کہا کہ اللہ قبول فرماتا ہے متقی اشخاص سے۔ اگر تو میرے مارنے کیلئے دست درازی کریگا تو
بھی میں تیرے مارنے کیلئے اپنا ہاتھ نہ چلاؤنگا۔ بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو مالک ہے سارے جہان کا
میں چاہتا ہوں کہ تو حاصل کرلیوے میرا گناہ اور اپنا گناہ۔ پھر ہوجائے دوزخ والوں میں اور یہی سزا
ہے ظلم کرنے والوں کی۔ پس مائل کیا اسکو اسکے نفس نے اپنے بھائی کے مار ڈالنے پر پس ہوگیا خسارا
پانے والوں میں پھر بھجوایا اللہ نے ایک کوّے کو جو کریدتا تھا زمین کو تاکہ دکھلائے اسکو کہ کیونکر
دفن کرے اپنے بھائی کی لاش کو (یہ دیکھکر) اسنے کہا میری خرابی ہو میں اس سے گیا گذرا ہوا کہ
ہوتا اس کوّے ہی جیسا سمجھدار جو چھپا دیتا اپنے بھائی کی میت کو۔ (پھر اپنی ظالمانہ حرکت پر) پچھتانے لگا
پ۶ المائدہ ۵ - کلام ذات کیساتھ قابیل و ہابیل کا کلام شامل ہے۔ دنیا کا سب سے پہلا قتل ہے جو عورت
کی خاطر سرزد ہوا تھا اور غضب یہ کہ بھائی نے بھائی کا کیا تھا۔ پہلا دفن ہے جو کوّے کی تعلیم سے کیا
گیا۔ ان واقعات کا علم قرآن کے ذریعہ نہ کرایا جاتا تو خود رسول عربی کو بھی اسکا علم حاصل نہ ہوتا۔
ترجمہ آیتہ - اے مسلمانو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈھو اسکے قرب کا وسیلہ اور جان لڑا دو
اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔ پ۶ المائدہ ۵ - کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام ہوتا تو رسول ہی
خود خدا سے ڈرنے والے ہوتے اور نہ دوسروں کو ڈرنے کی ہدایت کرتے خود خدا کی خاطر جان پر کھیلتے
اور نہ دوسروں کو ایسا کرنے کی ضرورت جتلاتے۔ اور اگر وہ کسیطرح ایسی تعلیم دیتے تو بھی اسکا مطلق
اثر نہ ہوتا۔ حق اور صداقت کی خاطر جان لڑا دینے کی تعلیم دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔
ترجمہ آیتہ - اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو ان کے ہاتھ سزا میں انکے فعل کی یہ عبرت خدا کی طرف سے
دلائی جاتی ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے پھر جس نے توبہ کی اپنے قصور کے بعد اور اپنی
بری عادت کی اصلاح کرلی تو اللہ اسکو معاف فرماتا ہے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پ۶
المائدہ ۵ - کلام ذات ہے۔ چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ٹھہرایا گیا ہے جو بظاہر سخت معلوم ہوتی ہے لیکن
حقیقت میں وہ فطرۃ انسانی کے مطابق ہے۔ چوری ہاتھوں سے کیجاتی ہے اسلئے انھیں کو کاٹنے
کا حکم ہوا تاکہ وہ انکے ذریعہ دوبارہ چوری کرنے نہ پائے جو انسان طبعاً چور ہوتا ہے اسکو اگر دوسری

قسم کی سزا دیکر چھوڑ دیا جائے تو پھر وہ چوری برابر کرتا اور بارہا سزا پاتا رہتا ہے مگر کوئی عبرت لیتا اور نہ اپنی اصلاح کر لیتا بلکہ مرتے دم تک عموماً یہ فعلِ بد کیا جاتا ہے اسی بد فطرۃ کی روک تھام کیلئے ہاتھ قطع کرنے کی جو سزا خالق نے مقرر کی ہے وہی السنداد جرم کا زبردست حربہ ہے جن ممالک میں سخت سزائیں دیجاتی ہیں وہاں جرائم بھی عموماً کم ہی ہوا کرتے ہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو چوری کی سزا کچھ اور ہی مقرر کیجاتی۔

ترجمہ آیتہ۔ بالتحقیق ہم نے توریت نازل کی کہ جسمیں ہدایت اور روشنی ہے اسکے بموجب حکم کرتے تھے وہ پیغمبر جو حکمبردار تھے خدا کے یہود کے متعلق اور حکم دیا کرتے تھے صاحبان طریقت و شریعت اسلئے کہ وہ خدا کی کتاب کے محافظ اور گواہ تھے۔ پس تم مت ڈرو لوگوں سے اور ہم سے ڈرو اور مت لو ہماری آیتوں کے بدلے تھوڑا سا معاوضہ اور جو کوئی خدا کی اتاری کتاب کے موافق حکم نہ کرے تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔ اور یہود کیلئے توریت میں ہم نے حکم دے رکھا تھا کہ جان کے عیوض جان لیجائے اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک کان کے معاوضہ میں کان اور دانت کے معاوضہ میں دانت کو نقصان پہونچایا جائے اور دیگر زخموں کے بدلے اسی طرح کے زخم لگائے جائیں البتہ جس نے معاف کر دیا تو یہ فعل اسکے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اور جو کوئی خدا کی کتاب کے موافق حکم نہ کرے تو بس وہی لوگ بے انصاف ہیں۔ اور من بعد بھیجا ہم نے اُن پیغمبروں کے قدم بقدم عیسیٰ ابنِ مریم کو جو سچا باور کراتے تھے توریت کو جو انکے قبل سے تھی اور انکو عطا کی تھی ہم نے انجیل جس میں ہدایت و روشنی تھی اور سچا ثابت کرتی تھی اپنے سے اگلی کتاب توریت کو جو راہ نما اور نصیحت تھی پرہیزگاروں کیلئے۔ اور چاہیئے کہ حکم دیں انجیل کے پیرو اسکے بموجب جو کہ اللہ نے اس میں اُتارا ہے۔ اور جو کوئی اللہ کے احکام کے موافق حکم نہ دیگا تو ایسے لوگ زمرۂ فاسقین سے ہونگے۔ اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب صداقت کیساتھ تصدیق کرتی ہے اُن کتابوں کی جو اس سے پہلے سے ہیں اور ان کتابوں کے اصلی مضامین کی نگہبان ہے پس اے نبی تم انکے درمیان اسکے موافق حکم کرو جو اللہ نے اتارا ہے اور مت چلو تم انکی خواہشوں کے موافق امرِ حق کو چھوڑ کر ہر ایک جماعت کیلئے ہم نے ایک ضابطہ اور اسکی چلن مقرر کر دی ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سبکو

ایک ہی دین پر قائم فرما دیتا لیکن وہ اپنے دیئے ہوئے احکام میں تمہارا عملی امتحان لیا چاہتا ہے پس سبقت کرو نیکیوں کے حاصل کرنے میں اس کے پاس تم سبکو پھر جانا ہے پس آگاہ کردیگا وہ جس بات میں تمکو اختلاف تھا۔ ع۔ المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔ خود نبیؐ کو اطمینان دلایا جارہا ہے کہ قرآن ہماری جانب سے ہے اور وہ اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور اُنکی محافظ ہے اور رسولؐ کو ہدایت ہو رہی ہے کہ تم قرآنی احکام کے بموجب تصفیہ کیا کرو۔ لوگوں کی رایوں اور انکی خواہشوں کا ساتھ نہ دو اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو نہ اسمیں توریت وانجیل کی کوئی تعریف و توصیف مرقوم ہوتی اور نہ اسکے مضامین کے متعلق نگہبانی کرنے کا ذمہ لیا جاتا۔ چاہے توریت وانجیل میں انسانی دست رسی کچھ بھی ہو جائے۔ لیکن قرآن ان جملہ کتابوں کے اصل اصول یعنے توحید۔ رسالت۔ عبادت۔ عبدیت۔ انسانیت کے مضامین کو من وعن قیامت تک محفوظ رکھیگا۔ اور یہ قرآن کا زبردست ترین معجزہ اور اسکی صداقت کی ناقابل شکست دلیل ہے۔ نیز اگر قرآن خدائی کتاب نہ ہوتی تو رسول عربیؐ کو یہ خدائی مشیت کا راز بھی معلوم نہ ہوسکتا کہ تمام انسانوں کو ایک مذہب کا پابند کرانا منظور نہیں یہی وجہ ہے کہ باوجود ایک دوسرے کی لگاتار کوششوں کے ساری دنیا ایک مذہب پر قائم نہو سکی۔

ترجمہ آیتہ ۔ اے مسلمانو یہودیوں اور عیسائیونکی دوستی نہ گانٹھو وہی آپس میں ایکدوسرے کے رفیق ہیں اور جو کوئی تم میں سے اُن سے دوستی کرے وہ اُن ہی میں سے ہے بیشک اللہ ہدایت نہیں فرماتا ستمگاروں کو۔ ع المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے مسلمانوں کو آپس میں دوستی نہ کرکے یہود و نصاریٰ جو دوستی کیجاتی ہے اس سے منع کیا جارہا ہے اسکی وجہ یہ ظاہر کیگئی ہے کہ وہ باوجود تمہاری تمنا کے تمہارے حقیقی دوست نہ بنینگے بلکہ نمایشی کیونکہ اتحاد تو سابق میں سے ان دونوں میں ہے وہ ٹوٹ کر تم سے جڑ نہیں سکتا۔ آج تیرہ سو برس سے یہی حالت قایم ہے کبھی عیسائی مسلمانوں کے سچے دوست نہ بنے اگر بنے بھی تو محض اپنی غرض کیلئے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ رازِ دلی افشا نہ ہوسکتا تھا۔

ترجمہ آیتہ ۔ اے مسلمانوں۔ تم ان اہل کتاب اور کفار کی دوستی نہ پکڑو جو کہ تمہارے مذہب کو کھیل سمجھکر اُس کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ ڈرو اللہ سے اگر فی الحقیقت تم مسلمان ہو۔ ع المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔

جو تمہاری عزت نہ کرے اُن سے دوستی نہ رکھنے کا کیسا خودوارانہ سبق سکھایا جارہا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ حکمت کے نکات بھی رسولِ عربیؐ کی ذاتی کتاب میں نہ ملتے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے رسولؐ اسکو پہنچا دو جو کچھ کہ اتارا گیا ہے تمہارے پروردگار کی جانب سے اور اگر تم ایسا نہ کروگے تو گویا تم نے نہ پہنچایا اُسکا پیغام اور اللہ تمکو بچائیگا لوگوں سے تحقیق خدا ہدایت نہیں بخشتا کافروں کو۔ تم کہو کہ اے اہلِ کتاب تم کچھ بھی راہِ راست پر نہیں ہو جبتک کہ تم توریت و انجیل کو قائم نہ کرو اور جو کچھ اتارا گیا ہے تمہارے رب کی طرف سے اسکو۔ اور انمیں سے بہت ساروں کی شرارت و انکار اس کلام کی بدولت جو تمپر اترا تمہارے رب کی طرف سے بڑھ جائیگی پس تم افسوس نہ کرو اس منکر قوم پر۔ لاریب جو ایمان لائے ہیں اور جو یہودی ہیں اور ستارہ پرست اور نصاریٰ اور جو کوئی بھی ایمان لائے خدا کی وحدانیت پر اور روز قیامت پر اور عمل کریں نیک تو نہ انکو خوف ہے اور نہ وہ غم زدہ ہونگے۔ ع ۹ المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔ رسول کو ہدایت ہو رہی ہے کہ بلا خوف و خطر قرآن سناتے جاؤ۔ اگر تکلف تساہلی کروگے تو سمجھا جائیگا کہ حقِ رسالت کما حقہٗ ادا نہ کیا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ کو اسطرح اپنی آپ تنبیہ کر لینے کی نوبت کیوں آتی پھر قرآن کا یہ کہنا کہ خواہ کسی مذہب کا شخص ہو اگر وہ خدا کی توحید اور قیامت کے حساب کتاب کے یقین کے ساتھ نیک عمل کرتا رہے تو ناجی ہے۔ قرآن کی عالی خیالی ہی نہیں بلکہ اسکے برحق ہونیکی کافی حجت ہے ایسی غیر جانبدار و غیر متعصبانہ تعلیم بجز خدا کی ذات کے اور کسی سے بھی ممکن نہیں اگر صرف نیک عمل کرنے والے مسلمانوں ہی کو نجات پانے والے ظاہر کیا جاتا تو کلام کی نسبت تنگ خیالی کا الزام عاید ہو کر شبہ پیدا ہوتا تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ بالتحقیق وہ لوگ کافر ہوگئے جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیحؑ ہے مریمؑ کا لڑکا۔ اور مسیح نے کہا ہے اے بنی اسرائیل عبادت کرو اللہ کی جو تمہارا اور میرا پروردگار ہے۔ سچ ہے جس نے شریک کیا اللہ کا کسیکو تو اللہ نے بھی اسپر جنت حرام کی اور اسکی رہایش کی جگہ دوزخ ہے۔ اور کوئی نہیں گناہگاروں کی مدد کرنے والا۔ بیشک (وہ بھی) کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ تینوں میں سے ایک ہے۔ اور پرستش کسی کو زیبا نہیں البتہ معبود واحد کو۔ اور اگر یہ بات کہنا نہ چھوڑینگے تو بیشک انمیں جو کفر پر رہینگے ضرور دردناک

مصیبت میں ڈالے جائینگے۔ کیوں نہیں یہ لوگ توبہ کرتے اللہ کی جناب میں اور معافی مانگتے۔ اور اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ سوا اسکے کوئی بات نہیں ہے کہ مریم کے بیٹے مسیح پیغمبر ہیں لاکلام ان سے پہلے بہت سارے رسول گذر چکے ہیں اور انکی ماں صداقت پسند پارسا تھیں۔ دونو کھانا کھاتے تھے (جو لوازمہ بشریت و مقتضاء انسانیت ہے) اے نبیؐ تم غور کرو ہم کسطرح اُنسے اپنی دلیلیں بیان کرتے ہیں پھر تم دیکھو کہ وہ کہاں اُلٹے جاتے ہیں۔ تم اُن سے کہو کیا تم ایسی چیز کو پوجتے ہو خدا کو چھوڑ کر جو مالک نہیں تمہارے بُرے کی اور نہ بھلے کی اور اللہ وہی ہے سُننے والا جاننے والا۔ تم کہو کہ اے اہلِ کتاب مت مبالغہ کرو اپنے دین میں ناحق اور مت چلو خیال پر ایسے لوگوں کے جو راہ راست سے بھٹک گئے ہیں پہلے سے اور بہکا گئے بہت ساروں کو اور رُخ پھیر لیا سیدھی راہ سے۔ پ۶ المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کا اعادہ ہے۔ رسولِ عربی کو جس انداز بیان سے مائل بہ ادائی فرائض فرمایا جارہا ہے وہ خود اس بات کی شہادت ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ ورنہ رسول عربی اپنے آپ کو اسطرح تعمیل حکم کی ہدایت نہ فرما رہے ہوتے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبی تم پاؤ گے سب لوگوں سے زیادہ دشمن مسلمانوں کے یہودیوں اور مشرکوں کو اور پاؤ گے سب سے زیادہ نزدیک دوستی میں مسلمانوں کی اُن لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم عیسائی ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ انمیں عقلمند اور تارک الدنیا اللہ والے لوگ موجود ہیں اور یہ کہ وہ غرور نہیں کرتے۔ پ۷ المائدہ ۵ کلام ذات ہے۔ یہودیوں اور بُت پرستوں کی دلی عداوتوں کا راز افشا کیا جارہا ہے یہ کیفیت تیرہ سو برس سے ابتک قائم ہے اور غیر مسلم میں مسلمانوں کے بہی خواہ و رفیق باوفا اُن نصاریٰ کو بتلایا جارہا ہے جو پابندِ مذہب اور صاحبِ دانش و سادہ مزاج ہیں اور یہ حالت بھی اُسی وقت سے ابتک برابر چلی آرہی ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو انسانوں کے قلوب کے جذبات و کیفیات کا اظہار یوں کھولکر نہ بیان کیا گیا ہوتا اور اندازِ بیان بھی ایسا کہ ان حالات میں استمراری خاکہ پیشِ نظر ہے اور یہ امر قوت بشری سے باہر ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو مت حرام ٹھہراؤ پاک چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں اور حدِ شرعی سے

نہ بڑھو۔ اللہ دوست نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو۔ اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے جو حلال و پاکیزہ ہو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر ایمان لائے ہو۔ ۷ع۔ المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ کے وقت میں بعض مسلمانوں نے گوشت خوری ترک کر دی زمین پر سونا اور کملی اوڑھنا اور عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کرنا شروع کر دیا جسکی وجہ سے انکی زندگی دوسرے انسانوں کیلئے غیر سودمند ہوگئی اسکی روک تھام کیلئے یہ کلام نازل ہوا۔ اگر یہ خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کی جانب سے بھی نہ ہوسکتا تھا اسلئے کہ آپ اسکے آئندہ آنے والے اثرات سے خائف ہونے کے کوئی اسباب پاتے اور نہ انکا تجربہ رکھتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ اللہ تم سے مواخذہ نہیں فرماتا تمہاری قسموں میں بیہودہ قسم پر۔ لیکن مواخذہ اُسوقت فرماتا ہے کہ تم قسموں کو پکی کر دو۔ پس اُس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا درمیانی درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو دیا کرتے ہو یا انکو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا اور جسکو اسکی مقدرت نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جبکہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو اسیطرح اللہ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ ۱۲ع المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد خدا کا واسطہ دیکر کیا جائے اور اس عہد کے خلاف عمل کیا جائے تو اُس قسم کے توڑنے کا یہ معاوضہ ہے۔ لوگوں میں قسم توڑنے کی عادت عام ہوتی ہے اور بار بار اس قسم کی قسمیں کھائی جاتی ہیں پر اُن کے خلاف کرنیکی کوئی پروا نہیں کیجاتی۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اپنی کتاب میں اس معاملہ کو کوئی اہمیت دیتے اور نہ اسکے متعلق کوئی سزا تجویز فرماتے قسم کے توڑنے پر ایک تو قسم کھانے والے کا اعتبار جاتا رہتا ہے اسلئے سزا مقرر کر دیگئی ہے تاکہ وہ آئندہ کیلئے احتیاط کرے۔ دوسرے یہ کہ جسکے متعلق قسم کھائی جائے اُنکو بھی نقصان ہوتا ہے ان ہر دو امور کی حفاظت اس حکم سے فرمائی گئی اور یہ حکیمانہ حکم بشری اختراعات سے بعید تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو حقیقت یہ ہے کہ شراب اور جُوا و بُت وغیرہ اور قرعہ اندازی کے تیر یہ سب کی سب ناپاک باتیں شیطانی کام ہیں۔ پس ان سے بالکل علیحدہ رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جُوّے کے ذریعہ تمہارے میں بغض اور دشمنی واقع کر دے اور خدا کی یاد اور

نماز سے تم کو باز رکھے کیا اب بھی باز نہ آؤ گے۔ پ۱۲ ع المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربی نے مدۃ العمر شراب پی اور نہ جوا کھیلا۔ نہ بت پرستی کی۔ پھر ایسی صورت میں آپ کو انکے نفع یا نقصان کا کیا علم ہو سکتا تھا۔ قوم کی قوم ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کی آبادی ان خرابیوں میں مبتلا تھی اصول فطرت تو یہ تھا کہ آپ بھی دنیا والوں کے رنگ میں رنگ جاتے اور ان باتوں میں پھنس جاتے اسلئے کہ بری صحبتوں کا اثر جلد عام ہوتا ہے۔ باوجود اس کے دنیا والوں کے خیالات کے خلاف ان امور سے خود پرہیز فرمانا اور دوسروں کو پرہیز کرنے کی ہدایت کرنا کیا آپکی جانب سے ہو سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ پس جو کچھ کہا گیا وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اسلئے قرآن خدا کا کلام ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو جنگلی شکار کو ہلاک نہ کرو جبکہ تم احرام باندھے ہوئے ہو اور جو شخص تم میں سے اسکو عمداً ہلاک کریگا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جسکو اس نے ہلاک کیا جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں خواہ وہ پاداش چوپایوں میں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دیدیا جائے اور خواہ اسکے برابر روزے رکھ لئے جائیں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ نے گذشتہ افعال کو معاف فرما دیا۔ اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کریگا تو اللہ بدلہ لیگا اور اللہ زبردست بدلہ لے سکتا ہے۔ پ۱۳ ع المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔ حج کے وقت جو اکھر کپڑا جسم پر لپیٹ لیا جاتا ہے اسکو احرام کہتے ہیں ایسی حالت میں شکار کرنا منع ہے شکار کرنا بھی ایک نفسانی خواہش ہے حج کے زمانہ میں نفسانی خواہشات کو ملیامیٹ کرنا ہی منشاء حج ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو دوسرے ذریعہ سے تزکیہ نفس کی تعلیم دیگئی ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو نفس کشی کی تعلیم رسول عربی کیونکر دیسکتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ تمہارے لئے دریائی شکار کھیلنا اور اسکا کھانا حلال کیا گیا ہے تمہارے فائدہ کیلئے اور مسافروں کے واسطے اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے جبتک کہ تم حالت احرام میں رہو اور اللہ سے ڈرو جسکے حضور میں جمع کئے جاؤ گے۔ پ۱۳ ع المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے حج کو جاتے ہوئے سمندر کی مچھلی پکڑنی جائز اور اس کا کھانا حلال ہے چونکہ حدود کعبہ شروع نہیں ہوتے اسلئے

یہ اجازت دیگئی ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسے رمز کے احکام رسولِ اُمّیؐ کیا دیسکتے تھے۔
ترجمہ آیتہ۔ تم تحقیق سے جان لو کہ پروردگار سخت تریں سزا دینے والا ہے اور ساتھ ہی غیر معمولی طریقہ سے معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا بھی ہے۔ رسولؐ کی ذمہ داری تو صرف احکام پہنچا دینے کی حد تک ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ تم دکھا کرتے ہو یا لوگوں سے چھپا کرتے ہو۔ پ۷ المائدہ ۵ کلامِ ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ کو خدا کی ان صفات کا علم ہوتا اور نہ اپنے فرضِ منصبی کی حد کا۔
ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو اپنی فکر آپ کرو جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہے تو اسکی وجہ تمہارا کچھ نقصان نہیں اللہ ہی پاس تم سب کو جانا ہے پھر وہ تم سب کو بتلا دیگا جو کچھ کہ تم سب کیا کرتے تھے۔ پ۷ المائدہ ۵۔ کلام ذات ہے۔ مسلمانوں کو ہدایت ہو رہی ہے کہ وہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں لگے رہیں کفار کی مزاحمت کی پروانہ کریں اور نہ اپنے فرائض سے دست کش ہو کر انکی اصلاح کی فکر کریں۔ کسقدر مدبرانہ ہدایت ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو حفاظت خود اختیاری کا ایسا بہتر اصول رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب میں نہ ہوتا۔
ترجمہ آیتہ۔ اے ایمان والو۔ تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت دامنگیر ہونے لگے۔ جب وصیت کرنے کا وقت ہو تو وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں اور تم میں سے ہوں یا غیر قوم کے دو شخص ہوں۔ اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو پھر تم پر حادثہ موت کا واقع ہو جائے اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو بعد نماز روک لو پھر دونوں خدا کی قسم کھاویں کہ ہم اس قسم کے معاوضہ میں کوئی تمتع حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ اگرچہ کوئی قرابت دار بھی ہوتا اور اللہ کی بات کو ہم چھپائینگے نہیں ہم اس صورت میں سخت گنہگار ہونگے پھر اگر اسکی اطلاع ہو کہ وہ دونوں وصی کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو جو سب میں قریب تر حق بجانب ہیں تو ان لوگوں میں سے جنکے مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب ہوا تھا اور دو شخص جو سب میں قریب تر ہیں جہاں وہ دونو کھڑے ہوئے تھے یہ دونوں کھڑے ہوں پھر دونوں خدا کی قسم کھائیں کہ بالیقین ہماری یہ قسم اِن دونوں کی اس قسم سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے سرمو تجاوز نہیں کیا ہم اس حالت میں

سخت ظالم ہونگے۔ یہ قریب ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر ظاہر کریں یا اس بات سے خائف ہو جائیں کہ اُن سے قسمیں لینے کے بعد قسمیں رد کیجائینگی اور اللہ سے ڈرو اور سنو اور اللہ سیدھی راہ نہیں دکھاتا فاسق لوگوں کو۔ ع ۱۴ ۔ المائدہ ۵ - کلام ذات ہے۔ دوران سفر میں کوئی بوقت موت اپنا کسی کو وصی کر جائے اور وصی اشخاص میت کے امانتی مال میں خیانت کر جائیں تو چونکہ کوئی شہادت انکے مقابلہ میں موجود نہیں رہتی۔ اسلئے تصفیہ کی یہ صورت بتائی گئی ہے کہ ورثا میں سے دو شخص وصی کے مقابلہ میں قسم کھائیں کہ انھوں نے ہمارا ترکہ غصب کر لیا ہے تو حسب بیان انکے مال واپس لایا جائیگا کیسی نازک صورت کے تصفیہ کا کتنا عمدہ اصول ہے۔ کیا یہ کسی انسانی دماغ کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ جبکہ اللہ ارشاد فرمائیگا کہ اے عیسیٰ ابن مریم ہمارا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے جسوقت کہ ہم نے تمکو روح القدس سے تائید دی۔ تم آدمیوں سے کلام کرتے تھے (ماں کی) گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی۔ اور جبکہ ہم نے تمکو کتابیں اور سمجھہ کی باتیں اور توریت اور انجیل تعلیم کیں اور جبکہ تم چکنی مٹی سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرند کی شکل ہوتی ہے ہمارے حکم سے پھر تم اسکے اندر پھونک مار دیتے جس سے وہ پرندہ زندہ بنجاتا تھا ہمارے حکم سے۔ اور تم اچھا کر دیتے تھے ہمارے حکم سے ماں پیٹ کے اندھے کو اور کوڑھی کو۔ اور جبکہ تم نکال کھڑا کرتے تھے مردوں کو ہمارے حکم سے۔ اور جبکہ ہم نے بنی اسرائیل کو تم سے باز رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لیکر آئے تھے پھر اُن میں جو کافر تھے انھوں نے کہا کہ یہ بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں۔ اور جبکہ ہم نے حواریین کو حکم دیا کہ تم ہم پر اور ہمارے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور تو شاہد رہ کہ ہم پکے فرمانبردار ہیں۔ وہ وقت لائق یادداشت ہے جبکہ حواریین نے پوچھا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تمہارا رب ایسا کر سکتا ہے کہ آسمان سے کچھ کھانا نازل فرمائے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔ وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہو جائے اور ہمارا یہ یقین اور بڑھجائے کہ تم نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔ عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرما کہ وہ ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اول ہیں اور جو بعد

ہیں سب کے لئے ایک خوشی کی بات ہو جائے۔ اور تیری طرف سے ایک نشان ہو جائے۔ اور تو ہمکو عطا فرما رزق اور تو سب عطا کرنے والوں سے بہتر عطا فرمانے والا ہے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اسکے بعد ناحق شناسی کریگا تو میں اسکو ایسی سزا دونگا کہ وہ سزا دنیا جہان کے لوگوں میں سے کسی کو نہ دینگے۔ اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جبکہ اللہ دریافت فرمائیگا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہدیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود ٹھہرالو تو عیسیٰ عرض کرینگے کہ میں تو تجھکو پاک ذات سمجھتا ہوں۔ مجھکو کسیطرح سزاوار نہ تھا کہ ایسی بات کہتا جسکے کہنے کا مجھکو کوئی حق نہیں اور اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھکو اس کا علم ہوگا تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے علم میں جو کچھ ہے اسکو نہیں جانتا تمام پوشیدہ باتوں سے واقف تو ہی ہے۔ میں نے تو انسے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو ارشاد فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ میں ان پر مطلع رہا جبتک اُنمیں رہا پھر جب تو نے میرے کام سے مجھکو بند فرمادیا تو تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے باخبر ہے اگر تو ان کو سزا دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرمائے تو بیشک تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔ اللہ ارشاد فرمائیگا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے اُن کا سچا ہونا انکے کام آئیگا انکو ایسے باغوں میں جگہ ملیگی جنکے نیچے نہریں رواں ہونگی جنمیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہینگے اللہ اُن سے راضی اور خوش اور یہ اللہ سے راضی اور خوش ہیں یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔ اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانونکی اور زمین کی اور اُن چیزوں کی جو اُن میں موجود ہیں اور وہ ہر شئے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ ع ۱۶ - المائدہ ۵ - کلام ذات کیساتھ حضرت عیسیٰ اور اُنکے صحابیوں کا کلام بھی شامل ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو وہ واقعات جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گذرے انکا علم اس تفصیل کیساتھ ایک ایسی ذات کو جو علم ظاہری سے مطلق آشنا نہ تھی کیسے ہو سکتا تھا۔ اور جو حالات کہ قیامت میں حضرت عیسیٰ پر گذرنے والے ہیں اُن کا اظہار اس شان سے کہ مطلق خوف اعتراض نہیں کس برتے پر رسولِ عربیؐ فرماسکتے تھے۔ ہر ایک سوال

وجواب اور اُس کا اندازِ تکلم خود بتلا رہا ہے کہ اس قرآن کو ذاتِ رسولؐ سے تعلق نہیں بلکہ اسکا دارو مدار ذات خداوندی سے ہی ہے جو موجدِ کلام ہے۔ ورنہ کہاں رسولِ اُمّی اور کہاں یہ رموز بھرا کلام جس میں پیدائشِ عیسیٰؑ کی مافوق الفطرۃ صورت سے جو شبہات پیدا ہوگئے تھے آنکا ازالہ فرمانیکی شکل نکالی گئی ہے جو چشم بصیرت و عقل سلیم رکھتے ہیں وہ غور کریں تو یہ لاینحل مسئلہ خود بخود حل ہو جائیگا۔

ترجمہ آیتہ۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے لائق ہیں جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے اور اُجالے کو بنایا پھر بھی کافر لوگ اپنے رب کے برابر دوسروں کو قرار دیتے ہیں۔ وہ ایسا ہے جس نے تمکو مٹی سے بنایا۔ پھر ایک وقت معین کیا اور دوسرا معین وقت خاص اللہ ہی کے نزدیک ہے پھر بھی تم شک رکھتے ہو۔ ج انعام۶ کلام ذات ہے۔ خدا ساری مخلوقات کا خالق ہے۔ دوسرے نہیں باوجود اسکے انسان دوسری مخلوقات کو خالق کے ہم رتبہ ٹھہراتا ہے۔ یہ اسکی نادانی ہے۔ مخلوق خالق نہیں ہوسکتی کتنی زبردست دلیل ہے۔ کیا ذات رسول سے ایسی دلیل ملنے کی توقع ہوسکتی ہے آدمی مٹی سے پیدا کیا گیا وقت مقررہ پر مٹی میں ڈالا جائیگا اور مٹی ہو جائیگا اور اس مٹی سے پہلے کی طرح پھر بنایا جائیگا اور یہ ممکن ہے زندگی بعد الموت کے ثابت کرنیکی دلیل اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو یہ فلسفیانہ دلائل رسولِ عربی کیسے پیدا فرما سکتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ سو انہوں نے اس سچی کتاب کو بھی جھوٹا بتلایا جبکہ وہ انکے پاس پہنچی پس جلدی ہی انکو خبر ملجائیگی اس چیز کی جسکے ساتھ یہ لوگ استہزا کیا کرتے تھے۔ ج انعام۔ کلام ذات ہے۔ قرآن کو کفار نے جھٹلایا تھا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسولِ عربی اسکا ذکر اپنی کتاب میں نہ فرماتے اسلئے کہ اگلوں کے خیالات کا اظہار ہو جانے سے آیندہ آنے والوں کو بھی انکار کرنیکا سبق ملسکتا۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبیؐ پوچھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے۔ یہ سب کس کی ملک ہے۔ (اگر وہ نہ کہیں) تو تم خود کہدو کہ سب اللہ ہی کی ملک ہے۔ اللہ نے رحم کرنا اپنے اوپر لازم فرمالیا ہے تم کو خدا قیامت کے روز جمع فرمائیگا اس میں کوئی شک نہیں جن لوگوں نے اپنے کو ضائع کرلیا سو وہ ایمان نہ لائینگے۔ اور اللہ ہی کا ملک ہے سب جو کچھ رات میں اور دن میں رہتے ہیں اور وہی ہے

بڑا سننے والا اور جاننے والا - تم کہو کہ کیا اللہ کے سوا جو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے
اور جو کہ کھانے کو عطا فرماتا ہے اور اسکو کوئی کھانے کو نہیں دیتا کسیکو معبود قرار دوں - تم کہدو کہ مجھ کو
یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے خود اسلام قبول کروں اور (یہ کہ) تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا تم
کہدو کہ اگر میں اپنے رب کا (یہ) کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں - پ۷ انعام ٦
کلام ذات ہے - جس سے ظاہر ہے کہ خود رسول عربیؐ کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت فرمائی گئی اور مشرکین کے
زمرہ میں شامل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کیوں اس طرح
اپنی آپ تعلیم دے لینے کے واقعہ کو قلمبند کراتے اور انھیں کیا معلوم ہو سکتا تھا کہ جو کچھ ہے وہ تمام
خدا کا ہے - اور خدا نے باوجود مخلوق کی سرکشی کے انکے حال پر رحم فرماکے روزی دیتے رہنا اپنے اوپر لازم
ٹھیرا لیا ہے - اگر خداوند عالم رسول عربیؐ کی مدد نہ فرماتا تو وہ اپنی قوم کے اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے -
ترجمہ آیتہ - تم کہو کہ سب سے بڑھکر چیز گواہی دینے کیلئے کون ہے کہدو کہ میرے اور تمہارے درمیان
اللہ گواہ ہے اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تمکو
اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے اُن سب کو ڈراؤں - کیا تم فی الحقیقت یہی گواہی دوگے کہ اللہ کیساتھ کچھ
اور معبود بھی ہیں تم کہدو کہ میں تو گواہی نہیں دیتا - تم کہدو کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور بیشک
میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں - پ۷ الانعام ٦ - کلام ذات ہے - خود رسول عربیؐ کو اسطرح کفار سے
کہدینے کی ہدایت ہو رہی ہے - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو توحید کی ایسی پاک و منزہ تعلیم آپ
کیونکر دے سکتے تھے درآنحالیکہ آپ ایسے ملک اور ایسی قوم میں پیدا ہوئے تھے جو شرک و بت پرستی کے
مشاغل میں ڈوبی ہوئی تھی - قرآن کے ذریعہ آپ کا تمام عالم کو ڈرانا کیا کسی ذاتی مفاد کی غرض
سے تھا جہاں تک تاریخ پتہ دیتی ہے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپنے کوئی ذاتی منفعت
حاصل نہ کی بلکہ اس ذمہ داری کی بدولت دنیا آپ پر تنگ کر دیگئی -
ترجمہ آیتہ - اور اس سے زیادہ کون بے انصاف ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے یا اللہ کی آیات
کو جھوٹا بتلاوے ایسے بے انصافوں کو فلاح نصیب نہ ہوگی - پ۷ انعام - کلام ذات ہے - رسول عربیؐ

کو خود اس کا احساس کرایا گیا ہے کہ اپنے ذاتی کلام کو خدا کا کلام بتلانا خدا پر جھوٹا بہتان لگانا ہے۔ جب وہ اس سے واقف ہو چکے تھے تو ناممکن تھا کہ آپ اپنی ذاتی مصنفہ کتاب کو خدا کی اُتاری ہوئی کتاب بتلاتے۔ تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے کبھی انسان کے معاملہ میں جھوٹ نہ فرمایا تو ایسی حالت میں خدا کے معاملہ میں سینکڑوں باتیں کیسے جھوٹی کہہ سکتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور دنیا کی زندگانی تو کھیل و تماشہ ہے۔ اور آخرت کا ٹھکانہ متقیوں کیلئے بہتر ہے۔ کیا تم (اس بات کو) سوچتے سمجھتے نہیں ہو۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ تمکو ان کے اقوال مغموم کرتے ہیں تو وہ تمکو تو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور بہت سے پیغمبر جو تم سے پہلے ہوئے ہیں انکی بھی تکذیب کیجا چکی ہے سو انہوں نے اس پر صبر ہی کیا کہ ان کی تکذیب کیگئی اور انکو ایذائیں پہنچائی گئیں۔ یہاں تک کہ ہماری امداد ان کو پہنچی اور اللہ کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور تمہارے پاس بعض پیغمبروں کے بعض قصے پہنچ چکے ہیں۔ اور اگر تمکو ان کا اعتراض گراں گذرتا ہے تو اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈھ لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سب کو راہ پر جمع کر دیتا پس تم نادانوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ پ۷ع۴ انعام

کلام ذات ہے۔ خود رسول عربی کو دنیا کی بے ثباتی سے آگاہ فرمایا جا رہا ہے اور آپ کے مغموم دل کو تسلی دیجا رہی ہے اور اگر آپ اس پر بھی آزردہ خاطر رہیں تو زمین یا آسمان میں اپنی قدرت سے نکل جانے کی ہدایت فرمائی جا رہی ہے۔ جس میں ایک طرح کی خفگی و عتاب کی جھلک پیدا ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کیوں آپ اپنے متعلق اس قسم کا خدا کی طرف سے خشم آمیز کلام درج کراتے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جتنے قسم کے جاندار ہیں زمین پر چلنے والے ہیں اور جتنی قسم کے پرندجانور جو کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں کوئی قسم ایسی نہیں ہے جو کہ تمہاری طرح جماعتیں نہ ہوں ہم نے اپنے دفتر میں اندراج کرنے سے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ پھر سب اپنے پروردگار کے ہاں اکھٹا کئے جائینگے۔ پ۷ع۴ انعام۔ کلام ذات ہے۔ جانداروں کی پیدایش اور انکی موت کے اوقات لکھا جانا اور انکا اپنے خالق کے حضور میں لوٹنا ایسے حالات ہیں جنکا اظہار علم بشری سے بالاتر ہے۔ اگر قرآن

خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو بھی ان حقائق کا علم نہ ہوتا۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبیؐ۔ تم کہو کہ بھلا بتلاؤ تو اگر اللہ تمہاری قوت شنوائی اور بینائی بالکل چھین لے اور تمہارے دلوں پر چھاپہ مار دے تو اللہ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تمکو پھر عطا کر دے (اے نبیؐ) تم دیکھو تو ہم کس طرح دلائل گوناگوں انداز سے بیان کر رہے ہیں پھر بھی یہ منھ موڑے چلے جاتے ہیں ع ۵ انعام ۶۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول کو بتلایا جا رہا ہے کہ دیکھو ہم کس طرح مختلف پیرایہ سے دلائل لاتے ہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اسکے اظہار کی نوبت نہ آتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبی تم کہدو کہ نہ تو تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اسپر کاربند رہتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ تم کہو کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے سو کیا تم غور نہیں کرتے۔ اور ایسے لوگوں کو ڈراؤ جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت سے جمع کئے جائینگے کہ جتنے غیر اللہ ہیں نہ کوئی انکا مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا اس امید پر کہ وہ ڈر جائیں۔ ع ۱۲ انعام ۶۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اسمیں اس طرح کے اظہار کی اور ایسی ہدایت کی کیا ضرورت ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبی۔ ان لوگوں کو اپنے پاس سے جدا نہ کرو جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اسکی رضا ہی کو مقصود رکھتے ہیں۔ انکا حساب کچھ بھی تم سے متعلق نہیں اور تمہارا حساب ذرا بھی انکے ذمہ نہیں کہ تم ان کو نکالدو۔ ورنہ تم نامناسب عمل کرنے والوں میں ہو جاؤ گے۔ ع ۱۲ انعام ۶۔ کلام ذات ہے کفار قریش کے امرا نے رسول عربیؐ سے خواہش کی تھی کہ وہ غریب مفلس مسلمانوں کو اپنی صحبت سے دور کر دیں تاکہ یہ لوگ آپکے پاس آسکیں اسپر سے آپکو متنبہ فرمایا گیا کہ ایسی خطا نہ کرنا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں رسول کو اس طرح ہدایت نہ دیجاتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبی۔ تم کہدو کہ مجھکو اس سے منع کیا گیا ہے کہ انکی پوجا کروں جنکی تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہو۔ کہدو کہ میں تمہارے خیالات کی پیروی نہ کرونگا کیونکہ اس حالت میں تو میں بے راہ ہو جاؤنگا اور سیدھی راہ پر چلنے والوں میں نہ ہونگا۔ ع ۱۳ انعام ۶۔ کلام ذات ہے

کفار قریش سر توڑ کوشش کیے جا رہے تھے کہ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اپنی طرح آبائی طریقے سے بتوں کی پوجا کریں اور آپ تھے کہ جدید طریقہ کی بلاتوسط عبادت یعنے نماز سے لگے ہوئے تھے۔ اس کشاکشی کے موقعہ پر جواب صاف دینے کی ہدایات فرمائی گئی ہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو انہیں خود رسول کے متعلق ایسی تعلیم ملتی اور نہ اپنی جھوٹے رسول اس مصنوعی تعلیم پر قایم رہ سکتے بلکہ وہ بھی قوم کے خیالات و جذبات کے سیلاب میں بہ جاتے اور انکی ایک نہ چلتی مگر چونکہ قرآن خدا کیطرف سے تھا اور اسکی تعلیم پختہ کار و اٹل تھی اسلئے رسول عربی تو کیا انکے ادنیٰ غلام باوجود مصائب عظیمہ کے بھی قرآن کی پاک تعلیم سے نہ ہٹے۔ بس یہی ایک چیز قرآن کی صداقت کی جانچ کیلئے ایک کسوٹی ہے

ترجمہ آیتہ۔ اور اللہ ہی کے ہاں ہیں خزانے تمام پوشیدہ اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتا درخت سے نہیں جھڑتا مگر وہ اسکو بھی جانتا ہے۔ اور کوئی بیج زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا۔ اور نہ کوئی تر و خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔ ع الانعام۔ کلام ذات ہے۔ علم باری تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ان رموز کا اظہار رسول عربی نہ کر سکتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبی۔ اور جب تم ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات قرآنی میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے علیحدہ ہو جاؤ یہانتک کہ وہ کوئی اور بات میں لگ جائیں اور اگر تمکو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ہاں نہ بیٹھو۔ ع انعام۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول عربی کو ہدایت ہو رہی ہے کہ ہمارے کلام کا مضحکہ اڑانے والوں کے پاس نہ بیٹھو۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی اپنی آپ تربیت اس طرح نہ فرمالیتے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور (اے نبی) ایسے لوگوں سے کنارہ کش رہو جنہوں نے اپنے دین کو لہو لعب بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے انکو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتے رہو تاکہ کوئی شخص اپنے کرتوت سے اس طرح نہ گرفتار ہو جائے کہ کوئی غیر اللہ اس کا مددگار ہو اور نہ سفارشی ہو۔ اور یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے تب بھی اس سے نہ لیا جائے۔ یہ ایسے ہی ہیں کہ

اپنے کردار کے سبب پھنس گئے اُن کے لئے پینے کو کھولتا ہوا پانی ہوگا اور دردناک سزا ہوگی اسوجہ سے کہ کفر کرتے تھے۔ ۳۹ انعامؒ۔ کلام ذات ہے۔ خود ذات رسولؐ کو تعلیم دیجا رہی ہے اور یہ خدا کا کلام ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبی تم کہدو کہ کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کریں کہ نہ وہ ہمکو نفع پہونچا سکے اور نہ وہ ہمکو نقصان پہونچاوے۔ اور کیا ہم پلٹ جائیں اسکے بعد کہ ہمکو اللہ تعالےٰ نے ہدایت فرمادی ہے۔ جیسے کوئی شخص ہو کہ اسکو شیطان نے کہیں جنگل میں بھٹکادیا اور وہ گمراہ پھرتا ہو اسکے کچھ ساتھی بھی تھے کہ وہ اسکو ٹھیک راستہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ہمارے پاس آ۔ تم کہدو کہ یقینی بات ہے کہ راہ حق اللہ ہی کی بتلائی ہوئی راہ ہے۔ اور ہمکو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم فرمانبردار ہو جائیں جہانوں کے پروردگار کے۔ اور یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جسکے پاس تم اکھٹے کئے جاوگے اور وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو باقاعدگی کیساتھ پیدا فرمایا اور جسوقت اتنا فرمادیگا کہ تو (فنا) ہوجا بس وہ ہو جائیگا۔ اس کا فرمانا با اثر ہے اور جب صور پھونکا جائیگا اسوقت ساری حکومت خاص اسکی ہوگی۔ وہ جاننے والا ہے چھپی ہوئی چیزوں کا اور ظاہر ہوئی چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا۔ ۱۵ انعامؒ۔ کلام ذات ہے۔ نبیؐ کو تعلیم دیجا رہی ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اسکی نوبت نہ آتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبیؐ۔ یہ واقعہ بھی قابل یادداشت ہے۔ جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آذر سے پوچھا کہ کیا تم بتوں کو معبود قرار دیتے ہو۔ ہاں میں تمکو اور تمہاری پوری قوم کو صاف گمراہی میں دیکھتا ہوں۔ ۹ انعامؒ۔ کلام ذات کیساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام شامل ہے۔ حضرت کا زمانہ رسول عربیؐ کے سیکڑوں سال قبل کا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو یہ واقعہ باپ بیٹے کا کس طرح معلوم ہو سکتا تھا درآنحالیکہ آپ اُن پڑھ تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور ہم نے ایسے ہی طور پر ابراہیمؑ کو آسمان اور زمین کی مخلوقات دکھلائیں تاکہ وہ عارف بنیں اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں سے ہو جائیں۔ پھر جب رات کی اندھیری ان پر چھاگئی تو انھوں نے

ایک ستارہ دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ ڈوب گیا تو انھوں نے کہا کہ میں
غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے سو
جب وہ غروب ہو گیا تو انہوں نے کہا اگر مجھکو میرا رب ہدایت نہ فرماتا رہے تو میں گمراہ لوگوں میں شامل
ہو جاؤں۔ پھر جب سورج کو دیکھا جھلکتا ہوا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے سو جب وہ
غروب ہو گیا تو انہوں نے کہا بے شک میں تمہاری (طرح کے) شرک سے بیزار ہوں میں اپنا
رُخ اسکی طرف کرتا ہوں جس نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں
اور ان سے ان کی قوم نے حجت کرنا شروع کیا انہوں نے کہا کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت کرتے
ہو حالانکہ اس نے مجھکو طریقہ بتلا دیا ہے اور میں ان چیزوں سے جنکو تم اللہ کیساتھ شریک بناتے ہو
نہیں ڈرتا۔ ہاں لیکن اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے۔ میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے
ہوئے ہے۔ کیا تم پھر خیال نہیں کرتے۔ اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جنکو تم نے شریک بنایا
ہے۔ حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کیساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے جن پر
اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی پس ان دو جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے اگر تم خبر
رکھتے ہو۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ ملا نہیں دیتے انہی کیلئے امن ہے
اور وہی راہ پر چل رہے ہیں۔ اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیمؑ کو اُن کی قوم کے مقابلہ میں
دی تھی ہم جسکو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں۔ بیشک (اے نبیؐ) تمہارا رب بڑا علم والا
اور بڑا حکمت والا ہے۔ اور ہم نے انکو دیا اسحٰقؑ اور یعقوبؑ ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور اگلے زمانہ میں
ہم نے نوحؑ کو ہدایت کی اور اُن کی اولاد میں سے داؤدؑ کو اور سلیمانؑ کو اور ایوبؑ کو اور یوسفؑ کو
اور موسیٰؑ کو اور ہارونؑ کو اور اسیطرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں اور نیز زکریاؑ
اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ کو اور الیاسؑ کو سب پورے شائستہ لوگوں میں تھے۔ اور نیز اسمٰعیلؑ کو اور
الیسعؑ کو اور یونسؑ کو اور لوطؑ کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی اور نیز
ان کے کچھ باپ داداؤں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو اور ہم نے انکو مقبول بنایا اور ہم نے

انکو سیدھی راہ کی ہدایت کی۔ پ انعام - کلام ذات کیساتھ حضرت ابراہیمؑ کا کلام شامل ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو حضرت ابراہیمؑ کی موحدانہ تعلیم کا علم کیونکر رسول عربی کو ہو سکتا تھا اسلئے کہ آپ تو ایک اُمّی تھے دوسرے آپ کی ساری قوم بُت پرست و مشرک تھی توحید حقیقی کا تو کوئی عالم تھا اور نہ اس کا عامل اسکے سوا جن پیغمبرانِ عظام کا ذکر ان آیات مقدسہ میں ہے اُن کے ناموں سے بھی رسول عربی آگاہ تھے اور نہ ہو سکتے تھے پس ان وجوہات کی بناء پر یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ قرآن فی نفسہٖ خدا کا کلام ہے۔

ترجمہ آیتہ - یہ لوگ ایسے تھے جنکو اللہ نے ہدایت کی تھی پس تم بھی ان ہی کے طریق پر چلو۔ کہدو کہ میں تم سے اس پر کوئی بدل نہیں چاہتا یہ تو صرف جہان والوں کے واسطے نصیحت ہے۔ پ انعام کلام ذات ہے۔ خود رسول عربی کو ہدایت ہو رہی ہے کہ سابقہ مرسلین کے طریقہ عمل کی پیروی کریں اور لوگوں کو یہ برحق طریقہ اختیار کرنے کی دعوت دیں اور اُنسے کہدیں کہ میں اس تبلیغ کا کوئی دنیاوی صلہ طالب نہیں کرتا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی خود کو سابقہ پیغمبرونکی پیروی کرنے کی خود ہی ہدایت نہ فرماتے۔

ترجمہ آیتہ - یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جسکو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور تاکہ تم مکہ والوں اور اسکے اطراف والوں کو ڈرائیں اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اُسپر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں۔ پ انعام - کلام ذات ہے۔ قرآن کی برکت دنیا پر عیاں ہے کہ اُس نے عرب جیسی وحشی قوم کو آناً فاناً دنیا کی مہذب ترین قوم بنادیا حقیقت میں اس پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جنکی روحوں میں تجلی ایمان کارفرما رہتی ہے۔ یہ امور قرآن کے کلام خدا ہونے کا ثبوت ہیں۔

ترجمہ آیتہ - اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اُسکے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص کہ یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے اسیطرح کا میں بھی لاتا ہوں۔ اگر تم اسوقت دیکھیں جبکہ یہ ظالم لوگ

موت کی سختیوں میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہونگے (کہتے ہونگے) کہ نکالو اپنی جانیں آج تم کو ذلت کی سزا دیجائیگی اس سبب سے کہ تم اللہ کی نسبت جھوٹی باتیں بکتے تھے اور تم اللہ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔ ۶ الانعام۔ کلام ذات ہے۔ (۳۱) کلام سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ رسول عربیؐ اس بات سے واقف تھے کہ جو شخص باوجود نبی نہ ہونے کے اپنے کو نبی اور صاحب وحی بتلائے اور اپنے کلام کو خدا کا کلام کہے اور خدا کے کلام کے مثل کلام کہنے پر قادر بتلائے تو اسکا کیا حشر ہوگا اس علم کے بعد آپ کا یہ بیان فرمانا کہ قرآن خدا کا کلام ہے حق بجانب اور لائق تسلیم ہو جاتا ہے اسلئے کہ جس ذات نے دنیا والوں کے مقابلہ میں اور اُنکی نسبت عمر بھر میں کبھی جھوٹ نہ کہی ہو تو خدا کی نسبت کیا جھوٹ زبان سے نکال سکتی ہے۔ یہ چیز قرآن کے منزل من اللہ ہونیکی برہان قاطع ہے ترجمہ آیتہ۔ بیشک اللہ پھاڑنے والا ہے دانہ کو اور گٹھلیوں کو وہ جاندار کو بیجان سے نکال لاتا ہے اور وہ بے جان کو جاندار سے نکالنے والا ہے اللہ تو یہ ہے پھر تم کہاں اُلٹے چلے جا رہے ہو۔ وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنائی ہے اور سورج اور چاند کو حساب کیلئے رکھا ہے۔ یہ ٹھہرائی ہوئی بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر ہے بڑا علم والا ہے اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان کے ذریعہ اندھیروں میں خشکی میں بھی اور تری میں بھی راستہ معلوم کر سکو۔ بیشک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کر دئے ہیں ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں۔ اور وہ ایسا ہے جس نے تمکو ایک شخص سے پیدا کیا پھر کہیں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ ہے اور کہیں سونپے جانے کی جگہہ بیشک ہم نے دلائل خوب کھولکر بیان کر دئے اُن لوگوں کیلئے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں اور وہ ایسا ہے جس نے آسمان کی طرف سے پانی برسایا پھر ہم نے اسکے ذریعہ سے ہر قسم کے نباتات کو نکالا پھر ہم نے ہی اس سے سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم نیچے اوپر دانے گتھے ہوئے نکالتے ہیں۔ اور کھجور کے گابھے میں گچھے جو جھکے پڑتے ہیں۔ اور انگور کے باغ اور زیتون اور انار جو کہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور جدا جدا بھی۔ ہر ایک کے پھل کو تو دیکھو جبکہ وہ پھلتا ہے اور اسکے پکنے کو دیکھو ان میں دلائل ہیں اُن کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔ اور لوگوں نے شیاطین کو

اللہ کا شریک قرار دے رکھا ہے حالانکہ ان کو خدا نے پیدا کیا ہے اور انہوں نے تراش لئے اللہ کیلئے بیٹے اور بیٹیاں بے جانے بوجھے۔ وہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جنکو یہ لوگ بیان کرتے ہیں وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ اللہ کے اولاد کیونکر ہوسکتی ہے حالانکہ اسکو کوئی بی بی تو ہے ہی نہیں اور اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا تو تم لوگ اسکی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ اسکو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے۔ اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔ پ۷ الغام۶ ۱۲ ۔ کلام ذات ہے جو رموز قدرت اور اسرار معرفت سے پر ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی امیؐ ان حقایق کی موشگافی کن معلومات کی بناء پر کرسکتے تھے جو مختلف قسم کے علوم پر حاوی ہیں۔ اس کلام کا ایک ایک جملہ تفصیل کیلئے صدہا صفحات کی ضرورت رکھتا ہے۔ ایک امیؐ عرب کی ذات سے یہ دریائے بے پایاں کی روانی محال بیشک محال ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبیؐ تم خود اس طریقہ پر چلتے رہو جس کی وحی تمہارے رب کی طرف سے تمہارے ہاں آئی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور مشرکین کی طرف دہیان نہ کرو۔ اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے اور ہم نے تمکو ان کا نگران نہیں بنایا اور نہ تم ان کے مختار ہو اور برا بھلا نہ کہو انکو جنکی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ جہالت کی وجہ حد سے گذر کر اللہ کی شان میں گستاخی کرینگے۔ ہم نے اسیطرح ہر طریقہ والوں کو انکا عمل مرغوب بنا رکھا ہے پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے پس وہ انکو جتلا دیگا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔ پ۷ الغام۶ ۱۳ ۱۹ ۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول عربیؐ کو احکام وحی پر متعمل رہنے کی ہدایت فرمائی جارہی ہے۔ اور انھیں متنبہ فرمایا جارہا ہے کہ بجز خدا کے عبادت کسیکی نہ کیجائے اور پھر انھیں اس راز سے واقف کرایا جارہا ہے کہ کیوں بت پرست بت پرستی کو مستحسن فعل سمجھتے ہیں اور انھیں سکھایا جارہا ہے کہ بتوں کو علانیہ برا نہ کہو اسلئے کہ تمہارے سخ دینے کو وہ خدا ہی کو دشنام دینے لگینگے

کیسی حکیمانہ تعلیم ہے جو نفسیات کی گہرائیوں میں پنہاں ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کیونکر اس میں ذات رسولؐ کے متعلق ایسی تربیت دستیاب ہو سکتی تھی۔

ترجمہ آیت۔ تو کیا اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اس نے ایک کتاب مکمل تمہارے پاس بھیجدی ہے اس کی حالت یہ ہے کہ اسکے مضامین خوب صاف صاف بیان کئے گئے ہیں۔ پ۸ انعام۔ رسولِ عربیؐ کا ذاتی کلام ہے جسکو خدا نے دہرادیا ہے۔

ترجمہ آیت۔ (اے نبیؐ) اور تمہارے رب کا کلام صداقت ہے اور اعتدال کے اعتبار سے کامل ہے اسکے کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سُن رہا ہے اور خوب جان رہا ہے۔ اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر تم ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ تمکو اللہ کی راہ سے بے راہ کردیں وہ محض اپنے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں۔ پ۸ انعام۔ کلام ذات ہے جسمیں نبی عربیؐ کو ہدایت فرمائی جارہی ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو رسولِ عربیؐ کو اپنی ہدایت آپ کرلینے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔

ترجمہ آیت۔ سو جس جانور پر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے اس میں سے کھاؤ اگر تم اسکے احکام پر ایمان رکھتے ہو۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن آپکی طرف سے ہوتا تو اس قید کے قایم کرنے کی ضرورت محسوس کیجاتی۔

ترجمہ آیت۔ اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو بلاشبہ جو لوگ گناہ کررہے ہیں انکو ان کے لئے عنقریب سزا ملیگی۔ پ۸ انعام۔ کلام ذات ہے کیسی پاک تعلیم ہے کیا کسی جھوٹے ہادی سے ایسی نیک تعلیم کی توقع ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا بلکہ من گھڑت وجھوٹی کتاب ہوتی تو اس میں ایسی اعلیٰ تعلیم ہرگز نہ ملتی۔

ترجمہ آیت۔ سو جس شخص کو اللہ نیک راستہ پر لگانا چاہتا ہے تو اسکے سینہ کو اسلام کیلئے کشادہ فرمادیتا ہے اور جسکو بے راہ رکھنا چاہتا ہے اسکے سینہ کو تنگ تاریک کردیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے اسیطرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے اور یہی تمہارے رب کا سیدھا راستہ ہے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کردیا ہے۔ پ۸ انعام

کلامِ ذات ہے۔ رسول عربیؐ کو بتلایا جارہا ہے کہ جس شخص کی قسمت میں نجات ابدی ہے اس کا دل خود ہی اسلام کے قبول کرنے کیلئے تیار رہتا ہے اور جسکی قسمت میں عذابِ دائمی لکھا ہے اُس کا دل اسلام سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو یہ عقدہ لاینحل بھی حل ہوتا۔ اس آیت کی صداقت آج تیرہ سو برس سے برابر پوری اتر رہی ہے جسکے دل میں نورِ ایمان ہوتا ہے وہ خود ہی رجوع بہ اسلام ہوتا ہے اور جس کا دل اس سے منور نہیں اسکو لاکھ سمجھایا جائے نہیں مانتا اگر اسکو اسکی جان کا خوف بھی دلایا جائے تو کوئی پرواہ نہیں کرتا برابر کفر و ضلالت پر اڑا رہتا ہے۔ یہ آمادہ نہ ہونے دینے والی قوت خود قدرت کے دست مبارک میں ہے۔ رسول عربیؐ اپنے خاندان کے بعض افراد کو مشرف بہ اسلام کرنے کیلئے انتہائی قوت سے افہام و تفہیم فرمائے لیکن نتیجہ کچھ بھی مفید نہ نکلا جس حال پر تھے تادم مرگ اسی حال پر قائم رہے اس سے بڑھکر قرآن کی اور کیا صداقت ہو سکتی ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبی تم کہدو کہ اے میری قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں پس اب جلد ہی تمکو معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس دنیا کا انجام کار کسکے لئے نافع ہوگا۔ یہ یقینی بات ہے کہ ظلم کرنے والوں کو کبھی فلاح نہ ہوگی ۱۶ع انعام کلام ذات ہے۔ قوم عرب کا عمل بت پرستی اور رسول عربیؐ کا عملِ توحید پرستی تھا اور یہ دنیا کا مسلمہ معلمہ ہے اور یہ بھی دنیا جانتی ہے کہ رسول عربیؐ باوجود ایک یتیم و بیکس بے یار و مددگار ہونے کے دنیاوی اعتبار سے بھی اتنی ترقی فرمائے کہ شہنشاہِ عرب ہوگئے۔ اور آپکے دشمن بحالتِ کفر تباہ و تاراج ہوکر مرے۔ دنیا خراب ہوئی دین کا ٹھکانہ نہ رہا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور رسولؐ جھوٹے ہوتے تو آپ اس طرح دعویٰ اپنی کامیابی وغیر کی بربادی کا ہرگز نہ کرسکتے اور اگر کرتے بھی تو وہ پورا نہ ہوتا۔ اس لئے کہ دنیا میں کبھی جھوٹ کو مستقلانہ فروغ حاصل نہ ہوا۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبیؐ۔ تم کہدو کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام غذا پاتا نہیں کسی کھانے والے کیلئے جو اسکو کھائے۔ مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت ہو کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے نامزد کردیا گیا ہو۔ پھر جو شخص کہ بھوک سے بیتاب ہوجائے بشرطیکہ نہ تو خواہان لذت ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو تو واقعی

آپکا رب بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ پیغ انعام۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی بطور خود ان چیزوں کو کھانے سے منع کرنے کی بابت کوئی معقول وجہ پاتے اور نہ ہی فاقہ کش کو جسکی جان خطرہ میں ہو ان کے استعمال کی اجازت دیتے۔ مردار گوشت کھانے سے طبیعت میں بیماری اور بے غیرتی کا مادہ پیدا ہوتا ہے خون کھانے سے امراض کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ امراض مختلفہ کے کیڑے خون ہی میں پیدا ہوتے ہیں سور کا گوشت کھانے سے طبیعت میں بے حیائی اور بے غیرتی پیدا ہوتی ہے۔ اپنی عزت حتیٰ کہ بیوی بیٹی کی عزت و ناموس کا احساس نہیں رہتا اگر وہ بدکاری کریں تو یہ باوجود علم کے کچھ پرواہ نہ کریگا۔ یورپ کو دیکھو وہاں سور کا گوشت کھاتے ہیں یہ صفات موجود ہیں۔ شیر، بھیڑیا وغیرہ درندے۔ نجاست کھانے والے جانور ناپاک ہیں اور غلیظ کھانے کا عادی ہے۔ اسکے گوشت کے کھانے سے امراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ یہ جہاں تک حکم شریعت کی حکمتوں سے ہے۔

ترجمہ آیات۔ تم کہو۔ کہ آؤ میں تمکو وہ چیزیں پڑھکر سناؤں جنکو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمایا ہے وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب مار نہ ڈالا کرو۔ ہم ان کو اور تم کو روزی دینگے۔ اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی۔ اور جس کا خون کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اسکو قتل مت کرو۔ ہاں البتہ حق پر۔ اس کا تمکو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ بہترین ہو یہانتک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جائے اور ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو انصاف کے ساتھ۔ ہم کسی شخص کو اس کے امکان سے بڑھکر تکلیف نہیں دیتے۔ جب تم بات کہو تو انصاف کو ملحوظ رکھا کرو گو وہ شخص قرابتدار ہی ہو۔ اور اللہ سے جو عہد کیا کرو اسکو پورا کیا کرو ان کا اللہ نے تمکو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو اور یہ کہ دین ہمارا راستہ ہے جو کہ سیدھا ہے پس اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تمکو اللہ کی راہ سے جدا کر دینگی اس کا تمکو اللہ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم احتیاط رکھو۔ پیغ[19] انعام۔ کلام ذات ہے

رسول عربی کو اس طرح کہنے کی تعلیم دیجا رہی ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی ایسی پاک تعلیم بطور خود نہ دیسکتے تھے اسلئے کہ جو شخص نیک ہو وہ دوسرے کو بھی نیکی سکھا نہیں سکتا نیک تعلیم دینا اور خود بھی اسکے موافق عمل رہنما ہونے کی دلیل ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ جو شخص نیک کام کریگا اسکو اسکے دس حصہ ملینگے اور جو شخص برا کام کریگا سو اسکو اسکے برابر ہی سزا ملیگی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔ ابح انعام۔ کلام ذات ہے۔ نیک عمل کا کم معاوضہ یا بدل کی زیادہ سزا دونوں ظلم ہوجاتے ہیں اور یہ خدا کی شان کے شایاں نہ تھا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی ایسا بالغانہ کلام نہ فرماسکتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ تم کہدو کہ مجھکو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتلادیا ہے کہ وہ ایک دین ہے قائم جو طریقہ ہے ابراہیم کا جس میں ذرا بھی خامی نہیں۔ اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ تم کہدو کہ بالتحقیق میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھکو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب مسلمانوں میں پہلا مسلمان ہوں۔ ابح انعام۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربی کو تعلیم دیجا رہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت ابراہیم کے دین کا زندہ کرنے والا بتائیں اگر قرآن آپ کا ہی کلام ہوتا تو آپ اپنے آپکو جدید مذہب کا موجد و پیشوا بتلاتے۔ آپکا اس طرح کا دعویٰ نہ کرنا ہی قرآن کی صداقت اور آپکی دیانت و امانتداری کی دلیل ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور ہم نے تمکو پیدا کیا پھر ہم ہی نے تمہاری صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ ہم نے پوچھا تو جو سجدہ نہیں کرتا تجھ کو اس سے کون امر مانع ہے جبکہ ہم نے تجھکو حکم دیچکا وہ کہنے لگا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا اور اسکو خاک سے پیدا کیا ہے۔ ہم نے فرمایا تو آسمان سے اتر تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تو تکبر کرے آسمانوں میں رہکر پس نکل بیشک تو ذلیلوں میں شمار ہونے لگا۔ وہ کہنے لگا کہ مجھکو مہلت عطا فرما قیامت کے دن تک۔ اللہ نے فرمایا کہ تجھکو مہلت دیگئی۔ وہ کہنے لگا بوجہ اسکے کہ تو نے میری درست رہنمائی نہ فرمائی اسلئے میں بھی ضرور انکے لئے

تیری سیدھی راہ میں مزاحم بیٹھونگا پھر اُن پر حملہ کرونگا انکے آگے سے بھی اور اُن کے پیچھے سے بھی اور انکے داہنے طرف سے بھی اور انکے بائیں طرف سے بھی۔ اور تو ان میں اکثروں کو احسان فراموش پائیگا۔ ہم نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جا۔ جو شخص ان میں سے تیرا کہا مانے گا ہم اس سے اور تجھ سے جہنم کو بھر دینگے۔ اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم تم اور تمہاری بی بی جنت میں رہو پھر جس جگہ سے چاہو دونوں کھاؤ اور اس درخت کے پاس مت جاؤ کبھی ان لوگوں کے شمار میں آجاؤ جس سے نامناسب کام ہو جایا کرتا ہے پھر شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا تاکہ انکا پردہ کا بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ اور اُن دونوں کے روبرو قسم کھائی کہ یقین جانیے میں آپ دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ غرضکہ اُن دونوں کو فریب سے زیر کر لیا پس اُن دونوں نے جو درخت کو چکھا تو دونوں کا پردہ کا بدن ایکدوسرے کے روبرو فاش ہو گیا اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑنے لگے اور اُن کے رب نے ندا کی کہ کیا ہم نے تم دونوں کو اس درخت سے ممانعت نہ کر دی تھی اور یہ نہ کہہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے دونوں نے کہا کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ فرمائینگے اور ہم پر رحم نہ کرینگے تو بیشک ہمارا نقصان ہو جائیگا۔ (ہم نے) فرمایا کہ نیچے اسی حالت میں اتر جاؤ کہ تم باہم بعضے دوسرے بعضوں کے دشمن رہو گے اور تمہارے واسطے زمین میں رہنے کی جگہ ہے اور گذران کرنا ہے ایک معین میعاد تک۔ فرمایا کہ تم کو وہاں ہی جینا ہے اور وہیں مرنا ہے اور اسی میں سے پھر نکل کھڑے ہونا ہے۔ ع۲ الاعراف۔ کلام ذات ہے حضرت انسان کے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام اور انکی اہلیہ محترمہ کی پیدائش۔ جنت کا قیام گیہوں کے دانہ کے کھانے سے بے پردگی۔ عتاب اور ندی اعتراف قصور۔ طلب مغفرت بخشش۔ دنیا ارضی پر واپسی۔ قیام۔ شیطان سے دشمنی۔ غرضکہ خیر و شر کی دو متضاد قوتوں کے تصادم کا فلسفیانہ قصہ نہایت پُر حکمت طریقہ سے بیان فرمایا گیا ہے جس

خدا کی اس حکمتِ عملی کا راز عیاں ہوتا ہے کہ وہ کسی بات کو اپنے ذمہ عائد کر لینا پسند نہیں فرماتا
اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسی عمیق حکمت عملی کا راز جود و قوتوں کے امتحان سے متعلق تھا اور
کیسے ایک ایسے انسان کی زبان سے عیاں ہوتا جس نے اپنی زندگی کا ابتدائی دور بکریاں چرانے
میں اور درمیانی فکرِ معیشت میں گذار دیا لکھا نہ پڑھا اور نہ کسی کی صحبت اختیار کر کے ان قصوں
یا افسانوں کو سن پایا تھا جو بنی اسرائیل میں مروّج تھے جس سے یہ خیال کیا جا سکتا کہ یہ بھی اُسی کا نتیجہ ہے
بہر حال انسان کے ان سوالوں کا جواب کہ ہم کیا تھے کس طرح پیدا ہوئے کیسے پیدا ہوئے کہاں سے آئے اور کہاں
جائینگے قرآن سے تشفی بخش طریقہ سے ملتا ہے اور یہ قرآن کے منجانب خدا ہونے کا اچھا خاصہ ثبوت ہے۔
ترجمہ آیتہ۔ تم کہدو کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کرنے کا۔ اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا
رخ سیدھا رکھا کرو اور اللہ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کیواسطے
رکھا کرو تمکو اللہ نے جس طرح شروع میں پیدا کیا تھا اسیطرح پھر تم دوبارہ پیدا ہوگے بعض لوگوں
کو تو اللہ نے ہدایت کی ہے اور بعض پر گمراہی کا ثبوت ہو چکا ہے۔ ان لوگوں نے شیطان کو رفیق بنا لیا
اللہ کو چھوڑکر اور خیال رکھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔ اے اولاد آدم کی۔ تم مسجد کی حاضری کیوقت
اپنا لباس پہن لیا کرو اور خوب کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو بیشک اللہ مسرفوں کو پسند نہیں
کرتا۔ ۳۱ الاعراف ۷۔ کلام ذات ہے۔ خود رسولِ عربیؐ کو عدل و توحید کی تعلیم دیجا رہی ہے۔ اور انہیں
یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ مشرک باوجود گمراہ ہونے کے اپنے آپکو راہِ حق پر ہی تصور کرتے ہیں قرآن خدا کا
کلام نہ ہوتا تو ایک مشرک قوم میں پیدا ہونے والے رہنے سہنے والے انسان سے ایسی پاک منزہ
توحید کی اور فضول خرچی نہ کرنے کی تعلیم ہمارے تک کیسے پہونچ سکتی تھی۔
ترجمہ آیتہ۔ تم کہدو کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو اُن میں جو علانیہ ہیں
اور انمیں جو پوشیدہ ہیں وہ بھی اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم
اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جسکی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور اس بات کو کہ
تم لوگ اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاؤ جسکی تم سند نہ رکھو۔ ۳۳ الاعراف ۷۔ کلام ذات ہے نبی کو

حکم ہو رہا ہے کہ وہ کفار سے اس طرح بیان کریں فحش باتیں جنکا ذکر قرآن میں آگیا یا نبی نے بتلا دیا
یا جسکو ضمیر انسانی برا کہے یا جسکو شائستہ جماعت انسانی برا ٹھہرائے ہو سکتی ہیں کس قدر وسیع پیمانہ
کی تعلیم ہے لائق غور ہے جس قدر عمیق نظر اس تعلیم پر ڈالی جائیگی اسکی خوبی عیاں ہوتی جائیگی مقصد تعلیم
یہ ہے کہ انسان حقیقی انسان اور مجسم خیر خوبی بن جائے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو انسانی تعلیم میں
یہ گہرائیاں نہ ہوتیں۔

ترجمہ آیت۔ اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جسکو ہم نے اپنے علم کامل سے
بہت ہی واضح کر کے بیان کر دیا ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لے آتے ہیں۔ پ۸ اعراف۔ کلام ذات ہے
قرآن کے علوم ایسے باریک عظیم الشان ہیں کہ انھیں انسانی دماغ کی پیماوری کرنا نہایت مشکل ہے اسلئے
خدا کیطرف رشاد کو ماننا پڑتا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ قرآن ایمان کی سلامتی کا ذریعہ ہے جو لوگ بے ایمان ہیں
اس سے کوئی استفادہ ہی نہیں کر سکتے وہ تو اس کا انکار ہی کئے جاتے ہیں اسکے علوم و حقائق
سے دل لگانے کو گھبراتے ہیں۔

ترجمہ آیت۔ بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے تمام آسمانوں کو اور زمین کو چھ روز میں پیدا
فرمایا پھر عرش پر جا رہا چھپا دیتا ہے رات سے دن کو اسطرح کہ وہ رات اس دن کو جلدی سے آ لیتی ہے
سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اسکے حکم کے تابع ہیں یاد رکھو
اللہ ہی کیلئے ہے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا بڑی برکتوں والی ہے اللہ کی ذات جو تمام عالموں کا
پروردگار ہے۔ پ۸ الاعراف۔ کلام ذات ہے تخلیق عالم کی مدت چھ دن بتلائی گئی ہے۔ اگر قرآن
خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کس بناء پر کہہ سکتے کہ عالم کا وجود چھ دن میں عمل میں آیا اور
بعد تکمیل پروردگار عالم نے عرش پر جلوہ گری فرمائی وہ عرش جسکی کرسی کی وسعت آسمان اور زمین اور
ساری فضاء بسیط کے دوران سے بڑھکر ہو اسکا کیا ٹھکانا اسکی عظمت شان وسعت و ساخت
انسانی عقل و فہم اور قیاس سے بالاتر ہے۔ دن رات کا بدلنا چاند ستاروں کی پیدائش اور ان کا
فرمانبردار ہونا یہ سارے امور ایسے ہیں کہ انہیں رسول عربی بطور خود بیان نہ کر سکتے تھے۔ خدا مومن کے

والا نہیں ہوتا۔ اسکے یہ معنی نہیں کہ وہ میت ہو گیا۔ اسیطرح جو اعتراض اس پر جلوہ فرمایا ہوا کہ یہ معنی نہیں
کہ وہ عرش میں سما گیا اسلئے کہ خدا عرش کا بھی حاکم ہے عرش اس کا حامل نہیں۔ پروردگار عالم نے
اپنے وجود کے ثبوت میں پیدائش عالم کو پیش فرمایا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ دلیل
وجود باری تعالیٰ کے متعلق قرآن میں نہ ملتی۔

ترجمہ آیت۔ تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو عجز و انکسار ظاہر کرتے ہوئے بھی اور چپکے چپکے
طور سے بھی۔ درحقیقت اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں فرماتا جو حد سے گزر جانے والے ہوں۔ اور
دنیا میں بعد اسکے کہ امن قائم کر دیا گیا ہو فساد مت پیدا کرو۔ تم اللہ کی عبادت کیا کرو اس سے
ڈرتے ہوئے اور امیدوار فضل رہتے ہوئے بیشک اللہ کی رحمت قریب ہے نیک کام کرنے والوں سے۔ ع اعراف
کلام ذات ہے۔ صرف خدا سے دعا مانگنا۔ دنیا میں بدامنی پیدا نہ کرنا عبادت و نیک کام کرنے کی تعلیم
سوائے خدائی تعلیم کے اور کسی کی ہو سکتی ہے۔ قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو یہ مجموعہ تعلیم رسول عربی کی کتاب
میں ملنا محال تھی۔

ترجمہ آیت۔ اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں
یہانتک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک زمین کی طرف ہانک
دیتے ہیں پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں یوں ہی ہم مردوں کو
نکال کھڑا کریں گے (یہ دلیل اسلئے بیان کی گئی ہے) تاکہ تم غور کرو۔ اور جو پاک صاف کی ہوئی زمین ہوتی ہے
اسکی پیداوار تو خدا کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور جو غیر استوار زمین ہوتی ہے اس کی پیداوار بہت کم نکلتی ہے
اسیطرح ہم دلائل کو طرح طرح سے بیان کرتے رہتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو قدر کرتے ہیں۔ ع اعراف
کلام ذات ہے۔ رسول عربی علم جغرافیہ سے تو واقف نہ تھے پھر مانسون ہواؤں کا بارش کا ذریعہ ہونا
انھیں کیا معلوم۔ اسیطرح عمدہ زمین سے بکثرت پیداوار نکلنا اور بنجر زمین سے کم ملنا بھی انھیں کیونکر
معلوم ہو سکا اسلئے کہ نہ تو آپ زراعت کے علم و فن سے واقف تھے اور نہ علم طبقات الارض کے عالم
جو زمین کے خواص سے واقف ہو سکتے ہیں ان حالات کے مد نظر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کیطرف سے

ہے۔ قرآن نے یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ انسان جو موت بھی زمین سے دوبارہ اسیطرح اٹھا کھڑا کیا جائیگا جس طرح خشک و تباہ شدہ پودے برسات کے پانی سے دوبارہ پیدا کردئے جاتے ہیں جو قوتِ نمو بیج میں یا خشک پودے کی سوکھی جڑوں میں محفوظ رکھی جاتی ہے۔ وہی قوت نمو انسان کی خاک میں بھی باقی رکھی جائیگی اور یہ عقل میں آنے والی بات ہے چنانچہ یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ اگر مینڈک کو خشک کرکے اسکو پیس دیا جائے اور سفوف کو درختوں پر چھڑک دیا جائے تو برسات کا پانی پڑتے ہی اس سفوف میں سے زندہ بچے مینڈک کے پیدا ہو جائینگے۔ غرض کہ یہ سارے رمز قرآن کی بدولت معلوم ہوسکے ہیں ورنہ خود رسول عربی ان سے لاعلم تھے۔

ترجمہ آیت۔ ہم نے نوحؑ کو انکی قوم کی طرف روانہ کیا۔ سو انھوں نے کہا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں مجھکو تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ اُن کی قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے کہا کہ ہم تمکو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ اے میری قوم مجھ میں تو مطلق غلطی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔ تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیرخواہی کرتا ہوں اور میں خدا کی طرف ان امور کی خبر رکھتا ہوں جنکی تمکو خبر نہیں پ۸ع۱۵ الاعراف۔ کلام ذات کیساتھ حضرت نوح علیہ السلام آدم ثانی کا اور انکی قوم کے کافر و بت پرست سرداروں کا بھی کلام شامل ہے۔ اظہار واقعہ خود صداقت قرآنی کی دلیل ہے

ترجمہ آیت۔ اور ہم نے عاد کی طرف اُنکے بھائی ہودؑ کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں پھر کیا تم نہیں ڈرتے۔ انکی قوم میں جو آبرودار لوگ کافر تھے انہوں نے کہا کہ تم کو کم عقلی میں دیکھتے ہیں اور ہم بیشک تم کو جھوٹے لوگوں میں سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا اے میری قوم مجھ میں ذرا کم عقلی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ تمکو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا سچا ہی خواہ ہوں۔ پ۸ع۱۶ الاعراف۔ کلام ذات کیساتھ حضرت ہودؑ علیہ السلام اور انکی قوم کے سرداروں کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہوتا تو رسول عربی کو ان واقعات کا علم کیسے ہوسکتا تھا۔

ترجمہ آیتہ - اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا - اہنوں نے کہا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے - یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے پس اسکو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اسکو برائی کیساتھ ہاتھ مت لگانا کہیں تمکو دردناک عذاب آپکڑے گا اور تم وہ حالت یاد کرو کہ اللہ نے تمکو عاد کے بعد آباد کیا اور تم کو زمین پر رہنے کا ٹھکانا دیا کہ نرم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کران میں گھر بناتے ہو پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ - اُن کی قوم میں جو مغرور سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کہ کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں انھوں نے کہا بیشک ہم تو اُن پر پورا یقین رکھتے ہیں جو انکو دیکر بھیجا گیا ہے - وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس چیز پر یقین لائے ہوئے ہو ہم تو اسکے منکر ہیں ۹ع اعراف

کلام ذات کیساتھ حضرت صالح علیہ السلام کا کلام اور آپکے زمانہ کے مسلمانوں اور کافروں کا کلام شامل ہے - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو کس طرح علم ہوسکتا تھا کہ قوم ثمود پہاڑوں میں مکانات تراش کے رہا کرتی تھی اور پہاڑوں میں مکان تراشنا قرین قیاس بھی ہے اسلئے کہ دکن میں ایلورا اور اجنتہ کے مکانات اسکی تصدیق کرتے ہیں -

ترجمہ آیتہ - اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی بدکاری کرتے ہو جسکو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا - تم مردوں کیساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد ہی سے گذر گئے ہو - ۱۰ع اعراف - کلام ذات کیساتھ حضرت لوط علیہ سلام کا کلام شامل ہے - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو کیا معلوم ہوسکتا تھا کہ قوم لوط اغلام باز تھی اور اس ناپاک گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر تباہ کردیگئی - لیکن مسلمان بچائے گئے حضرت کی بیوی معین جرم ہونے کی حیثیت سے ہلاک کرڈالی گئیں -

ترجمہ آیتہ - اور ہم نے مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا - اہنوں نے کہا کہ اے میری قوم

تم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی دلیل آچکی ہے تو تم ناپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں کا انکی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور زمین میں بعد اسکے کہ اسکی درستی کردی گئی کوئی فساد مت پھیلاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم تصدیق کرتے ہو۔ اور تم راستوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اسمیں کجی کی تلاش میں لگے رہو اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم کم تھے پھر اللہ نے تم کو زیادہ کردیا اور دیکھو کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا۔ پ۸ع۱۱ الاعراف۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت شعیب علیہ السلام کا کلام شامل ہے۔ کم تولنے کا الزام ہی اس قوم سے محقق کرنا دلیل سند قرآن ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اُن کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیبؑ ہم تمکو اور جو تمہارے ہمراہ ایمان والے ہیں انکو اپنی بستی سے نکال دینگے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ شعیبؑ نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آجائیں گو ہم اسکو برا ہی سمجھتے ہوں۔ پ۹ع۱ الاعراف۔ کلام ذات کیساتھ حضرت شعیبؑ کی قوم کے کفار امراء کا کلام اور حضرت شعیبؑ کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسول عربی کو اس کا کیسے علم ہوتا کہ قوم نے حضرت شعیب کو اسلام سے پلٹانے کی یوں دھمکی دی تھی۔

ترجمہ آیتہ۔ پھر اُن کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنے دلائل دیکر فرعون اور اسکے امراء کے پاس روانہ کیا پر اُن لوگوں نے انکا بالکل حق ادا نہ کیا پس دیکھو ان مفسدوں کا کیسا انجام ہوا۔ اور موسیٰ نے کہا اے فرعون میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبر ہوں۔ میرے لئے یہی شایان ہے کہ بجز سچ کے خدا کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں میں تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی دلیل بھی لایا ہوں پس تم بنی اسرائیل کو میرے ہمراہ بھیجدو فرعون نے کہا اگر تم کوئی معجزہ لیکر آئے ہیں تو اسکو اب پیش کرو اگر تم سچے ہیں۔ تب انہوں نے اپنا عصا ڈالدیا پس وہ یکبیک صاف طور سے ایک اژدہا بن گیا۔ اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ باہر نکال لیا سو وہ یکایک دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہوگیا۔ قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے انہوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تمکو تمہاری سرزمین سے باہر کردے پس تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو۔ انہوں نے

کہا کہ آپ انکو اور انکے بھائی کو مہلت دیجئے اور شہروں میں ہرکاروں کو بھیج دیجئے کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لاکر حاضر کریں۔ اور وہ جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے کہنے لگے کہ اگر ہم غالب آئے تو ہم کو کوئی بڑا صلہ ملیگا۔ فرعون نے کہا کہ ہاں اور تم مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے۔ ان ساحروں نے کہا کہ اے موسیٰ تم ڈالتے ہو یا کہ ہم ہی ڈالیں۔ موسیٰ نے کہا کہ تم ہی ڈالو پس جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کر دی اور ان پر دہشت طاری کر دی اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھلایا۔ اور ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ تم اپنا عصا ڈالدو سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے انکے سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کر دیا پس حق ظاہر ہو گیا اور انہوں نے جو کچھ بنایا تھا سب بیکار ہو گیا۔ پس وہ لوگ اس موقع پر ہار گئے اور بہت ذلیل ہوئے۔ اور وہ جو جادوگر تھے سجدہ میں گر گئے کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون کا بھی رب ہے۔ پ۹ع۱۴ الاعراف۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام فرعون کا کلام فرعون کے امراء کا کلام اسکی قوم والوں کا کلام اور جادوگروں کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو آپ فرعون کے عذاب کا خاکہ کھینچ سکتے

ترجمہ آیتہ۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اُتار دیا پس ان لوگوں کا ایک قوم پر گذر ہوا جو اپنے چند بتوں کے پوجنے میں لگے ہوئے تھے۔ (بنی اسرائیل) کہنے لگے کہ اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں موسیٰ نے کہا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔ یہ لوگ جس کام میں لگے ہیں یہ تباہ کیا جائیگا اور ان کا یہ کام محض لغو ہے۔ موسیٰ نے کہا کیا اللہ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کر دوں حالانکہ اس نے تمکو دنیا جہان والوں پر فضیلت دی ہے پ۹ع۱۶ الاعراف۔ کلام ذات کیساتھ بنی اسرائیل کا کلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام شامل ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو رسول عربی اپنے سے صدیوں پہلے گذرے ہوئے پیغمبروں کے پاک حالات اور انکی مقدس تعلیم کو اس خوبی و خوش اسلوبی کیساتھ بیان نہ فرما سکتے تھے اگر وہ اپنی طرف سے من گھڑت قصہ قلمبند کراتے تو ان پر بھی ایسے اعتراضات وارد ہو سکتے تھے جیسے کہ عام انسانوں کے قلمبند کردہ افسانوں پر ہو سکتے ہیں۔

ترجمہ آیتہ - اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت پر آئے اور اُن کے رب نے اُنکو شرف تکلم بخشا
تو اُنہوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اپنا دیدار مجھکو نصیب فرما کہ میں تجھکو ایک نظر دیکھ
لوں - ارشاد ہوا کہ تم ہمکو ہرگز نہیں دیکھ سکتے تاہم تم اس پہاڑ کی جانب دیکھتے رہو پس اگر وہ اپنی
جگہ پر قائم رہا تو تم بھی دیکھ سکوگے پھر اُن کے رب نے جب پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اُس کے
ریزہ ریزہ کر ڈالے اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے پھر جب افاقہ ہوا تو عرض کیا کہ بیشک تیری ذات
پاک منزہ ہے میں تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں اس پر یقین کرتا ہوں
پ ۹ ع ۱۷ الاعراف - کلام ذات کیساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام شامل ہے - اگر قرآن خدا کیطرف
سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو دیدار کی نسبت رمز قدرت بھی معلوم نہ ہوتا -

ترجمہ آیتہ - (ہم نے) فرمایا کہ ہم اپنا عذاب تو اُسی پر نازل کرتے ہیں جس پر چاہتے ہیں اور ہماری رحمت
تمام اشیاء کو چھپا رہی ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام تو ضرور لکھیں گے جو متقی ہیں اور زکوٰۃ
دیتے ہیں - اور جو کہ ہماری باتوں پر ایمان لاتے ہیں - جو لوگ ایسے ان پڑھ رسول نبی کی اتباع کرتے
ہیں جسکو وہ لوگ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ اُنکو نیک باتوں کی تلقین کرتا
اور بری باتوں سے منع کرتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتلاتا ہے اور پلید چیزوں کو اُنپر حرام ظاہر
کرتا ہے اور اُن لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے اُن کو اُتارتا ہے پس جو لوگ اس نبی پر ایمان
لاتے ہیں اور اُنکی رفاقت کرتے ہیں اور اُنکی مدد کرتے ہیں اور اُس نور کا اتباع کرتے ہیں جو اُنکے
ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں - (اے نبی) تم کہدو اے انسانو - میں
تم سب کی طرف اُس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جسکی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمین میں اُسکے سوا کوئی
عبادت کے قابل نہیں وہی حیات بخشتا اور وہی موت دیتا ہے پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اُس کے
نبی اُمّی پر جو کہ اللہ پر اور اُسکے احکام پر ایمان رکھتا ہے اور اُسکی پیروی کرو تاکہ تم راہ پر آجاؤ - پ ۹ ع ۱۹ اعراف
کلام ذات ہے - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی اس قسم کا دعوے نہ کرسکتے کہ اُنکا
ذکر خیر توریت و انجیل میں مرقوم ہے اسلئے کہ وہ ان کتابوں کو پڑھے ہوئے نہ تھے پھر کیسا معلوم کرسکتے

تھے کہ اُنکا بیان اُن میں مرقوم ہے۔ نیز وہ یہ دعویٰ بھی نہ کر سکتے تھے کہ وہ تمام دنیا والوں کو نیکی سکھانے اور بدی سے باز رکھنے پر مامور ہوئے ہیں۔ کیونکہ جو شخص جھوٹا ہوتا ہے وہ ضرور بدکردار ہوا کرتا ہے اور بدانسان سے خیر کی توقع اور اُس کی پابندی امرِ محال ہے۔ اور قرآن کا یہ کہنا کہ رسولِ عربی و اُمّیؐ خود بھی خدا پر اور احکامِ قرآنی پر ایمان رکھتے ہیں قرآن کے صداقت کی اعلیٰ دلیل ہے انسان اپنی طرف سے جو احکام بناتا ہے۔ فطرۃً خود کو اُنکا پابند نہیں بنا سکتا چنانچہ دنیا کے بادشاہوں کا یہی حال ہے۔ لیکن رسولِ عربیؐ کی عادتِ مقدس اندرونی و بیرونی زندگی کے اعتبار سے بھی احکامِ قرآنی کی پابند تھی سرِ مو بھی اُن احکامِ خداوندی کی خلاف ورزی تو کجا اُن سے گریز تو کیا بلکہ غفلت و تساہلی کے ارتکاب کی بھی تو نوبت تا دمِ واپسیں نہ آئی۔ پس ان وجوہات کی بناء پر بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے رسولؐ کی ذات کو اس کی ترتیب سے کوئی واسطہ نہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ اور قومِ موسیٰ میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے موافق ہدایت کرتے ہیں اور اُسی کے موافق انصاف بھی کرتے ہیں۔ اور ہم نے انکو بارہ ۱۲ خاندانوں میں تقسیم کر کے سب کی الگ الگ جماعت مقرر کر دی اور ہم نے موسیٰ کو حکم دیا جبکہ اُن کی قوم نے اُن سے پانی مانگا کہ اپنے عصا کو فلاں پتھر پر مارو پس فوراً اس سے بارہ ۱۲ چشمے پھوٹ نکلے۔ ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع معلوم کر لیا اور ہم نے اُن پر ابر کو سایہ فگن کیا اور انکو مَنّ و سلویٰ (ترنجبین اور بٹیریں) آسمان سے اُتارا۔ کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تمکو دی ہیں اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے۔ ع الاعرافؔ۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو رسولِ عربیؐ اپنی مصنفہ کتاب میں بنی اسرائیل کی تعریف نہ کرتے اور نہ خدا کی اُن عنایتوں کا ذکر کرتے جو انپر تھیں اسلیئے کہ ہر شخص اپنی بڑہ ہانکتا ہے دوسرے کی نہیں۔ نیز ان واقعات کا علم جو صدیوں پہلے گذر چکے تھے کسی طرح رسولِ عربیؐ کو ہو نہ سکتا تھا یہ قرآن کی صداقت ہے کہ زمانۂ سلف کے واقعات اس میں تفصیل سے ملتے ہیں اور اُن پر کسی قسم کا اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ آیتہ ۔ اور تم اُن لوگوں سے اُس بستی والوں کا جو کہ دریائے شور کے قریب آباد تھے اُس وقت کا حال پوچھو جبکہ وہ ہفتہ کے بارہ میں حد سے نکل رہے تھے جبکہ اُن کے ہفتہ کے روز تو ان کو مچھلیاں ظاہر ہو کر اُن کے روبرو آتی تھیں ہم اُنکی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے اس سبب سے کہ وہ عدول حکمی کیا کرتے تھے ۔ ع ۲۱ الاعراف ۔ کلام ذات ہے ۔ قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا علم رسول عربیؐ کو نہ ہوتا ۔

ترجمہ آیتہ ۔ پھر جب حد سے بڑھ گئے جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا تو ہم نے اُنکو کہدیا کہ تم بندر ذلیل بنجاؤ ۔ اور وہ وقت یاد کرنا چاہیئے جبکہ تمہارے رب نے یہ بات بتلا دی کہ وہ اُن یہود پر قیامت تک ایسے شخص کو ضرور مسلط کرتا رہیگا جو اُنکو تکلیف پہنچاتا رہیگا ۔ بیشک تمہارا رب جلد سزا دیتا ہے اور لاریب وہ واقعی بڑا بخشنے مہربان ہے ۔ ع ۲۱ الاعراف ۔ کلام ذات ہے ۔ مخاطبت رسول عربیؐ سے ہے ۔ آپ سے یہ فرمایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل اپنی نافرمانیوں اور بد اعمالیوں کے سبب ہمیشہ ظالم حاکموں کے زیر حکومت رہینگے چنانچہ یہ قول آج تک پورا ہوتا آرہا ہے ۔ ہر حکومت کے تحت بنی اسرائیل دکھ اٹھاتے آرہے ہیں کہیں اُنکی ذاتی حکومت نہیں ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس قول میں کوئی سچائی نہ ہوتی لیکن تیرہ سو سال سے تو اب تک اسکی صداقت میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضایع نہ کرینگے ۔ ع ۲۱ الاعراف ۔ قرآن نے بتلا دیا ہے کہ اگر اہل کتاب اپنے عمل کو انکی خدائی کتاب کے احکام کے موافق رکھیں اور نماز کی پابندی کریں اور اپنے بداعمال کی اصلاح نیک کرداریوں سے کریں تو ضرور انہیں اسکا بدلہ ملیگا ۔ یہ کلام قرآن کی صداقت کی بڑی دلیل ہے اگر قرآن رسولِ عربیؐ کی ذاتی تصنیف ہوتی تو آپ بجز اپنی کتاب کے احکام پر چلنے والوں کے دوسروں کو مستحق ثواب کبھی نہ گردانتے ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اور جبکہ تمہارے رب نے آدم کی پشت سے انکی اولاد کو نکالا اور ان سے اُن ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ۔ سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب گواہ بنتے ہیں

تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو محض اس سے بےخبر تھے۔ یا یوں کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا تھا اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے تو کیا ان غلط راہ اختیار کرنے والوں کے فعل پر آپ ہمیں ہلاکت میں ڈالے دیتے۔ بحج ۲۲ الاعراف۔ کلام ذات ہے۔ جس سے واضح ہو رہا ہے کہ خالق نے ساری انسانی مخلوق سے اپنی نسبت اقرار لے لیا ہے۔ یہ رمز قدرت و رازِ سربستہ بجز خدا ہی کے بتائے رسول عربیؐ کو بھی معلوم نہ ہو سکتا تھا۔ آپ کوئی فسانہ نگار تو نہ تھے جو من گھڑت قصہ جس طرح جی میں آئے گھڑ لیتے اور اسکے حسن و خوبی پر اعتراضات ہونے کی کچھ پروا نہ کرتے اسلئے کہ ایسے فسانہ نویسوں کا مقصود محض دولت کمانا ہوتا ہے اور یہ دنیا جانتی ہے کہ آپ نے قرآن کے صلہ میں کوئی دولت کسی سے طلب کی اور نہ پائی پس یہ امر بھی قرآن کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ ترجمہ آیۃ۔ اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا پس اسکی حالت کتے کی سی ہو گی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تو بھی ہانپے یا اسکو یوں ہی چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا پس تم اس حال کو بیان کر دو شاید کہ وہ لوگ کچھ غور و فکر کریں۔ ان لوگوں کی حالت بھی بری حالت ہے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں اور وہ اپنا نقصان کرتے ہیں۔ بحج ۲۲ الاعراف۔ کلام ذات ہے وہ لوگ جو محض دنیا کی خاطر دین حق سے منہ پھیر لیتے ہیں اور اپنے نفس کے تابع فرماں ہو کر قرآن کو جھٹلاتے ہیں انکی مثال کتے سے دیگئی ہے اور مثال بھی ایسی جو بے مثال ہے۔ رسول عربیؐ کو ہدایت فرمائی جاتی ہے کہ آپ انکی حالت کا اظہار کر دو تاکہ وہ اپنی ناگفتہ بہ حالت پر غور کریں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسی عمدہ مثال قرآن میں ملتی اور نہ دنیا والوں کو غور کرنے کی حکیمانہ تنبیہ کیجاتی بیشک قرآن کے انکار کرنے سے نہ خدا کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے اور نہ رسولؐ کو البتہ منکرین ہی کو نقصان پہنچنے کا ہمیں یقین کامل ہے۔ پس اس نقصان سے محفوظ رہنے کی فکر کرنے والے ہی مبارک بندے ہو سکتے ہیں۔

ترجمہ آیۃ۔ کیا ان لوگوں نے اس بات میں غور نہ کیا کہ ان کا جنکے ساتھ سابقہ ہے ان کو ذرا بھی تو جنون نہیں وہ تو صرف ایک صاف صاف ڈرانے والے ہیں۔ بحج ۲۲ الاعراف۔ کلام ذات ہے۔

رسول عربیؐ کی حالت پر غور کرنے کی ہدایت فرمائی جا رہی ہے اور یہ ظاہر فرمایا جا رہا ہے کہ وہ کوئی مجنون نہیں ہیں بلکہ ہادی آج دنیا کے بڑے بڑے فضلاء آپ کو دنیا کا سب سے بڑا عقلمند انسان تسلیم کرتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوا کہ آپکی باتیں کوئی مہمل بے وقوفی کی باتیں نہیں۔ پس اس اعتبار سے بھی آپکی تبلیغ رسالت کے کام پر نظر تعمق ڈالکر اس سے نتیجہ پیدا کرنا چاہیئے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو آپ کو بطور خود لوگوں کو اس طرح اپنا امتحان کرنے کی ہدایت دے لینے کی نہ سوجھتی۔

ترجمہ آیت۔ اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں اور اس بات میں کہ ممکن ہے کہ ان کی موت قریب ہی آپہونچی ہو پھر قرآن کے بعد کونسی بات پر یہ لوگ ایمان لائینگے۔ پع ۱۳ الاعراف۔ کلام ذات ہے آسمان اور زمین کی اور دوسری چیزوں کے متعلق غور کرنے کی ہدایت اس لئے دیجا رہی ہے کہ صنعت کے متعلق معلومات حاصل کرنے سے صانع کی یگانہ ذات اور اس کی صفات کمالیہ کا علم حاصل ہو سکتا ہے۔ اور موت کا دھیان رکھنے کی وجہ سے انسان بدکاریوں سے پرہیز کرتا ہے اور نیک کام کرنا چاہتا ہے تاکہ عذاب سے بچے اور ثواب پائے ایسی کتاب جو انسان کو حقیقی انسان بنانے میں معین و مددگار ہو ضرور قدر کے لائق ہے اسکی باتوں پر ایمان نہ لایا جائے تو پھر واقعی کونسی کتاب ہوگی کہ باتوں پر ایمان لایا جا سکتا ہے۔ یہ قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے کہ وہ خالق کے وجود کے اثبات کیلئے اور اس مالک سے رشتہ صادقہ جوڑنے کیلئے خالق کی مخلوقات کی پیدائش اور انکی ماہیت پر غور و فکر کرنیکا سبق دیتا ہے اگر قرآن خدا کی طرف نہ ہوتا اس میں اس قسم کی تعلیم مرقوم نہ رہتی۔

ترجمہ آیت۔ یہ لوگ تم سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی اے نبی تم کہدو کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اسکے وقت پر اسکو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کریگا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں بڑا بھاری حادثہ ہوگا وہ تم پر محض اچانک آپڑیگی وہ تم سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا تم اس کی تحقیقات کر چکے ہیں تم کہدو کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ تم کہدو کہ میں خود اپنی ذات خاص کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی

نقصان کا مگر اتنا ہی جتنا خدا نے چاہا ہو۔ اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کرلیا کرتا اور کوئی مضرت بھی مجھ کو نہ پہونچتی میں تو فقط بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہوں اُن لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔ ع اعراف۔ کلام ذات ہے۔ رسولِ عربیؐ کو اپنی لاعلمی بے بسی کا اعلان کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ اپنی اس طرح کی لاچارگی کا اظہار نہ فرماتے بلکہ وہ قیامت کے متعلق کوئی ایک حکم لگا دیتے اسلئے کہ وہ یہ تو جان سکتے تھے کہ اُس کے وقوع کے وقت کوئی دریافت کرنے والا ہی نہ رہیگا۔ نیز اپنی شخصیت قائم کرنے کیلئے ضرور یہ کہتے کہ وہ علمِ غیب جانتے ہیں۔ آپ کا ایسا دعویٰ نہ کرنا ہی قرآن کی اور آپکی سچائی کے صداقت کی دلیل ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ کیا ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو بنا نہ سکیں اور وہ خود ہی بنائے جاتے ہیں۔ اور وہ ان کو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے اور وہ خود اپنی بھی مدد نہیں کرسکتے۔ اور اگر تم ان کو کوئی بات بتلانے کو پکارو تو تمہارے کہنے پر نہ چلیں تمہارے اعتبار سے دونوں امر برابر ہیں خواہ تم ان کو پکارو یا تم چپ رہو۔ واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو۔ وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں۔ سو تم انکو پکارو۔ پھر انکو چاہیئے کہ تمہارے کہے بموجب کردیں اگر تم سچے ہو۔ کیا انکے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہوں یا اُن کے ہاتھ ہیں جن سے وہ کسی چیز کو تھام سکیں یا انکی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا اُن کے کان ہیں جن سے وہ سُنتے ہوں (اے نبیؐ) تم کہدو کہ تم لوگ اپنے سب شرکاء کو بلالو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھکو مطلق مہلت نہ دو۔ یقیناً میرا مددگار اللہ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد کرتا ہے۔ اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کرسکتے اور نہ وہ اپنی مدد کرسکتے ہیں۔ اور ان کو اگر کوئی بات بتلانے کو پکارو تو اسکو نہ سُنیں اور ان کو تم دیکھتے ہیں کہ گویا وہ تمکو دیکھ رہے ہیں اور وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔ ع ۲۴ الاعراف۔ کلام ذات ہے۔ بتوں کی حالت کا اظہار فرمایا جارہا ہے اور یہ سمجھایا جارہا ہے کہ جو خود مخلوق ہو وہ خالق ہوسکتا ہے اور نہ شریک خالق ہی۔

انسان نے بزرگ لوگوں کے نام کے بت بنائے اور انکی پوجا شروع کر دی اور انکو خالق یا اُس کا شریک تصور کر لیا۔ اس خیال باطل کی اصلاح کیلئے یہ دلائل قرآن نے انکی نسبت پیش کئے ہیں اور ان دلائل سے خود رسول عربی کو بھی سمجھایا جا رہا ہے اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسول عربی کے ذاتی کلام میں توحید کی اتنی زبردست تعلیم کہاں نصیب ہو سکتی تھی۔

ترجمہ آیۃ - اور جب تم کوئی معجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ معجزہ کیوں نہ لائے تم کہدو کہ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے یہ گویا بہت سی دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت و رحمت ہے اُن لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔ ۲۴ الاعراف - کلام ذات ہے چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعویٰ رسالت کی اساس معجزہ پر تھی اسلئے آپ سے بھی معجزہ طلب کیا گیا۔ حکم ہوا کہ تم کہدو کہ میں قرآنی احکام کی تعمیل کرتا ہوں جو خدا کا عطا فرمودہ سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اور جس میں لوگوں کیلئے ہدایت و رحمت ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو یہ جواب نہ سوجھتا۔ جواب ایسا ہے جو فی الحقیقت معقولیت پر مبنی ہے اسلئے کہ بیشک قرآن نیک ہدایتوں سے بھرا ہوا ہے جسکی پیروی میں نجات یقینی ہے۔ اور جب نجات ٹھہری تو نجات دلانے والی کتاب انسان کے حق میں رحمت نہیں تو اور کیا ہو سکتی ہے۔

ترجمہ آیۃ - اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اُس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔ اور اے شخص اپنے رب کی یاد کر اپنے دل میں عاجزی کیساتھ اور خوف کے ساتھ اور بلند آواز کی نسبت پست آواز کے ساتھ صبح اور شام اور اہل غفلت میں شمار نہ ہونا۔ یقیناً جو تمہارے رب کے مقرب ہیں وہ اسکی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اسکی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسکو سجدہ کرتے ہیں۔ ۲۴ الاعراف۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں اس قسم کی تعلیم نہ ملتی اسلئے کہ رسول عربی کو آپ کے بعد اگر قرآن پڑھا جایا کرے تو کیسکے سننے اور نہ سننے سے فائدہ یا نقصان بھی کیا اور پھر انسان کو اپنے رب سے دل لگائے جانے کا جو سبق دیا جا رہا ہے کیا وہ خدائی کتاب کے سوا کسی اور کتاب میں مل سکتا ہے خیال میں تو محال امر ہے۔

ترجمہ آیتہ - اے ایمان والو جب تم کافروں سے روبرو مقابل ہو جاؤ تو اُن سے پیٹھ نہ پھیرنا - اور جو شخص اُن سے اس موقع پر پیٹھ پھیر لیگا مگر ہاں جو لڑائی کیلئے چال چلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے باقی اور جو ایسا کریگا وہ اللہ کے غضب میں آجائیگا اور اُسکا ٹھکانہ دوزخ ہو گا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ ع الانفال ۸ - کلام ذات ہے - ابتدائی عمر سے لیکر بعثت تک رسولِ عربیؐ کو لڑائی جھگڑوں میں شریک ہونے کا کبھی موقعہ نہ ہوا - فنون جنگ و جدال سے آپ مطلق آگاہ نہ تھے - نزول وحی کے بعد سے ہی آپ میں فنون حرب کی زبردست قابلیت پیدا ہوئی اور آپ دنیا کے عظیم الشان سپہ سالار بنے - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو فنِ جنگ کی ایسی موثر تعلیم اس میں نہ ملتی اس لئے جو خود ماہر نہ ہو وہ دوسروں کو کیسے ماہرِ فن بنا سکتا ہے مسلمان مارا تو غازی بنا اور ثواب پایا - مارا گیا تو شہید ہوا اور نجاتِ ابدی بلا پرسش حاصل کریگا - پھر اسکو میدانِ جنگ سے فرار ہونے کی ضرورت ہی نہیں - قرآن کی یہ تعلیم اسکی صداقت کی دلیل ہے اسلئے کہ رسولؐ کے بعد اگر مسلمان کفار کے مقابلہ میں میدان جنگ سے فرار ہو جائیں تو رسولؐ کا نقصان ہی کیا جبکہ وہ موجود ہی نہوں اور اگر مسلمان فتح پائیں تو رسولؐ کو نفع ہی کیا ہو گا - پس اس سے واضح ہوا کہ احکامِ قرآنی سے ذاتِ رسولؐ کے کوئی اغراض ہی واسطہ نہ تھے بلکہ وہ بھی عام مسلمانوں کی طرح ان احکام کے پابند تھے۔

ترجمہ آیتہ - پس تم نے انکو قتل نہیں کیا لیکن اللہ نے ان کو قتل کیا اور (اے نبیؐ) تم نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ نے وہ پھینکی اور تا کہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے اُنکی محنت کا خوب بدلہ دے - بیشک اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ ع الانفال ۸ - کلام ذات ہے جنگ بدر کا واقعہ ہے - کفار کثرت میں تھے اور غریب مسلمان قلت میں - شدت جنگ میں مسلمان پریشان ہوئے یہ رنگ ملاحظہ کرکے رسول عربیؐ نے اپنی مبارک مٹھی میں خاک لے لی اور کفار کی جانب پھینک دی نتیجہ یہ ہوا سارے کفار کی آنکھوں میں وہ مٹی پہنچی اور وہ خائف ہو کر فرار ہوئے یا مارے گئے - مٹھی بھر مٹی اور سینکڑوں کفار کو اندھا کردے تعجب خیز نہیں تو اور کیا بات کہی جاسکتی ہے

اگر یہ واقعہ غلط ہوتا تو اس آیتہ کے نازل ہوتے ہی کفار عرب اسکی تکذیب کیلئے سر پر آسمان اٹھا لیتے حالانکہ انہوں نے سر جھکا لیا اور زبان تک نہ کھولی اس سے معلوم ہوا کہ خدا نے بطور معجزہ کے یہ فعل رسول عربیؐ سے کرایا ورنہ آپ کی ایک مٹھی بھر مٹی کیا جو اس طرح سینکڑوں دشمنوں کو تباہ کرتی ان حالات سے بھی قرآن کے منجانب خدا ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

ترجمہ آیتہ - اور تم ایسے وبال سے بچو جو مخصوص انہی اشخاص پر نازل نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ ع انفال۔ کلام قدرت ہے۔ بحالت جنگ میں سپاہیوں کی عہدہ داروں کے احکام کی عدم تعمیل یا عہدہ داروں کی کاہلی و غفلت وغیرہ ... سے جو نقصان ہوتا ہے اس کا اثر عام ظاہر کیا گیا ہے۔ اسیطرح زمانہ امن میں لوگ گناہ و بداطواری کیا کرتے ہیں اور اسکی وجہ خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے تو اچھے اور برے سب ہی اسکی زد میں آتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور یہ امر واقعہ ہے۔ پس اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسی اعلیٰ حکیمانہ نصیحت اس میں نہ ملتی۔

ترجمہ آیتہ - اے ایمان والو تم اللہ کے اور رسول کے حقوق میں خلل مت ڈالو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خلل مت ڈالو اور تم جانتے ہو۔ اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تم کو ایک فیصلہ کی چیز عطا کریگا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دیگا اور تمکو بخش دیگا اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔ ع انفال۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ کے صحابہ خدا سے بہت ڈرتے تھے۔ اسکے صلے میں خدا نے انکی مفلسی دور فرما کے مالا مال کر دیا۔ انکی زندگی دشمنوں کے مظالم سے تنگ ہو گئی تھی ایکدن وہ آیا کہ یہی مظلوم سارے عرب کے حاکم بنے اور پھر ایک صدی کے اندر اندر ربع دنیا کے۔ جب کبھی مسلمان خدا سے ڈرتے ہوئے اسکے احکام کی بجا آوری کرینگے۔ وہ بامراد ہونگے۔ چنانچہ تاریخ اسکی گواہ ہے اور جب کبھی خدا سے انجان ہونگے تباہ ہونگے اور ایسا ہی ہوا کیا ہے۔ پس اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ مقولہ صادق نہ آتا۔

اور سچا ثابت نہ ہوتا۔ حالانکہ آج تیرہ سو برس سے برابر پورا اتر رہا ہے اور اسکی صداقت میں کمی نہ آئی۔

ترجمہ آیتہ - (اے نبیؐ) اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے جبکہ کافر لوگ تمہاری نسبت تدابیر سوچ رہے تھے کہ تم کو قید کرلیں یا تمہیں قتل کرڈالیں یا تمکو خارج وطن کردیں) اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کئے جا رہا تھا اور سب سے بہتر تدبیریں کرنے والا اللہ ہے ۔ انفال۔ کلام ذات ہے۔ کفار نے جو جو تدبیریں رسول عربیؐ اور آپ کے چند پیروؤں کے تباہ کرنے کی کیں وہ تاریخ میں موجود ہیں اور انکا جس طرح رد ہوا وہ بھی ظاہر ہے۔ کفار کی ناکامی مسلمانوں کی کامیابی قرآن و اسلام کی صداقت کی دلیل ہے ورنہ یہ کمزور بیل ایسی سنگلاخ زمین میں کبھی سرسبز و بار آور ہوتی اور نہ دنیا کے منڈھے چڑھتی۔ اسلام کا پودا اور (۳۶۰) بتوں کے گلہ میں زندہ رہکر پھولے اور پھلے خدا کی شان نہیں تو اور کیا بات ہو سکتی ہے۔

ترجمہ آیتہ - اور ان کفار عرب کی عبادت کعبہ کے پاس صرف یہ تھی سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا پس اس عذاب کا مزہ چکھو اپنے کفر کے سبب۔ انفال۔ کلام ذات ہے۔ خانۂ کعبہ بتوں کی پوجا اکثر اکثر عرب اس طرح کیا کرتے تھے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور رسول عربیؐ اسکی توحیدی تعلیم سے بہرہ ور نہ ہوتے تو وہ خود بھی اپنی قوم کے رنگ میں رنگے جاتے۔ جیسا کہ آج بھی دنیا کے بڑے بڑے فضلاء باوجود علوم کی ہمہ دانی کے اپنے باپ دادا کے رنگ میں رنگے ہوئے بت پرستی کے دل وجان سے شائق ہیں۔

ترجمہ آیتہ - اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فسادِ عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہو جائے پھر اگر یہ باز آجائیں تو اللہ انکے اعمال کو خوب دیکھتا ہے اور اگر روگردانی کریں تو یقین رکھو کہ اللہ تمہارا رفیق ہے وہ بہت اچھا رفیق ہے اور بہت اچھا مددگار ہے انفال۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ اور مسلمانوں کو لڑائی کی اسوقت تک اجازت دیگئی ہے کہ جبتک تمام کفار توحید کے عقیدہ پر قائم ہو کر شرک و بت پرستی سے باز آجائیں۔ یہ ایسا کام ہے جسکے سرانجام دینے میں مسلمانوں کا یا رسولؐ کا کوئی مالی یا دنیاوی نفع نہیں۔ محض خدا کی خاطر کا کام ٹھہرا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے

نہ ہوتا تو اس میں ایسی خالصاً لِلّٰہ لڑائی کرنے کی ہدایت ہی نہ ہوتی بلکہ اس میں اغراضِ نفسانی کی جھلک نمایاں ہوجاتی۔ اور مذہب کے پردے میں ذاتی فائدے حاصل کئے جاتے۔

ترجمہ آیتہ - اے ایمان والو۔ جب تم کو کسی جماعت سے مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو امید ہے کہ تم کامیاب رہو گے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور نزاع نہ کرو ورنہ پست ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائیگی اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پ۱۰ انفال۸۔ کلام ذات ہے۔ جنگ کے وقت ثابت قدم رہنا۔ خدا کی یاد تازہ رکھنا۔ آپس میں اختلاف رائے اور پھوٹ نہ ڈال لینا ایسے زبردست فوجی و جنگی نصائح ہیں کہ انکا رسول کی طرف سے ہونا وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا اس لئے کہ وہ ماہر فن حرب و ضرب نہ تھے۔

ترجمہ آیتہ - اے ایمان والو اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو رفیق نہ بناؤ۔ اگر وہ لوگ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں عزیز رکھیں اور جو شخص تم میں سے انکے ساتھ رفاقت رکھیگا تو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں۔ پ۱۰ توبہ۹۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی جانب سے نہ ہوتا تو رسول عربی ایسی سخت ہدایت نہ کر سکتے اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ ان کے مذہب کے مقابلہ میں لوگ اپنے عزیزوں کی محبت کو ضرور ترجیح دینگے۔

ترجمہ آیتہ - اے ایمان والو۔ مشرک لوگ نجاست بھرے ہیں پس یہ لوگ اس سال کے بعد بیت اللہ شریف کے پاس نہ آنے پائیں۔ اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہیگا محتاج نہ رکھیگا بے شک اللہ خوب جاننے والا حکمت والا ہے۔ پ۱۰ توبہ۹۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کس بھرتے پر مسلمانوں کو اطمینان دلاتے کہ باوجود کفار سے مقاطعہ کر لینے کے وہ اقتصادی مشکلات میں پھنس نہ پڑینگے۔

ترجمہ آیتہ - اہل کتاب جو کہ نہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جنکو خدا نے اور اس کے رسول نے حرام تبلایا ہے اور نہ سچے دین کو قبول کرتے ہیں

اُن سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بنکر جزیہ دینا منظور کریں۔ اور یہود نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں یہ انکا قول ہے انکے منہ سے کہنے کا یہ بھی اُن لوگوں کی طرح باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں۔ خدا ان کو ہلاک کرے یہ کدھر اُلٹے جارہے ہیں انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء و فقراء کو رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ ان کو صرف یہ حکم کیا گیا ہے کہ فقط ایک معبود کی عبادت کیا کریں جسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ انکے شرک سے پاک ہے۔ وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ بدوں اسکے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچادے مانیگا نہیں۔ گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔ وہ اللہ ایسا ہے کہ اُس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کردے گو مشرکین کیسے ہی ناخوش ہوں۔ ع توبہ۔ کلام ذات ہے کیسی خالص توحیدی تعلیم ہے کیا بجز خدا کے کوئی انسان ایسی پاک تعلیم دیسکتا ہے یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں کہ اسلام کو تباہ کردیں مگر باوجود اپنی جانیں ناحق لڑانے کے اور اپنی دولت بیدریغ صرف کرنے کے بھی آج تک اس مقصد میں انکو کامیابی نہوئی دین اسلام چاندنی کی طرح اقطار عالم میں چپ چاپ پھیلا چلا جا رہا ہے اور کفر کی اندھیری کافور ہو رہی ہے کیا ایسا اٹل دعویٰ خدا کے سوا کسی انسان سے بھی ہو سکتا ہے۔ فرض کیجئے کہ کسی متکبر احمق نے کر بھی لیا تو کیا اثبات دعویٰ بھی کرسکتا ہے میرے خیال میں محال ہے قرآن میں جو دعویٰ ہے وہ خدائی دعویٰ ہے اس لئے پورا ہو رہا ہے۔ دنیا کے سارے مذاہب باوجود اپنی ان تھک کوششوں کے اور لا متناہی سرمایہ داری کے اسلام کے مقابلہ میں شکست فاش کھا رہے ہیں کیا دنیا اس واقعہ سے انکار کرسکتی ہے ہر گز نہیں کرسکتی تو پھر کیوں نہ تسلیم کیا جائے کہ قرآن خدا کا کلام اور اسلام خدائی اور آخری مذہب ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اگر تم لوگ رسول کی مدد نہ کروگے تو اللہ انکی مدد اُسوقت کرچکا ہے جبکہ انکو کافروں نے جلاوطن کردیا تھا جبکہ دو آدمیوں میں ایک وہ تھے جسوقت کہ دونوں غار میں تھے جبکہ اپنے

نبیؐ تم اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ تم غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے تم پر تسکین دلی نازل فرمائی اور تمکو ایسے لشکروں سے قوت دی جنکو تم عام لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ نے کافروں کی بات نیچی کردی اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ ۱۲ع ۵ توبہ ۹۔ کلام ذات ہے۔ اگر رسول عربیؐ سچے نبی نہ ہوتے تو ایسے وقت میں جبکہ آپ اور آپ کے صحابی حضرت ابوبکرؓ غار میں چھپے ہوئے اور کافر غار کے منھ پر تلاش میں کھڑے تھے ایسی استقامت کا اظہار کرسکتے اور نہ یہ کہتے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اسلئے کہ اللہ پر اسیکو کامل بھروسہ رہتا ہے جوکہ درحقیقت اللہ والا ہو۔ جھوٹے فریبی مکار دغاباز کو ہرگز خدا پر بھروسہ نہیں رہتا۔ بلکہ اپنی چالبازیوں پر اطمینان ہوتا ہے اور وہ انکو ہی پیش کرتا ہے تاکہ دوسرا اسکے کمال پر بھروسہ کرکے مطمئن ہوجائے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبیؐ تم کہدو کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑسکتا۔ مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے اور اللہ کے حوالے سارے کام مسلمانوں کو رکھنا چاہئے۔ ۱۲ع ۷ توبہ ۹۔ کلام ذات ہے۔ مشیت ایزدی محال ہے کہ ٹل جائے اسلئے مسلمانوںکو رضائے مولا پر راضی رہنے کی ہدایت فرمائی جارہی ہے کیسی پُرحکمت تعلیم ہے قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو ایسی تعلیم کہاں سے اسمیں ملتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اور یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں کے ہیں حالانکہ وہ تم میں کے نہیں لیکن وہ ڈرپوک لوگ ہیں۔ ۱۲ع ۷ توبہ ۹۔ کلام ذات ہے۔ کفار میں بعض ایسے بھی تھے جو بظاہر مسلمان معلوم ہوتے تھے اور خود کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے خدا کی قسمیں کھایا کرتے تھے مسلمان دہوکہ کھاجاتے تھے اور خود رسول عربیؐ بھی انکو مسلمان تصور فرماتے تھے اونکی ہدایت اور آگاہی کیلئے یہ کلام نازل ہوا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو منافقوں کا طلسم ٹوٹنے نہ پاتا اور انکی اندرونی حقیقت آشکارا نہ ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ خیرات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات پر متعین

ہیں - اور جن کی دلجوئی کرنی ہے - اور غلاموں کی آزادی دلانے میں اور قرضداروں
کے قرضہ میں - اور جہاد میں اور مسافروں میں یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے
اور اللہ بڑا علم والا ہے اور بڑا حکمت والا ہے - پ ع توبہ - کلام ذات ہے - خیرات کا اتنا اچھا
مصرف خدا کے سوا اور کوئی کیا بتلا سکتا ہے - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایسی نیک ہدایت
اسمیں نہ ملتی - آج بھی دنیا کی وہ قومیں جنکو اپنی تہذیب پر ناز ہے خیرات کا مصرف غلط طریقہ
سے کر رہی ہیں - اسلام نے غلاموں کو آزاد کرانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے - جو مذہب انسان کو آزادی و
مساوات کے دائرہ پر لا کھڑا کرتا ہو وہ فطری نہیں تو اور کونسا ہو سکتا ہے - زکاۃ کی اصولی اور
اسکے خرچ کا باضابطہ انتظام کیا جائے تو مسلمانوں میں کوئی شخص بھوکا اور لاچار نہیں رہ سکتا
اسلام نے غریبوں اور محتاجوں کے بعد نومسلموں کی امداد و اعانت کا حکم دیا ہے اس لئے کہ
وہ اپنی خاندانی جائدادوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے داخل اسلام ہوتے ہیں اگر انکی دستگیری
بروقت نہ ہو تو مبتلائے آلام ہو جائینگے کیا ایسی زبردست تعلیم ایک آتمی ہستی سے ہو سکتی ہے جس نے
ایک ایسی قوم میں جنم لیا ہو جو اجتماعیات کے اصولوں سے بے بہرہ اور آوارہ مزاج ہو -
ترجمہ آیتہ - اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایکدوسرے کے رفیق ہیں - نیک باتوں کی
ہدایت کرتے ہیں اور بد باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں
اور اللہ اور اسکے رسول کا کہا مانتے ہیں ان لوگوں پر اللہ ضرور رحمت کریگا بیشک اللہ قدرت
والا حکمت والا ہے - پ ع توبہ - کلام ذات ہے - اسلام کی تعمیل انسان کو مجسم نیکی بنا دینا ہے
نیکی وہ ہے جسکو خدا و رسول نے بتایا ہو اور جسکو صالحین نے مقرر کیا ہو بعض نیک باتیں بدوں
میں بھی پائی جاتی ہیں مسلمان اسکو بھی اختیار کر سکتا ہے - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں
مسلمانوں کی یہ صفات مندرج نہ ہوتیں بلکہ کچھ اور ہی - قرآن فرضی ہوگا تو رسول بھی مصنوعی ہو
اور دنیا کو اچھا بنانے کا سامان نہیں کر سکتے - حالانکہ دونوں کا نصب العین دنیا والوں کی اصلاح
تھا اور انھوں نے ایسی اصلاح کی کہ آفرینش عالم سے آجتک کسی کتاب یا کسی کتاب لانے نے اس جیسی

اصلاح نہ کی تھی اور اس بات کی تاریخ عالم شاہد ہے۔
ترجمہ آیتہ۔ کیا انکو یہ خبر نہیں کہ اللہ کو اُن کے دل کا راز اور انکی سرگوشی سب معلوم ہے اور یہ کہ اللہ تمام غیب کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ یہ ایسے ہیں کہ خیر خیرات صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جنکو سوا محنت و مزدوری کے اور کچھ نصیب نہیں ہوتا ہے ان سے تمسخر کرتے ہیں اللہ ان کو اس تمسخر کا بدلہ دیگا اور انکے لیے دردناک سزا ہوگی۔ اے نبی۔ خواہ تم انکے لیے مغفرت چاہو یا نہ چاہو۔ اگر تم انکے لیے ستر بار بھی استغفار کرینگے تب بھی اللہ انکو معاف نہ فرمائیگا۔ اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور رسول کیساتھ سرکشی کی اور اللہ ایسے سرکش لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔ پ ۱۰ توبہ ۹۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربی سے فرمایا جا رہا ہے کہ تم منافقین کے حق میں دعاء مغفرت کروگے بھی تو قبول نہ کیجائیگی۔ گر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی اپنی کتاب میں یہ چیز ظاہر نہ کر دیتے اس لیے کہ اس سے ان کی شخصیت پر کافی ضرب لگتی ہی ہے اور خدا کے نزدیک وہ بھی ایک بے بس انسان ٹھہر جاتے ہیں۔ چھوٹا بھی تو اپنی شان میں ایسی بات لکھا جانا بھی ناپسند کرتا جس سے اسکی توقیت قدر و منزلت کی خود ساختہ عمارت متزلزل ہو جاتی۔ یہی یہ چیز قرآن کی صداقت کی بین دلیل ہے کہ اس نے سوا ذات باری تعالے کے تمام مخلوقات کو لاچار و غیر مقتدر ظاہر فرما دیا ہے۔
ترجمہ آیتہ۔ اور ان میں کوئی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو اور نہ اوسکی قبر پر (دعائے مغفرت لیے) کھڑے رہو۔ انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ نافرمانی کرتے ہوئے مرے ہیں۔ پ ۱۰۔ توبہ ۹۔ کلام ذات ہے۔ عبداللہ ابن ابی منافقوں کا سرغنہ تھا جسکی وجہ سے رسول عربی کو سخت دشواریاں اپنے مذہب کی تبلیغ میں ہوا کرتی تھیں جب وہ مرا تو اسکے بیٹے نے آپکا لباس طلب کیا تاکہ اس میں اپنے باپ کو کفنائے۔ رسول عربی نے اسکی درخواست قبول کر کے اپنا کرتہ اپنے دشمن جانی کی میت کی ستر پوشی کیلئے عنایت فرما کر اسکے باترین نامہ اعمال کی ستر پوشی فرمائی۔ عبداللہ کے بیٹے نے نماز جنازہ پڑھانے کی استدعا کی آپ نے اسکو بھی منظور فرمایا۔

اس بات پر آپکو متنبہ کیا گیا کہ آئندہ ایسا نہ ہونے پائے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو اپنا فعل آپ غیر مستحسن بتلا کر آئندہ احتراز کرنے کی ہدایت دے لینی نہ پڑتی۔ دشمن کیساتھ یہ سلوک کہ یا کہ مار آستین کو دودھ پلانا ہے اور یہ کام بجز انبیاء علیہم السلام کے کسی دوسرے انسان سے ناممکن ہے۔ اس واقعہ سے رسول عربیؐ کا خُلق عظیم اور آپکی سچی نبوت ثابت ہوتی ہے

ترجمہ آیت:- کم قوت لوگوں پر لوگوں پر کوئی الزام نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ اُن لوگوں پر جنہیں خرچ کیلئے میسر نہیں۔ جبکہ یہ لوگ اللہ اور رسولؐ کیساتھ خلوص رکھیں۔ ان نیک کرداروں پر کسی قسم کا الزام نہیں اور اللہ بڑا مغفرت والا و رحمت والا ہے۔ اور نہ اُن لوگوں پر کہ جسوقت وہ تمہارے پاس اس لئے آتے ہیں کہ تم انہیں سواری دیدیں اور تم کہدیتے ہو کہ میرے ہاں تو کوئی چیز نہیں جس میں تمکو سوار کروں تو وہ اس حالت سے واپس چلے جاتے ہیں کہ انکی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں اس غم میں کہ انکو خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں۔ پ ۱۱ توبہ ۹۔ کلام ذات ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کو ان لوگوں کو معاف ہے اس کی صراحت فرمائی گئی ہے۔ جنگ پر نکلنے سے پہلے بعض مسلمان رسول عربیؐ کے پاس آکر سواری طلب کرتے تھے اور آپ سواریوں کے نہ ہونے کا عذر فرمایا کرتے تھے وہ لوگ مارے صدمہ کے روتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس ہو جاتے تھے۔ انکا یہ طرز عمل قرآن کی صداقت رسول عربیؐ کی برحق رسالت اور اسلام کے پاک اور با اثر روحانی مذہب ہونیکی نسبت اپنی بے لوث گواہی دے رہا ہے۔ کون شخص ایسا ہوگا جو کہ اس طرح جان کھپانے کو تیار ہوگا اور جان دینے کا موقعہ نہ ملنے پر آہ و زاری کریگا بجز اس شخص کے جو اپنے مذہب کو خدائی مذہب اور اسکی حفاظت کرنیکا اپنا فرض حیات تصور کرتا ہو اور اس معاملہ میں اپنی موت کو باعث نجات ابدی نہ جانتا ہو۔ کیا باوجود ان حالات کے ہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اسلام بزور تلوار پھیلایا گیا یا پھیلا۔ اگر ایسا ہوتا تو رسول عربیؐ کا فعل اسکے برعکس اسطرح ثابت ہوتا کہ وہ مسلمانوں کو بجائے سامان جنگ دینے سے مجبوری ظاہر کرنے کے مسلمانوں کے پیچھے خود کوڑا لئے ہوئے رہتے اور انھیں میدان جنگ کیطرف اس طرح ہانکتے جیسے کہ آج تک فوج کو دنیاوی حکومتیں ہانکتی آرہی ہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ اور کچھ تمہارے آس پاس والوں میں اور کچھ مدینہ والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق کی حد کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔ تم انکو نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں ہم انھیں دو چند سزا دینگے پھر وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جائینگے۔ پ۱۱ توبہ ۹۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول عربیؐ کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ منافق کون کون ہیں اُن سے آپ بے خبر ہیں اور یہی خیال فرمائے ہوئے ہیں کہ وہ سچے مسلمان ہیں حالانکہ وہ سارے مصنوعی و نمائشی مسلمان ہیں اور در پردہ اشد کافر۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو خود رسول عربیؐ اس راز سے واقف نہ ہو سکتے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے تحت مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کی باتیں کریں اور ایمان داروں میں پھوٹ ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا سامان کریں جو اس کے قبل سے خدا اور رسولؐ کا مخالف ہے اور قسمیں کھا جائیں کہ بجز بھلائی کے ہماری کچھ اور نیت نہیں۔ اور اللہ شاہد ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ تم اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں البتہ جس مسجد کی بنیاد روزِ اوّل سے تقویٰ پر رکھی گئی ہو وہ اس لائق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے اشخاص ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند فرماتا ہے پھر آیا ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد تقویٰ و رضا حق پر رکھی ہو۔ یا وہ شخص کہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد کسی کھائی کے کنارہ پر جو کہ گرنے ہی کو ہو رکھی ہو پھر وہ اسکو لیکر دوزخ کی آگ میں گر پڑے اور اللہ ایسے ظالموں کو سمجھ ہی نہیں دیتا۔ پ۱۱ توبہ ۹۔ کلام ذات ہے۔ یہ مسجد منافقوں نے تیار کرائی تھی اور اس کی امامت ایک راہب کے سپرد کرنا چاہتے تھے مسجد کے تیار ہو جانے کے بعد انہوں نے رسول عربیؐ سے نماز کے ابتدا کرنے کی خواہش کی آپ نے قبول فرما لیا اس کے آپ کو ممانعت کر دیگئی اور بانیانِ مسجد کے دلی مقاصد سے جو مبنی بر شر و فساد تھے آگاہ کر دیا گیا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس طور سے رسول عربیؐ اپنی آپ ہدایت و رہبری نہ فرماتے۔ عمارت کی بنا گھاٹی کے کنارہ ڈالنا کسقدر خطرناک ہوتی ہے پس جو لوگ بد خیالی سے خانۂ خدا بھی تیار کریں تو وہ اُن کے حق میں سود مند نہیں۔ قرآن پاکیزہ و بہترین امثال کا مجموعہ ہے۔ رسول عربیؐ جنکی معلومات

عالمہ نبوت سے قبل محدود تھے ایسے حکیمانہ امثال کیسے بیان فرماسکتے تھے۔ بیشک کہ انکو خدا ہی نے سنایا ہو
ترجمہ آیتہ۔ بیشک اللہ نے مسلمانوں سے انکی جانوں کو اور انکے مالوں کو اس بات کے عیوض
میں خرید لیا ہے کہ انکو جنت ملے گی وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں مارتے ہیں اور
مارے جاتے ہیں اس پر وعدہ کیا گیا ہے توریت اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ
اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اپنی اس معاملت پر جسکو تم نے ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ اور
یہ بڑی کامیابی ہے۔ وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ حمد کرنے والے۔ روزہ رکھنے والے رکوع
اور سجدہ کرنے والے نیک باتوں کی ہدایت کرنے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور
اللہ کی حدوں کا خیال رکھنے والے۔ اور ایسے مومنین کو تم بشارت دیدو۔ ۱۱۱ تا ۱۱۲ توبہ ۹۔ کلام ذات سے
خدائی فوج کے سپاہیوں کی اوصاف بیان فرمائے گئے ہیں۔ کیا یہ صفات کوئی معمولی صفات ہیں
میرے خیال میں تو نہایت اعلٰی و ارفع صفات ہیں۔ جو انسان خود پاک ہو اور دوسروں کے پاک
کرنے میں مصروف ہو اس سے بہتر اور کون ہو سکتا اور پھر دنیا والوں کی اصلاح میں ہارج اور خلل انداز
کرنے والوں کے ساتھ محض خدا واسطے لڑے اور اپنے نفس کو کچھ واسطہ نہ رکھے تو حقیقت میں
ایسا انسان فخر کائینات ہو سکتا ہے۔ اسلام کے سپاہی چاہے وہ توریت و انجیل کے زمانہ کے
یا قرآن کے زمانہ کے ہوں ایسے نظائر چھوڑ گئے ہیں بطور مثال صرف حضرت علیؓ کا قصہ جو سیدِ
عربیؐ کے داماد تھے پیش کیا جاتا ہے وہ یہ کہ آپ نے عرب کے ایک مشہور تریں پہلوان کو پچھاڑا
اور اسکے سینہ پر بیٹھ کر چاہتے تھے کہ اس کا کام تمام کردیں اسنے آپ کے چہرۂ انور پر تھوک دیا۔
اُس کی اس حرکت پر آپ اس سے جدا ہوگئے اور اسکو چھوڑ دیا۔ پہلوان نے متعجب ہو کر پوچھا
کہ علی ایسے نادر موقعہ کو تم نے اپنی حماقت سے کھو دیا۔ کیا ایسا موقعہ پھر تمہیں نصیب ہو سکتا ہے
اسکے کلام کو سنکر آپ نے فرمایا کہ تمہارا خیال درست ہے لیکن میں تم کو صرف اس لئے چھوڑ دیا کہ تم
سے بجائے خدا واسطہ کی دشمنی کے اپنی ذاتی عداوت پیدا ہوگئی تھی کیونکہ تمہارے تھوکدینے کی
وجہ میرا نفس غیض میں آگیا اور انتقام لینا چاہا جو مجھے پسند نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا کسی چھوٹے

نبیؑ کے پیرو ایسے پاکباز انسان بن سکتے ہیں اور وہ نہیں ایسا بنا سکتا ہے یہیں کہو نگا کہ یہ خلاف فطرۃ ہے شیطان کسی کو حقیقی انسان نہیں بنا سکتا البتہ انسان کو وہ شیطان بآسانی بنا سکتا ہے اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو اللہ والوں کی ایسی نیک خصلتیں اسمیں مرقوم ہی نہ ہوتیں۔

ترجمہ آیتہ۔ پیغمبرؐ کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ اقربا سے ہی کیوں نہ ہوں اس امر کے واضح ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ ناری ہیں۔ ۱۱۴-توبہ ۹

کلام ذات ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول عربیؐ نے اپنے چچا جناب ابو طالب کے لئے مغفرت چاہی اسلئے کہ وہ اپنے بزرگ باپ کے طریقے کے بجائے خود بھتیجہ کے طریقے پر چلنا کسر شان تصور کئے ہوئے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ مسلمان نہ ٹھہرے چونکہ رسول عربیؐ کو اپنے ان چچا سے جنہوں نے آپکو پالا پوسا تھا بیحد الفت تھی تقاضائے الفت نے آپکو مجبور کیا اور اسیطرح آپ نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے حق میں بھی نجات کی دعا مانگی تھی مگر چونکہ وہ بھی اپنے خسر و شوہر کے مذہب پر انتقال کی تھیں اور اسوقت کے خدائی مذہب (عیسائی) پر کاربند نہ تھیں اسلئے انکے حق میں بھی مغفرت نہ چاہنے کی ہدایت رسول عربیؐ کو فرمائی گئی۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا اور آپ جھوٹے نبی ہوتے تو پھر ہرگز ہرگز یہ بات اس کتاب میں لکھی نہ جاتی اس لئے کہ اس سے رسول عربیؐ کے چچا اور والدہ کے عملی پر حرف آرہا ہے۔ انسانی فطرۃ کا تو یہ تقاضا ہوتا ہے کہ وہ اپنے اور اپنے بزرگوں کی حتیٰ کہ اپنے دوستوں کے عیوب پر بھی پردہ ڈالدیتا ہے اور یہاں تو یہ نوبت ہے کہ محبوب ترین ہستی کی ہستی بھی خاک میں ملا دیگئی ہے کیا اس سے بڑھکر کوئی صداقت کا اور بھی معیار ہو سکتا ہے میری رائے میں تو نہیں۔ اس واقعہ سے بظاہر رسول عربیؐ کے وقار پر بھی ضرب لگتی ہے اور آپ باوجود نبی تسلیم کئے جانے کے بھی ایسے نبیوں کے مقابلہ میں جنکی مائیں مسلم تھیں کم درجہ معلوم دیتے ہیں مگر یہ بات قابل یادداشت ہے کہ چاند اجالے سے پیدا ہوتا ہے اور سورج اندھیرے سے۔ چاند اس قدر نفع بخش نہیں جتنا کہ سورج۔ اس لئے کہ سورج ہی کی حرارت پر چاند کی بقا رکھی گئی ہے۔ نیز ضیا کیلئے چاند سورج کا محتاج ہے اگر سورج چاند پر روشنی نہ ڈالے تو چاند میں کچھ

تو بھی نہیں رہتا۔ پس یہی حالت ذاتِ محمدیؐ کی ہے کہ تمام انوار کی سیداد ہے۔ اسی لئے آپ نبیؐ
اول و آخر معلم اول و آخر کہلاتے ہیں۔

ترجمہ آیتہ ۔ بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں۔ وہی جلاتا اور مارتا ہے اور
تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار۔ ع ۱۴ توبہ ۹۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے
نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو بھی یہ نہ معلوم ہوسکتا تھا کہ دونوں جہان میں خدا ہی کی حکومت ہے اسلئے
کہ آپ کی قوم تو خدا کی حکومت میں بتوں کی بھی شرکت وحصہ داری کو تسلیم کئے ہوئے تھی۔ مسلمانوںکو
یہ بتایا گیا ہے کہ بھروسہ صرف خدا کی ذات پر کیا جائے۔ سوا اسکے انکا کوئی دوست ہے اور نہ مدد
دینے والا اور یہ بات آج تیرہ سو سال سے برابر ثابت ہوتی آرہی ہے اور یہ قرآن کی صداقت پر دال ہے۔

ترجمہ آیتہ ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ ع ۱۵ توبہ ۹۔ کلام ذات ہے
شیوہ مسلمانی حق کا اور صداقت کا ساتھ دینا اور خود بھی سچی بات کہنے پر پابند رہنا بتایا گیا ہے
اگر نبی عربیؐ جھوٹے ہوتے اور قرآن مصنوعی ہوتا تو کبھی اسمیں سچ بولنے کی تعلیم ہی نہ دیجاتی اسلئے
کہ انسان جس فطرۃ و عادت کا ہوتا ہے دوسروں کو بھی اسکی تعلیم دیتا ہے۔

ترجمہ آیتہ ۔ اے لوگو تمہارے پاس ایک ایسے رسول آئے ہیں۔ جو تمہاری جانس سے ہیں جن کی طرف سے
تمہاری مضرت شاق گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے متمنی رہتے ہیں ایمانداروں کے حق میں
بڑے ہی شفیق مہربان ہیں۔ اس پر بھی اگر لوگ روگردانی کریں تو (اے نبیؐ) تم کہدو کہ میرے لئے
اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا اور وہ بڑے عظیم الشان
عرش کا مالک ہے۔ ع ۱۶ توبہ ۹۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ کے اوصاف بیان فرمائے گئے ہیں جنمیں کلام
نہیں ہوسکتا۔ فرمایا جارہا ہے کہ رسول عربیؐ بھی انسان ہیں تاکہ تمکو خوف نہ ہو بلکہ انس و محبت۔
اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو علم النفس کا فلسفیانہ بیان اس میں مذکور نہ ہوتا۔ اسکی دلیل میں کہا
گیا ہے کہ ۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔

ترجمہ آیتہ ۔ یہ پر حکمت کتاب کی آیتیں ہیں۔ کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے انہیں سے

ایک شخص کے پاس وحی بھیجدی کہ سب آدمیوں کو ڈرائے اور جو ایمان لائے انکو خوشخبری سنائے
کہ ان کے رب کے پاس ان کو پورا مرتبہ ملیگا کافر کہنے لگے کہ یہ شخص تو بلاشبہ صریح جادوگر ہے۔ بیشک
تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ روز میں پیدا کردیا پھر عرش جا رہا۔ وہ ہر کام
کی تدبیر فرماتا ہے۔ کوئی سفارش کرنے والا نہیں بغیر اسکی اجازت کے۔ ایسا اللہ تمہارا رب ہے پس
تم اسکی عبادت کرو کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اللہ نے سچا وعدہ کر رکھا ہے
بیشک وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کریگا تاکہ ایسے لوگوں کو جو ایمان لائے اور
انہوں نے نیک کام کئے انصاف کیساتھ جزا دے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے واسطے کھولتا پانی
پینے کو ملیگا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے کفر کی وجہ سے۔ وہ اللہ ایسا ہے جس نے سورج کو
روشنی دینے والا اور چاند کو نورانی بنایا اور اسکے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور
حساب معلوم کرلیا کرو اللہ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں وہ یہ دلائل ان لوگوں کو صاف
صاف بتلا رہا ہے جو دانش رکھتے ہیں۔ بیشک رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور
اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان لوگوں کے واسطے دلائل
ہیں ڈر مانتے ہیں۔ ع یونس ۱۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ
اپنی کتاب کے متعلق پُرحکمت ہونے کا دعویٰ کرسکتے تھے اور نہ وہ پُرحکمت ہوسکتی تھی اسلئے
کہ اُمی شخص ہی کیا اور اسکی کتاب ہی کیا۔ آجتک دنیا میں کسی غیر لکھے پڑھے شخص نے کوئی کتاب ہی
غالباً نہیں لکھی تو پُرحکمت کتاب کیا لکھ سکتا۔ ایسی کتاب تو وہی لکھے جو حکیم ہو اور متبحر عالم ہو۔ نیز
اگر قرآن آپکا کلام ہوتا تو آپ اسکا ذکر نہ کرتے کہ وہ لوگ جو کافر تھے آپ کو جادوگر کہتے تھے اسلئے
کہ ایسے بیان سے دوسروں کو شک پیدا ہونے کا قوی احتمال ہے اور یہ امر آپ کے منصوبہ
کیلئے مضر ہوجاتا۔ اور یہ بھی امر قابل غور ہے کہ اگر قرآن آپ کی کتاب ہوتی تو آپ دنیا کی آفرینش
یقین کیساتھ چھ دن میں کیسے بتلا سکتے۔ حالانکہ آپ ان علوم کے ماہر تو تھے نہیں جو کائنات
کی پیدائش وغیرہ کے احوال کی نسبت بحث کرتے ہیں۔ اور پھر یہ چیز بھی نہایت اہمیت رکھتی ہے کہ

قرآن نے انسان کی پیدائش صرف دو مرتبہ بتلائی ہے۔ حالانکہ کفار عرب جو آپ کے ہم قوم تھے یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر حیات ہی نہیں۔ ہندوستان کے علماء کا یہ نظریہ تھا کہ موت کے بعد کے واقعات لامتناہی ہیں یعنے مرنا پھر کسی دوسرے روپ میں پیدا ہونا جینا پھر مرنا غرضکہ انسان کبھی حیوان کبھی شیطان بنے ہوئے چکریں کھاتا رہے اور بحساب آنے جانے کے مدارج ختم کرنے کے بعد کہیں قسمت سے نجات پائے۔ نجات بھی ایسی کہ جس سے نکلا اوس ہیں سمایا اور بس۔ قرآن کی صراحت یہ ہے کہ انسان پیدا کیا گیا مقررہ وقت پر مارا جائیگا اور قیامت تک بلا کسی مادی جسم کے رہیگا۔ قیامت کے روز پھر جسم مادی کے ساتھ اٹھایا جائیگا پھر اپنے حیات کے زمانہ کے افعال نیک و بد کے لحاظ سے مستحق ثواب ہوگا یا مستوجب عذاب۔ مستحق ثواب کو جنت ملیگی یعنے ایسی پر فرحت و راحت کی جگہ جہاں کسی قسم کی تکلیف کا خیال ہی نہ ہو اور مستوجب عذاب کو دوزخ نصیب ہوگی یعنے ایسی پُر مصیبت جگہ ہوگی جہاں کسی طرح کے آرام و چین کا وہم و گمان بھی نہ ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ایک یتیم و بیسیر لڑکا جس نے کسی مذہب کے عقائد کے متعلق کسی معلم سے دو حرف بھی پڑھے نہوں اپنا ایسا عظیم الشان با ضابطہ اسکیم دنیا کے آگے پیش کر سکتا تھا۔ عقل انسانی تو یہ جواب دیتی ہے کہ اُس سے ایسا ہونا محال تھا۔ بس یہی ایک چیز خدا کی طرف سے ہی قرآن ہونے کی کافی حجت ہو سکتی ہے۔ کیا یہ بات بھی تعجب خیز نہیں کہ ایک اُمی شخص آفتاب و ماہتاب کے متعلق ان باتوں کا اظہار کرتا ہے جو علوم ہیئت و نجوم وغیرہ سے متعلق ہیں سوال یہ ہوگا کہ ان چیزوں کو اُس نے کہاں سے سیکھیں اور کس سے معلوم کیں حالانکہ اسکی قوم تو ان علوم سے بے بہرہ تھی پس ان حالات کے تحت بھی یہ ماننا پڑتا ہے کہ قرآن میں جو کچھ بتلایا گیا ہے وہ سب منجانب اللہ ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی اور بیٹھے بھی کھڑے بھی۔ پھر ہم جب اس کی وہ تکلیف اس سے دور کر دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر عود کر جاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اسکو لاحق تھی اُسکے ہٹانے کیلئے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا ان حد سے

نکلنے والوں کے اعمال انکو اسیطرح بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ ع یونس ۱۰۔ کلام ذات ہے۔ علم النفس کا دقیق رمز بطور کلیہ کے بیان فرمایا گیا ہے جو سوا خدا کے کسی اور سے ممکن نہ تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جب انکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے یوں کہتے ہیں کہ اسکے سوا کوئی دوسرا قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کردو۔ (اے نبی) تم کہدو کہ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کردوں پس میں تو اسیکا اتباع کرونگا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ پہونچا ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں (اے نبی) تم کہدو کہ اگر خدا کو منظور ہوتا تو نہ میں تمکو یہ پڑھکر سناتا اور نہ اللہ تم کو اسکی اطلاع دیتا کیونکہ اس سے پہلے بھی تو ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں۔ پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے۔ ع یونس۔ کلام ذات ہے۔ اگر فی الواقعی قرآن رسول عربی کی ذاتی تصنیف ہوتی تو آپ عرب کے کفار کی مرضی کے موافق اسمیں اسیطرح ترمیم کردیتے جیسا کہ عموماً دنیا کے اور مصنفین لوگونکے خیالات یا داب سے متاثر ہو کر دیتے ہیں عام مصنفین پر کیا منحصر ہے بڑی بڑی زبردست قوت رکھنے والی حکومتیں تک اپنے نافذہ احکام قوانین تک ترمیم کردیتی ہیں جبکہ لوگوں میں ان احکام سے بیچینی پیدا ہوجاتی ہے عرب جیسی بہادر و جنگجو قوم میں ایک ہیجان عظیم پیدا ہوجانے کے بعد بھی رسول عربی کا قرآن اور اسکے احکام میں کسی طرح کی دست اندازی نہ کرنا خود قرآن کے منجانب خدا ہونیکی قوی دلیل ہے۔ اور یہ امر بھی ضرور قابل لحاظ و توجہ ہے کہ اگر قرآن کے مصنف رسول عربی ہوتے تو انکی چالیس سالہ عمر محض سکوت میں کیوں گذر جاتی اور چالیس سال کے ختم کے ساتھ ہی اک بیک کیوں وہ اس کی ترتیب میں لگ جاتے اور اگر یہ ترتیب بھی انھیں کی تھی تو اس کا سلسلہ تیئیس ۲۳ سال تک کیوں رہتا۔ عام مصنفین کی طرح وہ بھی برس دو برس میں اسکو ختم فرمالیتے۔ بہرحال ان حالات کے مدنظر بھی یہ ماننا پڑتا ہے کہ قرآن آپ کی کتاب نہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اسکی آیتوں کو جھوٹا بتلائے یقیناً ایسے مجرموں کو اصلا فلاح نہ ہوگی۔ ع یونس۔ کلام ذات ہے۔ اس

عبارت سے صاف عیاں ہو رہا ہے کہ اگر رسول عربی اپنے کلام کو خدا کا کلام ظاہر کرتے تو وہ بھی خدا پر جھوٹ باندھنے والے کی تعریف میں داخل ہو کر ظالم ٹھہرتے۔ ایسا احساس رکھتے ہوئے اپنی کتاب کو وہ کسیطرح خدا کی کتاب نہیں کہہ سکتے تھے چونکہ آپ نے بھی اسکو محض خدا کی نازل کی ہوئی کتاب ہی ظاہر فرمایا ہے پس اس وجہ سے بھی یہ خدا ہی کی کتاب ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ انکو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں (اے نبی) تم کہدو کہ کیا تم خدا کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خدا کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک ہے اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔ ۱۸ یونس۔ کلام ذات ہے۔ بت پرستوں کے عقیدۂ باطل کا اظہار فرمایا جا رہا ہے۔ فی زمانہ بھی یہی خیال ہے کہ بتوں کو بنا کر پوجنے سے دیوتا خوش ہونگے اور نہیں نفع پہنچائینگے اگر قرآن رسول عربی کی کتاب ہوتی تو آپ اپنی قوم تو کیا بلکہ دنیا کی موجودہ قوموں اور ان کی آئندہ نسلوں کے متعلق اس طرح رائے قائم نہ فرما سکتے۔

ترجمہ آیتہ۔ (اے نبی) تم پوچھو کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمانوں اور زمین سے روزی پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ پس ضرور وہ یہی کہینگے کہ اللہ تو ان سے کہئے پھر کیوں نہیں (شرک بت پرستی سے) پرہیز کرتے۔ ۳۱ یونس۔ کلام ذات ہے۔ حیوانات اور نباتات کی پیدائش کے متعلق غور کرنے کے لئے کسقدر حکیمانہ انداز کی تعلیم ہے۔ پرندوں سے انڈے (بے جان) اور انڈوں سے پرندے (جاندار) مچھلی سے انڈا اور انڈے سے مچھلی۔ درخت سے گٹھلی۔ اور گٹھلی سے درخت۔ انسان وحیوان سے نطفہ اور نطفہ سے انسان وحیوان اب سوال یہ ہوگا کہ ابتدا کس کی اور کس طرح کیا بطور خود یا کسیکے ذریعہ ظاہر ہے کہ بطور خود سوا خالق کے کوئی نہیں ورنہ ہر ایک اپنا آپ خالق ہو جائیگا اور یہ ممکن نہیں کہ ہر شئے خالق ہو اور مخلوق بھی۔ اس لحاظ سے بے شمار خالق ہو جائینگے جس سے نظام کائنات درہم برہم ہو جائیگا پس ماننا پڑیگا

کہ ابتداءً اس کی جسکو خالق نے پہلے پیدا کیا ہو اور پھر سب کا خالق ایک ہی تاکہ ساری مخلوق اسکی مرضی کے موافق پیدا ہو کر جیئے اور مرے۔ کیا ایسی پراسرار باتیں کوئی اُمّی (ان پڑھ) انسان اپنی کتاب میں مرقوم کرسکتا ہے۔ عقل سلیم تو یہی کہتی ہے کہ نہیں بلکہ ہرگز نہیں پھر ہم کیوں نہ تسلیم کریں کہ قرآن خالق ہی کی طرف سے ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور یہ قرآن افترا کیا ہوا نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور سے صادر ہوا ہو بلکہ یہ تو اُن کتابوں کی تصدیق کرنیوالا ہے جو ان سے قبل ہو چکی ہیں اور احکام ضروریہ کی تفصیل بیان کرنے والا ہے اس میں کوئی بات شک کی نہیں رب العالمین کی طرف سے ہے کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ تم نے اس کو افترا کرلیا ہے تم کہدو کہ تو پھر تم لوگ اسکے مثل ایک ہی سورت لاؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلاسکو بُلالو اگر تم سچے ہو۔ پ ۱۱ یونس۔ کلام ذات ہے۔ قرآن کے کلام رب ہونے کی آپ صداقت دے رہا ہے اور پھر اپنے منکرین کے مقابلہ میں دعویٰ کیا جارہا ہے کہ اسکے مثل ایک حصہ ہی تمام دنیا والے ملکر بنالیں دعوی کو تیرہ سو برس گذر چکے لیکن آج تک کسی سے تردید نہ ہوسکی اگر انسانی کلام ہوتا تو ضرور دعوی کو رد کردیا جاسکتا تھا لیکن دعوی کی صداقت قرآن کی سچائی کی بیّن دلیل ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے تم سب اسی کے پاس لائے جاؤگے۔ اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں اُن کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کیلئے۔ پ ۱۱ یونس۔ کلام ذات ہے۔ قرآن مجموعہ نعمت بیشک ہے۔ گناہوں سرکشیوں سے دلوں میں جو بیماری پیدا ہوتی ہے اُسکا علاج ہے اور نجات ابدی اور روحی مسرت و تسکین حاصل کرنے کا فی الحقیقت ذریعہ ہے پس ان اعتبارات سے وہ خدا کا کلام ہے کسی انسانی کلام میں یہ خوبیاں ہو نہیں سکتیں۔

ترجمہ آیتہ۔ لوگو تم کچھ ہی عمل کیوں نہ کرتے ہوں مگر کہ ہم تمہارے پاس موجود ہوتے ہیں جب تم مشغول ہوتے ہو اس کام میں اور نہیں پوشیدہ رہ سکتی تیرے رب سے ذرہ برابر چیز زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چھوٹی چیز ہے اور نہ بڑی جو نہ ہو کتاب روشن میں۔ پ ۱۱۔ یونس ۱۰

کلامِ ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو خود رسولِ عربیؐ کو بھی خدا کا ایسا قرب معلوم نہ ہو سکتا تھا اس لئے کہ آپکی قوم خدا کی اسطرح معیت سے لاعلم تھی پھر کسطرح آپ یہ علم حاصل فرما سکتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ سُن رکھو۔ جو خدا کے خاص بندے ہیں اُن پر نہ کچھ ڈر ہے اور نہ غمگین ہونگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے انکے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں نہیں بدلتیں اللہ کی باتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔ ع ۱۲ یونس۔ کلامِ ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو کیونکر رسولِ عربیؐ کو معلوم ہو سکتا تھا کہ اللہ کے مقررہ قوانین قدرت و اصول نہیں بدلتے اسلئے کہ وہ تو کوئی تعلیم یافتہ شخص نہ تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ کافر کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنا رکھا ہے (حالانکہ) وہ بے نیاز ہے۔ اُسیکا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تمہارے پاس کچھ بھی دلیل اسکی نہیں پھر کیوں جھوٹ کہتے ہو اللہ پر جو بات نہیں جانتے۔ ع ۱۲ یونس۔ کلامِ ذات ہے۔ یہودیوں۔ عیسائیوں کے عقیدہ کا رد فرمایا گیا ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو اس میں تمام دنیا کی مختلف قومیں جو انواع کے عقائد باطلہ رکھتی ہیں اس کا رد مذکور نہوتا۔

ترجمہ آیتہ۔ اے قوم اگر گراں گذرا تم پر میرا رہنا اور میرا سمجھانا اللہ کی آیتوں سے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا تم سب پختہ کر لو اپنا کام اپنے شریکوں کیساتھ پھر نہ رہے تمہارا کام تم پر پوشیدہ پھر جو کچھ تمکو میرے ساتھ کرنا ہے کر چکو اور مجھے مہلت نہ دو پھر اگر تم منھ موڑ بیٹھے تو میں نے تم سے طلب نہ کی تھی کچھ مزدوری بس میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے اور مجھکو حکم ہے کہ میں مسلمان ہو رہوں ع ۸ یونس۔ حضرت نوح علیہ السلام کا کلام ہے۔ آپ اپنی تعلیم کی صداقت کے ثبوت میں یہ دلیل لارہے ہیں کہ میں اس کے صلہ میں تم سے کچھ معاوضہ تو طلب نہیں کر رہا ہوں۔ بلا معاوضہ تعلیم دینا پاک خیالی کی حجت ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ کو حضرت نوح علیہ السلام کے کلام اور انکے تعلیم و تلقین کا بھی کچھ علم حاصل نہ ہو سکتا تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور کہا موسیٰؑ نے کہ بھائیو اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر تو اُس پر بھروسہ کرو اگر تم فرمانبردار ہو

تو انہوں نے کہا کہ اللہ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا۔ اے ہمارے پروردگار ہم پر زور نہ آزما اس ظالم قوم کا اور ہمکو چھڑا اپنی رحمت سے ان کافر لوگوں کے پنجے سے۔ پ۱۱ ع۱۴ یونس۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر مسلمانوں کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو حضرت موسیٰؑ اور اُن کے زمانہ کے مسلمانوں کے کلام کا کچھ علم حاصل نہ ہو سکتا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور ہم نے پار اُتار دیا بنی اسرائیل کو دریا کے پھر انکا تعاقب کیا فرعون اور اسکے لشکر نے شرارت و عداوت سے۔ یہانتک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا۔ مجھکو یقین آیا کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل اور میں بھی فرمانبرداروں میں ہوں (ہم نے کہا) اب ایمان لایا اور نافرمان رہا پہلے اور رہا مفسدوں میں (خیر) تو آج ہم تجھکو بچا دینگے تیرے بدن سے تاکہ آئندہ تیرے قائم مقاموں کیلئے نشانی ہو اور بیشک بہت سے لوگ ہماری قدرت کی نشانیوں سے بے خبر ہیں پ۱۱ ع۱۴۔ یونس۔ کلام ذات کیساتھ فرعون شاہ مصر کا کلام شامل ہے۔ دریا میں فرعون کا سارا لشکر ڈوب مرا تھا لیکن کسی کی نعش دستیاب نہ ہوئی البتہ فرعون کی لاش ملی جسکو اسکی باقی ماندہ قوم نے محفوظ کر رکھا تھا جو زمانۂ حال میں دستیاب ہوئی ہے۔ یہ واقعہ قرآن کی صداقت پر دال ہے۔ دنیا والوں کی عبرت کیلئے آج بھی فرعون کی لاش اسکی حسرت بھری دردناک موت کے واقعہ کی یاد تازہ رکھنے کیلئے موجود ہے۔ اگر قرآن رسولِ عربیؐ کی ذاتی مصنفہ کتاب ہوتی تو اسمیں فرعون کا واقعہ اس تفصیل کیساتھ کہاں سے مذکور ہو جاتا اس لئے کہ رسولِ عربیؐ تو کچھ تاریخ عالم عالم اور نہ آپ ایسے علمائے تاریخ کی مجلسوں میں شریک رہے تھے جنکو ان واقعات کا علم تھا اگر آپکو ایسا موقعہ ملتا بھی تو سُنے سُنائے واقعات اس مستحکم طریقہ سے قلمبند نہ کرائے جا سکتے۔ جیسے کہ وہ ہیں سُنے سُنائے واقعات بیان کئے جائیں تو اُن پر عدم صداقت کی نسبت عقلاً اعتراضات وارد ہو سکتے ہیں مگر قرآن نے جس انداز سے فرعون کے واقعات کا انکشاف کیا ہے اُس پر کسی قسم کی نکتہ چینی کا امکان نہیں ہے اور یہ قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی کافی دلیل ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ پس اگر تو شک میں ہے اس چیز سے جو ہم نے اُتاری تیری طرف تو دریافت کرکے

دیکھو اُن لوگوں سے جو پڑھتے ہیں کتاب آسمانی تجھ سے پہلے سے بیشک تیرے پاس آیا حق تیرے رب کی جانب سے پس تو نہ ہو شبہ کرنے والوں میں اور تو نہ ہو اُن لوگوں میں جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو ورنہ ہو جائیگا نقصان پانے والوں میں - پ ۱۱ یونس - کلام ذات ہے - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسول عربی کو اس طرح اپنی آپ ہدایت کر لینے کی نوبت آتی اور نہ ضرورت محسوس کیجاتی خود آپ کو قرآن کے متعلق شک میں نہ پڑھنے کی تعلیم دینا صداقت قرآن کی قوی دلیل ہے۔

ترجمہ آیتہ - اور اگر تیرا پروردگار چاہتا (تو) ایمان لاتے جتنے (لوگ) زمین میں ہیں سب کے سب پھر کیا تو جبر کرسکتا ہے لوگوں پر کہ وہ با ایمان ہو جائیں اور کسی شخص کے بس میں نہیں کہ ایمان لے آئے - البتہ اللہ کی مرضی و رضا سے اور ڈالتا ہے گندگی اُن لوگوں پر جو عقل کو کام میں نہیں لاتے - پ ۱۱ - یونس - کلام ذات ہے - باوجود تیرہ سو برس گذرنے کے تمام لوگ دنیا کے مسلمان نہوئے اور بڑے بڑے عقلمند و فضلا بھی اس نعمت سے محروم رہجاتے ہیں - انکے مقابلہ میں جہلا اس کو سمجھکر قبول کر لیتے ہیں تو ظاہر ہوا کہ اسلام قبول کرنا اور نہ کرنا محض انسان کی اختیاری بات نہیں ہے بلکہ وہ خدا کے فضل و کرم پر ہی منحصر ہے کہ جسکو توفیق نیک عطا فرمایا وہ تو اسلام کو نجات دہندۂ ابدی تصور کر کے اس کا ہو رہا - اور جسکو توفیق نصیب نہوئی وہ اس سے منہ موڑ لیا جیسے کہ شپر سورج کی روشنی سے آنکھ بند کر لیتی اور منہ موڑ لیتی ہے اور اگر کسی کو عارضی طور سے ہدایت نیک فرما کے اُس پر قائم نہ رکھا تو اسلام قبول کر لینے کے بعد پھر مرتد و مشرک ہو گیا جس طرح کہ بیمار کی طبیعت دوا اور عمدہ غذا کی طرف راغب بنا دی تو مریض چنگا ہو گیا اور پھر اس کو دوا سے نفرت دلادی اور بد پرہیزی کرادی تو بیماری عود کر آئی اور موت کی نیند سُلا دیا - غرضکہ یہ ایسے اٹل نظریات ہیں کہ لامحالہ قرآن کو منجانب خدا تسلیم کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے -

ترجمہ آیتہ - (اے نبی) کہدو کہ اے لوگو اگر تمہیں شبہ ہو میرے دین و مذہب کے متعلق تو میں اُن کی پوجا نہیں کرتا جنکی تم کرتے ہو اللہ کے سوا - لیکن پوجتا ہوں اللہ کو جو تمہاری روحوں کو قبض کر لیتا ہے اور مجھے حکم ہے کہ رہوں میں ایمان والوں کے طبقہ میں - اور اللہ نے مجھے یہ بھی حکم

دیا ہے کہ سیدھا کر اپنا منہ دین پر ایک رُخا ہو کر اور نہ ہو مشرکین میں۔ اور نہ یاد کر اللہ کے سوا ایسے کو جو نہ تجھے نفع دے سکتا ہے اور نہ ضرر پہونچا سکتا ہے پھر اگر تو نے ایسا کیا تو اسوقت تو بھی ظالموں میں ہو گا۔ ۱۰۵ یونس۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو خود رسول عربی کو ایسے سخت تاکید و تہدید کے الفاظ اپنے متعلق لکھانے کی کیا ضرورت ہوتی۔ اس آیتہ میں اللہ کے سوا کا جملہ غضب کی بلاغت و فصاحت پر مبنی ہے۔ اسطرح کہ پرستش خدا کی بھی اور بتوں کی بھی جیسے کہ بھگوان کی مورتی اور ہنومان کی مورتی بھی۔ کفار عرب کعبہ کو خدا کا گھر خیال کرتے ہوئے بھی وہاں عبادت کرتے تھے اور یہ عبادت مکان کے اطراف برہنہ تن کر چلنے اکڑ سیٹیاں بجانے سے ہوتی تھی اور اندرون مکان تین سو ساٹھ بتوں کے آگے سجدہ کرنے تیل و سیندور چڑھانے سے حتی کہ اونکے روبرو اپنی معصوم بچیوں کو ذبح کرنے سے بھی۔ لیکن رسول عربی نے ان افعال شنیعہ کے کرنے سے قطعاً انکار کر دیا اور خدا کے گھر سے اُن تمام بتوں کو خارج کر کے اسی مقدس مکان کے سامنے صرف خدائے واحد بزرگ و برتر کی تعریف پڑھتے ہوئے فرش خاک پر سر نیاز جھکائے ہوئے جبین نیاز کو ٹیک دیا کیا یہ عبادت فی الحقیقت فضائے آسمانی کے تحت انوکھی و خالصانہ نہ تھی ہر شریف دل کی تو یہی صدائے ایمانی ہو گی کہ تھی اور ضرور تھی تو یہ ماننا پڑیگا کہ اسلام سچا۔ قرآن سچا۔ سب سے پہلا مسلمان (محمدؐ) سچا اور اُسکا طریقۂ عبادت بھی سچا تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبیؐ کہدو کہ اے لوگو تمہارے پاس آچکا حق (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے پس اب جو کوئی رستہ پر آئے تو بس راہ پر آتا ہے اپنے بھلے کو۔ اور جو بھٹکا پھرے تو بس بھٹکا پھریگا اپنے برے کو۔ اور میں تمہارا وکیل تو نہیں ہوں۔ ۱۰۸ یونس۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربی کی بے غرضانہ تعلیم و ہدایت ہی قرآن کی صداقت پر دال ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور اے رسولؐ تم چلو اُسی پر جو وحی کیجاتی ہے تمہاری طرف اور صبر کرو یہانتک کہ فیصلہ کر دے اللہ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ ۱۰۹ یونس۔ کلام ذات ہے۔ اسلام اور کفر کا فیصلہ حیات رسول عربی میں ہی خدا نے فرما دیا۔ عرب میں بتوں کا نام رہا اور نہ بت پرستی

کا نشان :- رہا پس قرآن کی پیشینگوئی کا پورا ہونا اس کے منجانب خدا ہونے کی کافی دلیل ہے
ترجمہ آیتہ - یہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ جانچ کی گئی ہیں اسکی آیتیں - پھر کھولی گئی ہیں حکمت والے
باخبر کی طرف سے کہ نہ پوجو مگر اللہ کو - میں تمہیں اسکی طرف سے ڈراتا اور خوشخبری سناتا ہوں اور
یہ کہ معافی مانگو اپنے رب سے - پھر توبہ کرو اسکی جناب میں تاکہ تمکو فائدہ دے اچھا فائدہ ایکوقت
تک اور عطا فرمائے ہر زیادہ کرنے والے کو زیادتی اس کی اور اگر تم منہ موڑو تو میں خوف کرتا
ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب کا - اللہ کی طرف تمکو لوٹنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے - ع ۸ ہود ۱۱
ترجمہ آیتہ - اور وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں اور تھا اس کا تخت
پانی پر (پس اس نے تمکو پیدا کیا) تاکہ تمہاری آزمایش ہو کہ تم میں کون اچھا عمل کرتا ہے - اور اگر
تم کہیں کہ تم سب اٹھا کھڑے کئے جائینگے مرنے کے بعد تو کافر ضرور کہینگے کہ بس یہ تو کھلا جادو ہے
ع ۱ ہود ۱۱ - کلام ذات ہے - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسولِ عربی کو عالم پیدایش کا حال
کیا معلوم ہوتا -

ترجمہ آیتہ - کیا کہتے ہیں کہ وضع کرلیا ہے قرآن (خیر اے نبی) کہدو کہ تم لے آؤ ایک دس سورتیں
ایسی بنا کر - اور بلا لو جسے بلا سکو اللہ کے سوا (اس کام کیلئے) اگر تم سچے ہو پس اگر تمہارا کہا نہ کر سکیں
تو جان لو کہ بس قرآن اترا ہے اللہ ہی کے علم سے اور یہ کہ کوئی معبود نہیں اس کے سوا تو اب بھی
مسلمان ہوتے ہو - ع ۲ ہود ۱۱ - کلام ذات ہے - عرب کے فصحا و شعرا کو اپنے کلام اور اپنی زبان پر
ناز تھا وہ سارے عالم کو گونگا کہتے تھے باوجود اس کے قرآن کا یہ دعویٰ کہ تم چند فقرے مجھ جیسے
کہدو قرآن کے منجانب خدا ہونے کی زبردست دلیل ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول
عربی اتنا بڑا دعویٰ اپنی قوم اور دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلہ میں پیش نہ فرما سکتے تھے - آپکا
اور ہی کلام ہے جسکو حدیث کہتے ہیں لیکن جو خوبی قرآن کے کلام میں ہے وہ حدیث کے کلام میں
نہیں اس سے اس امر کا صاف پتہ چلتا ہے کہ خدا ہی کا کلام قرآن ہے - قرآن کے دعوے تردید
آج تک دنیا والوں سے نہ ہو سکی -

ترجمہ آیتہ - بھلا وہ شخص جو اپنے رب کے کھلے رستہ پر ہو اور اسکے ساتھ ایک گواہ ہو اللہ کی طرف سے - اور قرآن سے پہلے موسیٰ کی کتاب جو رہنما اور رحمت ہے ایسا شخص طالب دنیا کا جیسا ہو سکتا ہے - یہی ہیں جو مانتے ہیں قرآن اور جو کوئی اس کا منکر ہو فرقوں میں سے پس مرگ ہے اسکا وعدہ پس تو نہ ہو شبہہ میں اس قرآن سے - بیشک یہ برحق ہے تیرے رب کی طرف سے - لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے - پ۱۲ ع۲ ہود۱۱ - کلام ذات ہے - قرآن کے منجانب اللہ ہونے میں شک و شبہہ کرنیکی نسبت خود رسول عربیؐ کو ہدایت ہو رہی ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس قسم کی ہدایت اپنے آپ کو دینے کی کیا ضرورت داعی ہوتی -

ترجمہ آیتہ - بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور عاجزی کی اپنے پروردگار کے آگے یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہینگے - پ۱۲ ع۲ ہود۱۱ - کلام ذات ہے - قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں نیک عمل کرنے کی ہدایت ہی نہ ہوتی اس لئے کہ رسول کاذب ٹھہرتے اور ایسے شخص کو نیکی سے کیا واسطہ ہو سکتا ہے -

ترجمہ آیتہ - اور ہم نے بھیجا نوحؑ کو اسکی قوم کی جانب - اور اسنے کہا کہ میں تمکو ڈرسناتا ہوں کھولکر کہ نہ پوجو اللہ کے سوا - بیشک میں تم پر خوف کرتا ہوں ایک دردناک دن کے عذاب کا - تو بولے سردار جو منکر تھے اس کی قوم میں سے کہ ہم نہیں دیکھتے تجھکو مگر اپنے مانند انسان اور ہم نہیں دیکھتے کہ کوئی تیرا تابع ہوا ہو سوائے انکے جو ہم میں رذیل ہیں اور وہ ایمان لائے بھی تو سرسری نظر سے اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے لئے اپنے اوپر کچھہ بڑائی بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ تم جھوٹے ہو - پ۱۲ ع۳ ہود۱۱ - کلام ذات کے ساتھ حضرت نوح علیہ السّلام اور آپکی قوم کے سرکش امرا کا کلام بھی شامل ہے - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو یہ واقعہ کیونکر معلوم ہو سکتا جو صدیوں پہلے کا ہے -

ترجمہ آیتہ - کیا کہتے ہیں کہ (محمدؐ) نے بنا لیا قرآن کو - تو کہہ دے کہ اگر میں بنا لایا ہوں تو مجھہ پر ہے میرا گناہ اور میں اس سے بری الذمہ ہوں جو تم گناہ کرتے ہو - پ۱۲ ع۳ ہود۱۱ - کلام ذات ہے - اگر

قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس قسم کا جواب سکھانے کی ضرورت نہ ہوتی۔
ترجمہ آیتہ۔ نوح نے کہا کہ سوار ہو جاؤ کشتی میں اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا منحصر ہے بیشک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے اور کشتی انکو لئے چلی جا رہی تھی پہاڑ جیسی (بلند) لہروں میں اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے (کنعان) کو اور وہ رہ گیا تھا کنارے کہ بیٹا سوار ہو جا ہمارے ساتھ اور نہ رہ کافروں کے ہمراہ۔ وہ بولا کہ میں چڑھ لونگا کسی پہاڑ پر اور وہ مجھکو بچا لیگا پانی سے۔ نوح نے کہا کوئی بچانے والا نہیں آج کے روز اللہ کے عذاب سے مگر وہی جس پر مہربانی فرمائے۔ ہے ۱۱ ہوا۔ کلام ذات کیساتھ نوح علیہ السلام اور انکے سرکش و کافر لڑکے کا کلام شریک ہے۔ اگر قرآن رسول عربی کا من گھڑت قصہ ہوتا تو واقعہ طوفان اس تفصیل کیساتھ اور ایسے عمدہ پیرایہ میں کہ کوئی اعتراض عقلی وارد نہ ہوسکے مرقوم نہ کیا جا سکتا تھا۔
ترجمہ آیتہ۔ اور حائل ہوئی دونوں کے درمیان موج پھر وہ ہو گیا ڈوبنے والوں میں ع کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو آپ باپ بیٹے کو جدا کرنے والی موج کا سماں اس طرح نہ کھینچ سکتے۔
ترجمہ آیتہ۔ اور حکم دیا گیا کہ اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا۔ اور سکھا دیا گیا پانی اور کام تمام کر دیا گیا اور کشتی جا ٹھہری جودی پہاڑ پر اور کہا گیا کہ لعنت ہو ظالم لوگوں پر ہے ۱۱ ہوا۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو جودی پہاڑ کا نام تک معلوم نہ ہو سکتا تھا کیونکہ آپ جغرافیہ کے ماہر تو نہ تھے۔
ترجمہ آیتہ۔ اور ہم نے بھیجا عاد کی جانب انکے بھائی ہود کو۔ کہا کہ اے قوم عبادت و اطاعت کرو اللہ کی کوئی تمہارا معبود نہیں اسکے سوا (اور شرک جو کرتے ہو) تم محض خدا پر بہتان باندھتے ہو۔ اے قوم میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ مزدوری۔ میری مزدوری تو اسی پر ہے جس نے مجھکو پیدا کیا تو کیا تم سمجھتے نہیں۔ اور اے قوم والو گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر توبہ کرو اسکی بارگاہ میں کہ وہ بھیجدیگا تم پر خوب برسنے والا (ابر) اور تم کو زیادہ دیگا قوت اور نہ بھٹکو گناہگار

ہو کر۔ وہ بولے اے ہود تو ہمارے پاس کوئی نشانی لیکر نہیں آیا اور ہم چھوڑنے والے نہیں اپنے بتوں کو تیرے کہنے سے اور ہم تجھہ پر ایمان لانے والے نہیں۔ پ۱۲ ہود۔ کلام ذات کے بعد ہود علیہ السلام اور آپکی سرکش قوم کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسولِ عربیؐ کو ان واقعات کا کیونکر علم ہوسکتا تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور ہم نے بھیجا ثمود کی جانب ان کے بھائی صالح کو۔ کہا اے قوم عبادت کرو اللہ کی تمہارا کوئی معبود نہیں اسکے سوا۔ اسی نے تمکو پیدا کیا زمین سے اور تمکو بسایا اس میں تو اس سے معافی مانگو پھر توبہ کرو اسکی جناب میں بیشک میرا رب (ہر ایک کے) قریب ہے (اور) دعا کا قبول فرمانے والا ہے۔ کہا انہوں نے کہ اے صالح تجھہ پر ہمکو اعتماد تھا اس سے پہلے کیا تو ہمکو منع کرتا ہے کہ ہم پوجا نہ کریں جنکی پوجا کرتے رہے ہمارے باپ دادا۔ ہمکو تو اس امر میں شک ہے جسکی طرف تو ہمکو بلا رہا ہے وہ ایسا ہے کہ دل نہیں ٹہرتا۔ پ۱۲ ہود۔ کلام ذات کیساتھ حضرت صالح علیہ السلام اور انکی قوم کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو انسان کا مٹی سے بننا اور خدا کا ہر ایک سے قریب رہنا رسولِ عربیؐ کن معلومات کی بنا پر کہہ سکتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور آئی لوط کے پاس انکی قوم بے اختیار دوڑی ہوئی۔ اور پہلے سے کر رہے تھے برے کام۔ لوط نے کہا اے قوم میری بیٹیاں ہیں (ان سے نکاح کرلو) یہ پاکیزہ تر ہیں تمہارے لئے تو تم خوف کرو اللہ سے اور مجھکو رسوا نہ کرو میرے مہمانوں کے بارے میں کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں۔ وہ بولے تم تو جان گئے ہو کہ ہمکو تمہاری لڑکیوں کی ضرورت نہیں اور تمکو معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ پ۱۲ ہود۔ کلام ذات کیساتھ حضرت لوط علیہ السلام اور آپکی بدکار خلاف وضع فطری کام کرنے والی قوم کا کلام شامل ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسولِ عربیؐ کو کس طرح معلوم ہوسکتا تھا کہ قومِ لوط بجائے عورتوں کے لڑکوں سے ازالۂ شہوت کیا کرتی تھی اور قانونِ فطرۃ کی صریح خلاف ورزی کرنے کی عادی تھی۔

ترجمہ آیتہ۔ اور ہم نے بھیجا اہلِ مدین کی جانب اُن کے بھائی شعیب کو۔ کہا اے قوم عبادت

ترجمہ آیۃ - اے جیل کے رفیقو - بھلا کئی معبود جدا جدا اچھے یا اللہ اکیلا زبردست - تم لوگ کچھ نہیں پوجتے اللہ کے سوا مگر ناموں کو جو بنا رکھے ہیں تم اور تمہارے باپ دادا نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند کسیکی حکومت نہیں سوا اللہ کے اس نے فرمادیا کہ کسیکی عبادت نہ کرو سوائے اللہ کے یہی ہے دین سیدھا - لیکن بہت لوگ نہیں جانتے - ﴿۳۹-۴۰﴾ یوسف ۱۲ - حضرت یوسف علیہ السلام کا کلام ہے - کیتنی قوی دلیل ہے کہ بت پرست بتوں کے مختلف نام رکھ لیکر انکی عبادت کرتے ہیں خدا کی کوئی عبادت نہیں کرتا اور بتوں کی عبادت کرنے کیلئے خدا نے کوئی حکم دیا اور نہ اسکو جائز بتلایا - اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ مکالمہ جو آپ نے قیدخانہ میں ساتھی قیدیوں کیساتھ فرمایا تھا کسطرح معلوم ہوسکتا اسلئے کہ یہ واقعہ رسول عربی سے صدیوں پہلے کا ہے۔

ترجمہ آیۃ - ہم مرتبے بلند کرتے ہیں جسکے چاہیں اور ہر عقلمند سے بڑھکر دوسرا عقلمند موجود ہے - ﴿۷۶﴾ - یوسف ۱۲ - کلام ذات ہے - تمام دنیا والوں پر نظر ڈالی جائے تو واضح ہوگا کہ ہر ایک شخص کی حالت باعتبار فراست و دولت و حکومت جداگانہ ہی ہے پس اس اعتبار سے قرآن کی صداقت کا پتہ چلتا ہے۔

ترجمہ آیۃ - اور منھ پھیرا ان سے اور کہا اے افسوس یوسف پر - اور سفید پڑ گئیں یعقوب کی آنکھیں رنج کے مارے سو وہ اپنے آپ کو گھونٹ رہے تھے بیٹے کہے کہ خدا کی قسم آپ تو ہمیشہ یاد میں رہینگے یوسف کی یہانتک کہ بیمار ہو جاؤگے یا ہلاک ہی ہو جاؤگے یعقوب نے کہا کہ میں فریاد کرتا ہوں اپنی بے قراری اور غم کی اللہ سے اور مجھکو معلوم ہیں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تمکو معلوم نہیں - بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسف اور اسکے بھائی کی نا امید نہ ہو اس کی رحمت سے - یقیناً نا امید نہیں ہوا کرتے اللہ کی رحمت سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں - پھر جب داخل ہوئے یوسف کے پاس تو بولے کہ اے عزیز پہونچی ہمکو اور ہماری اہل کو سختی اور ہم لائے ہیں نکمی پونجی - پر پوری عطا فرمائیے ہمکو بھرتی اور ہم پر بخشش فرمائیے

بیشک اللہ معاوضہ عطا فرماتا ہے بخشش کرنے والوں کو۔ یوسف نے کہا تمکو معلوم بھی ہے کہ تمنے کیا سلوک کیا
یوسف اور اسکے بھائی کیساتھ جب تمکو سمجھ نہ تھی۔ بولے کیا در اصل تم یوسف ہو۔ کہا میں ہی تو یوسف ہوں اور
یہ میرا حقیقی بھائی ہے۔ اللہ نے احسان فرمایا ہم پر۔ بیشک جو اللہ سے ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے
تو اللہ نہیں رائیگاں کرتا معاوضہ نیکی کرنے والوں کا۔ بولے خدا کی قسم کچھ شک نہیں تمکو فضیلت
دی اللہ نے ہم پر اور یقیناً ہم ہی خطاوار تھے۔ یوسف نے کہا کچھ الزام نہیں آپ پر آج۔ اللہ
آپ لوگوں کو بخشے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھکر مہربان ہے۔ آپ لوگ لیجاؤ میرا قمیص اور اسکو
اُڑہاؤ والد کے منہ پر کہ وہ دیکھنے لگیں گے۔ اور لے آئیے میرے پاس اپنی تمام اہل کو۔ اور جب
شہر سے باہر ہوا قافلہ۔ کہا اُن کے باپ نے کہ میں پاتا ہوں یوسف کی بُو اگر مجھکو بھولا نہ کہو۔
متعلقین نے کہا بخدا تم تو اپنے پُرانے خبط پر ہو۔ پھر جب آگیا خوشخبری دینے والا ڈالدیا کُرتہ یعقوب
کے رُخ پر تو وہ دیکھنے والے ہوگئے۔ کہا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ مجھکو معلوم ہے اللہ کیطرف سے
جو تمکو معلوم نہیں وہ کہنے لگے ابا جان معافی مانگئے ہماری خطاؤں کی بیشک ہم ہی قصوروار تھے
باپ نے کہا تمکو بخشواؤنگا اپنے پروردگار سے وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ پھر جب واپس ہوئے
یوسف کے ہاں تو یوسف نے جگہ دی اپنے قریب اپنے ماں باپ کو اور کہا کہ رہو مصر میں اللہ
کی مرضی سے اطمینان کیساتھ۔ اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت شاہی پر۔ اور سب گر گئے
یوسف کے آگے سجدہ تعظیمی میں اور یوسف نے کہا پیارے باپ یہ تعبیر ہے میرے اگلے خواب
کی اسکو میرے رب نے صحیح کر دکھایا اس نے احسان فرمایا میرے ساتھ جب مجھکو نکالا قید سے
اور لے آیا تمکو گاؤں سے اسکے بعد کہ جھگڑا ڈالدیا تھا شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں
بیشک میرا رب تدبیر کرتا ہے جو چاہے وہی خبردار حکمت والا ہے۔ اے میرے پروردگار تونے دی مجھکو بادشاہی
مجھکو سکھائی تعبیر دینی خوابوں کی اے پیدا کرنیوالے آسمان اور زمین کے تو ہی میرا کام بنانیوالا ہے دنیا اور آخرت
میں مجھکو موت عطا فرما اسلام پر اور ملا مجھکو نیکی کرنیوالوں میں۔ ع ۱۱ یوسف ۱۲ کلام ذات کیساتھ حضرت
یعقوب نبی علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام اور آپکے علاتی بھائیوں کا

شامل ہے۔ خداوند کریم کی حکمت و آزمائش۔ باپ کی الفت۔ بیٹے کا حسن۔ باپ کا تقدس و صبر بیٹے کی سعادت و پاکدامنی بھائیوں کی شقاوتِ قلبی اور ظلم۔ حضرت یوسفؑ کا عفو اور صلۂ رحم ایک ایسی اچھوتی داستان ہے جسکی نظیر تاریخ عالم کی فسانہ نگاری میں نہیں ملتی کیا یہ ممکن ہے کہ ایک ایسی ہستی جو نہ فسانہ نگار ہو اور نہ ناولسٹ یا ڈرامہ نویس ہو ایسا بہتر سے بہتر پاک و عیوب سے مبرا قصہ سپرد قلم کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں شریفانہ و منصفانہ جواب لامحالہ نفی میں ہوگا تو پھر کیا یہی امر اس بات کی قوی دلیل نہیں ہے کہ قرآن رسولِ عربیؐ کا ذاتی کلام نہیں ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ انسان کیلئے محافظ (مقرر) ہیں اسکے آگے اور پیچھے اسکی حفاظت کرتے ہیں خدا کے حکم سے۔ اللہ نہیں بدلتا وہ حالت جو کسی قوم کی ہو۔ جبتک کہ وہی نہ بدل لیں جو کچھ انکے دلوں میں ہیں اور جب چاہے اللہ کسی قوم کو بُرائی پہنچانی تو وہ ٹل نہیں سکتی۔ اور انکا کوئی نہیں اللہ کے سوا مددگار۔ پ۱۳ الرعد۱۳۔ کلامِ ذات ہے کیسا اٹل فیصلہ ہے کہ آجتک اسمیں کبھی ترمیم نہ ہوئی۔ ہر قوم اپنی نیک کرداری کے دور میں سُرخ رو اور بامراد رہی ہے اور جب یہ بات اس میں باقی نہ رہی تو قعرِ مذلت میں جا پڑی۔ خود مسلم قوم اپنے حسنِ عمل کو چھوڑ کر آج بدنام و لاچار ہو چکی ہے۔ حالانکہ ایک دن وہ تھا کہ دنیا کے لاچاروں کی ملجاو ماوا بنی ہوئی تھی اور خالق کی چاہت و رحمت اسکی شاملِ حال تھی۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو قوموں کے عروج و زوال کا یہ اعلیٰ راز رسولِ عربیؐ پر کیونکر منکشف ہو سکتا تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور وہ لوگ کہ جنہوں نے صبر کیا اپنے پروردگار کی توجہ چاہنے کو اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیئے ہوئے میں سے چھپا کر اور ظاہر اور بھلائی کرتے ہیں بُرائی کے مقابلہ میں یہی لوگ ہیں جنکے لئے آخرت مسکن ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں کہ جنمیں وہ آپ بھی جائینگے اور نیز جو نیک عمل کرنے والے ہوئے اُن کے باپ داداؤں اور بی بیوں اور اولاد سے اور فرشتے اُن پر داخل ہونگے ہر دروازہ (جنت) سے یہ کہتے ہوئے کہ (تم پر سلامتی ہے اسکے بدلے میں کہ تم نے صبر کیا سو خوب ملا یہ مقام۔ پ۱۳ الرعد۸ کلامِ ذات ہے کتنی پاکیزہ تعلیم ہے کیا خدا کے سوا کسی

ایسے انسان سے جو خدا کے ساتھ افترا کا کھیل کھیلے ایسی مقدس تعلیم دوسروں کو دینے کی توقع ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں پس قرآن کی پاک تعلیم ہی اسکی اور رسول کی صداقت کی ضامن ہے۔
ترجمہ آیتہ۔ اللہ زیادہ کر دیتا ہے روزی جس کی چاہے اور کم کر دیتا ہے (جسکی چاہئے) اور کافر خوش ہیں دنیا کی زندگی سے۔ اور کچھ نہیں دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں مگر بے حقیقت شئے۔ ۲۶ الرعد ۱۳۔ کلام ذات ہے۔ دولت کا ملنا، عیش و راحت کا نصیب ہونا با ایمان و سچے مذہب کا پیرو ہونے کی دلیل نہیں بتلایا گیا جس طرح خدا ایک عالم کے مقابلہ میں جاہل کو اور محنتی کے مقابلہ میں کاہل کو زیادہ رزق بھی دیا کرتا ہے اسیطرح مسلم سے بڑھکر غیر مسلم کو تو یہ کوئی خوشی و فخر کی بات نہیں۔ کتنا وزنی استدلال ہے کیا ایک اُمّی ہستی سے ایسا خاموش کن فیصلہ صادر ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔
ترجمہ آیتہ۔ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ ۳۱ الرعد ۱۳۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو خود رسول عربیؐ کو اس باب میں کوئی ذریعہ علم نہ تھا۔
ترجمہ آیتہ۔ کافر کہتے ہیں کہ تم پیغمبر نہیں ہو۔ کہدو کافی ہے اللہ گواہ میرے اور تمہارے درمیان اور وہ لوگ کہ جنکو کتاب (آسمانی) کا علم ہے۔ ۴۳ الرعد ۱۳۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن رسول عربیؐ کی ذاتی تصنیف ہوتی اور فی الحقیقت وہ نبی نہ ہوتے تو یوں فیصلہ کو خدا کے سپرد کر دیتے اور نہ اس طرح وہ اپنے آپ کو جواب دینا سکھا لیتے۔
ترجمہ آیتہ۔ یہ قرآن ایک کتاب ہے اسکو ہم نے تمہاری طرف اُتارا ہے تاکہ نکالو لوگوں کو (اسکے ذریعہ) اندھیروں سے (کفر کے) اجالے کی طرف (اسلام کے) انکے پروردگار کے حکم سے اسکے راستہ کی جانب جو زبردست لائق تعریف ہے اللہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور افسوس ہے کافروں پر سخت عذاب کا جو پسند رکھتے ہیں دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں اور روکتے ہیں اللہ کے راستے سے اور سیمیں خرابی ڈھونڈتے ہیں یہی لوگ پرلے درجہ کی گمراہی میں ہیں۔ ۱ تا ۳ الرعد ۱۴۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول عربیؐ

کو مخاطب کر کے ہدایت کیجا رہی ہے کہ کافروں کو جو راہِ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں قرآن کے ذریعہ سیدھی راہ بتلاؤ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کیا ضرورت تھی کہ رسول عربی اپنے آپ کو تعلیم دیتے ۔ کفار کی نسبت جو کہا گیا ہے اس میں آجتک کوئی فرق نہ آنے پایا ۔ یہ بات قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی قوی دلیل ہے اگر ذات رسولؐ کا قول ہوتا تو ہمیشہ پورا نہ اُترتا۔

ترجمہ آیتہ ۔ اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے پروردگار کر دیجیے اس شہر مکہ کو امن کی جگہ اور بچا مجھکو اور میری اولاد کو (اس کام سے) کہ پوجا کرنے لگیں بتوں کی ۔ اے میرے پروردگار ان بتوں نے گمراہ کر دیا بہت سارے لوگوں کو ۔ تو جس نے میری پیروی کی وہ تو میرا ہے ۔ اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا ہے ۔ اے ہمارے پروردگار میں نے بسائی ہے اپنی اولاد بنجر بیابان میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت والے مکان کے قریب ۔ اے ہمارے پروردگار تاکہ یہ قائم رکھیں نماز تو کر کتنے ہی لوگوں کے دل کہ مائل ہوں انکی طرف اور انکو روزی عطا فرما میووں سے تاکہ یہ شکر کریں ۔ ع ابراہیم ۱۴ ۔ اور جب ابراہیم نے کہا کے بعد کا کلام کلام ذات ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے اور ایسی مقبول دعا ہے کہ آجتک اہل مکہ میوہ خوب پاتے ہیں ۔ اگر قرآن خدا کیطرف نہ ہوتا تو رسول عربی کو حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کا علم کیونکر ہو سکتا تھا ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اے محمدؐ ۔ ایسا خیال نہ کرنا کہ اللہ وعدہ خلافی کریگا اپنے رسولوں سے ۔ بیشک اللہ زبردست ہے انتقام لینے والا ۔ اس دن کہ بدل دیجائیگی اس زمین سے اور زمین اور آسمان اور نکل کھڑے ہونگے (مردے قبروں سے) خدائے واحد زبردست کے آگے ۔ ع ۱۸ ابراہیم ۱۴ ۔ کلام ذات ہے ۔ رسول عربی کو اطمینان دلایا جا رہا ہے کہ جو وعدہ تم سے کیا جائیگا اس کا ایفاء ہوگا ۔ اگر قرآن منجانب خدا نہ ہوتا تو رسول کیوں اپنے کو اس طرح مطمئن کر لینے کی تجویز کر لیتے ۔ نیز قیامت کے اور زمین و آسمان کی تبدیلی ایسے امور ہیں جو عقل انسانی کے فہم و ادراک سے باہر ہیں ۔ اسلئے رسول عربی اپنی طرف سے ایسا بیان جسکے ظہور کا امکان ہی معلوم نہ ہوتا تو کیسے تحریر کرا سکتے تھے ۔

ترجمہ آیتہ ۔ بیشک ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اسکے محافظ و نگہبان ہیں ع ۱ ابراہیم ۱۴

کلام ذات ہے۔ آج تیرہ سو برس گذر چکے مگر اس قول میں کوئی فرق نہ آیا اور نہ کوئی تبدیلی قرآن میں نہوئی۔ اگر قرآن کاغذ پر سے محو بھی کر دیا جائے تو لاکھوں مسلمانوں کے دل و دماغ میں محفوظ ہے جو چند گھنٹوں میں کاغذ پر رونما کرایا جا سکتا ہے۔ آج دنیا کی کسی اور کتاب کو یہ بات نصیب نہیں ہے۔ قرآن کی یہ فضیلت بھی اسکے منجانب خالق ہونے کی قوی دلیل ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور ہم نے بنایا انسان کو گوندھی ہوئی خمیر کی مٹی سے۔ اور جنات کو ہم نے پیدا کیا (انسان سے پہلے) لُو دار آگ سے۔ اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہ میں ایک آدمی پیدا کرنے والا ہوں کھنکھناتی چکنی مٹی سے۔ پھر جب اسکو پورا بنا چکوں اور اس میں پھونک دوں اپنی روح۔ تو تم گر پڑنا اسکے آگے سجدہ (تعظیمی) میں۔ پس (حسب الحکم) سجدہ کیا تمام فرشتوں نے ملکر مگر ابلیس نے اس بات سے انکار کیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔ (ہم نے) کہا کہ اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ نہ ساتھ ہوا سجدہ کرنے والوں کے۔ وہ بولا میں وہ نہیں (ہوں) کہ ایسے شخص کو سجدہ کروں جسکو آپ نے پیدا کیا کھنکھناتی خمیر کی ہوئی مٹی سے (ہم نے) کہا کہ اچھا نکل یہاں سے کہ تو گستاخ ہے۔ اور تجھکو پھٹکار رہے روز قیامت تک۔ وہ بولا کہ اے رب مجھکو اسدن تک مہلت عطا فرما کہ مردے جلا کر اٹھائے جائینگے۔ ہم نے کہا تجھکو موقعہ دیا گیا وقت مقررہ کے دن تک۔ وہ بولا اے رب جیسا کہ تو نے مجھکو بھٹک جانے دیا میں بھی ان سب کو بہاریں دکھلاؤنگا زمین میں اور ان سبکو بھٹکاؤنگا۔ البتہ انمیں سے نہیں جو تیرے منتخب بندہ ہیں۔ ع۲ الحجر[۱۵]۔ کلام ذات۔ اور کلام شیطان بطور مکالمہ شامل ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو یہ حقیقت انسانی کا سربستہ راز کیونکر رسولؐ عربی بطور خود کہہ سکتے تھے اس لئے کہ آپ کسی قسم کے علم ظاہری کے ماہر نہ تھے۔ شیطان کا انسان سے انتقام لینے کی قوت خالق سے حاصل کرنا اور اس پر عمل پذیر ہونا ایسے نکات ہیں جسکا اظہار عقل انسانی سے ممکن نہ تھا پس اس اعتبار سے بھی یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن رسول عربی کا ذاتی کلام نہیں

ترجمہ آیتہ۔ اور جھٹلایا حجر کے رہنے والوں نے پیغمبروں کو اور ہم نے انکو دیں انکی نشانیاں تو وہ

ان سے روگردان رہے اور تراشتے تھے پہاڑوں میں گھر امن کے خیال سے تو انکو آلیا ایک وحشتناک آواز نے صبح ہوتے ہوئے پھر ان کے کام نہ آیا وہ جو کماتے تھے۔ ع۶ الحجر ۱۵۔ کلام ذات ہے۔

دنیا کے مختلف حصوں میں ایسے مکانات پائے جاتے ہیں مغربی ممالک میں شام و فلسطین کے ساحلی پہاڑوں میں اور شرق اردن کے علاقہ میں سرخ پہاڑوں میں پورا شہر چٹانوں کو تراش کر بنا لیا گیا تھا جو حالیہ دریافت سے معلوم ہوا ہے۔ نیز ہندوستان میں اورنگ آباد دکن کی پہاڑیوں میں جو غارہائے ایلورہ و اجنتہ کے نام سے تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو رسول عربی کو ان عجیب غریب انسانی صنعتوں کا علم بھی نہ ہوتا۔ اسلئے کہ آپ کوئی جغرافیہ دان نہ تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جن معبودوں کو کافر پکارتے ہیں اللہ کے سوا۔ وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے اور وہ خود ہی پیدا کئے جاتے ہیں مُردے ہیں جنمیں جان نہیں اور نہیں خبر رکھتے کہ کب اٹھا کھڑے کئے جائینگے۔ تمہارا معبود خدائے واحد ہے تو جو لوگ نہیں یقین رکھتے آخرت کا انکے دل انکار کئے جاتے ہیں اور وہ مغرور رہیں بلاشبہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ نہیں پسند فرماتا غرور کرنے والوں کو۔ ع۲ النحل ۱۶۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربی کے بعثت کے وقت تمام دنیا میں گذشتہ قوموں کے اکابرین کے نام کی بت بنا کر پوجے جا رہے تھے اور یہ بت عورتوں اور مردوں دونوں کے ناموں سے نامزد ہوتے تھے۔ عرب میں۔ لات و منات۔ عزا۔ وغیرہ۔ ہندوستان میں مہاتما بدھ۔ مہابیر۔ سری رامچندر جی۔ اور ان کے سپہ سالار ہنومان جی۔ کالی۔ تلجا بھوانی۔ نیز یونان۔ مصر چین کے اصنام وغیرہ غرضکہ بحیثیت انسان یا ان کے مجسموں کے ہر طرح وہ مخلوق ہی ہیں چاہے گوشت پوست سے بنائے گئے ہوں یا پتھر سے ایک اعتبار سے وہ خالق کی مخلوق ہیں تو دوسرے اعتبار سے مخلوق کی مخلوق یعنے انسان کے ہاتھوں سے بنائے ہوتے اور انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ کب قیامت ہوگی اور کب حساب و کتاب بتلانے کیلئے اٹھائے جائینگے۔ تو معبود باری تعالیٰ کے یہ ایسے زبردست

دلائل ہیں جو بجز خدا کے کسی ایسے انسان کی طرف سے جو بُت پرستوں میں گھرا ہوا ہو اور جس نے سابقہ آسمانی کتابوں کا ایک لفظ بھی کسی سے بھی نہ پڑھا ہو ہرگز پیش نہیں کئے جا سکتے۔ اور جبکہ تمام دنیا میں رسول عربیؐ کے برابر کوئی پکا موحد نہ تھا تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ توحید خالص کی تعلیم آپ کو بھی خدا نے قرآن ہی کے ذریعہ دی اور قرآن محض خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے جسکا ایک حرف بھی رسول عربیؐ کی طرف سے پیدا کردہ نہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ اور فرمایا اللہ نے کہ نہ ٹھہراؤ دو معبود۔ بس وہ معبود ایک ہی ہے تو مجھ سے ہی ڈرو۔ پ۱۴ نحل ۱۶ ۔ کلام ذات ہے۔ یہودیوں کے اعتقاد میں دو خدا پیدا ہو چکے تھے۔ ایک خدائے قادر۔ دوسرے حضرت عزیر پیغمبر جو خدا کے بیٹے تبلائے جاتے ہیں۔ اس خیال باطل کی تکذیب فرمائی گئی ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو کیا پڑی تھی کہ دنیا کی مختلف قوموں کے گوناگوں اعتقادات کا انکار فرما کے اپنی جان عزیز کو جوکھوں میں ڈال لیتے اور سارے زمانہ کو اپنے اور اپنے متعلقین کے خون کا پیاسا بنا لیتے۔ دنیا کی تواریخ شاہد حال ہیں کہ آپ نے ایسے پرخطر فریضۂ الٰہی کو انجام دیکر بعد کامیابی بھی کوئی دنیاوی فائدہ حاصل نہ فرمایا بلکہ غریبانہ زندگی سے ہی زندگی کے دن گذار دئیے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور تمہارے لئے چوپایوں میں بھی غور و فکر کرنے کی جگہ ہے ہم تم کو پلاتے ہیں ان کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور خون کے درمیان میں سے دودھ خالص پینے والوں کو مرغوب کر کے۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کیونکر معلوم ہو سکتا تھا کہ دودھ غذا ان کے درمیانی چیز ہے۔ اس لئے کہ رسول عربیؐ کوئی ڈاکٹر مویشی تھے اور نہ حکیم اور نہ سائنسدان۔

ترجمہ آیتہ۔ اور اللہ نے تمکو پیدا کیا پھر وہی تمکو موت دیتا ہے اور تم میں سے بعض ایسے ہیں جو پہنچائے جاتے ہیں دراز نکمّی عمر کی طرف تاکہ کچھ نہ جان سکیں سمجھ بوجھکر بیشک اللہ جاننے والا قدرت والا رب ہے۔ پ۱۴ نحل ۱۶ ۔ کلام ذات ہے۔ کتنا زبردست فلسفہ ہے۔ انسان غیر معمولی عمر میں بچوں کی جیسی حرکتیں کرنے لگتا ہے عقل و تمیز رخصت ہو جاتے ہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو

تو رسول عربیؐ اس کے اظہار کی ضرورت کو محسوس نہ فرماتے۔

ترجمہ آیتہ۔ جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ہو مسلمان تو ہم اسکی زندگی اچھی طرح بسر کرائینگے اور ہم انکو عطا فرمائینگے انکا معاوضہ اچھے کاموں پر جو وہ کرتے تھے۔ پ۱۴ ع۱۹۔ النحل ۱۶ کلام ذات ہے۔ نجات ابدی کا دارومدار انسان کے نیک عمل پر منحصر رکھا گیا ہے چاہے وہ عورت ہو یا مرد جو کتاب ایسی پاک تعلیم دیتی ہو وہ خدا کی نہیں تو پھر کسکی ہو سکتی ہے اور جو شخص ایسی مقدس کتاب کا حامل ہو وہ مامور من اللہ نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ (اے رسول) کہدو کہ اسکو اتارا ہے روح پاک (جبرئیل) نے تیرے پروردگار کی جانب سے صداقت کیساتھ تاکہ ثابت قدم رکھے ایمان والوں کو اور ہدایت اور خوشخبری مسلمانوں کیلئے۔ پ۱۴ ع۱۹۔ النحل ۱۶۔ کلام ذات ہے۔ قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسول عربیؐ کو اس طرح سبق دے لینے کی ضرورت نہ سوجھتی۔

ترجمہ آیتہ۔ پاک ذات ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے (محمدؐ) کو رات کے وقت مسجد حرام (بیت اللہ) سے اس مسجد اقصٰی (بیت المقدس) تک کہ جسکے اطراف ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اسکو دکھائیں اپنی قدرت کے کچھ نمونہ بیشک وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ پ۱۵ ع۱
لی گئے ہیں اسرائیل ۱۷۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسول عربیؐ اس واقعہ معراج
بوجے جارہے خود گھڑ لیکر بیان نہ کرتے اس لئے کہ یہ معاملہ بظاہر فہم و فراست انسانی سے بالا ہے۔
رب ہیں۔ بی اپنے دعوی نبوت کی تکذیب پہلے ہی کر رہے تھے باوجود اسکے یہ عجیب و غریب قصہ سنا کر
ور ان کے کیوں مول لیتے۔ مگر چونکہ یہ خدا کا کلام تھا اس لئے آپ کو سنانا ہی پڑا اور جھٹلائے
رضکیہ بحیثیت ن غم پینا ہی ہوا۔ ایک اور چیز اس کلام میں قابل غور ہے وہ یہ کہ بجائے کعبہ کے
ائے گئے ہو جو آپ کے وطن میں واقع ہے بیت المقدس کی تعریف فرمائی جارہی ہے جو فلسطین
مخلوق ہیں واقع ہے اور جسکو یہودی و عیسائی عزیز رکھتے ہیں۔ کیا فطرۃ انسانی اسکی مقتضی
گی اور رکیب ہے غیر کی شئے کے اپنی چیز کی تعریف کرے ایک شریف دل انسان اسکو تسلیم کریگا کہ

یہ بڑی بات ہے باوجود اسکے رسول عربیؐ کی زبان سے اس طرح کی تعریف غیروں کے کعبہ کی نسبت نکلنا قرآن کے منجانب خدا ہونے کی واضح دلیل نہیں تو اور کیا ہو سکتی ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ بیشک یہ قرآن وہ راستہ بتلاتا ہے جو بہت سیدھا ہے اور خوشخبری دیتا ہے ایمان والوں کو جو نیکیاں کرتے ہیں اس بات کی کہ انکے لئے بڑا اچھا معاوضہ ہے اس بات کی کہ جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر ہم نے تیار کر رکھا ہے انکے لئے دردناک عذاب۔ ۱۰ بنی اسرائیل ۱۷۔ کلام ذات ہے۔ خدا کے قرب کا راستہ نیک عمل اختیار کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو اسمیں ایسی نیک ہدایت بھی مرقوم نہ ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ کہدے (اے رسول) اگر ہوتے اللہ کے ساتھ اور معبود جیسا کہ یہ کفار کہتے ہیں تو اس وقت ڈھونڈھ نکالتے مالک عرش تک کوئی راستہ۔ ۴۲ بنی اسرائیل ۱۷۔ کلام ذات ظاہر ہے کہ خالق زائد ہوتے تو انتظام کائنات انکی عدم اتفاق مرضیوں کی وجہ یا اختلاف رائے کے سبب درہم برہم ہو جاتا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسول عربیؐ توحید خدا کے متعلق ایسی خاموش کن حجت پیدا نہ کر سکتے تھے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور کہتے ہیں کہ کیا جب ہم ہو جائینگے ہڈیاں اور ریزہ ریزہ تو اٹھا کھڑے کئے جائینگے از سر نو پیدا کر کے۔ کہدے۔ تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جو تمہارے خیال میں بڑی ہے (پھر بھی تو جی اٹھو گے) اس پر کہینگے ہمکو دوبارہ کون زندہ کریگا۔ کہدیجئے کہ وہی جس نے پہلے پیدا کیا تھا تو یہ لوگ سر مٹکائینگے تمہارے آگے اور کہینگے کہ یہ کب واقع ہوگا۔ کہدو شاید جلد ہی ہوگا۔ ۵۱ بنی اسرائیل ۱۷۔ کلام ذات ہے۔ کفار کا جواب رسول عربیؐ کو سکھایا جا رہا ہے اگر یہ آپ کا ذاتی کلام ہوتا تو اسکی نوبت نہ آتی۔ ملک عرب کے بت پرست مرنے کے بعد جی اٹھنے کے قائل نہ تھے اور ہندوستان کے بت پرست مرنے کے بعد مختلف جاندار و ں کے جسم بدلنے کے تسلسل کے معتقد ہیں قرآن نے اس کی تکذیب کر دی ہے اور ایسی تکذیب آپکی ذات سے ممکن نہ تھی کیونکہ فیلسوف و حکماء کے اقوال و استدلال کے چکر میں سے اگر نہ ہوتا تو

سمجھتا۔ ان کے اعتقادات سے ہٹکر اپنا جداگانہ عقیدہ قائم ہی نہیں کرسکتے۔ پس قرآن کا یہ اچھوتا نظریہ
اُسکے منجانب خالق ہونے کی زندہ دلیل ہے۔

ترجمہ آیۃ ۔ (اے رسول) اور کہدو کہ سچا دین آیا اور جھوٹا دین برباد ہوگیا بیشک باطل تو نیست و
نابود ہونے والا ہی تھا۔ ع ۹ بنی اسرائیل ۱۷۔ کلام ذات ہے یہ پیش گوئی کتنی صداقت سے پر ہے۔ وہ عرب
جو بت پرستی کا معدن تھا توحید پرستوں کا مخزن ہے۔ اگر قرآن منجانب خدا نہ ہوتا تو یہ پیشگوئی کبھی پوری نہ اُترتی۔

ترجمہ آیۃ ۔ (اے رسول) لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں روح (کی حقیقت) تم کہدو کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے
ہے اور تمکو بس تھوڑا ہی سا علم دیا گیا ہے۔ ع ۹ بنی اسرائیل ۱۷۔ کلام ذات ہے۔ کتنا اہم سوال اور کیسا لاجواب
جواب ہے۔ کیا ایک ان پڑھ انسان تمام دنیا والوں کو ایسا زبان بند کردینے والا جواب دے سکتا تھا۔
عقل سلیم کبھی اس کو تسلیم نہیں کرسکتی پس اس لحاظ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ قرآن خالق روح ہی کی طرف سے نازل شدہ ہے

ترجمہ آیۃ (اے رسول) کہدو اگر جمیع انسان اور جن اس بات کیلئے کہ بنا لائیں اس قرآن جیسا (تب بھی)
نہ لاسکینگے ایسا قرآن اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔ ع ۱۰ بنی اسرائیل ۱۷۔ کلام ذات ہے۔ قرآن کا یہ
زبردست دعویٰ تیرہ سو برس سے برابر چلا آرہا ہے مگر آجتک کوئی قوم بھی اس کی تردید نہ کرسکی۔ کیا یہ ممکن تھا کہ
ایک ان پڑھ انسان اتنا بڑا دعویٰ اپنی ذاتی تصنیف کے متعلق کرسکتا۔ ہرگز نہیں۔ کوئی انسان آج تک
نے کسی تصنیف کے متعلق ایسا دعویٰ کیا اور نہ کرسکتا کیونکہ کوئی انسانی تصنیف ایسی نہیں ہوسکتی جس پر کسی
بے جا اعتراض عاید نہ ہوسکتا ہو۔ مگر یہ قرآن ہی کی شان ہے کہ اس پر کوئی حملہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر کوئی
بیں۔ ایسے کر بھی جائے تو اس کو ہی ذلیل ہونا پڑتا ہے۔ عرب کے ایسے ادیب و
اُن کے نظیر آج تک پیدا نہ ہوئی باوجود کافر ہونے کے یہ کہہ گئے کہ قرآن کسی انسان کا کلام نہیں
کہ حیثیت۔ اور سچائی کے ساتھ ہم نے قرآن اتارا اور سچائی ہی کیساتھ اُترا۔ اور ہم نے تمکو بس
گئے ہوں ڈر سنانے والا بھیجا ہے۔ اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کرکے اتارا تاکہ تم اسکو پڑھو
مخلوق ٹھہر کر۔ اور ہم نے اس کو رفتہ رفتہ اتارا۔ کہدو کہ تم قرآن کو مانو یا نہ مانو جن
گی اور کیسے پہلے علم دیا گیا ہے اُن پر جب پڑھا جاتا ہے وہ منہ کے بل گر پڑتے ہیں

سجدہ میں اور کہتے ہیں کہ پاک ہے ہمارا پروردگار بیشک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے اُن کی عاجزی کہدو کہ تم اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جو پکارو گے تو اس کے سارے نام اچھے ہیں اور اے رسولؐ نہ اپنی نماز چلّا کر پڑھو اور نہ اسکو چپکے پڑھو اور ڈھونڈھ لیجئے درمیان کی راہ اور کہو سب تعریف اللہ ہی کو (زیبا ہے) جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ کوئی اس کا سلطنت میں شریک ہے۔ اور نہ اس کا کوئی مددگار ہے کمزوری کے باعث اور اُس کی بڑائی کرو بڑا جانکر۔ پ۱۵ع۱۲ بنی اسرائیل۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اپنے آپکو نماز پڑھنے کا طریقہ کیوں سکھالیتے۔

ترجمہ آیتہ۔ ہر تعریف اللہ کو (سزاوار ہے) جس نے اتاری اپنے بندے (محمدؐ) پر کتاب اور نہ رکھی اسمیں کجی۔ اسکو مستقیم بنایا تاکہ وہ ڈرائے ایک سخت عذاب سے۔ اور خوشخبری سنائے مسلمانوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات کی کہ انکے لئے اچھا بدلہ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہینگے اور انکو ڈرائے جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔ نہ انکو کچھ علم ہے اور نہ انکے باپ دادوں کو۔ بڑی سخت بات ہے جو ان کی زبان سے نکلتی ہے۔ صریح جھوٹ بکتے ہیں پ۱۵ع۱۳ الکہف۱۸۔ کلام ذات ہے۔ قرآن کے متعلق کہا جارہا ہے کہ اس میں کسی قسم کی سقم نہیں ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو نہ ایسا دعویٰ اسکے متعلق کیا جاسکتا اور نہ دعویٰ قایم رہ سکتا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور اصحاب کہف رہے اپنے غار میں تین سو برس اور اُس سے اوپر نو برس اور کہدے کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے جتنی مدت وہ رہے ایکو علم غیب ہے آسمانوں اور زمین کا ... ہی دیکھنے والا اور کیا ہی سُننے والا ہے بندوں کا۔ اسکے سوا کوئی کام بنانے والا نہیں اور نہیں اپنے حکم میں کسیکو شریک نہیں کرتا۔ پ۱۵ع۱۶ کہف۱۸۔ کلام ذات ہے۔ یہ چند موحد حضرات تھے جو مشرکین کے مظالم سے تنگ آکر ایک غار میں پناہ لئے تھے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو بھی ان حضرات کا واقعہ جو صدیوں پہلے گذر اتھا معلوم نہو سکتا تھا۔ سہ پہر

ترجمہ آیتہ۔ اس سے کہا اسکے ہم نشین نے اور وہ اس سے باتیں کررہا تھا کہ کیا تو نہ ہوتا تو

اس ذات کا جس نے تجھکو پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے۔ پھر تجھکو مرد بنایا۔ لیکن میں تو یہ اعتقاد
رکھتا ہوں) کہ وہی اللہ میرا رب ہے اور میں اپنے رب کیساتھ کسیکو شریک نہیں کرتا۔ ع۵ ۱۷ کہف ۱۸
کلام ذات کیساتھ ایک مسلمان بندے کا کلام شامل ہے۔ قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا
تو اس میں ایسی خالص توحید کی تعلیم بھی نہ ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اور (اے رسولؐ) ان سے بیان کیجیے دنیا کی زندگی کی مثال پانی جیسی ہے کہ ہم
نے اسکو آسمان کی طرف سے اُتارا تو ملگئی پانی کیساتھ زمین کی پیداوار پھر آخر مرچورا ہو گیا
کہ اسکو ہوائیں اُڑائے لئے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے مال اور اولاد دنیا کی
زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک ثواب
میں اور بہترین توقع کے اعتبار سے۔ اور جس دن ہم چلائینگے پہاڑوں کو اور تم دیکھو گے
زمین کو صاف نکلی ہوئی اور ہم جمع کریں انکو پھر ان میں سے نہ چھوڑیں کسی کو۔ اور پیش کیے
جائیں تمہارے رب کے آگے صف بہ صف۔ (ہم پوچھینگے) تم آپہونچے ہمارے پاس جیسا
کہ ہم نے تمکو اگلی دفعہ پیدا کیا تھا بلکہ تم گمان کرتے رہے کہ ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ کا
مقام ہی مقرر نہ کرینگے۔ اور (ہر ایک کے روبرو) رکھدیا جائیگا روزنامچہ عمل پھر تم گنہگاروں
… کو دیکھو گے کہ ڈر رہے ہیں اسکے لکھے ہوئے سے اور کہتے ہیں کہ ہائے ہماری خرابی یہ کتاب
… جے جار… ہے کہ نہ چھوڑتی چھوٹے (عمل) کو اور نہ بڑے کو۔ مگر کہ اسکو گھیر لیا ہے اور پائینگے
… ب ہیں۔ …یا تھا موجود اس میں اور نہ ظلم کریگا تیرا پروردگار کسی پر۔ ع۶ کہف ۱۸۔ کلام ذات ہے
… ان کے …طرف سے خطاب ہے زندگی کی بے ثباتی کے متعلق کیسی نفیس ۱۹ مثال بیان فرمائی گئی
… ضلکہ بحیثیت نبی ممکن تھا کہ اُمّی رسول بطور خود ایسی لاجواب مثال بیان کرتے اور دنیا کی ساری
… ئے گئے ہوں کے مقابلہ میں نیکیاں کرنے کی ہدایت دیتے اور خود بھی ایسا ہی کہتے۔ نیز قیامت
… مخلوق جینے …پہاڑوں کا چلنا سمندروں سے زمین کا نکلنا۔ مردوں کا باہر آنا خدا کے آگے
… گی اور کب …ر دنیا میں وہ جو کچھ اچھے یا بُرے کام کیے تھے اسکو لکھی ہوئی حالت میں دیکھ پانا ہو…

اظہار تعجب کرنا ایسی باتیں ہیں جن کو انسانی دماغ اپنی جانب سے پیدا نہیں کرسکتا اور حالیہ تحقیقات سے ثابت ہو رہا ہے کہ ہمالیہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ رہا ہے پس ان حالات کے تحت ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے

ترجمہ آیتہ - (اے نبی) کہدیجئے کہ اگر دریا سیاہی ہو میرے پروردگار کی باتیں لکھنے کو تو ضرور دریا ختم ہو جائے اس سے قبل کہ ختم ہوں میرے پروردگار کی باتیں اگرچہ ایسا ہی اور سمندر ہم مدد کو لائیں۔ کہدیجئے میں بھی تم جیسا ایک انسان ہی ہوں میری جانب وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدا واحد ہے تو جسکو امید ہو اپنے پروردگار سے ملنے کی تو چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے پروردگار کی عبادت میں کسیکو۔ پ۱۶ مریم ۱۹۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو بھی معلوم نہ ہوتا کہ خدا کی لا متناہی قدرتیں ایسی ہیں کہ انکی ضبط تحریر کے لئے دریاؤں کی سیاہی بھی کافی نہ ہوگی خدا کی اتنی زبردست شان کا اظہار دنیا کے پیدا ہونے سے آج تک غالباً کسی نے بھی نہ کیا ہوگا۔ پھر ایک اُمّی ذات کی زبان سے ایسا عجیب و غریب کلام خدا کا کلام نہیں تو پھر کس کا ہو سکتا ہے۔ نیز اس کلام میں یہ ظاہر کرنا کہ میں بھی تم جیسا انسان ہوں قرآن کی اور رسولؐ کی صداقت کا بڑا معیار ہے۔ اگر آپ خدا کی طرف سے مبعوث نہ ہوتے تو ضرور اپنی فوقیت تبلاتے تاکہ اپنے خواہشات نفسانی کی تکمیل میں آسانی پیدا ہو۔ شریعت اور انصاف پسند قلب اس کلام کی ماہیت سے قرآن کے منجانب خالق ہونے کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا

ترجمہ آیتہ - اور ذکر کیجئے کتاب میں مریم کا جب جا بیٹھیں اپنے لوگوں سے الگ ایک مکان کے شرقی حصہ میں۔ پھر کرلیا ان کے آگے پردہ۔ تو ہم نے بھیجا ان کی جانب اپنی روح (جبرئیل) پس وہ بن آیا انکی طرف اچھا خاصا آدمی۔ مریمؑ کہنے لگیں کہ میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے وہ کہنے لگا کہ میں تو بس بھیجا ہوا ہوں تمہارے پروردگار کا تاکہ تجھکو دوں ایک پاکیزہ لڑکا۔ مریمؑ بولیں کہ میرے کیونکر ہوگا لڑکا۔ اس لئے کہ مجھکو چھوا تک نہیں اور نہ میں کبھی فاحشہ تھی بولا کہ اسیطرح (وعدہ) ہے فرمایا تیرے پروردگار نے کہ یہ ہمپر آسان ہے اور ہم اسکو لوگوں کیلئے نشانی کیا چاہتے ہیں اور رحمت اپنی طرف سے۔ اور یہ بات مقرر نہ ہوتا تو

پس مریم کو بیٹے کا حمل رہ گیا تو وہ اس کو لیکر الگ ہو بیٹھی دور کے مکان میں۔ پھر اسکو لے آیا زچگی کا درد ایک کھجور کے جھاڑ کے پاس کہی کاش میں مر جاتی اس سے پہلے اور لوگ مجھے بھول گئے ہوتے۔ پھر اسکو آواز دی ہم نے اس کے نیچے سے کہ غم نہ کھاؤ۔ پیدا کر دیا ہے تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے ایک چشمہ۔ اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کی پیڑ کو اس سے تم پر جھڑینگے پکی ہوئی کھجوریں اپ کھاؤ اور پیو۔ اور اپنی آنکھ ٹھنڈی کرو۔ پھر اگر تم کسیکو دیکھو تو اشارہ سے کہدو کہ میں نے رحمٰن کیلئے منت کر رکھی ہے روزہ کی پس میں ہرگز بات نہ کرونگی آج کسی آدمی سے۔ پھر اسکو لائیں اپنی قوم میں گود میں اٹھائے ہوئے وہ لوگ کہنے لگے اے مریم یہ تو تو نے بہت ہی خراب کام کیا۔ اے ہاروں کی بہن نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ تو مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کر دیا وہ لوگ بولے کہ ہم کیونکر بات کریں گود کے بچہ سے۔ عیسیٰؑ نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھکو کتاب دی اور مجھکو پیغمبر کیا۔ اور مجھکو بابرکت بنایا جہاں کہیں بھی میں رہوں اور مجھکو حکم دیا ادائی نماز و زکاۃ کا جبتک کہ زندہ رہوں اور مجھکو فرمانبردار بنایا اپنی والدہ کا اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں کیا۔ اور مجھ پر سلام ہے جسدن پیدا ہوا اور جسدن میں مرونگا اور جسدن زندہ اٹھا کھڑا کیا جاؤنگا۔ لوگو۔ بس یہ تھے عیسیٰ بن مریم کی اصلیت و حقیقت

یہ سچی بات و صاف معاملہ جسمیں لوگ فضول جھگڑا کرتے ہیں۔ اللہ کو شایاں نہیں کہ اولاد ل

وہ پاک ہے۔ جب ٹھان لیتا ہے کسی کام کا کرنا تو بس اسکو فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا جے جا

مریم۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت جبریلؑ فرشتہ۔ حضرت مریمؑ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ب ہیں۔

اسرائیل کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسول عربیؐ کو حضرت ران کے

علیہ السلام کی خلقت کا قصہ کیونکر معلوم ہو سکتا تھا اور عیسائی عقیدہ کے خلاف ضلکہ بحیثیت

کس تعلیم کے لحاظ سے قائم فرما سکتے تھے اس لئے کہ آپکی قوم کا کثیر حصہ تو بت پرست ائے گئے ہوں

حضرت عیسیٰ کی نبوت وغیرہ کا قائل نہ تھا اور جو عیسائی تھے وہ تو آپ کو خدا کا اکلوتا بیٹا مخلوق ہیں

اپنے بیان کے اثبات کیلئے دلائل رکھتے تھے۔ آپ کا باوجود امی ہونیکے اتنا زبردست کی اور کیب

اختلاف پیدا کرنا امکان سے باہر تھا۔ اسلئے کہ فطرتِ انسانی عام لوگوں کے اعتقادات کا مقلد ہوجاتا
ہے۔ قومی خیالات رسم و رواج وغیرہ کی جگہ بدیوں سے بطورِ خود رہا نہیں ہوسکتا

ترجمہ آیت۔ اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا بیشک وہ سچا نبی تھا جب اس نے کہا اپنے باپ کہ بابا کیوں پوجتے ہو ایسی چیز کو جو نہ سُنے اور نہ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آئے وہ بولا کہ کیا تو پھرا ہوا ہے میرے معبودوں سے اے ابراہیم۔ اگر تو باز نہ آئیگا تو میں ضرور تجھ کو سنگسار کرونگا اور مجھ سے دور ہو مدت دراز تک ۔ ع۳ مریم ۱۹۔ کلام ذات اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے باپ آذر کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو خدا پرست بیٹے اور بت پرست باپ کا یہ مکالمہ آپ کو معلوم نہ ہو سکتا تھا۔

ترجمہ آیت۔ وہ پروردگار ہے آسمان اور زمین کا اور جو کچھ انکے درمیان میں ہے (سب کا) تم اُسکی عبادت کرو اور صبر کرو اس کی عبادت پر بھلا تمہارے علم میں اس جیسا کوئی اور بھی ہے ع۴ مریم ۱۹۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربی کو تلقین فرمائی جارہی ہے۔ اگر قرآن آپکی کتاب ہوتی تو یہ عبادت اس میں نہ ملتی۔

ترجمہ آیت۔ اور تم میں سے ایسا کوئی نہیں جو جہنم پر ہو کر نہ گذرے۔ یہ وعدہ تیرے پروردگار پر لازم ٹھیرا ہوا ہے۔ پھر ہم بچالینگے پرہیزگاروں کو اور چھوڑ دینگے ظالموں کو اس میں اوندھے گرے ہوئے ع۵ مریم ۱۹۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو جہنم پر سے ساری اُمت کو نیکوں کو پار کرنے اور بُروں کو اس میں ڈال دینے کی ترکیب رسول عربی کو نہ سوجھتی اِس ایسی دھمکی دینے سے آپ کو ذاتی مفاد ہی کیا حاصل ہو سکتا تھا۔

ترجمہ آیت۔ اور لوگوں نے معبود بنائے ہیں اللہ کے سوا تاکہ وہ انکے مددگار ہوں ایسی نہیں (دے سکتے) وہ تو انکی پرستش و پوجا کے منکر ہو جائینگے اور بن جائینگے انکے مخالف رب کلام ذات ہے۔ دنیا میں مختلف عظیم الشان انسانوں کے نام کے بت بنا کر پوجا کیا اس پر اور آج بھی یہ پوجا ہندوستان میں خصوصیت کیساتھ جاری ہے۔ ہنود کے اعتقاد نہ ہوتا تو

بنا کر پوجا کرنا نہایت مقدس فرض خیال کیا جاتا ہے چنانچہ انکا عام مذہب یہ ہے کہ مورتی بنا کر منتر پڑھنے سے دیوتا منتر کی قوت سے مورتی میں آجاتا ہے اور ہمیشہ کیلئے اس میں موجود رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہنود یہ فعل اپنی بھلائی تصور کرکے کرتے ہیں لیکن قرآن ایسے فعل کو ایک بیہودہ حرکت بتلاتے ہوئے اُن کی خام خیالی پر محمول کر رہا ہے جسکو عقلِ سلیم بھی صحیح تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو دنیا کے مقابلہ میں رسولِ عربیؐ اپنا نیا نظریہ قائم نہ فرما سکتے بلکہ آپ بھی اپنی بُت پرست قوم کے رنگ میں رنگے جاتے۔

ترجمہ آیۃ - اور کہتے ہیں کہ مہربان خدا اولاد رکھتا ہے۔ یہ تو تم ایسی بھاری بات کہتے کہ عجب نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اسکے باعث اور زمین شق ہو جائے۔ اور گر پڑیں پہاڑ لرز کر کیونکہ قرار دیا خدائے رحمٰن کے بیٹا حالانکہ رحمان کو شایاں نہیں کہ بیٹا بنائے۔ پ۱۶ مریم ۱۹ - کلام ذات ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اپنی قوم کے بُت پرستوں سے جدا بھی ہو جاتے تو یہودی یا عیسائی خیالات کے دام میں ضرور پھنس جاتے۔ اسلام کی جیسی پاکیزہ توحید خود تو نہ پیدا فرما سکتے۔ قرآن خدا کے اولاد ہونے کا اس لئے منکر ہے کہ خدا کی ذات ممکن الوجود نہ بن جائے کیونکہ اگر وہ باپ ہو سکتا ہے تو کسی کا وہ بھی بیٹا ہو سکتا۔ اور اگر ایسا ہو سکتا ہے تو خدا بھی مخلوق ٹھہرا خالق نہ رہا۔ اولاد میں بشری صفات ہوں تو باپ میں بھی وہی صفات ہونگے۔ بیٹا … کا جز ہوتا ہے۔ جز کی سیرت کل میں ہوگی۔ اور کُل کی جز میں گو پوری پوری نہ ہو پس لاچاری … تعداد میں محبوس رہنے والے جُز کا کل بھی ایسا ہی لاچار اور مجبور ہو جائیگا اور جو لاچار و … وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ جو کلام کہ خدا کو قادرِ مطلق بتاتا ہو وہ خدا ہی کلام نہیں تو اور … ہو سکتا ہے۔

… - اے نبی! ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہیں اُتارا کہ مشقت اٹھاؤ بلکہ اسکو … نے کیلئے جو کہ ڈرتا ہے۔ اس کا اتارا ہوا ہے جسنے پیدا کیا زمین اور نہایت بلند … پ۱۶ طٰہٰ ۲ - کلام ذات ہے - خود رسولؐ عربی کو اطمینان دلایا جا رہا ہے کہ قرآن

خالق کا اتارا ہوا کلام ہے۔ اگر رسولِ عربیؐ کا کلام ہوتا تو یہ اطمینان دہی کی ضرورت محسوس نہ کی جاتی۔
ترجمہ آیتہ ۔ میں ہی اللہ ہوں ۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ۔ میری ہی عبادت کر اور قائم رکھ
نماز میری یاد (تازہ رکھنے) کیلئے ۔ قیامت ضرور آنے والی ہے ۔ ہم اسکو چھپائے رکھنا چاہتے
ہیں تاکہ ہر شخص کو بدلہ ملے اسکی کوشش کا ۔ تو ایسا نہ ہو کہ تجھے روک دے اس سے وہ شخص جو
اس کا یقین نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے ۔ پھر تو تباہ ہو جائے ۔ اور یہ
کیا ہے تیرے سیدھے ہاتھ میں اے موسیٰ ۔ موسیٰ نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیکا لگاتا
ہوں (کھڑے رہکر) اور پتے جھاڑتا ہوں اسی سے اپنی بکریوں پر اور میری اس لاٹھی میں
اور بھی حاجتیں ہیں ۔ فرمایا (ہم نے) اچھا اسکو (زمین پر) ڈالدے اے موسیٰ ۔ تو موسیٰ نے
اسے ڈالدیا پس دفعتاً وہ سانپ ہو گیا کہ دوڑ رہا ہے ۔ (ہم نے) کہا اسکو پکڑ لے اور
خوف نہ کر ہم اسکو لوٹا دینگے اس کی پہلی نوعیت پر ۔ اور لگا اپنا ہاتھ اپنے بازو سے تاکہ
نکلے سفید بغیر کسی مرض کے دوسرا معجزہ (ہوکر) ہم چاہتے ہیں کہ تجھے دکھائیں اپنی بعض بڑی
نشانیاں ۔ جا فرعون کی طرف اس نے بہت سرکشی اختیار کی ہے (موسیٰ نے) عرض کی کہ اے
میرے پروردگار کھولدے میرا سینہ اور آسان فرما میرے لئے میرا کام اور کھولدے گرہ میری
زبان کی تاکہ وہ میری گفتگو سمجھ سکیں اور میرا وزیر بنا میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی
ہارون کو اس سے میری کمر مضبوط فرما اور اس کو شریک فرما میرے کام میں تاکہ ہم دونوں کثرت
کریں اور تیری یاد بہت کریں ۔ بیشک تو ہمارے حال کو اچھی طرح ملاحظہ فرما رہا ہے (ہم نے) کہا منظور کیا گیا تیری
کوہ طور کے متعلق سوال کیا گیا ۔ اے موسیٰ ۔ پ ۱۶ طہٰ ۲ ۔ کلامِ ذات ہے اور موسیٰ علیہ السلام سے ایسی
اعادہ ہے ۔ واقعہ طور کا لفظ بلفظ اظہار قرآن کے منجانب خدا ہونے کی قوی دلیل ہے ۔
ترجمہ آیتہ ۔ اور ایک بار ہم تجھ پر اور بھی احسان کر چکے ہیں ۔ جب ہم نے الہام کیا تمہاری ماں پر
بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ اسکو ڈالدے صندوق میں پھر صندوق کو دریا میں ڈالدے پس پھر
کنارے پر لا ڈالے ۔ اسے لیلے ایک ہمارا اور اس کا دشمن ۔ اور ہم نے تم پر محبت ڈالی نہ ہوتا تو

اور چاہا کہ تم ہماری نگاہداشت میں پرورش پائیں۔ ع۲ طٰہٰ ۲۰۔ کلام ذات ہے۔ حضرت موسیٰ کی پیدائش کے وقت ان کی والدہ ماجدہ کو بچہ کی حفاظت کیلئے یہ ترکیب بتلائی گئی تھی کیونکہ فرعون نے بنی اسرائیل کے تمام نومولود بچوں کو مار ڈالنے کا حکم دے رکھا تھا۔ حکم خدا کے موافق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے عمل کیا۔ دریا میں بہتا ہوا بچہ حضرت آسیہ اہلیۂ فرعون کے پاس پہنچا جو دریا کے کنارے بیٹھی ہوئی تھیں آپ نے بچہ کو نکلوالیا اور محل میں لاکر پرورش کیں فرعون نے مارنا چاہا۔ مگر بیوی کے کہنے سے باز رہا حضرت موسیٰ دشمن ہی کے پاس پرورش کرائے جاکر اس کی سرکوبی کیلئے مامور فرمائے گئے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی اس قصہ کو معلوم کر سکتے تھے اور نہ اسکو اس طرح بیان فرماسکتے کہ کوئی اس پر اعتراض ہی قائم نہ ہوسکے۔

ترجمہ آیتہ۔ اسی زمین سے ہم نے تمکو پیدا کیا اور اسی زمین میں تمکو لوٹا کر لائینگے اور اسی سے تمکو دوبارا نکال کھڑا کرینگے۔ ع۱۲ طٰہٰ ۲۰۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو یہ نہ معلوم ہوسکتا تھا کہ انسان مٹی سے بنایا گیا ہے اور مٹی ہی سے پیدا کیا جاتا ہے اس لئے کہ آپ نے کوئی طب و حکمت کی تعلیم تو پائی نہ تھی اور نہ حقیقت اشیاء کا کسی سے سبق [illegible] اٹھا۔ آپ کی قوم تو مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کی قائل ہی نہ تھی پھر آپ کس طرح یہ خیال [illegible] سکتے تھے کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا یقینی امر ہے۔

… آیتہ۔ اور میں بڑا بخشنے والا ہوں اُس شخص کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور پسندیدہ … کرے پھر ہدایت پر قائم رہے۔ ع۱۴ طٰہٰ ۲۰۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف … نیک عمل کرنے والوں کو یہ خوشخبری سُنائی نہ جاتی۔ اس لئے کہ قرآن ایک ایسے شخص کا … جو خدا پر جھوٹا اتہام لگائے اور ایسے شخص سے خیر کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔

…۔ وہ جانتا ہے جو لوگوں کے آگے اور پیچھے ہے اور لوگوں کا علم اُسکو احاطہ نہیں … تا۔ ع۶ طٰہٰ ۲۰۔ کلامِ ذات ہے۔ یہ بتلایا جارہا ہے کہ انسانی علم خدا کی ذات اور اسکی … پا سکتا۔ اسلئے کہ علم انسانی محاط ہے اور خدا محیط پس محیط کو محاط کسطرح پا سکتا ہے

اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو رسول عربیؐ اتنے نازک و دقیق مسئلہ کی تہ کو نہ پہونچ سکتے تھے اور نہ اس حقیقت کا اظہار فرما سکتے تھے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور جو اچھے عمل کرے اور ایمان بھی رکھتا ہو تو نہ اسکو ناانصافی کا خوف ہوگا اور نہ نقصان کا۔ ع ۶ طہ ۲۰۔ کلام ذات ہے۔ بلا امتیاز قومی یہ خوشخبری دی جا رہی ہے رنگ و نسل کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو سارے عالم کے انسانوں کے متعلق یہ خوشخبری اس میں نہ ملتی۔

ترجمہ آیۃ۔ پس بلند درجہ اللہ بادشاہ حقیقی کا ہی ہے اور تو جلدی نہ کر قرآن (پڑھنے میں) جبتک کہ اس کی وحی پوری نہ ہو جائے۔ اور کہہ۔ اے ہمارے پروردگار مجھے اور زیادہ علم عطا فرمایئے۔ ع ۶ طہ ۲۰۔ کلام ذات ہے۔ قرآن کو جبرئیل فرشتہ رسول عربیؐ کو سناتے آپ ساتھ ہی پڑھنا شروع فرما دیتے ایسا کرنے سے اس لئے منع فرمایا کہ آپ سے غلطی واقع نہ ہو پورا اسن لینے کے بعد پھر آپ کو سنانے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اپنے آپ کو کیوں ایسی ہدایت دے لیتے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس نے نہ مانا۔ پھر ہم نے کہدیا کہ اے آدم۔ یہ ابلیس تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے ایسا نہ ہو کہیں تم کو جنت سے نکلوا دے پھر تم مصیبت میں جا پڑیں۔ جنت میں تو تمہاری یہ حالت ہے کہ نہ تم بھوکے رہیں نہ پیاسے اور نہ برہنہ اور نہ یہاں دھوپ کھائیں۔ پھر آدم کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا۔ کہا اے آدم میں تمہیں بتا دوں درخت ہمیشہ زندہ رہنے کا اور ایسی سلطنت جو کبھی ختم نہ ہو پھر دونوں (بیوی خاوند) اس درخت میں سے کھا گئے تو ان پر ظاہر ہو گئیں ان کی شرمگاہیں اور لگے ڈھانپنے اپنے بدن پر جنت کے درختوں کے پتے) اور آدم نے اپنے رب کی ہدایت کے برعکس کر گیا تو دھوکہ کھایا ہوا ہو گیا۔ پھر اس کو نوازا اس کے رب نے تو اس پر التفات فرمایا اور ہدایت پر لا لیا۔ ع ۷ طہ ۲۰۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو

حضرت آدمؑ کی یہ سرگذشت بھی رسول عربیؐ کو معلوم نہ ہوتی۔
ترجمہ آیت۔ اور حکم کرو اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا اور خود بھی اس پر قائم رہو ہم تم سے روزی نہیں مانگتے ہم خود تمہیں روزی دیتے ہیں اور انجام بخیر پرہیزگاری کا ہے اور کافر کہتے ہیں کہ یہ کیوں نہیں لیتے آتا ہمارے پاس کوئی نشانی اپنے پروردگار کی طرف۔ کیا ان کے پاس نہیں پہونچی نشانی اگلی کتابوں کی پ انبیاء ۲۱۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ رات ودن کی عبادت کی ذمہ داری نہ اپنے سر ڈال لیتے اور نہ اپنے بیوی بچوں کے سر۔ یا کہ خود کو مستثنیٰ بنا کے دوسرے افراد پر یہ ذمہ داری عاید فرما دیتے۔
ترجمہ آیت۔ کیا انھوں نے ایسے معبود بنا رکھے ہیں زمین کی چیزوں (پتھر پیتل سونا چاندی) سے جو مردوں کو) زندہ اٹھا کھڑا کرینگے اگر ہوتے دونوں اگر ہوتے دونوں میں (زمین اور آسمان) اور معبود اللہ کے سوا تو زمین وآسمان ضرور تباہ وبرباد ہو جاتے پس اللہ پاک ہے عرش کا مالک ان چیزوں سے جو یہ کفار بیان کرتے ہیں۔ پ انبیا ۲۱۔ کلام ذات ہے۔ خالق کی توحید کی کتنی زبردست دلیل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ جو آن پڑھ تھے ایسی قوی دلیل ہرگز نہ بیان فرما سکتے تھے۔ یہ دلیل بت پرستوں اور مخلوق پرستوں کی خام خیالی باطل پرستی کی اصلاح کے لئے کافی حجت وہدایت ہے بشرطیکہ نیک دلی سے وہ اس پر غور کریں۔
ترجمہ آیت۔ اور ہم نے پیدا کئے زمین میں پہاڑ ایسا نہ ہو کہ زمین لوگوں کو لیکر جھک پڑے اور بنائے اس میں کشادہ راستے تا کہ لوگ راہ پائیں اور ہم نے بنا دی آسمان کی چھت جو (ہر طرح سے) محفوظ ہے اور لوگ آسمانی نشانیوں سے روگرداں ہیں۔ اور وہی ہے جس نے پیدا کیا رات اور دن اور سورج اور چاند کو سب آسمان میں تیر رہے ہیں۔ اور ہم نے نہیں دی تجھ سے پہلے کسی انسان کو حیات دوامی۔ پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہ جائیں گے ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے ہم تم کو آزمائش میں ڈالتے ہیں برائی وبھلائی کی جانچ کیلئے اور تم ہماری طرف لوٹائے جاؤگے۔
پ انبیاء ۲۱۔ کلام ذات ہے۔ خالق نے اپنے وجود کے اثبات میں مخلوقات کو پیش فرمایا ہے اور

یہ قرآن کے منجانب خدا ہونے کی دلیل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو پہاڑوں کے بنائے جانے کی حکمت اور چاند سورج کے متحرک ہونے کی کیفیت رسول عربیؐ بیان نہ فرماتے۔ اس لئے کہ آپ علم ہیئت و نجوم کے ماہر تو نہ تھے۔ اور نہ آپ کو یہ بیان فرمانے کی ضرورت ہوتی کہ میرے مرنے کے بعد مسلمان اسلام پر ثابت قدم رہیں اس لئے کہ خود غرض انسان کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ۔ بعد از سر من کن فیکون شد۔ شدہ باشد۔

ترجمہ آیۃ۔ کیا ان کے سوا اور معبود ہیں کہ اُن کو (مصیبتوں سے) بچاتے ہیں وہ نہ تو آپ اپنی مدد کرتے ہیں اور نہ اُن کی ہمارے طرف رفاقت ہوتی ہے پ ۱۷ ع ۳ انبیاء ۲۱۔ کلام ذات ہے۔ بُت پرستوں کو سمجھایا جارہا ہے کہ بُت اپنی مدد آپ کرنے پر قادر نہیں تو پھر تمہاری مدد کیسے کرسکتے ہیں۔ قوم عرب بتوں کو اپنا ملجا و ماوی خیال کرتی تھی۔ اس لئے انہی سے ہر قسم کی امداد طلب کرتی تھی۔ ان کی خوشنودی اپنی فلاح کا موجب اور ان کی خفگی اپنی تباہی کا باعث خیال کرتی تھی رسول عربیؐ بھی اسی قوم کے ایک فرد تھے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور آپ اس سے ہدایت نہ پاتے تو آپ بھی اپنی قوم اور اپنے خاندان کے ہم خیال بنجاتے جس طرح کہ آج بھی انسان پر اس کی قوم اور اس کے خاندان کے عقائد اثر انداز ہوجاتے ہیں اور وہ اُن کے تاثرات سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

ترجمہ آیۃ اور یہ (قرآن) نصیحت ہے بابرکت جو ہم نے اُتارا تو کیا تم لوگ اس کو نہیں مانتے۔ پ ۱۷ ع ۴ انبیاء ۲۱۔ کلام ذات ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ قرآن نصیحتوں سے پُر نہیں اور نصیحت بھی ایسی جو خیر و برکت سے مالامال ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو نہ اس میں نصائح ہوتے اور نہ ان میں انسان کی فلاح و بہبود کا سامان ہوتا۔

ترجمہ آیۃ۔ جب اس نے (ابراہیم) کہا اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ یہ مورتیں ہیں کیا۔ جن پر تم تکیہ کئے بیٹھے ہو۔ وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو یہی پوجتے پایا۔ ابراہیم نے کہا کہ بیشک تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں پڑے رہے۔ وہ بولے کیا تو ہمارے پاس

صداقت کی بات لے کر آیا ہے یا تو کھیل کرتا ہے۔ ابراہیم نے کہا نہیں بلکہ تمہارا پروردگار تو وہ ہے جو آسمان و زمین کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور میں اس بات پر گواہ ہوں اور خدا کی قسم میں چال چلوں گا تمہارے بتوں سے اس کے بعد کہ تم پلٹ کر چلے جاؤ گے پھر ابراہیم نے بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے مگر ان میں کے بڑے بت کو (قائم رکھا) تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ کہنے لگے کہ یہ حرکت کس نے کی ہمارے بتوں کے ساتھ بیشک وہ شخص ظالم ہے بعض ان میں کے کہے کہ ہم نے ایک نوجوان شخص کو ان کا ذکر کرتے سنا ہے جس کو ابراہیم کے نام سے پکارتے ہیں۔ بولے اس کو لاؤ لوگوں کے سامنے تاکہ لوگ گواہی دیں (چنانچہ ابراہیم لائے گئے) لوگ پوچھے کیا یہ (حرکت) تو نے کی ہے ہمارے بتوں کے ساتھ اے ابراہیم۔ انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے۔ انہی بتوں سے دریافت کر کے دیکھو اگر یہ بیان کر سکتے ہیں۔ اس جوابدہی پر لوگ اپنے دل میں سوچے پھر آپس میں کہنے لگے کہ لوگو تم ہی ناانصاف ہو پھر وہ اوندھے پڑے اپنی عقلوں میں (ایسی گمراہی میں) اور بولے تجھے تو معلوم ہے کہ یہ بت بولا نہیں کرتے۔ ابراہیم نے کہا تو کیا تم اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو نہ تمہارا کچھ بھلا کر اور نہ برا۔ لعنت ہے تم پر اور ان چیزوں پر جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ تو کیا تم سمجھتے نہیں۔ وہ باہم کہنے لگے کہ ابراہیم کو جلادو اور اپنے معبودوں کی امداد کرو اگر تم کو کچھ کرنا ہے۔ (پس ان بت پرستوں نے ابراہیم کو آگ میں جھونک دیا) ہم نے حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور باعثِ سلامتی ہو جا ابراہیم کے لئے۔ اور ان لوگوں نے اس سے فریب کرنا چاہا تو ہم نے اُن ہی کو نقصان اٹھانے والا بنایا اور ہم نے بچا نکالا اس کو اور لوط کو اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے دنیا جہان کے لئے۔ پ ۱۷ انبیاء ۲۱۔ کلام ذات کے سوا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی قوم کا کلام شریک ہے۔ یہ مسلمہ ہے کہ رسول عربی لکھے پڑھے نہ تھے۔ کوئی فلاسفر تھے اور نہ منطقی اور نہ ہی آپ حضرت ابراہیم کے ہمعصر تھے جو اس واقعہ کا اظہار کر سکتے۔ باوجود اس کے اس واقعہ کا اظہار بلا کم و کاست اس خوبی سے کرنا کہ کوئی اعتراض ہی

نہ ہو سکے کس طرح آپ سے ممکن تھا۔ آگ کے متعلق یہ کہنا کہ ٹھنڈی تو ہو مگر ایسی ٹھنڈی جو باعث راحت ہو نہ کہ موجب زحمت کتنا نازک معاملہ ہے وہی شخص اس کی کُنہ کو پہنچ سکتا ہے جو حکیم ہو اور سردی کے انتہائی اثرات سے آگاہ ہو۔ عرب میں نہ ایسی سردی ہوتی اور نہ اس سے کوئی مرتا باوجود اس کے رسولِ عربیؐ اپنی ذاتی تیار کردہ کتاب میں ایسی پیش بندی کیونکر کر سکتے تھے اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ قرآن خالق ہی کی طرف سے ہے جو ماہیتِ اشیاء کا جاننے والا ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور (اے رسول) یاد کرو ذوالنونؑ کے واقعہ کو جب وہ چل دیئے بگڑ کر پھر سمجھے کہ ہم ان پر تنگی نہ کریں گے۔ پھر پکار اٹھے۔ اندھیروں میں کہ کوئی معبود نہیں آپ کے سوا آپ بے عیب ہیں میں خطا کاروں میں سے تھا۔ تو ہم نے ان کی فریاد سُن لی اور نجات دی ان کو غم سے اور یوں ہی ہم بچا لیا کرتے ہیں ایمان والوں کو۔ پ۱۷ انبیاء ۲۱۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت ذوالنون یعنے حضرت یونس علیہ السّلام کی دعا شریک ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ کو اس واقعہ کا علم بھی نہ ہو سکتا تھا۔ یونس علیہ السّلام کو مچھلی نگل گئی تھی۔ اندھیروں سے سمندر اور مچھلی کے شکم کا اندھیرا مراد ہے۔ یہ دعا انسان کو مصیبتوں اور بلاؤں سے نجات دلانے کیلئے تیر بہدف کا کام دیتی ہے۔ اگر یہ کلام رسولِ عربیؐ کا ہوتا تو اس میں کوئی اثر نہ ہوتا۔

ترجمہ آیۃ۔ اور اس بی بی (حضرت مریم کے قصہ) کو (اے نبیؐ یاد کرو) جس نے حفاظت کی اپنی شرمگاہ کی تو ہم نے ان میں پھونک دی اپنی روح اور ہم نے بنایا انہیں اور ان کے فرزند کو جہان والوں کیلئے نشانی۔ یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس تم سب میری عبادت کیا کرو۔ پ۱۷ انبیاء ۲۱۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش کا راز رسولِ عربیؐ کو کیونکر معلوم ہو سکتا تھا نیز آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے متعلق اتنی عظیم المرتبت بات بھی نہ بیان کرتے کہ ماں اور بیٹے کا عجیب و غریب واقعہ دنیا والوں کی ہدایت کے لئے نشانی ہے۔ بلکہ اُن پر الزام و عمر کے اپنا اثر جمانے کی کوشش فرماتے۔

ترجمہ آیۃ۔ (وہ دن یاد رکھنے کے قابل ہے) جس دن کہ ہم آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دینگے جسطرح لکھے ورق کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔ ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتدا کی تھی اسی طرح اس کو دوبارا پیدا کر دینگے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے ہم ضرور کریں گے۔ ع۷ انبیاء ۲۱۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایک اُمّی ذات سے اس قسم کی پیشگوئی کا امکان بھی نہ ہوتا ترجمہ آیۃ۔ اور ہم نے آپ کو دنیا والوں کے لئے رحمت بنا کے بھیجا ہے۔ ع۷ انبیاء ۲۱۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسولِ عربیؐ اپنے متعلق اتنا بڑا دعویٰ نہ فرما سکتے۔ اور اگر دعویٰ کیا بھی جاتا تو ثابت نہ ہو سکتا اس لئے کہ آپ جھوٹے ٹھیرتے اور جھوٹے کی بات پوری نہیں ہو سکتی حالانکہ قرآن نے آپ کے متعلق جو دعویٰ کیا ہے وہ ثابت ہو کے رہا ہے۔ آپکا پہلے عرب کی قوم ایک وحشی قوم تھی جو بات بات پر خونِ ناحق کرنے کے لئے تیار ہو جاتی تھی شقاوتِ قلبی کا یہ عالم تھا کہ اپنی نومولود لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے یا بتوں کے آگے ذبح کر دیتے تھے۔ اپنی ماؤں کے ساتھ جماع کرنے میں تامل نہ کرتے تھے۔ چوری۔ زناکاری پر فخر کرتے تھے ایثار و رحم دلی نام کو نہ تھی ہر شخص خود پسند تھا دوسرے کو ذلیل جانتا تھا ظلم و جفا کاری شجاعت خیال کی جاتی تھی بہرحال وہ ایک درندہ صفت انسان تھے اہلِ عرب کے سوا اہل عجم۔ اہل ہند۔ اہل یورپ افریقہ بھی درجۂ بہائم صفتی میں پہونچے ہوئے تھے۔ ایسے خوفناک دور میں آپ مبعوث ہوئے اور ساتھ ہی اپنی قوم کو ایسا درست کیا کہ وہ بجائے دوسرے کی جان لینے کے دوسرے کے لئے اپنی جان دینے لگے۔ رحم و کرم۔ مروت۔ محبت۔ اخوت وغیرہ جیسی صفات حسنہ کے سوا کوئی بُری عادت ہی ان میں باقی نہ رہی۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ مخلوق پرستی کرتے کرتے انہوں نے اپنی شرافت انسانی کو جو کھو دیا تھا خدا پرستی سیکھ کر اس کو دوبارا پا لیا۔ غرض کہ ایک صدی کے اندر اندر چین سے لیکر اسپین تک اسلامی تہذیب و شائستگی چھا گئی۔ اور مسلمان عظیم الشان سلطنتوں کے بانی ہی نہیں بنے بلکہ صدیوں تک اسی تہذیب کے تحت باحسن الوجوہ انہیں چلایا کئے اور دنیا کو امن میں رکھا جس کی وجہ علم و ہنر۔ دولت۔ صنعت۔ حرفت۔ تجارت۔

زراعت وغیرہ کو غیر معمولی ترقی نصیب ہوئی کیا ایسا شخص جسکی وجہ یہ غیر مترقبہ نعمت ہاتھ آئی دنیا کے لئے رحمت نہیں تو اور کیا کہا جا سکتا ہے یہ تو عملی صورتیں اور مشاہدات تھے اب اعتقادی بات یہ کہ خدا کا ارشاد ہے کہ وہ ذات صلعم کو پیدا نہ فرماتا تو کائنات کو بھی عالم وجود میں نہ لاتا اگر اس قول کو تھوڑی دیر کے لئے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو آپ کی ذات کائنات کی ہر شئے کے لئے رحمت ہے اس لئے کہ ان کا وجود اور لطف زندگی اسی ذات کی بدولت سبکو نصیب ہوا ورنہ خیریت تھی۔

ترجمہ آیت ۱ ۔ اے انسانوں ڈرو اپنے رب سے قیامت کا زلزلہ بڑی وحشت ناک چیز ہے جس دن تم اس کو دیکھو گے بیہوش ہو جائیگی ہر دودھ پلانے والی ماں اپنے دودھ پینے والے بچہ کو۔ اور ہر پیٹ والی اپنا پیٹ گرادیگی ۔ اور تو لوگوں کو دیکھے گا مدہوش حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے ولیکن اللہ کا عذاب سخت ترین ہے۔ ع ۱ الحج ۲۲ ۔ کلام ذات ہے ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو خود رسول عربی بھی اس سے آگاہ نہ ہو سکتے کہ قیامت کیا ہوگی اور کیسی ہوگی ۔ اور انسان اس وقت کس عالم پریشانی میں ہوں گے۔

ترجمہ آیت ۵ ۔ لوگو اگر تم کو شبہ ہے (مرنے کے بعد) پھر زندہ ہوتے ہیں تو (ہماری قدرتوں پر غور کرو) ہم نے تم کو پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر پوری بنی ہوئی بوٹی اور ادھوری بنی ہوئی سے تاکہ تم پر اپنی کمال قدرت ظاہر کریں اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں عورتوں کے پیٹ میں جس کو چاہیں ایک وقت مقرر تک پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں پھر (تمہاری پرورش کا سامان کرتے ہیں) تاکہ تم جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کسی کی زندگی ختم کر دی جاتی ہے اور تم میں سے کوئی لوٹا دیا جاتا ہے۔ بڑی خراب عمر کے جانب تاکہ سمجھے بعد نہ سمجھے ۔ کلام ذات ہے ۔ رسول عربی طبیب و ڈاکٹر نہ تھے پھر انسان کی پیدائش کے ارتقاء کا ذکر کیسے فرما سکتے تھے ان حالات کے تحت ہیں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے۔

ترجمہ آیت ۱۹ ۔ یہ دو فریق ایک دوسرے کے مخالف ہیں یہ باہم جھگڑے اپنے پروردگار کے بارے میں تو جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے تراش لئے گئے ہیں آگ کے کپڑے ۔ ڈالا جائیگا ان کے سروں سے کھولتا ہوا پانی ۔ اس سے گلجائیگا جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے اور کھالیں بھی ۔ ع ۲ الحج ۲۲ ۔ آگ کا لباس بنانا عجیب غریب تخیل ہے

جو اُمّی انسان سے ممکن نہ تھا پس یہ کہنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے۔

ترجمہ آیت ۳۴-۳۵۔ اور ہر اُمت کے لئے ہم نے قربانی کا طریق مقرر کیا تاکہ وہ اللہ کا نام لیں ان مویشی چوپاؤں کے ذبح پر جو ان کو اللہ نے عطا فرمائے تو (لوگو) تم سب کا خداوند ایک واحد ہے پس اسی کے فرمانبردار ہو۔ اور (اے نبی) خوش خبری سنا دیجئے ان عاجزی کرنے والوں کو کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور صبر کرنے والے اس مصیبت پر جو ان کو پہنچے اور نماز کے قائم رکھنے والے اور ہمارے دئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں (ہماری راہ میں) پ ۱۷ ع ۵ حج ۲۲۔ کلام ذات ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں نیکیوں کے کرنے کی ترغیب ہوتی اور نہ نیک لوگوں کو ان کا انجام بخیر ہونے کی خوشی سنائی جاتی۔

ترجمہ آیت ۳۷۔ اللہ تک نہ قربانیوں کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون لیکن اس تک پہنچتی ہے تمہاری خوش اعتقادی و پرہیزگاری پ ۱۷ ع ۵ حج ۲۲۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی اس رمز کا اظہار فرما سکتے تھے آپ کی قوم بتوں کے آگے جانور قربان کرتی تھی اور خیال کرتی تھی کہ بت اسکو کھاتے ہیں پس آپ بھی اسی خیال کے تحت یہ تصور کرتے کہ خدا بھی ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ لیکن چونکہ قرآن خدا کی طرف سے تھا اس لئے اس میں ایسی آگاہی کر دی گئی کہ اب یہ خیال تک پیدا نہیں ہو سکتا قربانی کا حکم فی الحقیقت انسان کی محبت کو جو خدا سے ہے بڑھانے کا ذریعہ ہے اس سے مقصود یہ بھی ہے کہ متمول اشخاص کی قربانیوں کے گوشت سے ایسے نادار لوگ فائدہ اٹھائیں جو گوشت خرید کر کھا نہیں سکتے۔

ترجمہ آیت ۳۸۔ اللہ ہٹاتا ہے مسلمانوں سے ان کے دشمنوں کو اللہ نہیں پسند کرتا کسی دغاباز ناشکر کو۔ پ ۱۷ ع ۵ حج ۲۲۔ کلام ذات ہے۔ ابتداء اسلام میں مسلمان انگلیوں پہ گنے جاتے تھے اور ان کے مقابلہ میں سارے عرب کے کفار تھے جو طرح طرح کی دغابازی سے مسلمانوں کا خاتمہ کر دینا چاہتے تھے مگر ان کی ایک نہ چلی اور اسلام نہایت سرعت کے ساتھ سارے عالم میں پھیل گیا اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کوئی اس کے احکام کی تعمیل کرتا اور نہ اسلام دنیا میں اسطرح پھیل بھی سکتا۔

ترجمہ آیت ۶۵-۶۶۔ اور وہی تھامے رکھتا ہے آسمان کو اس بات سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اس کے حکم سے۔ بیشک اللہ لوگوں پر بڑا شفیق اور مہربان ہے۔ اور وہی ہے جس نے تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو مارتا ہے۔

پھر وہی تم کو جلائے گا۔ بیشک انسان ناشکرا ہے۔ ہر اُمت کے لئے ہم نے ایک عبادت کا طریقہ مقرر کر دیا ہے کہ وہ اس پر عمل کرتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ تم سے نہ جھگڑیں اس امر میں اور تم بُلائے جاؤ گے۔ اپنے پروردگار کی طرف بلاشبہ تم راہ راست پر ہو۔ ع ۹ کلام ذات ہے۔ آسماں کا اپنی حالت پر قائم رہنا قدرت کا عجیب وغریب راز ہے جو قانون کشش کے تابع ہے آج سے تیرہ سو برس پہلے یہ مسئلہ قرآن کی بدولت حل ہو چکا ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو قدرت کی یہ سربستہ حکمت معلوم نہ ہو سکتی تھی اس لئے کہ آپ ان علوم کے ماہر نہ تھے جو آپ کی پیدائش کے صدیوں بعد عالم ظہور میں آئے۔ خدا کا بندوں پر شفیق ومہربان ہونا اور انسان کا ناشکرا ہونا بھی ایسی باتیں ہیں جو خدا کے علم کرانے پر ہی رسول عربیؐ کو معلوم ہوئی ہیں ورنہ آپ کی قوم بھی ان باتوں سے لاعلم تھی پس ایسی صورت میں آپ بھی لاعلم ہی رہتے۔ اس آیۃ میں رسول عربیؐ کو ہدایت فرمائی جارہی ہے کہ کسی کی عبادت کے طریقہ پر جو خدا نے مقرر فرمایا ہے معترض ہوتے پر آپ جس طریق پر کاربند کئے گئے ہیں وہ درست ہے اس میں شبہ نہ کرو یہ ایسے امور ہیں کہ ان کی نسبت رسول عربیؐ اپنی بنائی ہوی کتاب میں کبھی روشنی نہ ڈال سکتے

ترجمہ آیۃ ۷۳۔ لوگو۔ ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔ تو اس کو سنو۔ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ ہرگز نہیں پیدا کر سکتے ایک مکھی بھی اگرچہ اس کے لئے سب اکٹھے ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین کے لیجائے تو اس سے اس کو چھوڑا نہیں سکتے۔ کمزور ہے طالب بھی اور مطلوب بھی انہوں نے اللہ کی قدر نجانی جیسا کہ چاہیئے تھی بیشک اللہ قوت والا زبردست ہے۔ ع ۱۰ کلام ذات ہے۔ انسان اور ان کے معبودان باطل یعنے بتوں کی بے بسی کا اظہار فرمایا جارہا ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسول عربیؐ بطور خود ایسی زبردست اور لاجواب کر دینے والی مثال بیان نہ فرما سکتے تھے۔

ترجمہ آیۃ ۷۷۔ اے ایمان والو رکوع کرو یعنے خدا کے آگے جھکو) اور سجدہ کرو (جبین نیاز زمین پر رکھدو) اور عبادت کرو اپنے پروردگار کی اور بھلائی کرو لوگوں کے ساتھ تاکہ تم مراد کو پہنچو اور محنت کرو اللہ کی راہ میں جیسا کہ محنت کرنے کا حق ہے اس نے تم کو انتخاب فرمایا اور نہیں کی تم پر دین کے

بارے میں کچھ تنگی (تمہارے لئے تجویز فرمایا) تمہارے باپ ابراہیم کا دین اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا پہلے سے اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسول گواہ بنے تم پر اور تم گواہ بنو لوگوں پر تو قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو اللہ کا سہارا وہی تمہارا کارساز ہے تو کیا اچھا کارساز ہے اور کیا اچھا مددگار۔ پ۱۷ حج [۳۲] ۔ کلام ذات ہے۔ عبادت کا طریقہ اور بھی مذاہب میں رائج ہے لیکن مسلمانوں کے لئے جو طریقہ انتخاب فرمایا گیا وہ اپنی آپ نظیر ہے۔ خاکساری۔ فروتنی بیچارگی غرض اظہار عبدیت کا طریقہ اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا رسول عربی خدا کی جانب سے مامور رسالت نہ ہوتے اسلام خدائی مذہب نہ ہوتا تو ایسا مستحسن طریق عبادت رسول عربی کیونکر تراش سکتے تھے

ترجمہ آیت ۱۔۱۱۔ اپنی مراد مقصد کو پہونچ گئے ایمان والے کہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے۔ اور خراب بیہودہ بات سے منہ موڑتے۔ اور جو زکوٰۃ دیا کرتے۔ اور جو اپنی شرم گاہوں (یعنی عضو تناسل) کی حفاظت کرتے ہیں سوا اپنی بیویوں یا لونڈیوں کے کہ ان پر کچھ الزام نہیں۔ پھر جو طلب کرے اس کے علاوہ تو وہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس لحاظ رکھتے۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں جو میراث پائیں گے فردوس بریں کی۔ وہ اس میں ہمیشہ قائم رہیں گے۔ پ۱۸ مومنون [۳۲] ۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کی خود ساختہ کتاب میں ایسی پاک تعلیم ہرگز نہ ملتی۔ تعلیم کیا ہے تدبیر منزل و سیاست مدن کی جان ہے جس پر امن عالم کا بقا منحصر ہے۔

ترجمہ آیت ۱۲۔۱۶ - اور ہم نے بنایا آدمی کو گوندی ہوئی مٹی سے پھر ہم نے اس کو رکھا نطفہ بنا کر محفوظ جگہ (یعنی رحم مادر) میں پھر ہم نے بنایا اس نطفہ کا لوتھڑا پھر ہم نے اس لوتھڑے کی بنائی بوٹی پھر بنائیں بوٹی کی ہڈیاں پھر پہنا دیا ہڈیوں کو گوشت پھر اس کو بنا کھڑا کیا نہتی منی موہنی صورت میں۔ تو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہترین بنانے والا ہے۔ پھر تم اس کے بعد ضرور مروگے پھر تم قیامت کے دن اٹھا کھڑے کئے جاؤ گے۔ پ۱۸ مومنون [۳۳] ۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد کی پیدائش کا حال معلوم نہ ہوتا۔ نہ آپ ڈاکٹر اور نہ ہی طبیب رحم مادر میں

نطفہ کے ارتقار کا علم آپ کو کس طرح حاصل ہو سکتا تھا۔ اہل عرب مرنے کے بعد جنم پالتے رہنے کے قائل تھے جس کو تناسخ کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں لازمی امر تھا کہ آپ بھی اپنی قوم کے ہم خیال ہو جاتے اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے کی کیفیت نہ تبلا سکتے۔

ترجمہ آیتہ۔ تو ہم نے اُن (نوح) کی جانب وحی بھیجی کہ ایک کشتی بنالو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے۔ پھر جب ہمارا حکم آئے اور اُبلنے لگے تنور تو کشتی میں بٹھالو۔ ہر جنس میں سے دو دو کا جوڑا اور اپنے متعلقین کو مگر ان میں سے جس کی نسبت پہلے ہو چکا حکم اور نہ کچھ کہو ہم سے ان ظالموں کی نسبت یہ ضرور ڈبو دیئے جائیں گے۔ ۲ع مومنون ۲۳۔ کلام ذات ہے۔ طوفان نوحؑ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو خود رسول عربیؐ بھی اس واقعہ سے لاعلم رہتے۔

ترجمہ آیتہ۔ بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر اُٹھنا نہیں اور کچھ نہیں بس یہ ایک شخص ہے جس نے افترا کیا اللہ پر جھوٹا اور ہم تو اس کو ماننے والے نہیں ۳ع مومنون ۲۳۔ کفار عرب کا کلام ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا اس میں اس کا ذکر بھی نہ ہوتا کہ کفار کا کیا اعتقاد ہے اور وہ رسول کی نسبت کیا رائے رکھتے ہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ ہم نے فرمایا تھا کہ اے رسولو۔ کھاؤ پاک صاف چیزیں اور اچھے عمل کرو۔ جو کچھ تم عمل کرتے ہو ہم جانتے ہیں اور یہ تمہاری اُمتیں ایک امت ہیں اور ہم تمہارے پروردگار ہیں پس ہم سے ڈرو۔ تو امتوں نے پھوٹ کر کے اپنا معاملہ ٹکڑے ٹکڑے کر لیا ہر فرقہ اس طریقہ سے جو اس کے پاس رائج ہے خوش ہے۔ ۳ع مومنون ۲۳۔ کلام ذات ہے اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا رسول عربیؐ کو اس کا علم بھی نہ ہوتا کہ مختلف مذہب کے پیرو خدا کے حکم سے اور اپنے ہادی کی ہدایت سے ہٹ کر طریقہ عمل اختیار کئے ہوئے ہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ اور ہم کسی پر اس کی طاقت وہمت سے بڑھکر وزن نہیں ڈالتے۔ اور ہمارے پاس ان کے نامہ اعمال کی کتاب ہے جو سچ بتلاتی ہے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ ۴ع مومنون ۲۳۔ کلام ذات ہے انسانی اعمال کا قلمبند کر لیا جانا ایسا تخیل نہیں جو خود رسول عربیؐ پیدا فرما سکتے۔ اس لئے یہ

کہنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ یہاں تک کہ جب ہم گرفتار کریں گے ان کے خوش حال لوگوں کو عذاب میں تو فوراً یہ چلا اٹھیں گے (ان سے کہا جائے گا) نہ چلاؤ آج تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ ہماری باتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم اپنی ایڑیوں پر الٹے پاؤں چل دیتے تھے اکڑتے ہوئے قرآن کو افسانہ ٹھہرا کر بیہودہ بکواس کرتے تھے۔ پ۱۸ع۴ مومنون ۲۳۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اس کا اظہار بھی نہ فرماتے کہ ان کی برادری بھی قرآن کو افسانہ کہتی تھی اس لئے کہ یہ بات دوسروں کے لئے باعثِ تلقین ہو کر آپ کے کام میں رکاوٹ پیدا کر سکتی تھی۔

ترجمہ آیتہ۔ وہ بیشک جھوٹے ہیں نہ اللہ نے کوئی بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہے ورنہ لیجاتا ہر خالق اپنی مخلوق کو اور حملہ آور ہوتا ایک دوسرے پر۔ اللہ پاک ہے اس سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ جاننے والا ہے غیب اور حاضر کا وہ بالاتر ہے (ان بیہودہ باتوں سے) جو یہ شریک بتاتے ہیں۔ پ۱۸ع۵ مومنون ۲۳۔ کلام ذات ہے۔ یہودی۔ نصاریٰ۔ خدا کے بیٹے کے قائل ہیں عرب کے بت پرست خدا کی بیٹیاں ہونا بیان کرتے تھے اہلِ عجم زردشتی دو خدا کے قائل ہیں ہندوستان کے بت پرستوں میں تو متعدد خدا مانے جاتے تھے ایسی صورت میں رسولِ عربیؐ توحید خالص کا عقیدہ کیسے خود پیدا فرما سکتے تھے بجز اس کے کہ قرآن ہی کی بدولت آپ اس سے آگاہ ہوتے۔

ترجمہ آیتہ۔ برتر ہے اللہ حقیقی بادشاہ۔ کوئی ذات لائقِ عبادت نہیں بجز اس کے۔ مالک ہے عرش اعظم کا۔ اور جو پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے پروردگار کے پاس ہوگا۔ کافر چھٹکارا نہ پائیں گے۔ پ۱۸ع۶ مومنون ۲۳۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو خدا کی ذات اور اس کی متذکرہ صفات کا بھی علم نہ ہوتا۔

ترجمہ آیتہ۔ اللہ ہی آسمان و زمین کی رونق ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک محراب کہ اس میں ایک چراغ ہے۔ وہ چراغ بلور کی قندیل میں دھرا ہوا ہے اور شیشہ قندیل

گویا چمکتا ہوا ستارہ ہے وہ روشن کیا جاتا ہے مبارک درخت زیتون کے (تیل) سے کہ نہ شرقی رُخ ہے اور نہ مغربی رُخ۔ قریب ہے کہ اس کا تیل جل اُٹھے اگرچہ کہ اس کو آگ بھی نہ چھوئے۔ روشنی پر روشنی۔ اللہ راہ دکھاتا ہے اپنے نور کی جسے چاہتا ہے۔ اور اللہ بیان فرماتا ہے مثالیں لوگوں کے لئے اور اللہ ہر چیز سے آگاہ ہے۔ وہ چراغ روشن ہوتا ہے ایسے گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ہے ان کے درست کرنے کا اور اس کا کہ وہاں اس کا نام لیا جائے اس میں اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں صبح و شام ایسے لوگ کہ جن کو نہیں غافل کرتی سوداگری اور نہ خرید و فروخت۔ اللہ کی یاد کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکاۃ دینے سے۔ وہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں اُلٹ جائیں گے دل اور آنکھیں تاکہ ان کو اللہ معاوضہ دے ان کے بہتر سے بہتر کاموں کا اور ان کو اور زیادہ دے اپنے فضل سے۔ اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے حساب۔ ع۵ النور ۲۴۔ کلام ذات ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو ایک اُمّی ذات سے خدا کے نور کے متعلق ایسی پاکیزہ مثال حاصل نہ ہو سکتی۔ اور یہ بھی نہ ظاہر کیا جا سکتا تھا کہ نور ایمان کا چراغ اللہ والوں کے گھروں ہی میں روشن ہوا کرتا ہے۔ اور ان کی یہ صفات حسنہ ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ قرآن کے جھوٹے ہونے پر رسول بھی جھوٹے ٹھہرتے ہیں اور جھوٹے شخص سے نیکیوں کا ذکر خیر ممکن نہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال مانند ریت کے ہیں (جو ریگستان میں ہو) کہ پیاسا (دور سے) اس کو پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اس کو کچھ بھی نہ پایا اور پایا اللہ کو اپنے پاس۔ پھر اللہ نے اس کو پورا پورا چکا دیا اس کا حساب اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ یا اندھیروں کی مانند ہیں۔ گہری سمندر میں کہ اس کو لہر ڈھانکے لیتی ہے لہر پر دوسری لہر اس کے اوپر سیاہ بادل۔ اندھیرے ہیں ایک کے اوپر ایک۔ جب اپنا ہاتھ نکالے تو ممکن نہیں کہ اسکو دیکھ سکے۔ اور جس کو اللہ ہی نے نور نہ دیا اس کے لئے کہیں نور (ایمان) نہیں۔ ع۵ النور ۲۴۔ کلام ذات ہے۔ کفار کے نمائشی حسن عمل کا خاکہ کھینچا گیا ہے۔ اور مثال دیگر ثابت کیا گیا ہے کہ بغیر نور ایمان کے ان کا یہ عمل کچھ بھی کام نہ آئے گا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ مضمون آفرینی رسول عربی

ناممکن تھی ۔ اسلئے کہ کبھی آپ نے دریائی سفر فرمایا تھا اور نہ ایسے سماں مشاہدہ کئے تھے ۔

ترجمہ آیۃ ۔ اور اللہ نے پیدا کیا ہر جاندار کو پانی سے پھر ان میں کوئی تو چلتا ہے اپنے پیٹ کے بل اور کوئی اس میں سے چلتا ہے دو پاؤں پر اور ان میں سے کوئی چلتا ہے چار پر ۔ اللہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ پ ۱۸ ع ۱۴ النور ۲۴ ۔ کلام ذات ہے ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی ان باتوں کو واضح کرنے کی ضرورت محسوس فرماتے اور نہ ان کو اس کا علم ہوتا کہ پانی سے جاندار پیدا ہو جاتے ہیں یہ باتیں ان لوگوں کو معلوم ہو سکتی ہیں جو طبعیات ڈاکٹری کے عالم ہوں ۔

ترجمہ آیۃ ۔ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کئے کہ ان کو ضرور نائب بنائے گا ملک میں جیسا کہ نائب بنایا تھا ان سے اگلوں کو اور ضرور جمائیگا ان کے لئے ان کا دین جس کو ان کے لئے پسند فرمایا ہے ۔ اور ان کو عنایت فرمائے گا ان کے خوف کے بدلے میں امن ۔ وہ میری عبادت کیا کرینگے ۔ شریک نہ کرینگے میرا کسی چیز کو ۔ اور جو کوئی ناشکری کرے اس کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں ۔ پ ۱۸ ع ۱۴ النور ۲۴ ۔ کلام ذات ہے ۔ کون نہیں جانتا کہ اسلام کی ابتدا کن لاچار غریب مفلس لوگوں میں ہوئی ۔ اُن سے بادشاہت دلانے کا وعدہ ہوا اور ایسی بادشاہت ملی کہ جس کے رعب و جلال سے ایران و روم کے شہنشاہ لرز گئے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی خود ایسا وعدہ نہ فرما سکتے اور اگر دل خوش کن وعدہ کر بھی لیتے تو اس کا کوئی ایفاء خدا کی جانب سے نہ ہوتا ۔ اس لئے کہ خدا کے وعدے تو رسول کے ساتھ ہی ہوا کرتے ہیں اور رسول وہی ہوتے ہیں جو سچے ہوں مفتری نہ ہوں ۔ قرآن کے خود ساختہ ہونے کی صورت میں آپ مفتری ٹھیرتے اور مفتری کے ساتھ خدا کا وعدہ ہوتا اور نہ وہ پورا کیا جاتا ۔

ترجمہ آیۃ ۔ جب ندا کی تمہارے پروردگار نے موسیٰ کو کہ تم ان ظالموں کے یعنے فرعون کے پاس جاؤ کیا یہ لوگ نہیں ڈرتے ۔ موسیٰ ؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ وہ

مجھے جھٹلانے لگیں۔ اور میرا سینہ تنگ ہونے لگتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی اس لئے ہارون کے پاس بھی وحی روانہ فرمائیے۔ اور میرے پر ان لوگوں کا ایک قصور بھی ہے۔ پس مجھکو یہ خوف ہے کہ وہ لوگ مجھ کو قتل کر ڈالیں۔ پ۱۹ع۲ شعرا ۲۶۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں جو لکنت تھی اس کا حال رسول عربی کو معلوم نہ ہو سکتا تھا۔

ترجمہ آیۃ۔ ہم نے کہا۔ کیا مجال ہے اُن کی۔ تم دونوں ہمارے احکام لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں پس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم رب العالمین کے بھجوائے ہوئے ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے۔ پ۱۹ع۲ شعرا ۲۶۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن منجانب خدا نہ ہوتا تو نہمائش کا یہ طریقہ پیش ممکن نہ ہوتا۔

ترجمہ آیۃ۔ فرعون نے کہا کہ رب العالمین کی ماہیت اور حقیقت کیا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا اگر تم کو یقین کرنا ہو۔ کلام فتنہ کیسا تھ حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا شامل ہے۔ اگر قرآن منجانب خدا نہ ہوتا تو ذات باری کی نسبت ماہیت کا سوال جواب۔

ترجمہ آیۃ۔ فرعون کہنے لگا (لوگوں سے) یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہے مجنون ہے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ وہ پروردگار ہے مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا بھی اگر تم عقل رکھتے ہو۔ فرعون (اپنی رعایا سے) کہنے لگا اگر تم میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کرو گے تو تم کو قید خانہ روانہ کر دوں گا۔ موسیٰ نے کہا اگر میں کوئی کھلی دلیل پیش کروں تو تب بھی۔ فرعون نے کہا اچھا تو وہ دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ موسیٰؑ نے اپنے ہاتھ کی لاٹھی زمین پر ڈال دی تو وہ یک بیک ایک اژدھا بن گئی۔ اور اپنا ہاتھ (گریبان سے) باہر نکالا تو وہ فوراً سب دیکھنے والوں کے سامنے نہایت ہی چمکتا ہوا ہو گیا۔ فرعون نے اہل دربار سے جو اس کے پاس تھے کہا کہ اس میں شبہ نہیں کہ یہ شخص بڑا واقف کار جادوگر ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اپنے جادو کے اثر سے تم کو تمہاری سرزمین سے باہر کر دے پس تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو۔ درباریوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی کو موقعہ دیجئے اور شہروں میں چپراسیوں کو روانہ فرمائیے

تاکہ وہ تمام ماہر جادوگروں کو آپ کے حضور میں حاضر کردیں۔
ترجمہ ۴۵ آیۃ۔ پھر جب وہ جادوگر آئے تو فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم غالب آگئے تو کیا ہم کوئی بڑا صلہ پائیں گے۔ فرعون نے کہا کہ ہاں اور تم ایسی صورت میں میرے مقرب لوگوں میں شامل ہو جاؤگے۔ موسیٰ نے جادوگروں سے کہا کہ تم کو جو کچھ ڈالنا ہے ڈالو پس انھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کی عظمت کی قسم بیشک ہم ہی غالب آئیں گے پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا تو وہ ساتھ ہی ان کے تمام بنے بنائے کھیل کو ہڑپ کرنا شروع کردیا پس جادوگر تمام سجدہ میں گر پڑے کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر۔ جو موسیٰ اور ہارون کا بھی رب ہے۔ ع۳/۸ شعرا ۲۶۔ کلام ذات۔ کلام حضرت موسیٰ۔ کلام فرعون۔ کلام امرا رفرعون۔ کلام جادوگران ملک مصر شامل ہے۔ فرعون کے زمانہ میں ملک مصر میں شعبدہ بازی کا زور و شور تھا اس فن میں وہ کمال حاصل کئے ہوئے تھے۔ پروردگار عالم نے ان کو اسی قسم کے معجزہ کے ذریعہ لاچار بنادیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ باطل سے پلٹ گئے اور حق کے ساتھی ہوگئے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نازل کیا ہوا نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اس خوبی سے ان نادر واقعات کا اظہار نہ فرما سکتے تھے۔ کیونکہ خود ان حالات سے واقف ہونے کا کوئی ذریعہ رکھتے تھے اور نہ علم۔
ترجمہ ۴ آیۃ۔ پھر جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ کے ہمراہی کہنے لگے کہ بس ہم تو ان کے ہاتھوں پھنس گئے۔ موسیٰ نے کہا کہ ہرگز نہیں کیونکہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے اور مجھ کو ابھی راستہ بتلادیگا۔ پھر ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو۔ (چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا) پس دریا کا پانی پھٹ گیا تو ہو گیا ہر دو جانب کا حصہ مثل ایک عظیم الشان پہاڑ کے اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس موقع کے قریب پہونچادیا۔ اور ہم نے موسیٰ کو اور ان کے ساتھیوں کو سب کو بچالیا پھر دوسروں کو غرق دریا کردیا اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے۔ ع۴/۸ شعرا ۲۶۔ کلام ذات۔ کلام حضرت موسیٰ۔ کلام قوم بنی اسرائیل شریک ہے یہ وہ قصہ ہے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو شہر مصر سے رات کے وقت نکال لے چلے تھے

اور فرعون معہ لشکرِ جرار کے ان کا تعاقب کیا تھا۔ دریا میں موسیٰ کے لاٹھی مارنے سے راستہ ہوگیا آپ معہ بنی اسرائیل کے دریا سے دوسری جانب پار ہوگئے۔ فرعون نے بھی دریا عبور کرنا چاہا۔ مگر پانی کے آپس میں ملجانے کی وجہ معہ اپنے لشکر کے ڈوب مرا۔ فرعون کی لاش تو مل چکی ہے جو اہل جہان کے لئے موجب صد عبرت بنی ہوئی ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو حضرت موسیٰ کا حال نہ رسول عربی کو معلوم ہوتا اور نہ آج اس تفصیل سے ہم اس سے واقف ہوسکتے۔ جس طریقہ سے بنی اسرائیل کو نجات ملی ہے وہ کسی کے دماغ میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ انسان کسی عدم موقوعہ واقعہ کو بطور فسانہ ترتیب دیسکتا ہے لیکن اس کی بنیاد ایسی مستحکم نہیں ہوسکتی جو کہ متزلزل نہ ہوسکے لیکن یہ قرآنی واقعہ کی ترتیب و بندش ایسی مضبوط ہے کہ نہ ٹوٹ سکتی ہے اور نہ اس پر کوئی معقول اعتراض وارد ہوسکتا ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ جب انہوں نے (ابراہیم علیہ السلام) اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم مورتوں کی پوجا کیا کرتے ہیں اور ان ہی پر قائم رہتے ہیں۔ ابراہیم نے پوچھا کہ کیا یہ تمہاری فریاد سنتے ہیں جب تم ان کو پکارتے ہیں یا یہ کہ تم کو کچھ فائدہ پہنچاتے ہیں یا یہ کہ تم کو کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں ان لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسیطرح پوجا کرتے دیکھا ہے (اس لئے خود بھی کرتے ہیں) ع النمل ۲۷ ۔۔۔۔

کلام ذات کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ اور آپ کی قوم کا کلام شامل ہے۔ نبی کا سوال کیا لاجواب اور حکیمانہ ہے اور قوم کا کسقدر جاہلانہ جواب ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی ایسا سبق آموز مکالمہ قلمبند کرا سکتے تھے۔ جواب میں تو انصافاً نہیں ہی کہنا پڑتا ہے۔ اس زمانہ کے بت پرست بھی اس قسم کا جواب دینے پر مجبور رہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس طرح فی الحقیقت خدا ہی کی عبادت کرتے ہیں اور خدا کا دھیان قائم کرنے کے لئے مورتی کو آگے رکھکر اس کو ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ مگر یہ استدلال بھی بیکار ہو جاتا ہے اس لئے کہ مادی اور مرئی چیز کا دھیان جمانے سے غیر مادی اور غیر مرئی ذات کا تصور قائم نہیں ہوسکتا۔ مقید جسمانی شئے سے

غیر مقید غیر جسمی ذات کے تصور کا امکان بھی درست نہیں ہو سکتا۔ خدا کو اپنی عبادت بلا واسطہ ہی پسند ہے بندہ میں اور رب میں کوئی چیز بوقت عبادت حائل نہ ہونی چاہیئے جیسا کہ قرآن طریقہ عبادت بتلاتا ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ ایسا بے نظیر طریق عبادت خود ایجاد نہ فرما سکتے اس لئے کہ آپ تو ایسے گھرانے اور ایسی قوم میں پیدا ہوئے تھے جو بُت پرست تھی اور بلا توسط عبادت کرنے کی خوگر نہ تھی ظاہر ہے کہ آپ پر بھی یہی رنگ چڑھ جاتا۔

ترجمہ آیته۔ جب ان سے کہا ان کے بھائی نوح نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ پس ڈرو اللہ سے اور میرا کہنا مانو اور میں تم سے نہیں مانگتا اس کے معاوضہ میں کچھ مزدوری وہ لوگ کہے کہ کیا ہم تجھکو مان لیں حالانکہ تیری اتباع کی ہے ذلیل لوگوں نے۔ نوح نے کہا اور میں کیا جانوں جو وہ کرتے رہے۔ ان کا حساب لینا تو بس میرے پروردگار ہی کے اختیار میں ہے کاش تم سمجھو۔ اور میں تو مسلمین کو جدا کرنے والا نہیں ہوں۔ پس میں تو صاف طور پر ڈر سُنانے والا ہوں۔ ع شعرا ۲۶۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کی سرکش قوم کا کلام شریک ہے۔ کہاں حضرت نوح کا زمانہ اور رسول عربیؐ کا اتنے قدیم زمانہ کے حالات کو اس خوبی سے بیان کرنا کہ گویا وہ کل کے دیکھے یا سُنے ہوئے ہیں سوائے خدا کے بشر سے تو ممکن نہیں۔ پس اس اعتبار سے بھی یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے نازل کیا ہوا کلام ہے

ترجمہ آیته۔ جب ان سے کہا ان کے بھائی ہود نے کہ کیا تم خوف نہیں کرتے بے شُبہ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے نہیں مانگتا اس نصیحت کے بدلے کچھ مزدوری۔ میری مزدوری تو رب العالمین پر ہے۔ ع شعرا ۲۶

ترجمہ آیته۔ وہ لوگ بولے کہ ہم پر برابر ہے۔ تو نصیحت کرے یا نہ بنے نصیحت کرنے والا یہ تو بس عادت ہے اول والوں کی۔ اور ہم پر تو آفت آئے گی نہیں۔ غرض انھوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔ بیشک اس میں نشانی ہے۔ اور ان میں سے بہت سارے تو ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ ع ۱۲ شعرا ۲۶۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت ہود علیہ السلام اور آپکی

قوم کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو اس قوم کا ہلاک کیا جانا بھی معلوم نہ ہوسکتا تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ جب ان سے کہا ان کے بھائی صالح نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمھارے لئے امانت دار پیغمبر ہوں۔ تو تم ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ اجرت۔ بس میری تو اجرت رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم چھوڑ دیئے جاؤگے یہاں کی چیزوں میں امن سے۔ باغوں چشموں اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا خوشہ ٹوٹے پڑتا ہے اور تم تراشتے ہو پہاڑوں میں گھر نفاست سے۔ تو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو۔ اور نہ کہا مانو حد سے گذر جانے والے اشخاص کا جو کہ فساد کرتے ہیں زمین میں اور اصلاح (حال) نہیں کرتے۔ وہ بولے کہ بس تجھ پر تو کسی نے جادو کردیا ہے۔ تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے۔ تو لے آ کوئی نشانی اگر تو سچا ہے۔

۸ ع ۱۲ شعرا ۲۶۔ کلام فات کے ساتھ حضرت صالح علیہ السلام اور آپ کی قوم کا کلام شامل ہے۔ قوم صالح نہایت زبردست تمدن کی قوم تھی پہاڑوں کو اندر سے کھود کر ایسے ہی بہترین مکانات بنایا کرتی تھی جیسا کہ عرب کے ملک میں خلیج عقابہ اور جھیل عروہ کے مابین پیٹرا کا ایک نہایت قدیم شہر واقع اور سر شیرا کے نام سے مشہور رہا۔ یہ شہر گلابی رنگ کی ایک پہاڑی کو تراش کر تعمیر کیا گیا تھا۔ مشرقی شمال کا یہ قدیم شہر اس قدیم راہ پر واقع تھا جہاں پالمیرا۔ غازہ۔ مصر۔ خلیج فارس کے تجارتی قافلے آکر قیام پذیر ہوا کرتے تھے۔ یہ شہر عرب قبیلہ نباتی کا بسایا ہوا تھا جو حضرت مسیح سے ۱۰۰ برس قبل تھا۔ یہ ایک زبردست سلطنت کا دارالحکومت تھا ایک غیر معلوم واقعہ سے اس کی تباہی تاریخ میں بتلائی گئی ہے۔ اس شہر کو ۱۸۱۲ء میں ایک جرمن برک ہاڈی نے دوبارہ دریافت کیا تھا اس شہر کے پورے لوازمات پہاڑی میں تراشے گئے تھے نیز ورنگ آباد دکن میں غار ہائے ایلورا و اجنٹا فن کے لئے مشہور رہیں پہاڑوں کی حیرت ناک تراش دیکھنے کے لئے دور دور سے سیاح آیا کرتے ہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو ان عجیب و غریب مکانات کا کوئی علم ہی حاصل نہ ہوسکتا تھا اس لئے کہ آپ جغرافیہ تو پڑھے نہ تھے اور نہ ہی آپ کی قوم کو ان

مکانات کا علم تھا۔
ترجمہ آیۃ۔ جھٹلایا لوط کی قوم نے پیغمبروں کو جب ان سے کہا لوط نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے رسول ہوں امانت دار۔ تو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور میں تم سے نہیں مانگتا اس کام کے بدلے میں کچھ مزدوری۔ میری مزدوری تو پروردگار عالم پر ہے۔ کیا تم گرے پڑتے ہو دنیا کے لوگوں میں سے مردوں پر اور چھوڑتے ہو جو تمہارے لئے پیدا کر دیں تمہارے پروردگار نے تمہاری عورتیں۔ بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔ وہ کہنے لگے کہ اگر تو باز نہ آئے گا اے لوط تو ضرور نکال باہر کیا جائے گا۔ پ ۱۹ ع ۹ شعرا ۲۶۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت لوط اور آپ کی بدکار اغلام باز قوم کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو قوم لوط کے ان حالات کا علم کسی طرح نہ ہو سکتا تھا۔
ترجمہ آیۃ۔ جھٹلایا بَن کے رہنے والوں نے پیغمبروں کو۔ جب ان سے کہا شعیب نے کہ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانت دار پیغمبر ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے نہیں مانگتا کچھ صلہ۔ میرا صلہ تو پروردگار عالم پر ہے۔ پورا بھر دیا کرو ناپ اور نہ ہو نقصان پہونچانے والے اور تولا کرو سیدھی ترازو سے اور کم نہ دیا کرو لوگوں کو اشیاء اور نہ پھرو زمین میں فساد پھیلاتے اور ڈرو اس سے جس نے تم کو پیدا کیا اور اگلی خلقت کو بھی۔ وہ بولے بس تجھ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے اور ہمارے خیال میں تو جھوٹا ہے تو ڈال دے ہمارے اوپر کوئی ٹکڑا عذاب کا آسمان سے اگر تو سچا ہے۔ شعیب نے کہا کہ میرا پروردگار خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ پ ۱۹ ع ۱۱ شعرا ۲۶۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت شعیب علیہ السلام اور آپ کی قوم کا کلام شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو اس قوم کی عادت جو کم تولنے اور ناپنے کی تھی معلوم نہ ہو سکتی تھی۔ اسلام نے اس فعل کو بھی مذموم فرمایا ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ بیشک یہ قرآن اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کا۔ اسے لیکر اترا ہے روح الامین تیرے دل پر۔ تاکہ تو ڈر سنانے والوں میں ہو۔ آسان و صاف عربی زبان میں اور یہ اگلے (پیغمبروں) کی

کتابوں میں مجملاً ہے ۲۶ شعراء ۱۱ ع ۱۲ - کلام ذات ہے ۔ مخاطبت خود پیغمبر صاحب سے ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو وہ خود اس طرح اپنے آپ کو سنا نہ لیتے ۔ قرآن دو طریقہ سے نازل ہوتا رہا ہے ایک تو صورت یہ تھی کہ جبریل فرشتہ جن کا لقب روح الامین ہے آپ پاس انسانی صورت میں آکر قرآن کی آیتیں سناتے اور رسول عربی ساتھ ساتھ دُہراتے لکھنے والے حضرات اس کو اسی وقت لکھ لیتے ۔ دوسری صورت یہ کہ کلام بلا واسطہ حضرت جبریل آپ کے قلب مبارک پر مرتسم ہونے لگتا ایسی حالت میں آپ پسینہ پسینہ ہو جاتے بیخودی طاری ہو جاتی آپ ایسے موقعہ پر اونٹ وغیرہ پر سوار رہتے تو جانور مارے بوجھ کے تاب نہ لاکر بیٹھ جاتا تھا جب کلام ختم ہو جاتا تو آپ ہوش میں آجاتے اور پڑھنے لگتے اور لکھنے والے فوراً قلمبند کر لیتے تھے تمام قرآن غیر اختیاری طریقہ سے نازل ہوا ہے اس میں آپکی مزاج کو کوئی دخل بھی نہ تھا نزول شروع ہوا تو سلسلہ وار موقوف ہوا تو ایسا کہ پھر شروع ہو گا ہی نہیں بہرحال آمد ہی آمد کی شکل تھی آورد کا نام و نشان نہ تھا غرضکہ یہ معاملہ بھی قرآن کی صداقت کی دلیل ہے ترجمہ آیتہ ۔ اور اس قرآن کو شیطان لے کر نہیں اترے اور نہ کام ان کے کرنے کا ہے اور نہ وہ کر سکتے ہیں ۔ وہ تو سننے سے دور رکھے گئے ہیں ۔ پس نہ پکار اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو ورنہ بتلاء عذاب ہو جائے گا ۔ اور ڈرا اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو اور نیچا کر لے اپنا بازو ان کے لئے جو تیری پیروی کرتے ہوئے مسلمان ہو چکے ہیں ۔ پھر اگر وہ تیرا کہا نہ مانیں تو کہہ دے کہ میں اس کام سے بیزار ہوں جو تم کرتے ہو اور بھروسہ کر اس زبردست مہربان پر جو تجھکو دیکھتا ہے جس وقت تو اٹھتا ہے اور (دیکھتا ہے) تیرا پھرنا سجدہ کرنے والوں میں ۔ بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے ۲۶ شعراء ۱۱ ع ۱۵ کلام ذات ہے ۔ خود رسول عربی کو اطمینان دلایا جا رہا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہی نازل ہوا ہے ۔ اس کے متعلق کسی قسم کا شبہ نہ کرنا ۔ اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا ورنہ کفاروں کے جیسا حشر ہو جائے گا ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو اس قسم کی نصیحت آپ کر لینے کی ضرورت محسوس ہوتی اور نہ ایسا کرنے کی سوجھتی ۔ توحید خالص کے عقیدہ پر ایمان رکھنے کی قرآن آپ کو بھی اسی طرح ہدایت کر رہا ہے جیسا کہ عام لوگوں کو کیا ہے ۔ آپ اپنے خاندان اپنے قبیلہ اور اپنی

قوم کے اعتقادات کے خلاف باری تعالیٰ کی توحید کے معتقد رہے اور اپنی زندگی ہی میں لاکھوں نفوس کو
معتقد بنا گئے اگر آپ کی رسالت سچی اور حقیقی نہ ہوتی تو نہ آپ ظاہر و باطن میں پکے موحد ثابت ہوتے
اور نہ دوسروں کو ہی موحد بنا سکتے تھے رسول کی تو یہی پہچان ہے کہ خود اللہ والا ہو اور دوسروں کو
اللہ والا بنا دے۔ خود نیک و پاکیزہ زندگی گذارنے والا ہو اور دوسرے کو اپنے جیسا بنا سکے اور
یہ کام اس سے اسی وقت ممکن ہے جبکہ وہ منجانب خدا مامور ہو اور خدائی قوت اس کی پشت و پناہ
اور نگہبان ہو ورنہ ممکن نہیں ہے کہ وہ کسی کی اصلاح کر سکے کسی نبی کا حسن عمل ہی اس کی نبوت کا بڑا
معجزہ اور صداقت کی بڑی قوی دلیل ہے۔ نبی کے توسط سے جو احکام فطرۃ کے اقتضاء کے موافق
صادر آئیں وہ فی الحقیقت خالق ہی کے ہونگے۔ کیونکہ وہی رموز فطرت سے بخوبی آگاہ ہے۔ پس
خدا ایک ہوناہی موافق قانون قدرت ہے اور جس کتاب نے اس رمز و راز سے آگاہ کیا ہو وہ
دراصل خدا ہی کی کتاب ہے چنانچہ قرآن توحیدی تعلیم سے معمور ہے اس لئے اس کے متعلق یہ کہنا
پڑتا ہے کہ وہ خدا ہی کی طرف سے ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ (اے نبی) اور تجھکو القا کیا جاتا ہے قرآن ایک حکمت والے جاننے والے کی جانب سے۔
پ۱۹ ع۱۶ النمل ۲۷۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو القاء کے معنی و مفہوم تک سے
رسول عربی آگاہ نہ ہو سکتے تھے اس لئے کہ آپ کی قوم میں تو کوئی نبی بجز حضرت اسماعیل علیہ السلام
کے آپ کی بعثت تک آیا ہی نہ تھا اور نہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی صاحب کتاب تھے کہ انکے القاء
ہونے کا حال معلوم کر کے آپ اپنے کو بھی القاء ہونے کا حال ظاہر فرماتے۔ القاء سے مراد کسی کلام کا
خود بخود قلب پر مرتسم ہو تا دل و دماغ میں اتر جاتا ہے۔ پس القاء نیک خدا کی طرف سے ہی ہوا کرتا
ہے اور ہونا بھی یہی چاہئے نہ کہ شیطان کی طرف سے۔ جو محض شر ہی شر کا مظہر ہے۔ سارے قرآن
میں شر کا مطلق امکان ہی نہیں ہے۔ اس کی تعلیم کا اساس ہی خیر ہی خیر پر ہے۔ جو اس کی صداقت پر
دال ہے۔ ہر جگہ عمل نیک ہی کی ہدایت ہے۔ چونکہ نفس امارہ عمل نیک سے سختی کے ساتھ روکنے والا
ہے اس لئے عمل نیک کی ترغیب کے لئے جنت کی تحریص جابجا دلائی گئی ہے تاکہ انسان کم از کم اسکی

لالچ ہی سے عمل نیک اختیار کرے اور نفس کی گندہ خواہشوں کو ٹھکرا دے۔ چونکہ انسان طبعاً راحت طلب بنایا گیا اور زحمت سے خوف زدہ ہو جایا کرتا ہے اس لئے نیکیوں کا صلہ جنت اور بدیوں کا بدلہ دوزخ ظاہر کر دیا گیا ہے تاکہ وہ سوچ سمجھکر اپنے مقام کا آپ انتظام کر لے اور کوئی گلہ شکوہ خدا پر نہ کر سکے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور ہم نے دیا داؤد اور سلیمان کو علم اور دونوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو فضیلت دی اپنے سارے باایمان بندوں پر۔ ع ۱۶۔ النمل ۲۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا کلام شریک ہے۔ طرز کلام خود بتلا رہا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے ورنہ رسول عربی اپنے کلام میں اس طرح نہ فرماتے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جانشین ہوا سلیمان۔ داؤد کا۔ اور کہا کہ لوگو ہم کو سکھلائی گئی ہے پرندوں کی بولی ہم کو ہر چیز میں سے دیا گیا ہے بیشک یہ بدیہی فضل ہے۔ اور جمع کئے گئے سلیمان کے لئے جن۔ انسان۔ اور پرندوں کے لشکر۔ پس وہ صفبندی کے ساتھ کھڑے کئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یہ پہنچے چیونٹیوں کے میدان میں تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو گھس جاؤ اپنے گھروں میں کہیں تم کو روند نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر اور ان کو خبر نہ ہو۔ تو سلیمان مسکرا کر ہنس پڑے چیونٹی کی گفتگو سے اور کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیرا شکر بجا لاؤں آپ کی نعمت کا جو آپ نے عطا فرمائی مجھے اور میرے ماں باپ کو اور یہ کہ میں وہ عمل کروں جنکو آپ پسند فرمائیں اور مجھ کو داخل فرمائیے اپنی رحمت سے اپنے نیک نہاد بندوں میں۔ اور سلیمان نے خبر لی پرندوں کی تو کہا کیا وجہ ہے کہ میں نہیں دیکھتا ہُدہُد کو یا وہ غیر حاضر ہے۔ میں اسکو سزا دونگا سخت سزا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ پیش کرے میرے سامنے کوئی معقول وجہ۔ پھر ہُدہُد تھوڑی ہی دیر کے بعد آموجود ہوا) پس کہا کہ میں نے ایسی چیز معلوم کی ہے) جو آپ کو معلوم نہیں اور میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں (ملک) سبا سے ایک دریافت کی ہوئی خبر لیکر۔ میں نے پایا ایک عورت کو کہ وہ وہاں کے لوگوں پر حکومت کرتی ہے اور اس کو ہر قسم کی فارغ البالی

عطا کی گئی ہے۔ اور اس کا اورنگ حکومت عظیم الشان ہے۔ میں پایا اس ملکہ اور اس کی قوم کو کہ سجدہ
کرتے ہیں آفتاب کو اللہ کو چھوڑ کر اور ان کو عمدہ کر دکھائے ہیں شیطان نے ان کے اعمال پس ان کو
روک دیا ہے سیدھی راہ سے تو وہ راستہ نہیں پاتے۔ کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی
چیزیں جو آسمان اور زمین میں ہیں اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔ اللہ وہ ہے
کہ کوئی معبود نہیں اس کے سوا عرش اعظم کا مالک ہے۔ سلیمان نے کہا کہ ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا
یا تو جھوٹا ہے۔ پس لیجا میرا یہ خط اور اس کو ڈالدے ان کی طرف۔ پھر ان کے پاس سے ہٹ جا۔
ہاں دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ ملکہ بولی کہ اے درباریو میری جانب ڈالا گیا ہے ایک نامہ گرامی
یہ سلیمان کی طرف سے ہے۔ اور یہ اس کا مضمون ہے۔ شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا
رحم والا ہے۔ کہ میرے مقابلہ میں شیخی نہ کرو اور چلے آؤ میرے ہاں مسلمان ہو کر۔ ملکہ نے کہا اے دربار
والو مجھے مشورہ دو میرے حق میں۔ میں کوئی کام فیصل نہیں کرتی تاوقتیکہ تم حاضر نہ ہو جاؤ۔ وہ جواب
دیئے کہ ہم قوت والے اور بڑے لڑنے والے لوگ ہیں اور کام آپ کے اختیار کا ہے پس دیکھ لیجئے
جو حکم دیں۔ ملکہ نے کہا کہ پادشاہ جب داخل ہوا کرتے ہیں کسی شہر میں تو اس کو برباد کر دیتے ہیں اور
کر دیتے ہیں وہاں کے شرفاء کو ذلیل اور ایسا ہی یہ بھی کرینگے۔ اور میں روانہ کرتی ہوں ان کے
پاس کچھ تحائف۔ پھر دیکھتی ہوں کہ کیا جواب لیکر آتے ہیں میرے ایلچی لوگ۔ تو جب ایلچی آیا سلیمان
کی حضور میں تو سلیمان نے کہا کیا تم میری امداد مال سے کرتے ہو پس مجھ کو دے رکھا ہے اللہ
نے وہ اس سے بہتر ہے جو تم کو بخش رکھا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہو۔ پس لوٹ جاؤ
ان کی جانب۔ اب ہم آئیں گے سامنے ایسے لشکر لیکر جن کا مقابلہ ان سے نہو سکے گا اور ضرور ان کو
نکال باہر کرینگے وہاں سے بے عزت کر کے اور وہ ذلیل ہونگے۔ سلیمان نے کہا کہ اے اہلِ دربار تم میں
کوئی ایسا ہے کہ اس کا تخت میرے پاس لائے اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس مسلمان ہو کر آئے
ایک دیو ہیکل جن بول اٹھا کہ میں اس کو حضور کی بارگاہ میں لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اٹھیں
اپنی جگہ سے۔ اور میں اس بات پر قادر ہوں (اور) امانتدار ہوں۔ بولا ایک شخص جس کے پاس کتاب

سماوی کا علم تھا کہ میں اس کو حضور میں لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ پل جھپکیں آپ۔ تو جب سلیمان نے اس تخت کو دیکھا اپنے پاس دھرا ہوا (تو) کہا کہ یہ میرے پروردگار کے فضل سے ہے تاکہ مجھکو آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ اور جو شکر کرے تو بس شکر کرتا ہے اپنے لئے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب لاپروا۔ بے نیاز کرم کرنے والا ہے۔ سلیمان نے کہا کہ حالت بدل ڈالو ملکہ (کی آزمائش) کے لئے اس کے تخت کی۔ دیکھیں ہدایت پاتی ہے یا ان میں ہوتی ہے جو آگاہ نہیں ہوتے۔ پس جب وہ آپہونچی (تو اس سے) کہا گیا کہ کیا ایسا ہی ہے تمہارا تخت۔ اس نے جواب دیا کہ یہ گویا وہی ہے۔ اور مجھ کو تو معلوم ہو چکا تھا پہلے سے اور میں ہو چکی تھی مسلمان۔ اور ملکہ بلقیس کو روک رکھا تھا اس چیز نے جس کی وہ پوجا کرتی تھی اللہ کے سوا۔ بیشک وہ کفاروں میں سے تھی۔ ملکہ بلقیس سے کہا گیا کہ داخل ہو جائے محل میں۔ تو جب اس نے دیکھا اسکو خیال کیا کہ گہرا پانی ہے اور کھول ڈالا اپنی پنڈلیوں پر سے کپڑا۔ سلیمان نے کہا کہ یہ تو ایک محل ہے جس میں آئینے جڑے ہیں۔ بلقیس نے کہا۔ اے میرے پروردگار میں نے اپنا ہی نقصان کیا اور میں ایمان لائی سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین پر۔ پ ۱۹ ع ۱۸ النمل ۲۷ - ان آیات میں کلام ذات کے ساتھ حضرت سلیمان۔ ملکہ سبا بلقیس۔ ملکہ کے درباری۔ حضرت آصف وزیر۔ جن۔ ہدہد (پرند) چیونٹی وغیرہ کا کلام شامل ہے چیونٹی کی بالغ نظری وحسن تدبیری۔ حضرت سلیمان کی شکرگذاری۔ ہدہد کی جان بچانے کے لئے عقلمندی ملکہ کی دور اندیشی۔ حضرت آصف کی خداداد قوت عملی اس خوبی وشگفتگی سے بیان کی گئی ہے کہ یہ احتیاً کہنا پڑتا ہے کہ یہ رسول عربی کے بس کی بات نہ تھی بلکہ خداوند عالم ہی کا کام تھا جو تمام واقعات عالم سے بخوبی آگاہ ہے۔

ترجمہ آیتہ - بھلا کس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو اور اُتارا تمہارے لئے آسمان کی سمت سے پانی پھر اگائے اس سے مرغزار بارونق۔ تمہارے بس کی بات نہ تھی کہ تم اگا دیتے ان کے درختوں کو کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ۔ کوئی نہیں۔ وہ لوگ ٹیڑھی راہ چلتے ہیں۔ بھلا کس نے بنایا زمین کو رہنے بسنے کی جگہ اور پیدا کر دیں اس میں ندیاں اور نالے اور بنا دیئے سطح زمین کی

سفید وطلی کے لئے پہاڑ اور رکھی دو سمندروں کے درمیان حار فصل۔ کیا کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں بلکہ ان میں بہت سارے لوگ جانتے ہیں۔ بھلا کون بے قرار کی فریاد کو پہنچتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے۔ اور اٹھا دیتا ہے سختی کو۔ اور تمکو بناتا ہے نائب زمیں میں کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ تم بہت ہی کم تذکرہ و تردد کرتے ہو۔ بھلا کون تم کو راہ دکھاتا ہے خشکی و تری کے اندھیروں میں اور کون روانہ کر دیتا ہے ہوائیں بارش کی خوشخبری دینے والی باران رحمت کے پہلے پہلے۔ کیا کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ۔ اللہ اس سے بہت بلند برتر ہے جو یہ لوگ شریک کرتے ہیں بھلا کون اول بار پیدا کرتا ہے مخلوق کو پھر اس کو دوبارہ پیدا کر دیگا۔ اور کون تم کو روزی دیتا ہے آسمان و زمین سے۔ کیا کوئی معبود ہے اللہ کے ساتھ کہدے کہ پیش کرو اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔ ع النمل ۲ کلام ذات ہے۔ خالق کے اثبات کیلئے مخلوق کو پیش کیا گیا ہے۔ اپنے افعال میں کسی دوسرے کی عدم شرکت و مداخلت سے اپنے یکا و تنہا ہونے کو ثابت کیا گیا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی بطور خود ایسے زبردست دلائل توحید باری تعالیٰ کے متعلق بیان نہ فرماسکتے تھے اور نہ اس کا کوئی علم ہوتا کہ ہوائیں ہی بارش کا موجب ہوتی ہیں اس لئے کہ آپ جغرافیہ کا علم جانتے نہ تھے اور یہ عجیب و غریب بات بھی آپ کو معلوم نہ ہوتی کہ دو سمندروں کے پانی میں حجاب ہے اس لئے کہ آپ سمندروں میں پھرے تھے اور نہ ان کی تحقیق کی تھی یہ نکتہ بھی آپ پر واضح نہ ہو سکتا تھا کہ خداوند عالم بے قرار کی فریاد کو پہونچتا ہے نہ کہ لاپروائی سے امداد طلب کرنے والے کی۔

ترجمہ آیۃ۔ اور میرا پروردگار بیشک جانتا ہے جو کچھ ان کے (کفار) سینے میں چھپا رکھتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور کوئی چیز پوشیدہ نہیں آسمان و زمین میں مگر یہ کہ وہ کھلی کتاب میں مسطور ہے ع النمل ۲ کلام ذات ہے جو رسول عربی کو بتلایا جارہا ہے کہ خدا لوگوں کے دلی ارادوں سے واقف ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس کے اظہار کی کیا ضرورت تھی۔

ترجمہ آیۃ۔ اور بیشک یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے مسلمانوں کے لئے ع النمل ۲۷۔ کلام ذات ہے۔ مسلمانوں کا اسلام دو قسم کا ہے ایک تو موروثی دوسرا اکتسابیہ یعنے آمدو آورد کی جو کیفیت ہے

وہی صورت موجودہ دور کے مسلمانوں کی ہے۔ موروثی مسلمان تو وہ ہیں جن کے ماں باپ مسلمان ہونے کی وجہ مسلمانوں کے زمرہ میں شریک ہیں لیکن فی الحقیقت ان کو یہ نہیں معلوم کہ قرآن میں کیا ہے اسلام مکسوبہ جن کا ہے ان کے بھی دو درجہ ہیں۔ ایک مشترکہ۔ ایک غیر مشترکہ۔ مشترکہ میں وہ لوگ ہیں۔ جو ماں باپ کے مسلمان ہونے کی وجہ حکمی مسلمان تو تھے ہی مگر انھوں نے اپنے ذاتی علم کی بدولت اصلی اسلام کی حقیقت کو پالیا ہے اور غیر مشترکہ طبقہ کے وہ لوگ ہیں جنکے ماں باپ مسلمان نہ تھے۔ بلکہ کسی اور مذہب پر ان لوگوں نے دوسرے مذاہب کی تحقیق کے ساتھ اسلام کو بھی جانچا پرکھا۔ اور ایک ایک کے مقابلہ میں عدل و انصاف پاک طینتی و صداقت طلبی کے جذبات سے اس کو سچائیت کے ترازو میں تولا اور جب اس کو اور ادیان کے مقابلہ میں وزنی پایا تو اس کو اختیار کرلیا۔ پس ایسے ہی اشخاص کے حق میں قرآن ہدایت کا سرچشمہ اور رحمت کا دریا ہے جس میں وہ اپنی عقلوں سے غوطہ لگاکر دُرِ مُراد پالیتے ہیں۔ جس کی وجہ نہ دنیا ہی میں مفلس رہتے ہیں اور نہ آخرت میں۔ اس بیان کی شاہد خود تاریخ اسلام ہے۔ وہ عرب جو نان شبینہ کے محتاج تھے وہ عرب جو کھجور اور ان کی گھٹلیوں پر یا بکریوں، اونٹوں کے دودھ پر زیادہ تر گذران کیا کرتے تھے وہ عرب جو نیم برہنہ رہتے تھے اور موٹے جھوٹے کپڑے پہنتے تھے اسلام لانے کے بعد ایسے دولت مند ہوئے کہ جس کا حساب لگانا بھی مشکل تھا اور ایسا نفیس لباس پہنے جو دیکھا تھا اور نہ سُنا۔ جھونپڑوں کے رہنے والے ایسے عالیشان قصر و محلات و مکانات بنائے جن کی مثال اقصار عالم میں اس وقت موجود نہ تھی۔ وہ عرب جو اپنے ہی ملک اپنے ہی قبیلہ اپنے ہی خاندان اپنے ہی نفس پر حکومت کرنے کی صلاحیت مطلق نہ رکھتے تھے۔ ایسے سیاست دان و مدبر بنے کہ عرب سے لیکر اندلس تک حکمرانی کرنے لگے۔ یہ تو دنیاوی ترقی تھی۔ اب اخروی حالت دیکھئے باوجود حکومت دولت عزت قوت کے خدا کے نام سے کانپتے تھے ایک چیونٹی کو بھی ناحق ستانے کی جرأت نہ کرتے تھے۔ دن رات یادِ خدا میں مشغول رہتے تھے۔ توحید کے نقطہ سے سرمو نہ ہٹتے تھے۔ کیا یہ ان کی نجاتِ ابدی کا سامان نہ تھا۔ میرے خیال میں تھا اور ضرور تھا یہ سب کچھ کسکی بدولت حاصل ہوا۔ میں کہونگا کہ صرف قرآنی ہدایات کے عمل کی بدولت۔ ان کی ساری زندگی قرآن

کے سایہ کے تحت تھی قرآن کے پڑھنے یا ہر چی جی مسلمانوں نے سر نکالا۔ جماعت کے اولے بڑھنے لگے جس سے ان کی حیات ملی تباہ و تاراج ہوگئی۔ قرآن آج بھی ہدایت و رحمت ہے اور اس میں حیات تازہ بخشنے کا مادہ کافی موجود ہے۔ یہی چیز اس کے منجانب خالق ہونے کی قوی دلیل ہے۔

ترجمہ آیت۔ فرعون علو کر گیا تھا ملک میں اور بنا رکھا تھا وہاں کے لوگوں کو علیحدہ علیحدہ جماعت۔ کمزور جانے ہوئے تھا ان میں سے ایک فرقہ کو۔ ذبح کر ڈالتا تھا ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھتا تھا بیٹیوں کو۔ بیشک وہ مفسدہ پردازوں میں سے تھا۔ اور ہمارا ارادہ یہ تھا کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو کمزور سمجھے گئے تھے ملک میں۔ اور ان کو سردار بنائیں اور ان کو وارث کردیں اور ان کو جمائیں ملک میں اور دکھائیں فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو بنی اسرائیل کے ہاتھوں وہ چیز کہ جس کا وہ خطرہ کرتے تھے اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی ماں کی طرف کہ اس کو دودھ پلائے جا پھر جب تو اس پر اندیشہ کرے تو اس کو ڈال دے دریا میں اور نہ کچھ خوف کر اور نہ رنج کر بیشک ہم اس کو پھر پہنچا دینگے تیری جانب اور اس کو پیغمبروں میں سے کرینگے۔ پس اس کو اٹھا لیا فرعون کے لوگوں نے تا کہ آخر کار یہ ہو ان کا دشمن اور باعث غم۔ بیشک فرعون اور ہامان اور ان کی فوج خطا کرنے والے تھے۔ اور فرعون کی بیوی نے کہا (یہ بچہ) آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے اور تمہارے لئے اس کو مارو نہیں شاید ہم کو فائدہ پہنچائے یا ہم اس کو بیٹا بنالیں اور وہ (حقیقت الامر) سے خبردار نہ تھے۔ اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ ظاہر کر دیتی سارے قصہ کو اگر ہم مضبوط نہ کر دیتے اس کے دل کو تا کہ رہے ایمان و ایقان والوں میں۔ اور موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کی بہن سے کہہ دیا کہ اسکے پیچھے پیچھے چلی جا۔ پس وہ اس کو دور سے دیکھتی رہی اور ان لوگوں کو خبر نہ ہوئی اور ہم نے روک رکھا تھا موسیٰ پر اناؤں کا دودھ پہلے ہی سے۔ تو موسیٰ کی بہن نے (فرعون کی بیوی سے) کہی کہ میں آپ کو پتہ بتاؤں ایک گھرانے کا جو اس بچہ کی پرورش کریں آپ کے لئے اور وہ اس کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ غرضکہ ہم نے پھر پہنچا دیا موسیٰ کو اس کی ماں کے پاس۔ تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور رنجیدہ نہ ہو اور تا کہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے پ ۲۰ ع ۱ قصص ۲۸۔ کلام ذات کے ساتھ

فرعون کی بیوی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ صاحبہ کا کلام شامل ہے۔ موسیٰ علیہ السلام ایسے زمانہ میں تولد ہوئے جبکہ فرعون نے بنی اسرائیل کے مرد بچوں کو مار ڈالنے کا حکم دے رکھا تھا۔ جس عجیب و غریب ترکیب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے دشمن کے گھر میں اس کے سینہ پر پرورش کئے گئے تھے اس کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ کیا یہ ممکن تھا کہ رسول عربی بطور خود اس واقعہ کو جو آپ سے صدیوں پہلے ہو گذرا تھا۔ بلا کم و کاست اس خوبی سے ظاہر فرماتے۔ میری رائے میں تو یہ ایک محال امر ہے فی زمانہ جبکہ علم تاریخ و فسانہ نگاری اوج کمال پر پہنچا ہوا ہے پھر بھی ایسی کتاب کی صداقتوں پر سینکڑوں اعتراضات کئے جا سکتے ہیں اور عیب چینیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر باوجود اس کے قرآن کے اس قصہ میں کسی طرح کی نکتہ چینی نہیں ہو سکتی اور نہ کسی طرح کا سقم اس میں گرفت کیا جا سکتا پس یہ امر ہی قرآن کے منجانب خدا ہونے کی برھان ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جب پہنچے (موسیٰ) مدین (شہر) کے پانی کے کوئیں پر تو پایا وہاں پر لوگوں کا ایک گروہ جو پانی پلا رہے ہیں اور پایا ان سے ہٹ کر دو نوجوان لڑکیوں کو جو کہ اپنی بکریوں کو روکے کھڑی تھیں۔ موسیٰ نے ان سے کہا کہ تمہارا کیا کام ہے وہ بولیں کہ ہم پانی نہیں پلاتے جبتک کہ واپس نہ لیجائیں چرواہے (اپنے جانوروں کو) اور ہمارے والد ضعیف ہیں (اس لئے یہ کام ہم خود کرتے ہیں) تو موسیٰ نے پانی پلا دیا ان کی بکریوں کو پھر ہٹ آئے چھاؤں کی طرف۔ پس کہا کہ اے میرے پروردگار تو جو میری طرف نازل فرمائے میں اس کا محتاج ہوں۔ پھر موسیٰ کی جانب آئی ان میں سے ایک لڑکی جو چلتی تھی شرماتی۔ کہنے لگی کہ میرے باپ آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپ کو اس کا بدلہ دیں جو آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلا دیا۔ پھر موسیٰ آئے شعیب کے پاس اور بیان کیا تمام قصہ تو شعیب نے کہا کہ خوف نہ کرو۔ تم بچ آئے ان ظالم لوگوں سے۔ ان لڑکیوں میں سے ایک نے کہا کہ (بابا جان) انھیں نوکر رکھ لیجئے بیشک یہ اچھے آدمی ہیں جو آپ نوکر رکھنا چاہیں وہ ہیں قوت دار امانت دار بھی۔ شعیب نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے نکاح میں دوں اپنی ان دو لڑکیوں میں سے ایک کو اس شرط پر کہ تم میری نوکری کرو آٹھ برس تک پھر اگر تم پورے کرو دس برس تو تمہارا احسان ہے

اور میں نہیں چاہتا کہ تم پر مشقت ڈالوں تم مجھ کو پاؤ گے انشاء اللہ تعالیٰ نیک معاملہ لوگوں میں۔ موسیٰ نے کہا کہ یہ معاملہ ہو چکا میرے اور آپ کے درمیان جو کوئی بھی مدت ان دونوں میں سے پوری کردوں سو مجھ پر زیادتی نہ ہو اور اللہ اس پر گواہ ہے جو ہم کہہ رہے ہیں۔ پھر جب موسیٰ نے پوری کردی مدت اور لے چلے اپنی اہلیہ کو تو دیکھی طور کے پہاڑ کی جانب آگ۔ کہا اپنی بیوی سے کہ تم ٹھہر جاؤ میں نے آگ دیکھی ہے شاید تمہارے پاس لے آؤں کچھ خبر یا لاؤں آگ تاکہ تم تاپو۔ ع۳ ۲۸ قصص۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت موسیٰ۔ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی صاحبزادی حضرت صفورا کا کلام شامل ہے۔ باپ بیٹی داماد کے دلی پاک جذبات کا اظہار جو خودداری و متانت کے حجابوں سے تنویر بنکر جھلک رہے ہیں کس خوبی سے سپرد قلم کرائے گئے ہیں کیا ایسی بہترین نفسیاتی وقائع نگاری جو بلحاظ فن کمال کو پہونچی ہوئی ہے ایک ایسی ذات سے ممکن تھی جو دو حروف بھی جانتی نہ تھی۔ یہ سحر نگاری خدا کی نہیں تو پھر کس کی ہو سکتی۔

ترجمہ آیۃ۔ اور فرعون نے کہا کہ اے اہل دربار مجھکو علم نہیں کہ تمہارا کوئی معبود میرے سوا ہے تو اے ہامان میرے لئے مٹی کی جلی ہوئی اینٹ تیار کرا پھر (اسنے) بنوا میرے لئے ایک (بلند تر) محل تاکہ میں (اس پر چڑھکر) موسیٰ کے خدا کو دیکھوں۔ اور میں اس کو جھوٹا ہی گمان کرتا ہوں۔ ع۴ ۲۸ قصص اور فرعون نے کہا کلام ذات ہے۔ باقی کلام فرعون۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسول عربی کو کیا معلوم ہو سکتا تھا کہ اہل مصر کا خدا فرعون ایسا صاحب تدبیر تھا کہ وہ مٹی کی ڈھیر پر چڑھ کر اپنے جسد خاکی کی مٹی سے بنی ہوئی آنکھوں سے غریب موسیٰ علیہ السلام کے اس خدا کو دیکھنا چاہتا تھا جو ساری کائنات مرئی اور غیر مرئی کا قادر مطلق خدا ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے رسول۔ تم موجود نہ تھے مغربی جانب سے جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا تھا اور نہ تم ان واقعات کا عینی مشاہدہ کرنے والوں میں تھے۔ اور تم نہ تھے طور کے پہاڑ کے کنارہ۔ جب ہم نے (موسیٰ) کو آواز دی لیکن یہ مہربانی ہے تمہارے پروردگار کی تاکہ تم ڈراؤ ان لوگوں کو جن کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تم سے پہلے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ ع۵ ۲۸ قصص۔ کلام ذات ہے

اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ اس طرح بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے اور اگر آپ دوسرے اشخاص سے معلومات حاصل کرتے اور اس کو اپنی زبان میں قلمبند کرا دیتے تو آپ کے مخالفین ضرور اعتراض کرتے۔ نیز آپ کو اس کا بھی علم نہ ہو سکتا تھا کہ آپ سے پہلے کوئی پیغمبر ملک حجاز میں ہوا نہ تھا۔

ترجمہ آیۃ۔ اے محمدؐ۔ تم ہدایت نہیں دے سکتے جسے چاہے البتہ اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے اور وہی خوب جانتا ہے راہ راست پر آنے والوں کو ع قصص ۲۸۔ کلام ذات ہے کسی شخص کا اسلام قبول کرنا رسول کی ہدایت پر منحصر نہیں بلکہ خدا کی مشیت و مرضی پر موقوف تبلایا گیا ہے چنانچہ باوجود آپ کی غیر معمولی کوششوں کے آپ کے اکثر اہل خاندان مسلمان نہ ہوئے جس کی وجہ آپ کو دلی صدمہ ہوا۔ یہ امر بھی قرآن کی سچائی کی دلیل ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے نبیؐ۔ اور تجھکو امید نہ تھی کہ تیری طرف اتارا جائے گا قرآن مگر عنایت ہوئی تیرے پروردگار کی جانب سے۔ پس تو نہ ہو مددگار کافروں کا۔ اور ایسا نہ ہو کہ وہ تجھکو روک دیں اللہ کی آیتوں کے سنانے سے اسکے بعد کہ وہ تیری طرف نازل ہو چکیں اور بلا اپنے پروردگار کی طرف اور نہ ہو مشرکوں میں۔ اور نہ پکارو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود کوئی معبود نہیں اسکے سوا (دنیا کی) ساری چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔ مگر خدا کی ذات (باقی رہیگی) اسی کی حکومت ہے اور اس کی طرف تم لوٹائے جاؤگے۔ ع قصص ۲۸۔ کلام ذات ہے۔ رسولِ عربیؐ نے جب تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دینا شروع کیا تو کفار عرب اور ان کی عورتوں نے انواع و اقسام کی تکالیف آپ کو دینے لگیں لیکن آپ اس کا کوئی خیال کئے بغیر کام جاری رکھے آخر کار عرب تنگ آکر آپ کو دنیاوی لالچ دیکر ہموار کرنا چاہے۔ چنانچہ تمام سردار قریش متفق ہو کر آپ سے کہے کہ اگر آپ دولت چاہتے ہیں تو وہ لا دیجاتی ہے کسی حسین لڑکی کی خواہش ہے تو فراہم کر دیجاتی ہے اور اگر بادشاہ بننا چاہتے ہو تو بنا لیا جاتا ہے۔ اس سوال پر آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے میں سورج لا کر رکھدیا جائے گا تو تب بھی میں خدا کے حکم کی تعمیل سے منھ نہ موڑونگا۔ شرک و پرستی سے قرآن

رسولِ عربی کو بھی اسی طرح ڈرا رہا ہے جیسا کہ وہ عام طور سے ساری دنیا کے لوگوں کو خوف دلا رہا ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں یہ خوبی نہ ہوتی۔ قرآن نے سب سے پہلے خود رسول کو راسخ الاعتقاد بنالیا پھر اوروں کو۔ اور یہ قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم ضرور اُن سے دور کردینگے اُن کے گناہ اور ضرور ان کو بدلہ دینگے بہتر سے بہتر (انکے) عملوں کا۔ ع۱ عنکبوت ۲۹ ۔ کلام ذات ہے۔ اسلام کی بناء نیک عمل پر رکھی گئی ہے۔ مسلم وہی ہے جس کی بھلائیوں سے دنیا والوں کو امن و آسایش ملے کائنات کا ذرہ ذرہ اس سے بلاوجہ دُکھ نہ پائے وہ خالق کا فرمانبردار ہو تو مخلوق کی خدمتگذاری اس کا دھندا ہو اسلام کوئی کفّارے کا مذہب نہیں ہے کہ ایک شخص نے کفّارہ ادا کردیا اور دنیا والے اس کے بدلے نجات پاگئے۔ یہاں تو ہر شخص کو اپنا اپنا کام بتلاکر مزدوری لینا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں نیک عملی ہی کو ذریعۂ نجات نہ بتلایا جاتا۔

ترجمہ آیۃ۔ اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی جانب تو وہ ان میں رہا نو سو پچاس برس۔ پھر ان لوگوں کو گھیرا طوفان نے اور وہ ظالم تھے اور ہم نے بچالیا نوح کو اور کشتی والوں کو اور ہم نے بنایا کشتی کو نشانی دنیا جہان کے لئے۔ ع۲ عنکبوت ۲۹ ۔ کلام ذات ہے۔ ہم نے کی تکرار سے انانیت و قدرت کا اظہار کیا جارہا ہے۔ کیا یہ انانیت خاتم رسولؐ کی ہے۔ ہرگز نہیں ہوسکتی۔ کہاں حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ اور کہاں رسول عربیؐ کا۔ اتنے عرصہ دراز کے بعد نوح علیہ السلام کی عمر طوفان اور کشتی کا حال بھلا کیونکر رسول عربی کو معلوم ہوسکتا تھا جب تک کہ وہ خدا کی طرف سے اور قرآن کے ذریعہ نہ معلوم کرایا جاتا۔

ترجمہ آیۃ۔ اور جنہوں نے نہ مانا اللہ کی باتوں کو اور اسکے (بعد موت) ملنے کو وہی لوگ ناامید ہوئے میری رحمت سے اور وہی ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ع۲ عنکبوت ۲۹ ۔ کلام ذات ہے بعد موت اگر خدا سے ملنے اور اپنے اعمال کا حساب و کتاب دینے کا کوئی قائل نہ ہو تو اس کی وجہ رسول عربی کا ذاتی کیا نقصان ہوسکتا ہے (باوجود اس کے منکرین حشر کو دردناک عذاب کا خوف دلانا منجانب خدا

نہیں تو پھر کس کی طرف سے ہو سکتا ہے چونکہ خالق کو اپنی مخلوق سے خاص الفت ہے اس لئے خدا کو یہ گوارا نہیں کہ انسان اپنی جہالت سے دردناک عذاب کا مستوجب ہو جائے پس یہی وجہ ہے کہ اس نے قرآن کے ذریعہ انسان کو اس ابدی مصیبت سے بچنے کے لئے ہوشیار فرمادیا اور یہ تنبیہہ قرآن کے منجانب خدا ہونے کی دلیل ہے۔

ترجمہ آیۃ ۔ اور ابراھیم نے کہا کہ بس تم نے بنا رکھے ہیں اللہ کے سوا بت آپس کی محبت کی وجہ دنیا کی زندگی میں۔ پھر قیامت کے روز منکر ہو جائے گا ایک دوسرے کا اور لعنت ایک دوسرے کو اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ تو ایمان لے آیا ابراہیم پر لوط اور کہا کہ میں ہجرت کرتا ہوں اپنے پروردگار کی طرف بیشک وہی زبردست حکمت والا ہے ع۸ عنکبوت ۲۹ ۱۵ کلام ذات کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کا کلام شامل ہے۔ بت پرستی کو ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اور مروت پر محمول فرمایا گیا ہے اور یہ بالکل امر واقعہ ہے ماں باپ کی تقلید اولاد کرتی ہے بھائی کی بھائی دوست کی دوست، غرضکہ خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑنے کی مصداق پوری ہوتی ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو علم النفس کا یہ مسئلہ بھی حضرت رسول عربی سے حل نہ ہوتا۔

ترجمہ آیۃ ۔ اور لوط کو ہم نے بھیجا۔ جب اس نے کہا اپنی قوم سے کہ تم لوگ مرتکب ہوتے ہو ایسی بے حیائی کے جو تم سے پہلے کسی نے بھی دنیا کے لوگوں نہیں کی۔ تم لوگ دوڑتے ہو مردوں پر اور راہ مارتے ہو اور مرتکب ہوتے ہو اپنی مجلس میں ناشائستہ حرکت کے تو کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہنے لگے کہ ہم پر لے آ اللہ کا عذاب اگر تو سچا ہے ع۸ عنکبوت ۲۹ ۱۵۔ کلام ذات کے علاوہ حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کی بدکار اغلام باز قوم کا کلام شریک ہے۔ قرآن میں ابتداً اسی قوم کو اغلام باز بتلایا گیا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی اس وثوق کے ساتھ ایسی کے سر یہ الزام عائد نہ فرما سکتے تھے کیونکہ انسان کے قول کی تکذیب ممکن ہے اسلئے کہ وہ ساری دنیا کے سابقہ و حالیہ واقعات کما حقہٗ آگاہ نہیں ہو سکتا اور پھر ایسی ذات جو لکھی پڑھی نہ ہو کیسے آگاہ

ہوسکتی ہے واقعات گذشتہ کا علم جبکی پردہ پوشی امتداد زمانہ کی وجہہ ہوجاتی ہے اگر ہوسکتا ہے تو وہ کتب بینی سے ہوسکتا ہے آپ کی ذات تو اس سے بے نیاز تھی ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر تو کہنے لگے کہ ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس آبادی کے رہنے والوں کو بیشک اس کے لوگ ظالم ہیں ابراہیمؑ نے کہا اس میں تو لوطؑ ہے فرشتے بولے کہ ہم کو خوب معلوم ہے جو کوئی اسمیں ہے ہم ضرور بچا لینگے لوطؑ کو اور ران کے گھر والوں کو لیکن اسکی بیوی رہیگی رہجانے والوں میں ۔ عنکبوت ۲۹ ۔

کلام ذات کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور فرشتوں کا کلام شامل ہے ۔ ایک پیغمبر کی بیوی کے متعلق بظاہر بری ہونے کا قیاس بھی نہیں ہوسکتا اسلئے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ لوط علیہ السلام کی بیوی کی نسبت برائی سے ذکر نہیں فرماسکتے تھے ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اور (ہم نے تباہ کردیا) عاد کو اور ثمود کو اور تمہارے لئے ظاہر ہیں ان کے مکان اور عمدہ کر دکھائے ان کیلئے شیطان نے ان کے عمل پس انکو روکدیا راستے سے اور وہ ہوشیار لوگ تھے اور ہم نے ہلاک کردیا قارون اور فرعون اور ہامان کو اور ان کے پاس آیا تھا موسیٰؑ کھلی ہوئی نشانیاں لیکر تو یہ غرور کرنے لگے ملک میں اور وہ ہم سے سبقت لیجانے والے نہ تھے تو ہر ایک کی گرفت کی ہم نے ان کے گناہ پر پس انمیں سے بعض تو وہ تھے جن پر ہم نے بھیجدی پتھروں کی بارش ۔ اور انمیں سے بعض وہ تھے جنکو آلیا خوفناک آواز نے ۔ اور ان میں سے کسی کو ہم نے دھنسا دیا زمین میں اور ان میں کسی کو غرق کردیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے لیکن وہ آپ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ۔ کلام ذات ہے ۔ فرعون معہ اپنے لشکر کے دریا میں ڈبو دیا گیا تھا اور قارون زمین میں دھنسا دیا گیا تھا اور عاد و ثمود آولوں کی مار سے ، اور وحشت ناک گرجوں سے مار ڈالے گئے تھے اور یہ سب کے سب بدکار سرکش تھے لیکن دنیاوی معاملات میں نہایت ہوشیار اور عقلمند تھے ۔ ان کا دنیادی رکھ رکھاؤ بڑا شاندار تھا لیکن مذہبی معاملات میں انکی عقلیں ایسی اوندھی تھیں جیسی کہ آج کل کے بڑے بڑے ذی فہم اور اقبالمند لوگوں کی ہیں پس یہ ایسے امورات ہیں کہ

ان کی کُنہ کو پہنچنا ذات رسول عربیؐ سے بطور خود ممکن نہ تھا جب تک کہ خدا کی طرف سے اسکا علم نہ کرایا جاتا اس اعتبار سے ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے۔

ترجمہ آیت ۔ ان لوگوں کی مثال جنہوں نے بنائے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے مددگار مکڑی کے جیسی ہے کہ اس نے بنایا ایک گھر اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں میں ناپائیدار مکڑی کا گھر ہے کاش یہ لوگ سمجھتے۔ پ۲۰ع۲ عنکبوت ۲۹۔ کلام ذات ہے۔ یوں تو انجیل وغیرہ مذہبی کتب میں بھی امثال کے ذریعہ ہدایت و نصیحت فرمائی گئی ہے مگر یہ مثال خوبی کے لحاظ سے بے مثال ہے کیا یہ ممکن تھا کہ رسول عربیؐ بطور خود ایسی نفیس مثال بیان فرماتے میرے خیال میں تو مشکل تھا بتوں کی حالت کا تقابل مکڑی کے جالہ سے عجیب و غریب ہنر مندی ہے۔ جسطرح مکڑی کو اسکا گھر معمولی حادثات سے محفوظ نہیں رکھ سکتا اسیطرح بت بھی بت پرستوں کی کوئی محافظت نہیں کر سکتے۔ اور یہ خیال کفار عرب کے خیال کے بالکل متضاد ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ رسول عربیؐ اپنی قوم کے ہم خیال رہتے۔ پس یہی نظریہ جس کو قرآن نے پیش کیا ہے اسکے منجانب اللہ ہونیکی دلیل ہے۔

ترجمہ آیت ۔ اے محمدؐ۔ اور نہ تو تم پڑھتے تھے اس پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتے تھے اپنے سیدھے ہاتھ سے اسوقت تو ضرور شبہ کرتے یہ جھوٹے لوگ۔ بلکہ یہ قرآن روشن دلیلیں ہیں ان لوگوں کے دل میں (انکی عظمت ہے) جنکو عطا کیگئی ہے علم کی روشنی۔ اور ہماری آیتوں کا وہی انکار کرتے ہیں جو ظالم ہیں۔ پ۲۱ع۵ عنکبوت ۲۹۔ کلام ذات۔ رسول عربیؐ کو اُمّی یعنے ان پڑھ رکھے جانے کی حکمت عملی کا اظہار کر دیا گیا ہے۔ فی الحقیقت اگر آپ عالم علوم ظاہر ہوتے یہ کہنے کا موقعہ ضرور مل سکتا تھا کہ آپ نے اپنے علم کے لحاظ سے قرآن بنالیا لیکن اب یہ اعتراض بالکل نہیں کیا جاسکتا پس ایک بے علم ذات سے مختلف علوم کے مسائل کا اظہار اور بیش بہا حکیمانہ اقوال کا اذکار بیشک قرآن کے منجانب خدا ہونیکا ثبوت ہے۔

ترجمہ آیت ۔ ہر جاندار مریگا پھر ہماری طرف لوٹا جائینگے۔ پ۲۱ع۶ عنکبوت ۲۹۔ کلام ذات ہے مرنیکا علم تو سب کو ہے۔ مگر مرنیکے بعد زندہ کر کے خدا کے حضور میں لائے جانیکا علم کفار قریش کو مطلق نہ تھا

بلکہ اور دوسرے مذاہب والوں کو بھی نہیں ہے۔ کفار عرب کا یہ خیال تھا کہ مرنے کے بعد کچھ بھی نہیں۔ پس اس ہمہ گیر خیال کا اثر رسول عربیؐ پر بھی ہونا لازمات سے تھا لیکن قرآن کی بدولت ہی ہوا لہذا قرآن آپ کا ذاتی کلام نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ آیۃ۔ اللہ رزق میں زیادتی کر دیتا ہے جس کی چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور محدود کر دیتا ہے جس کی چاہے بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ ع۶ عنکبوت ۲۹ کلام ذات ہے۔ روزی کی کمی زیادتی کفر و اسلام پر۔ گناہگاری و پارسائی پر یا بیکاری و کارگذاری پر موقوف نہیں ظاہر کی گئی بلکہ اپنی مرضی کے تحت بتلایا گیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کافر و نافرمان عیش و عشرت سے مسرت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور مسلمان و نیک لوگ بھوکے مرتے ہیں تیرہ سو برس گذرنے کے بعد بھی یہ راز قدرت ہنوز باقی ہے اور راس کی اصلیت میں رتی برابر کا بھی فرق آنے نہیں پایا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کے ذاتی قول میں یہ استحکام بھی نہ ہوتا۔

ترجمہ آیۃ۔ اور یہ دنیا کی زندگی تو بس کھیل تماشہ ہے اور دار آخرت وہی (اصلی) زندگی ہے کاش یہ لوگ جانتے ہوتے۔ ع عنکبوت ۲۹ کلام ذات ہے۔ حیات انسانی بیشک قدرت کا کھیل ہے جو دیکھتے دیکھتے ختم ہو جاتا ہے آخرت کی زندگی کا زمانہ بے ٹھکانا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں تخلیق عارضی کو تخلیق دائمی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ علم حیاتیات کا اہم ترین نازک ترین حصہ رسول عربی سے حل نہ ہو سکتا تھا۔

ترجمہ آیۃ۔ پھر جب سوار ہوتے ہیں جہاز میں تو (بوقت طوفان) اللہ کو پکارنے لگتے ہیں اس کے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ ان کو بچا لاتا ہے خشکی کی طرف تو اسیوقت وہ شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ ناشکری کریں ہمارے دیئے ہوئے کی اور تاکہ فائدہ اٹھا لیں پس آگے چلکر معلوم کر لیں گے۔ ع۶ عنکبوت ۲۹۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ نہ کبھی دریائی سفر فرمائے اور نہ کبھی اس قسم کا منظر آپ مشاہدہ فرمائے۔ باوجود اس کے طوفان کے وقت کے حقیقی جذبات کا جو راز فاش کیا جا رہا ہے وہ قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل نہیں تو پھر کیا ہو سکتی ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ شکست کھا گئے اہل روم متصلہ ملک میں اور وہ اپنے شکست کھانے کے بعد فاتح بنجائینگے چند سال میں۔ اللہ ہی کے اختیار میں ہے پہلے اور پیچھے۔ اور اس روز خوش ہو جائیں گے مسلمان اللہ کی مدد سے۔ وہ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہ زبردست رحم والا ہے۔ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کیا کرتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پ۲۱ الروم ۳۰۔ کلام ذات ہے۔ اہل روم اور اہل فارس کی جنگ کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔ روم والے عیسائی تھے اور فارس والے آگ کی پوجا کرنے والے۔ اہل فارس کی کامیابی پر کفار مکہ مسرت کا اظہار کرکے مسلمانوں کو طعنہ دینے لگے کہ دیکھو تم جن کو اہل کتاب کہتے ہو ان کا کیا حشر ہوا اس پر مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا۔ ان کا رنج دور کرنے کے لئے یہ بشارت دیگئی۔ جس روز مسلمانوں نے جنگ بدر میں کفار مکہ کے مقابلہ میں فتح پائی ہے اسی دن روم کے عیسائیوں نے فارس کے آتش پرستوں پر غلبہ پایا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور متذکرہ پیش گوئی رسول عربی کی ذاتی ہوتی تو کبھی پوری نہ ہوتی اگر آپ نجومی ہوتے اور اپنے علم کے اعتبار سے یہ حکم لگاتے تو پھر ایک قسم کے شبہ کی گنجایش رہتی۔ لیکن چونکہ آپ علم نجوم وغیرہ سے مطلق آگاہ نہ تھے۔ اس لئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے۔ جب ہی تو یہ پیشین گوئی پوری اُتری۔

ترجمہ آیۃ۔ وہ نکالتا ہے زندے کو مردے سے۔ اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے۔ اور زندہ فرماتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد اور اسیطرح تم بھی (مر کر مٹی میں ملنے کے بعد) نکالے جاؤ گے۔ پ۲۱ الروم ۳۰۔ کلام ذات ہے۔ انڈے سے بچہ۔ بیج سے درخت۔ پرندسے انڈا۔ درخت سے بیج۔ بہر حال جاندار سے بیجان اور بیجان سے جاندار مقصود ہے۔ موسم گرما میں زمین مٹی ہی مٹی رہتی ہے گویا کہ مر گئی اور برسات میں طرح طرح کے نباتات اوگنے کی وجہ سرسبز و شاداب ہوجاتی ہے جو ان کی زندگی کی علامت ہے۔ قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ تخلیق کا مسئلہ رسول عربی کے دل و دماغ و زبان پر بھی نہ آتا۔

ترجمہ آیۃ۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری بولیوں اور تمہاری

رنگتوں کا انواع و اقسام کا ہونا بھی ہے بیشک اس میں نشانیاں ہیں سمجھنے والوں کیلئے پ۲۱ الروم ۳۰
کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ صرف ایک زبان سے واقف تھے اور دور نگ زبان تو عربیؐ تھی اور
رنگ گورا یا کالا باوجود اس کے مختلف زبانوں ورنگوں کا اظہار کرنا تعجب خیز نہیں تو کیا ہے دنیا میں
سینکڑوں زبانیں مروج ہیں۔ اور رنگ گورے کالے۔ لال۔ پیلے۔ اور اس کا علم خدا ہی کو تھا
اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ معلومات آپ کو حاصل نہ ہوتے۔ کیونکہ یہ باتیں علم جغرافیہ
سے متعلق ہیں اور آپ اس علم سے آگاہ نہ تھے۔

ترجمہ آیت۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ برقرار ہیں آسمان اور زمین اسکے حکم سے
پھر جب تم کو ندا کے ذریعہ طلب فرمائیگا زمین سے تب ہی تم نکل پڑو گے۔ پ۲۱ الروم ۳۰۔ کلام ذات
ہے۔ فضاء بسیط میں زمین و آسمان اپنی حدود پر جو قائم ہیں وہ ایک دوسرے کی کشش کا نتیجہ بتلایا
گیا ہے اور قانون کشش ہی اس کا حکم ہے۔ پس اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ رموز قدرت
مطلق رسول عربیؐ کو نہ معلوم ہوتے۔

ترجمہ آیت۔ اے رسول پس تم اپنا رخ سیدھا رکھو دین (حق) پر ایک ہی طرف کے ہو کر اللہ کی تو۳۰
فطرت پر چلو جس پر اسنے لوگوں کو پیدا کیا خدا کی بنائی (فطرت) کو تبدیلی نہیں ہے یہی سیدھا
دین ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ خدا سے لو لگاؤ اور اُسی سے ڈرو اور
نماز کی پابندی کرو اور خدا کی ذات و صفات میں دوسروں کو ہمسر بنانے والے نہ
بنو جن لوگوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر لئے اور بہت فرقے بن گئے۔ ہر فرقہ اپنے مروجہ
طریق پر خوش ہے۔ پ۲۱ الروم ۳۰۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول عربیؐ کو دین فطرۃ یعنے اسلام پر کاربند
رہنے کا حکم ہو رہا ہے۔ اسلام کی ساری تعلیمات موافق فطرۃ ہیں۔ اسکا کوئی حکم فطرۃ عالم یا فطرۃ
انسانی کے مغائر نہیں ہے جو کہا جا رہا ہے۔ کیا یہ دعوے رسول عربیؐ کا ہو سکتا ہے میری رائے
میں تو ہرگز نہیں اسلئے کہ ہر چیز کی فطرۃ کا علم اسی شخص کو ہو سکتا ہے جو ان علوم کا ماہر ہو اور آپ
تو کسی طرح کا علم پڑھے ہی نہ تھے۔ آپ کو اپنے آبائی مذہب سے جو مشرکانہ اور بت پرستانہ تھا

بجا کر توحید خالص کے فطری مذہب یعنی ہر انسان کا پیدائشی مذہب ہے لے چلنا قرآن ہی کا کام ہے اور قرآن بنا لینا آپ کا کام نہیں ہے۔ جو بات انسان اپنی طرف سے دوسروں کی ہدایت کے لئے کہتا ہے عملاً وہ اس کا پابند نہیں ہوا کرتا ہے اور جو بات خدا کی طرف سے کہکر وہ بیان کرتا ہے اسکا وہ خود بھی عملاً پابند ہوا کرتا ہے۔ چونکہ رسول عربیؐ قرآن کو خدا کی طرف سے یقین فرماتے تھے اس لئے آپ خود بھی گھر میں اور باہر ہر جگہ اسکے احکام کی نہایت پابندی کیساتھ تعمیل فرماتے تھے۔ پس آپ کا اس طرح کا موافق قرآن عمل قرآن کے منجانب خدا ہونے کی سب سے قوی دلیل ہے۔ آپکا دشمن سے دشمن بھی یہ نہیں کہہ سکتا اور نہ ثابت کر سکتا کہ جو ہدایات قرآن میں آپ کو دی گئی ہیں اُن کا آپ نے اپنی زندگی میں کبھی بھی انحراف فرمایا۔ پس یہ چیز آپ کے سچے نبی ہونیکی کافی دلیل ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ سو تم اپنا رخ اس دین راست کی طرف رکھو قبل اس کے کہ ایسا دن آجائے جسکے واسطے پھر خدا کی طرف ٹلنا نہ ہوگا اس دن سب لوگ جدا جدا ہو جائیں گے۔ پ۲۱ ع۸ الروم۔ کلام ذات ہے۔ ہدایت ہو رہی کہ موت کے واقع ہونے والے دن سے پہلے ہی اسلام قبول کر لو۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو یہ ہدایت دینے کی کیا پڑی تھی کسی کے کافر رہنے میں آپ کا نقصان کیا تھا اور کسی کے مسلمان ہونے میں نفع کیا دونوں صورتیں مساوی تھیں جب کہ کوئی دنیاوی مفاد آپ نے یا آپ کے خلفائے راشدین و اہلبیت اطہار نے حاصل نہیں فرمایا تو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن منجانب خدا ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اللہ ایسا ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ اس کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر تم پانی کو دیکھتے ہو کہ اس کے اندر سے نکلتا ہے پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہنچا دیتا ہے تو بس وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں پ۲۱ ع۸ الروم = کلام ذات ہے۔ سمندری بخارات کو بارش کی ہواؤں کا اڑا لیجانا اور خالق کی مرضی جہاں ہو وہاں کے لوگوں کے لئے بلا لحاظ ملت و قوم و مذہب پانی بنا کر برسانا کتنا

سچا واقعہ ہے یہ حکیمانہ مضامین قرآن کے منجانب خدا ہونے پر روشنی ڈالتے ہیں۔
ترجمہ آیۃ ۔ اور ہم نے لوگوں کیلئے اس قرآن میں ہر طرح کے بہتر مضامین بیان کئے ہیں ۵۸ الروم ۳۰
اس بیان کی صداقت قرآن کے منجانب خدا ہونے کی صداقت کا معیار ہے۔ کوئی انسانی کتاب ایسی
نہیں جس کے مضامین پر بُری نظر سے نگاہ نہ ڈالی جاسکتی ہو۔
ترجمہ آیۃ ۔ اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک
نہ ٹھہرانا بیشک شرک کرنا ظلم عظیم ہے۔ بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے
اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اس کو اللہ لا موجود کردے گا بیشک اللہ بڑا باریک بین باخبر ہے
بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو
مصیبت آپڑے اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اور لوگوں سے بے التفاتی
اختیار نہ کر اور اپنی آواز کو نرم کر۔ بیشک آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھوں کی آواز ہے
۱۹ لقمان ۳۱ ۔ کلام ذات کے ساتھ حضرت لقمان حکیم کا حکیمانہ کلام شامل ہے۔ رسول عربیؐ نے تو
ان نصیحتوں کو کسی کتاب میں پڑھا نہ تھا پھر کیسے آپ اس کا اعادہ فرما سکتے تھے اگر یہ سمجھا جائے
کہ یہ آپ کے خود ساختہ ہیں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ جھوٹے ہیں اور جھوٹا انسان بڑا
بُرا ہوتا ہے تو پھر اس کو نیک باتیں بتلانے سے کیا سروکار ہو سکتا ہے چونکہ یہ خلاف طبیعت چیز
ٹھہر جاتی ہے پس اس اعتبار سے یہ باور کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے جب تو اچھی باتیں
اس میں مذکور ہوئی ہیں۔
ترجمہ آیۃ ۔ اور جتنے درخت روئے زمین پر ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہے
اس کے سوا اور سات سمندر روشنائی ہو جائیں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں بیشک اللہ زبردست
حکمت والا ہے۔ تم سب کا پیدا کرنا اور (موت کے بعد) زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا
ایک شخص کا۔ بیشک اللہ سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے۔ ۲۷ تا ۲۸ لقمان ۳۱ ۔ کلام ذات ہے رسول
عربیؐ کو بطور خود ایسا بیان دینے کی جسارت و ہمت نہ ہوتی اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو

آپ کو یہ خوف پیدا ہو جاتا کہ اگر کوئی معترض یہ پوچھ بیٹھے کہ آپ خدا کی وہ باتیں بتاتے جائیں اور ہم لکھتے جائیں تو آپ کیا بتا سکتے ہیں اور کہاں تک لکھا سکتے ہیں پس اس خیال کو دل میں نہ لانا اور یہ کہہ دینا ہی اس بات کی بڑی دلیل ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک، ایک معینہ میعاد تک چلتا رہے گا۔ اور یہ کہ اللہ تمہارے سب عملوں کی پوری خبر رکھتا ہے۔ ع لقمان ۳۱۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو علوم ہیئت و سائنس کے یہ مسائل رسول عربی کو معلوم نہ ہو سکتے تھے

ترجمہ آیۃ۔ بیشک اللہ ہی ہے جسکو قیامت کا علم ہے اور وہی اتارتا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کام کریگا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس مقام پر مریگا بیشک اللہ جاننے والا صاحب خبر ہے ع لقمان ۳۱۔ کلام ذات ہے ایک کافر کے سوالات کا جواب ہیں۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو بجائے اس جواب کے رسول عربی قیامت کے متعلق کہدیتے کہ میں جانتا ہوں اور وہ اس قدر عرصہ میں واقع ہو گی اس لئے کہ ایسے کہدینے کے بعد بیان کی صداقت و عدم صداقت کی نسبت پھر آپ سے پوچھنے والا ہی کون تھا اس کئے کہ اس قدر عرصہ تک نہ آپ رہتے اور نہ وہ رہتا۔

ترجمہ آیۃ۔ وہ بندوبست فرماتا ہے کام کا آسمان سے زمین تک پھر ہر امر اسی کی جناب میں پہنچ جائے گا۔ ایک دن میں جس کی مقدار تمہاری شمار کے لحاظ سے ہزار برس ہو گی۔ وہی ہے جاننے والا چھپی اور کھلی چیزوں کا بڑی رحمت والا جس نے جو چیزیں بنائیں خوب بنائیں۔ اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی پھر اس کی نسل کو ایک حقیر پانی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ پھر اس کے اعضا درست کئے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ ع سجدہ ۳۲۔ کلام ذات ہے۔ کائنات کا ایک روز میں متغیر ہونا۔ ایک دن کا ہزار برس کے مساوی ہونا۔ اشیاء کا بے عیب پیدا کیا جانا۔ انسان کا پہلے مٹی سے بنایا جانا پھر سلسلہ تولید کا اس کی منی کے جوہر یعنے (تخم۔ کیڑے۔ جرم) سے جاری ہونا ایسی باتیں ہیں جنکو رسول عربی خود نہ جانتے تھے پس اس کا اظہار قرآن کے کلام خدا ہونے کی نشانی ہے۔

ترجمہ آیتہ ۔ اے نبیؐ ۔ آپ کہدو کہ تمہاری جان موت کا فرشتہ لے گا جو تم پر مقرر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف پھیر کر لائے جاؤ گے ۔ پ۲۱ سجدہ ۳۲ ع۱ ۔ کلام ذات ہے ۔ ہر انسان کے نفس کے ساتھ اسکی موت کا علیحدہ ہی فرشتہ لگا دینا ظاہر فرمانا خالق سے ہی ہو سکتا ہے ورنہ رسول عربیؐ اسکو کیا جانتے ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو آپ اس طرح اپنے آپ کو جواب نہ سکھاتے ۔

ترجمہ آیتہ ۔ بس ہماری باتوں پر (جو قرآن میں بتلائی گئی ہیں) وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں اور وہ لوگ غرور نہیں کرتے ۔ ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں ۔ پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو خوف و امید سے اور ہماری عطا فرمائی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ پ۲۱ سجدہ ۳۲ ع۱۵ ۔ کلام ذات ہے ۔ اسلام کو سچا مذہب جان کر ایسے ہی صفات والے اشخاص پکے مسلمان بنتے ہیں ۔ اگر قرآن رسول عربیؐ کی مصنفہ کتاب ہوتی تو اس میں اسلام کے قبول کرنے والوں کی یہ صفات بیان نہ کی جاتیں ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اے نبیؐ ۔ ڈرتے رہو اللہ سے ۔ اور کفار و منافقین کا کہانہ مانو ۔ بیشک اللہ بڑا صاحب علم و حکمت ہے ۔ اور اسی پر چلو جو حکم کیا جاتا ہے تمہاری طرف پروردگار کی جانب سے ۔ بیشک اللہ ان کاموں کا بنانے والا (تمہارے لئے) کافی ہے ۔ کلام ذات ہے ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو اپنے آپ اس طرح ہدایت کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔ برے سے برے انسان کا ضمیر بھی اپنے ساتھ اس طرح کا مکر کرنا گوارا نہیں کرتا ۔ ع سجدہ ۳۲ ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اے ایمان والو یاد کرو اللہ کا وہ احسان جو اپنے پر اس وقت ہوا جبکہ بہت سے لشکر تم پر چڑھ آئے تھے پھر ہم نے ان پر آندھی بھیجدی اور ایسی فوج جو تمہاری نظر سے اوجھل تھی اور اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا تھا ۔ جس وقت کہ وہ لوگ تم پر امنڈ پڑے تھے اوپر سے اور نیچے سے اور اس وقت جبکہ تمہاری آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور کلیجے منھ کو آ لگے تھے اور تم اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کر رہے تھے اس موقعہ پر مسلمانوں کا امتحان لیا گیا اور شدید تزلزل میں ڈالے گئے اور جبکہ منافقین اور وہ لوگ

جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ جو کچھ ہم سے وعدہ کیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے وہ سب دھوکا تھا ۲ ع ۱۸ احزاب ۳۳ ۔ کلام ذات ہے۔ میدان جنگ میں کفار کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت کی وجہ مسلمان سراسیمہ ہوگئے تھے اور ظاہری مسلمان دل میں پچھتا رہے تھے ان کے دلی خیالات و جذبات کا افشار فرمایا گیا ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ کو منافقوں کے دلی حالات کا علم نہ ہو سکتا تھا اس لئے کہ دل کی حالتوں سے خدا ہی اچھی طرح واقف ہو سکتا ہے۔

ترجمہ آیت ۔ تمہارے لئے موجود ہے اللہ کے رسول کی پاک سیرت ایسے شخص کیلئے جو اللہ سے اور قیامت کے دن کے مصائب سے ڈرتا ہو اور کثرت سے یادِ الٰہی کرتا ہو ۔ ۳ ع احزاب ۳۳ ۔ کلام ذات ہے۔ قرآن رسولِ عربیؐ کی ذاتی تصنیف ہونے کی صورت میں وہ اپنی پاک سیرتی کا دعویٰ اپنے دشمنوں کے آگے نہ کرسکتے تھے اس لئے کہ خدا پر بہتان باندھنے والے کا دل قوی نہیں ہوتا اگر آپ کسی طرح اپنے اسوۂ حسنہ کا ذکر کرتے تو رات دن کے دیکھنے والے اغیار کردار بد کا خاکہ کھینچ دیتے۔ مگر کسی دشمن کو اس کی جسارت نہ ہوئی کہ آپ کے چلن پر کوئی حملہ کرے آپ کے وصال کے بعد جن متعصب لوگوں نے حملہ کئے ہیں وہ امر واقعہ کے بالکل خلاف ہیں یا ایسے ہیں کہ وہ اپنے کردار کو اپنے نظریہ کے تحت بہتر خیال کرتے ہیں اور دوسرے کے افعال کو اپنے زاویہ نگاہ سے ہی بدتر خیال کرتے ہیں مگر یہ طبائع کے اختلاف اور ملک کے رسم و رواج کے اثرات کے تحت ہے ورنہ اس کو مذہب فطری) سے کوئی واسطہ نہیں۔ مثلاً آپ اس کو کبھی گوارا نہ فرماتے تھے کہ کوئی آپ کی بیوی کا رشتہ دار بھی آپ کے غیاب میں ان سے ملے اور بات چیت کرے۔ لیکن جن لوگوں نے آپ پر حملہ کیا ہے۔ ان کی یہ عادت ہے کہ اگر کوئی ان کی بیوی کو اپنے ہمراہ تنہا کہیں بھی لیجائے تو کوئی احساس ہو اور نہ کچھ پاس و لحاظ و حیا ہی دامنگیر ہو۔

ترجمہ آیت ۔ اے نبیؐ ۔ اپنی بیبیوں سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینتیں چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ متاعِ زندگی دیدوں اور تم کو عزت کے ساتھ اپنی زوجیت سے منقطع کردوں۔ اور اگر تم اللہ کو پسند کرتی ہو اور اس کے رسول کو چاہتی ہو اور آخرت کی خواہاں ہو تو تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لئے اللہ نے بہت ہی بڑا صلہ تیار کر رکھا ہے۔ کلام ذات ہے۔ رسول کی بی بیوں کو بھی

عمل صالح کی ہدایت ہو رہی ہے ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اپنے گھریلو معاملہ کو اپنی ذاتی کتاب میں درج نہ فرماتے ۔ اس سے صاف عیاں ہو رہا ہے کہ آپ ایسی عورتوں کو اپنے لئے پسند نہ فرماتے تھے جو بن ٹھن کر رہنا چاہتی ہوں اور دنیاوی نعمتوں سے لطف اٹھانے کی آرزومند ہوں بلکہ ایسی عورتیں پسند فرماتے تھے جو عفت و پاکدامنی سے سادہ زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں آپ کی تمام بیبیاں سوائے حضرت عائشہ کے عمر میں ڈھلی ہوئی تھیں اور نسائیت کی امنگیں اور رنگ رلیاں ان میں کچھ بھی باقی نہ تھیں ۔ تقریباً آپ نے جتنے عقد کئے وہ عورتوں ہی کی تحریک پر ۔ ان بے وسیلوں کو اپنی حفاظت میں لینے کے لئے اور یہ تمام عورتیں بیوہ تھیں یا مطلقہ ۔ کثرت ازدواج اگر آپ کی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر ہوتے تو آپ سارے عرب سے چن چن کر حسین و ماہ جبین دوشیزہ لڑکیاں کرتے مگر باوجود قوتِ دنیاوی و اقتدار مذہبی کے ایسا نہیں ۔ ایک صرف حضرت عائشہ دوشیزہ تھیں ان کے عقد میں بھی خدا کی مصلحت ہی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ ان کے علم و فضل فہم و فراست کے باعث رسول عربیؐ کی تعلیم اور ان کی اندرونی زندگی کا حال دنیا کے آگے آ گیا ۔ لوگ ہر قسم کے معاملات دنیاوی و اخروی کے متعلق ان سے استفسار کر کے اس کے متعلق رسول عربیؐ کے عمل ذاتی کو معلوم کر کے خود معمل ہو جایا کرتے تھے اگر حضرت عائشہ آپ کے عقد میں نہ آتیں تو دوسری کوئی بیوی اس عظیم الشان و مقدس ترین خدمت کو سرانجام نہ دے سکتی تھیں جس سے رسول عربیؐ کی پوشیدہ زندگی پر پردہ پڑ جاتا اور یہ چیز آپ کے ظاہری و باطنی عمل کے مساویانہ ہونے کے نسبت شبہات پیدا کر دیتی ۔

ترجمہ آیت ۔ اے نبی کی بی بیو ۔ جو کوئی تم میں کھلی دانستہ بدی کرے گی تو اس کو دگنی سزا دیجائیگی اور یہ بات اللہ پر آسان ہے ۔ ۲ ع احزاب ۳۳ ۱۸ کلام ذات ہے ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اپنی بی بیوں کے حق میں ایسی شدید وعید نہ لکھا لیتے ۔ کیونکہ اگر ان کی کسی بیوی سے قصور سرزد ہوتا تو آپ کو اپنی ایسی بیوی کو دوسری عورتوں کی نسبت دوہری سزا دینی پڑتی اگر آپ ایسا نہ کرتے تو آپکی رسالت میں شبہہ پڑ جاتا اور آپ کا اعتبار لوگوں کے دلوں سے محو ہو جاتا ۔

ترجمہ آیت ۔ بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ۔ ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں ۔ فرمانبردار مرد

اور فرمانبردار عورتیں سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں خاکساری کرنے والے مرد اور خاکساری کرنے والی عورتیں خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد روزہ رکھنے والی عورتیں عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور عصمت کی حفاظت کرنے والی عورتیں بیحد یاد خدا کرنے والے مرد اور بیحد یاد خدا کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ نے نجات اور عظیم الشان معاوضہ تیار کر رکھا ہے۔ ع۔ احزاب ۳۳۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن رسول عربی کی ذاتی کتاب ہوتی تو اس میں ایسی پاک تعلیم و پاک صفات کا مذکور کیونکر ہو سکتا تھا۔ کیونکہ مفتری سے نیک صفاتی کا ذکر نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ آیۃ۔ اے نبی۔ جب تم اس شخص سے جو اللہ کا اور تمہارا منعم تھا یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے عقد نکاح میں رہنے دو اور خدا سے ڈرو (اپنی بیوی کو بلا وجہ موجبہ چھوڑ دینے کے بارے میں) اور تم اپنے دل میں اس بات کو پوشیدہ کئے ہوئے تھے (کہ اگر خاوند طلاق بھی دیدے تو ناگزیر مجھ ہی کو عقد کرنا ہوگا اس لئے کہ اپنے ہی کے منشا کے تحت دونوں کا عقد ہوا تھا) پر اس چیز کو اللہ تعالےٰ ظاہر فرما دینے والا تھا اور تم (اپنا خیال ظاہر کرنے میں) لوگوں سے (حیا کے مارے) ڈرتے تھے اور ڈرنا تو تمہیں خدا ہی سے زیادہ سزاوار ہے۔ مگر جب زید کا مادۂ تحمّل باقی ہی نہ رہا اور اس نے بیوی کو طلاق ہی دیدی (تو اس غم زدہ کو) ہم نے تمہاری زوجیت میں دیدیا (تاکہ تمہاری وجہ سے اس کے خیال میں اس کی جو بے قدری ہوئی تھی وہ تمہاری وجہ سے قدر و منزلت سے بدل جائے) نیز مسلمانوں پر اپنے پرورده لڑکوں کی بی بیوں سے (بصورت مجبوری عقد کرنے میں) اخلاقی رکاوٹ نہ رہے جبکہ وہ انسے اپنی خواہش باقی نہ رکھیں اور خدا کا حکم تو ہونا (واجبی تھا) نبی پر کچھ الزام نہیں اس معاملہ میں جو اللہ نے اس کے لئے ٹھہرا دیا یہی اللہ کا دستور رہا ہے ان پیغمبروں میں جو پہلے گذر چکے ہیں اور اللہ کا حکم تجویز کے ساتھ مقرر کیا ہوا ہے۔ یہ سب پیغمبر ایسے تھے کہ اللہ کے احکام پہنچایا کرتے تھے اور اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔ محمدؐ کسی کے باپ نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے البتہ رسول ہیں اللہ کے اور ایسے کہ تمام نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ

ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ ع۵ احزاب ۳۳۔ کلام ذات ہے۔ عرب کے ملک میں بھی پرورده لڑکے اور اسکی بیوی کی وہی حالت تھی جو متبنٰے لڑکے اور اس کی بیوی کی ہندوستان میں ہے۔ زید بحالت غلامی رسول عربیؐ کے زیر پرورش آئے۔ چنانچہ آپ نے مثل لڑکے کے ان کو پالا اور اپنی پھپیری بہن زینب کا عقد ان سے کردیا جس کی وجہ داغ غلامی مٹ گیا اور مسلمانوں میں غلام کی بھی مساویانہ عزت ہونے لگی عقد کے بعد میاں بیوی میں ہمیشہ ان بن رہی یہاں تک زید نے طلاق دیدی۔ زینب اپنے لئے اس عقد کی وجہ سے موت بہتر سمجھتی تھیں کیونکہ وہ معزز قبیلۂ قریش کی آن بیاہی آزاد تھیں جن کو اسی قبیلہ کا آزاد لڑکا بیاہ کے لئے باسانی مل سکتا تھا اور زید نہ تو قریشی تھے اور نہ آزاد۔ زینب کے غم و غصہ کو فرو کرنے کے لئے اس کی ضرورت تھی کہ انھیں ان کے حال کے موافق پھر اعلیٰ مدارج کی عورتوں میں پہنچادیا جائے چنانچہ اس کی تکمیل اس طرح سے کی گئی کہ خود رسول عربی کی زوجیت میں آنکو دیدیا گیا جس کی وجہ زینب کی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس لئے کہ وہ مومیرے بھائی قریشی اور نبیؐ کی بیوی بن گئیں۔ رسول عربیؐ کے عقد میں لینے کی وجہ مسلمانوں میں پرورده لڑکے کی بیوی کا وہ درجہ نہ رہا جو کہ ایام جہالت میں تھا یعنے یہ کہ پہلے جو متبنٰے گیرندہ خسر کے لئے حرام سمجھی جاتی تھیں اب حلال سمجھے جانی لگیں۔ رسول کا کام حقیقی اخلاق کا سکھانا اور مصنوعی فرضی اخلاق سے بچانا ہوتا ہے۔ عرب اپنے متوفی باپ کی عورتوں سے تو عقد کیلئے تیار ہو جاتے تھے اور پرورده لڑکے کی مطلقہ سے نکاح نہ کرتے تھے پس ان کے اس وہمی اخلاق کی وجہ رسول عربیؐ سے اس کے برعکس کرایا گیا تاکہ اس جہل عمل کی اصلاح ہو جائے اگر قرآن رسول عربیؐ کی ذاتی کتاب ہوتی تو وہ کبھی اس قصہ کو اس میں درج نہ کرتے اس لئے کہ اس سے متعصب لوگوں کو اور بد لگامیوں کو برا بھلا کہنے کا موقعہ حاصل ہوسکتا ہے مدحت و مذمت سے سروکار نہ رکھ کے واقعہ کا اظہار صاف دلی سے کردینا ہی قرآن کے منجانب خدا ہونے کی دلیل ہے۔

ترجمہ آیتہ - اے نبی - اور ایمان والوں کو بشارت دیجئے کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے - ع۶ احزاب ۳۳۔ کلام ذات ہے۔ یہ خوشخبری اس وقت سنائی گئی ہے جبکہ مسلمان کافروں کی طرف سے غیر معمولی مصائب و تکلیف دئے جانے کی وجہ زندگی سے تنگ ہو رہے تھے۔ کفار مشرکین

یہی کہتے تھے کہ اپنے آبائی مذہب پر لوٹ آؤ اور محمدؐ کا ساتھ چھوڑ دو۔ وہ ہمارے بتوں کو برا کہتے ہیں لیکن مسلمان کہتے تھے کہ تم جان لے سکتے ہو مگر ایمان نہیں چھڑا سکتے پس معاملہ یہاں تک شدت پکڑا کہ مسلمانوں کو اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے اس پر یہ بشارت دیگئی چنانچہ وہ لفظ بہ لفظ پوری اتری کھجور کی گٹھلیاں کھا کر زندگی بسر کرنے والے چند کھجوروں پر قناعت کرنے والے مسلمانوں نے وہ دولت پائی کہ جس کا حساب لگانا مشکل تھا چین سے لے کر اسپین تک کی دنیا ان کے زیر نگین تھی باوجود مساوات کے برتاؤ کے جلال و جبروت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کی ساری قومیں دیکھکر حیران پریشان تھیں کوئی قوت ان کے اٹل ارادوں کو روک نہ سکتی تھی سمندر کی عظیم الشان موجیں ریگستان کی بادسموم کی لہریں ان کے دلوں کی فتحمندانہ امنگوں کو پامال نہ کر سکتی تھیں مختصر یہ کہ وہ سوا خالق کائنات کے ساری مخلوقات سے مطلق نہیں ڈرتے تھے کیا یہ کوئی معمولی فعل تھا نہیں نہیں۔ اگر میں مسلمان بھی نہ ہوتا تو یہ کہتا کہ خدا نے کسی قوم پر اتنا جلد اور ایسا زبردست فضل نہیں فرمایا کیونکہ قومیں صدیوں میں بنتی ہیں اور یہ برسوں میں بنائی گئی۔ غرضکہ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو نہ رسول عربیؐ ایسی بشارت بطور خود دیسکتے تھے اور نہ وہ دیئے جانے پر پوری ہوسکتی تھی مگر چونکہ بشارت فی الحقیقت خدا کی طرف سے تھی اس لئے اس کا ظہور کامل رسول عربیؐ کی زندگی میں ہی ہوچکا تھا۔

ترجمہ آیت۔ اے پیغمبر کہدو اپنی بی بیوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی بی بیوں سے کہ اپنی اوڑھنیوں کو ذرا نیچی لٹکالیں اس سے وہ جلد پہچان لیجائیں گی تو ستائی نہ جایا کرینگی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پیغ احزاب ۳۳۔ کلام ذات ہے مسلمان عورتیں ضروریات و رفع حاجت کے لئے بیرون آبادی جایا کرتی ہیں۔ کافر بدچلن لوگ ان کو کافرہ عورتیں سمجھ کے چھیڑا کرتے تھے اس لئے کافرہ عورتوں اور مسلمان عورتوں میں امتیاز پیدا کرنے کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ چادر کا گھونگٹ منہ پر ڈال اس حکم سے قبل مثل کافرہ عورتوں کے مسلمان عورتیں بھی قریب قریب اپنے چہروں کو کھلا رکھتی تھیں اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس طرح رسول عربیؐ اپنی ہدایت کیلئے نہ لکھا لیتے۔

ترجمہ آیت۔ اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ اس قرآن کو جو نازل ہوا ہے آپ پر آپکے رب کیجانب سے

سچا باور کرتے ہیں اور اس کو زبردست لائق حمد (خدا) تک کی رسائی کا راستہ تصور کرتے ہیں پ۲۲ ع۱ السبا ۳۴
کلام ذات ہے۔ سابقہ امم کے نیک نفس خدا پرست علماء کا یہی حال رہا ہے وہ سابقہ کتب آسمانی سے
قرآن کی مطابعت دیکھکر ہی ایمان لائے ہیں چنانچہ حضرت نجاشی شاہ حبش نے جب قرآن کو حضرت
جعفر طیارؓ کی زبانی سُن کر اس کو اپنی انجیل کے مشابہ پایا تو دربار کے علماء سمیت رونے لگے اور
اسلام لائے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کی طرف سے یہ حجت نہ پیش کیجا سکتی تھی۔
ترجمہ آیة۔ اور ہم نے داؤدؑ کو اپنی جانب سے بزرگی عطا کی (اور اس کی خاطر پہاڑوں سے فرمایا کہ)
اے پہاڑو تم بھی داؤد کی تسبیح میں شریک ہوجاؤ اور پرندوں کو بھی حکم دیا۔ اور ہم نے اس کیلئے
فولاد کو نرم کردیا تاکہ مکمل زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ برتو اور تم سب نیک کام کیا کرو
میں تمہارے سب کام دیکھ رہا ہوں۔ پ۲۲ ع۱ السبا ۳۴۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا
تو حضرت داؤد کے متعلق یہ قصہ رسول عربی نہ لکھا سکتے۔ اس لئے کہ پہاڑوں کا اور پرندوں کا
انسان کے ساتھ خدا کی حمد پر ہم زبان ہونا بظاہر محال ہے اور یہی خیال آپ کے مانع آتا اور یہ
واقعہ بھی آپ کو نہ معلوم ہوتا کہ حضرت داؤد اپنے ہاتھوں سے موڑ کر لوہے کے کڑتے جنگ کے لئے
تیار کر لے سکتے تھے۔ حضرت داؤد بڑے بہادر جنگجو بادشاہ اور صاحب کتاب پیغمبر ہوئے ہیں چنانچہ
زبور مقدس آپ پر نازل ہوئی ہے جو حمد باری تعالےٰ پر مبنی ہے۔
ترجمہ آیة۔ اور سلیمانؑ کے لئے ہوا کو مسخر کردیا کہ اس کی منزل صبح کی ایک ماہ کی اور شام کی
ایک ماہ کی ہوتی تھی۔ اور ہم ان کے لئے گداختہ تانبے کی کان پیدا کردی۔ اور جنوں سے بعض
ایسے تھے جو ان کے سامنے کام کرتے تھے ان کے رب کے حکم سے۔ اور ان میں سے جو کوئی ہمارے
حکم کی خلاف ورزی کریگا ہم اس کو دوزخ کا عذاب چکھائیں گے۔ وہ جنات ان کے لئے وہ چیزیں
بناتے جو ان کو منظور ہوتیں۔ بڑی بڑی عمارتیں اور (بزرگوں) کے مجسمے اور لگنیں دیگیں (دیگوان کے)
جو ایک ہی جگہ جمی رہتیں۔ اے داؤد کے خاندان والو تم سب شکریہ میں (اسکے) نیک کام کرو اور
میرے بندوں میں شکر کرنے والے ہوتے ہی تھوڑے ہیں۔ پ۲۲ ع۲ السبا ۳۴۔ کلام ذات ہے۔ حضرت سلیمانؑ

علیہ السلام پیغمبر اور اولوالعزم بادشاہ بھی تھے آپ کا شاہی تخت ہوا میں اس طرح اُڑا کرتا تھا جیسا کہ فی زمانہ طیارے اُڑ رہے ہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ آپ کا تخت بغیر کسی مشین کے آپ کے حکم پر ہوا میں تیرتا تھا اور اس کی رفتار موجودہ زمانہ کے بڑے سے بڑے طیاروں سے تیز تھی۔ اگر قرآن رسولِ عربی کی ذاتی کتاب ہوتی تو آپ تخت کے ہوا میں اُڑنے کا تخیل پیدا نہ فرما سکتے تھے۔ آج تیرہ سو برس کے بعد انسان کے ہوا میں اُڑنے کی تصدیق طیاروں کی ایجاد سے بخوبی ثابت ہو چکی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے تخت میں ہوا بھری جاتی ہو اور اس کے دباؤ سے تخت اُڑنے لگتا ہو۔ بہرحال اس عجیبہ غریب واقعہ کا اظہار ایک ان پڑھ اور غیر فن داں ذات کی زبان سے قرآن کے منجانب خدا ہونے کا ثبوت ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ پھر جب ہم نے ان پر (سلیمان) کی موت کا حکم صادر فرمایا تو کسی نے بھی ان کے مرنے کی اطلاع نہ کی سوائے گھن کے کیڑے نے اس راز کو فاش کر دیا جو کہ سلیمان کے عصا کو (جس پر آپ ٹیکا لگائے ہوئے کھڑے رہکر بیت المقدس کی تعمیر کرا رہے تھے) کھاتا تھا۔ پس جب وہ (عصا کے ٹوٹنے سے) گر پڑے تو جنات کو ان کی موت کی حقیقت منکشف ہوئی اگر جن علم غیب جانتے ہوتے تو تعمیر کے تکمیل کرنے کی سخت مشقت میں مبتلا نہ رہتے۔ ۲ع ۸ السبا ۳۴۔ کلام ذات ہے۔ طرز بیان ہی بتلا رہا ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ ورنہ رسول عربی کو اس واقعہ کی بھی اطلاع نہ ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ (اے نبی) کہو کہ انھیں مجھے دکھلاؤ تو جنھیں تم اللہ کے ساتھ شریک کر کے ملاتے ہو (اس کا شریک) ہرگز نہیں (ہے) بلکہ وہی ہے اللہ زبردست حکمت والا۔ اور ہم نے تو تم کو تمام جہان کے لوگوں کے لئے پیغمبر بنا کے بھیجا ہے خوشخبری سنانے اور خوف دلانے کے لئے لیکن اکثر لوگ اس معاملہ کو نہیں سمجھتے ۳ع ۹ السبا ۳۴۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو آپ اپنا کتاب میں تمام جہان کے لئے پیغمبر بنائے جاکر مبعوث ہونے کی صراحت نہ فرماتے۔ کیونکہ تمام دنیا والوں کو خوف دلاتے اور خوشخبری سناتے پھرنا محال تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق سعی کر رہے ہیں جھٹلانے کی ایسے ہی لوگ عذاب میں لائے جائیں گے۔ ع ۶ السبا ۳۴۔ کلام ذات ہے۔ قرآن رسولِ عربی کی ذاتی کتاب ہوتی تو آپ اپنی کتاب کے

جھٹلانے والوں کو اس طرح خوف نہ دلاتے اس لئے کہ ان کے انکار سے آپ کا کوئی ذاتی نقصان نہ تھا۔
ترجمہ آیتہ۔ اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو صاف و کھلی ہیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ بس یہ شخص (محمدؐ) تو یہ چاہتا ہے کہ تم کو اس سے باز رکھے جن کی تمہارے بڑے پوجا کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ (قرآن) محض خود ساختہ جھوٹ ہے۔ اور یہ کافر اس حق چیز کو بھی جبکہ ان کے پاس آپہونچی یہ کہتے ہیں کہ یہ صریح جادو ہے ۔ پ۲۲ السبا ۳۴ کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ کی برادری کے لوگوں نے قرآن کے متعلق یہ نہ کہا کہ (محمدؐ) نے یہودیوں یا نصرانیوں کے علماء سے سنکر ان کے پیغمبروں کے واقعات سنا دیئے ہیں بلکہ یہ کہا کہ انھوں نے اپنی طرف سے من گھڑت قصہ لکھائے ہیں اور وہ ایسا اپنے جادو کے اثر سے کر رہے ہیں اور قرآن کے اثرات کے لحاظ سے انھوں نے خود اس کو بھی جادو ہی کہدیا۔ ایک فصیح و بلیغ زبان جاننے والی قوم کا جن کو اپنی زباندانی پر فخر و ناز ہو قرآن کے متعلق بہ لحاظ فصاحت و بلاغت جادو کہدینا انصاف پسند نظروں میں کوئی معمولی بات نہیں ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ رسول عربیؐ علم جادو جانتے تھے اور نہ جادوگری کرتے تھے بلکہ وہ خود ایک بار سحر کے عمل سے سحر زدہ ہوگئے تھے لیکن خدا نے فضل فرمایا اور آپ اس بلا سے نجات پاگئے غرض کہ قرآن کے متعلق کفار کا یہ خیال کہ اس کو آپ نے تراشا ہے درست نہیں ہوسکتا اس لئے کہ جب ساری قوم ملکر بھی اس کے مانند چند آیات تراشنے سے قاصر رہی تو آپ تنہا کیسے ساری کتاب کو تراش سکتے تھے۔ دوسرے یہ امر بھی قرآن کے منجانب خدا ہونے کی صریحی دلیل ہے کہ اس میں کفار عرب کا عقیدہ مذکور کردیا گیا ورنہ رسول عربیؐ اپنی ذاتی کتاب میں اپنے اہل وطن کی بدخیالی کو اس طرح صاف صاف بیان نہ فرمادیتے اسلئے کہ آپ کے اس عمل سے آپ ہی کے اغراض کو نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ لاحق ہوسکتا ہے ظاہر ہے کہ جب گھر والے ہی بے اعتمادی کا اظہار کرینگے تو باہر والے کیا نہ کرینگے۔
ترجمہ آیتہ۔ (اے محمدؐ) تم کہدو کہ تم سے میں نے تبلیغ اسلام کی کچھ اجرت مانگی ہو تو وہ تمہاری ہی ہے میرا معاوضہ تو بس اللہ کے پاس ہے اور وہی ہر چیز سے واقف رہنے والا ہے۔ تم کہدو کہ میرا رب اسلام کو غالب کر رہا ہے (اور آئندہ بھی اسکو جو غلبہ ہوگا) اسکو بحیثیت علام الغیوب کے جانتا ہے ۔ پ۲۲ ع۱۲ السبا ۳۴ ۔

کلام ذات ہے۔ اسلام کو رسول عربی کی زندگی ہی میں کفار عرب کے مذہب بت پرستی کے مقابلہ میں جو غلبہ حاصل ہوا اور آپ کے بعد تمام دنیا کے مروجہ مذاہب کے مقابلہ میں جو غلبہ ہوتا رہا ہے اور باوجود مسلمانوں کی تبلیغ اسلام کی خدمت سے بے پروائی کے اور جو خدا کے پشتہ بند ہی کا کام کر رہے ہیں اُن کی بیسرو سامانی کے باوجود اس وقت بھی اسلام کی جو ترقی ہو رہی ہے وہ اظہر من الشمس ہے یہی حالات اور رسول عربی کا بلا طلبی معاوضہ اپنی اور اپنے عزیز و ل پیروؤں کی جانیں معرض خطر میں ڈال کر بت پرستی و شرک سے منع کر کے توحید خالص کا پرچار دم واپسیں تک کرتے رہنا قرآن کے منجانب خدا ہونے کی دلیل ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے رسول تم کہدو کہ اگر میں گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی میرے نفس کے لئے موجب ملال ہوگی اور اگر میں راہ راست پر ہوں تو وہ اس قرآن کی بدولت ہے جس کو میرا رب میرے پاس بھیج رہا ہے اور وہ سننے والا بھی ہے قریب بھی ہے۔ ع ۶ السبا ۳۴۔ کلام ذات ہے۔ کفار عرب یہ نہ جانتے تھے کہ خدا قریب ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو خود رسول عربی بھی نہ جان سکتے تھے کہ خدا قریب ہے پس آپ کا اپنے آپ کو قرآن ہی سے ہدایت پانے والا کہدینا قرآن کے منجانب خدا ہونیکی برہان قاطع ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پیدا فرمایا پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا اور کسی عورت کو نہ حمل قرار پاتا ہے اور نہ جنتی ہے مگر سب کچھ اسکی اطلاع سے ہوتا ہے اور نہ کسی کی عمر دراز کیجاتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم کر دیجاتی ہے مگر یہ تحریر میں ہوتا ہے۔ یہ سب اللہ کو آسان ہے ع ۲ فاطر ۳۵ آدم خاک سے بنے انکی اولاد کا سلسلہ منی سے جاری ہے۔ انسان کی غذائیں اناج پھل وغیرہ مٹی سے بنتے ہیں غذا کھانے سے خون بنتا ہے خون سے منی اور منی سے بچہ پیدائش کا طریقہ رسول عربی کو کیسا معلوم ہو گیا جبکہ آپ علم طب سے ناآشنا تھے پس اس سے معلوم ہوا کہ قرآن خدا کا کلام ہے جو خالق مخلوق ہے اور خالق ہی تمام امور سے پوری پوری آگاہی رکھنے والا ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور دو سمندر برابر نہیں ہیں ایک تو میٹھا ہے پیاس کو بجھانے والا اور ایک کھاری کڑوا

ہے اور تم ہر ایک سے تازہ بتازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جسکو تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو اس میں دیکھتا ہے کہ پانی کو پھاڑتی ہوئی جاتی ہیں تاکہ تم اللہ کے فضل کی کمائی ڈھونڈھو اور تاکہ تم شکر گذار ہو۔ نتیجہ فاطر ۳۵ = کلام ذات ہے۔ اگر قرآن رسول عربی کی ذاتی تصنیف ہوتی تو اس میں عجائبات قدرت کا ذکر نہ کیا گیا ہوتا ان باتوں کا ذکر کرنے کی ضرورت وہی ذات محسوس کریگی جو اپنی قدرتوں کو نمایاں کرنا چاہتی ہو تاکہ انسان ان پر غور کرکے خدا کے وجود کو تسلیم کرے اور اسکی قدرت و حکومت میں کسیکو شریک و سہیم نہ بنائے۔

ترجمہ آیتیلہ۔ اور داخل کر دیتا ہے رات دن میں اور داخل کر دیتا ہے دن کو رات میں وہی سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے پس ہر ایک میعاد مقرر تک چلا کرینگے = یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اسکی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مختار نہیں اگر تم انکو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنینگے اور اگر فرض اگر وہ سن بھی لیں تو تمہاری فریاد پر پہنچنگے نہیں اور قیامت کے دن تم جو انکو خدا کا شریک ٹھہرایا تھا اسکے وہ منکر ہو جائینگے اور تجھکو کوئی نہ بتلائیگا مثل باخبر خدا کے۔ نتیجہ فاطر ۳۵ = کلام ذات ہے = دن رات کا ردوبدل اس طرز سے بیان کیا گیا ہے کہ اس سے زمین کا متحرک ہونا ظاہر ہو رہا ہے کیونکہ اسکی گردش مغرب سے مشرق ہونیکی وجہ سے رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے چلے آتے ہیں سورج روشنی و حرارت دیتا ہے اور حرارت مخلوقات کی زندگی کی موجب ہے چاند سے بھی بڑے فوائد ہیں باوجود متعلقہ علوم کے نہ پڑھنے کے بھی ایسے حکیمانہ اقوال کا بیان قرآن رسول عربی سے کیسے ممکن تھا بتوں کی بیبسی کم مائیگی جس حسن سے ظاہر فرمائی گئی ہے وہ بشری تخیل سے بالا ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو یہ رمز رسول عربی کو معلوم نہ ہو سکتے تھے چنانچہ آخری جملہ خود اسکا اظہار کر رہا ہے کہ تجھکو کوئی نہ بتلائیگا مثل باخبر خدا کے نتیجہ یہ ہے کہ یہ ساری باتیں رسول عربی کو خدا ہی بطور خود بتا رہا ہے۔

ترجمہ آیتیلہ ہم نے تجھکو بھیجا ہے سچا دین دیکر خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا اور کوئی قوم ایسی نہیں کہ جس میں ڈرانے والا گذرا نہو۔ نتیجہ فاطر ۳۵ = کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو خود رسول عربی کو بھی معلوم نہو سکتا تھا کہ ساری جہان کی قوموں کی ہدایت کیلئے ہادی روانہ کئے گئے تھے یہ قرآن کی رواداری اور صداقت کی بڑی نشانی ہے کہ اسنے ہر ایک قوم کے خدا پرست ہادی کی تصدیق فرماکے قوموں

میں ویگانگیت کا بیج بو دیا یہہ بات جھوٹی کتابوں میں نہیں ملسکتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اور جو کتاب ہم نے تیری طرف بذریعہ وحی نازل کی ہے وہی ہے اور تصدیق کرنے والی ہے خود سے پہلے کی آسمانی کتابوں کی بیشک اللہ اپنے بندوں سے باخبر ہے دیکھہ رہا ہے۔ پ ۲۲ فاطر ۳۵ خود رسول عربی کو اطمینان دلایا جا رہا ہے کہ قرآن سچی کتاب ہے اور اسکی سچائیت کا سیدھا یہ ہے کہ وہ دوسری آسمانی کتابوں کو بھی سچا خدا کا کلام تبلاتی ہے اصول شرافت یہی ہے کہ ہر اچھا شخص دوسرے اچھے کا اعتراف کرے اور اسکی عزت کرے جو خود جھوٹے ہوتے ہیں وہ سچوں کو جھوٹا ہی تصور کرتے ہیں اسلئے کے وہ دوسرا بھی انکے لئے آئینہ ہوجاتا ہے پس وہ دوسرے میں خود کے خط و خال دیکھتے ہیں تاکہ قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسول عربی کو اپنا اطمینان آپ کرنیکی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

ترجمہ آیتہ۔ اے رسول کہدیجئے۔ بت پرستوں سے کہ اچھا تم دیکھو تو سہی انکو جنہیں تم پکارتے ہو سوائے خدا کے مجھہ کو بتلاؤ کہ انہوں نے زمین میں کن چیزوں کو پیدا کیا یا انکی شرکت ہے آسمانوں کی اشیاء کے بنانے میں۔ یا ہمنے انکو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اسکی سند رکھتے ہیں۔ کچھہ نہیں۔ بلکہ جو دعا کرتے ہیں ظالم ایک دوسرے سے وہ متکبرانہ فریب ہے۔ بیشک اللہ تھامے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو تاکہ کہیں وہ اپنے مقررہ مدار سے سرک نہ جائیں اور اگر وہ سرک جائیں اپنے مقام سے تو انہیں بجز خدا کے کوئی تھام نہ سکیگا بیشک وہ مہربان بخشنے والا ہے پ ۲۲ فاطرہ ۳۵ = کلام ذات ہے۔ بیشک خالق کیلئے ضروری ہے کہ اپنی پیدا کردہ مخلوق بھی رکھتا ہو بت جو خود مخلوق ہیں کیسے خالق کا مرتبہ پاسکتے ہیں خدا کے کام خدا ہی کے سزاوار ہیں کسی بھی مخلوق سے ہو ہی نہیں سکتے۔ آسمانوں اور زمین کا معلق ہونا اور انکا قوت کشش سے اپنے دائرہ پر قایم رہنا ایسے امور ہیں جنکا علم رسول عربی سے پہلے کیکو نہ تھا پس اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو یہ قانون قدرت کی باتیں آپ کو بھی معلوم نہ ہوتیں۔

ترجمہ آیتہ۔ اگر خدا بدکاروں کو انکی بدکاری کی کمائی کا مواخذہ کر دینے کیلئے گرفت کرنا چاہئے تو روئے زمین کوئی انسان بچ نہیں سکتا مگر خود خدا انکو وقت مقررہ تک ڈھیل دیتا ہے پھر جب وہ مقررہ وقت آجائے گا تو سزا العلہ تحقیقات دیجائیگی اللہ اپنے بندوں کو انکے افعال سمیت دیکھہ رہا ہے پ ۲۲ فاطرہ ۳۵ = کلام ذات ہے

قرآن رسول عربی کی ذاتی کتاب ہوتی تو یہ عقدہ آپ سے وا نہ ہوسکتا۔ فرعون باوجود ساری بدکاریوں کے۔ چالیس سال امن و راحت کے ساتھ شاہی کرتا رہا باوصف دعوائے خدائی کردینے کے اسکو بڑی سہولت ومہلت عطا فرمائی گئی فرعون ہی پر کیا منحصر ہے لاکھوں کافر انسان فرعون بنے ہوئے خدا کے مقابلہ میں سرکشی کر رہے ہیں مگر وہ ہے کہ دنیا بھر کی نعمتیں انکو عطا فرما کے ڈھیل دے جا رہا ہے۔ اسی ایک راز کا انکشاف روحانیت کی دنیا میں قرآن کے منجانب خدا ہونیکی روشن دلیل ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ حکمت کی باتوں سے بھرے ہوئے قرآن کی قسم بیشک (اے محمدؐ) تم پیغمبروں میں سے ہیں اور دین کے سیدھے طریقہ پر قائم ہیں قرآن بڑے زبردست مہربان کی جانب سے نازل ہوا ہے تاکہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے باپ دادا کسی پیغمبر کے ذریعہ نہیں ڈرائے گئے ہیں پس وہ غافل ہیں۔ ۲۲/۱۸ یٰسین ۳۶ - کلام ذات ہے۔ رسول عربی کو یقین دلایا جا رہا ہے۔ اگر قرآن انکی ذاتی کتاب ہوتی تو اسکی ضرورت نہ ہوتی کہ وہ خود کو اطمینان دلا لیتے آپ حجاز میں پیدا ہوئے تھے عرب کے اس حصہ میں بنی اسماعیل آباد تھے اور بنی اسماعیل میں حضرت اسماعیل علیہ السلام خلف رشید حضرت ابراہیمؑ کے بعد سے کوئی پیغمبر مبعوث ہی نہیں ہوا تھا اگر قرآن کی طرف سے نہ ہوتا تو اس بیان کی کسی اور کتاب سے تکذیب ہوجاتی۔ اس مادہ میں رسول عربی کو کوئی ذاتی علم نہ تھا کہ آپ سے پہلے کون حجاز میں نبی ہوتا تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اور سورج چلا جا رہا ہے اپنی مقرر کی ہوئی راہ پر یہ مقررہ نشاء ہے زبردست باخبر ہستی کا اور چاند کی گردش کیلئے ہم نے مقرر کردی ہیں منزلیں یہاں تک وہ (اپنی مقررہ منزلیں طے کرکے) پھر ہوگیا پہلے کی طرح مثل کھجور کی پرانی ٹہنی کے خم دار۔ نہ سورج سے ہوسکتا ہے کہ وہ چاند کو مس کرے اور نہ رات ہی آگے بڑھ سکتی ہے دن سے اور سب گھیرے میں تیر رہے ہیں۔ ۳۶ع یٰسین۔ کلام ذات۔ حکماء متقدمین کا خیال تھا کہ سورج متحرک ہے اور زمین ساکن پھر یہ رائے ٹھری کہ زمین متحرک ہے اور سورج اپنے مقام پر قائم و برقرار ہے لیکن اب اسی صدی میں یہ تسلیم کئے جانے لگا ہے کہ سورج بھی باوجود اسقدر عظیم الشان جسامت کے متحرک ہے۔ لیکن قرآن نے تیرہ سو برس قبل ہی یہ بتا دیا ہے کہ سورج چاند و دیگر ستارے آسمانی فضاء بسیط میں اپنے اپنے مدار پر گردش کر رہے ہیں اور قانون کشش کے تحت وہ ایک دوسرے سے ٹکرا نہیں سکتے

رسولِ عربیؐ علمِ نجوم و فلکیات سے واقف تو نہ تھے پھر بھی ان علوم کے اسرار کا بیان قرآن میں جو کیا جا رہا ہے اس سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ قرآن خالقِ کائنات کی طرف سے ہے جس نے نظامِ شمسی کی تنظیم اس خوبی سے فرمائی ہے کہ کوئی بے قاعدگی ظہور میں نہیں آتی۔

ترجمہ آیتہ۔ کیا دیکھا نہیں انسان نے کہ ہم نے اس کو پیدا کیا نطفہ سے پھر وہ ناگہانی ہو گیا صریح (ہٹ دھرم) جھگڑالو اور گھڑی ہمارے لئے مثالیں اور بھول گیا اپنی خلقت کو لگا کہنے کہ کون زندہ کریگا بوسیدہ ہڈیوں کو۔ (اے رسول تم ہماری طرف سے کہدو) کہ انکو وہی حیاتِ ثانی بخشیگا کہ جس نے پہلے انہیں عدم سے وجود میں لایا تھا اور وہ خالق سب کچھ بنانا جانتا ہے وہ خالق کہ جس نے پیدا کر دی تمہاری خاطر ہرے بھرے جھاڑ کی درگڑ سے آگ پھر اب تم اسی (طریقہ حصول آگ) ہی سے تو آگ سلگاتے ہو۔ کیا وہ ذات کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کر دی اس بات پر قادر نہیں کہ پیدا کر دے انکے مانند (اور بھی) ہاں ہاں ضرور وہ قادر ہے اور وہی پیدا کرنے والا ہے اور پیدا کرنیکی ترکیبیں جاننے والا ہے۔ کسی چیز کی پیدائش کے متعلق جب اسکو خیال ہوتا ہے تو بس اس کا اسطرح فرمان ہوتا ہے کہ اے چیز تو ہو جا بس وہ (حسبِ منشاء) ہو جاتی ہے پس پاک و منزہ ہے وہ ذات جس کے یدِ قدرت میں ساری کائنات کی حکمرانی ہے اور اُسی کی بارگاہ میں تم (بغرض جوابدہی) لوٹائے جاؤ گے۔ پ ۲۳ ع ۵ یٰسٓ ۳۶ ۔ کلام ذات ہے ہر ایک چیز کے بنانے کے لئے مسالہ اور سامان کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر ایک شئے فعل کے وقوع سے ظہور میں آتے ہی بغیر کسی عمل کے اشیاء کا بننا سمجھ میں نہیں آسکتا اگر قرآن رسولِ عربیؐ کی ذاتی کتاب ہوتی تو آپ تخلیقِ عالم کا طریقہ اس طرح نہ ایجاد کر سکتے تھے کہ کسی چیز کو بننے کیلئے کہدیا جائے تو وہ خود بخود بن جاتی ہے اسلئے کہ بات فہم و فراست میں تو کیا قیاس میں بھی بظاہر نہیں آسکتی۔

ترجمہ آیتہ۔ پھر ابراہیمؑ چپکے سے داخل ہوئے (اپنی قوم کے بڑے بتخانہ میں) پھر ان بتوں سے کہا کہ کیا تم کچھ کھاتے نہیں (درآنحالیکہ تمہارے پوجاریوں نے ساری کھانیکی چیزیں تمہارے کھانیکے لئے لا رکھی ہیں) تمہارا کیا حال ہے اور حقیقت یہ ہے کیا تم میرے جواب میں بولتے نہیں (جب اسنے دیکھا کہ یہ جواب دینے سے قاصر ہیں تو ان بے اصلیت خداؤں کی جانب وہ اسطرح متوجہ ہوا کہ اپنے سیدھے ہاتھ کے تبر سے انکو مارنا اور توڑنا شروع کر دیا۔ اس اثناء میں لوگ آگئے۔ ابراہیمؑ نے ان سے کہا کیا

تم اسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو خود ہی تراش لیتے ہو حالانکہ اللہ نے پیدا فرمایا تمکو اور ان چیزوں کو جن سے تم (ان بتوں کو) بناتے ہو یہ سنکر وہ لوگ آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ بناؤ ابراہیم کے لئے ایک بلند مینار پھر اسپر سے ڈالدو اسکو آگ کی ڈھیر میں پس انہوں نے ابراہیم کے ساتھ یہ داؤ کرنا چاہا تو ہم نے ابراہیم کے مقابلہ میں انکو ہی زیر بنا دیا ۹۸ الصفت ۳۷ - کلام ذات ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو یہ حق و باطل کا مقابلہ خود رسول عربیؐ کو معلوم ہوتا - کس عمدہ پیرایہ میں بتوں کی حقیقت کو طشت از بام کیا گیا ہے اور انسان کو پتھروں کی غلامی سے آزاد کرکے خدا بزرگ و برتر سے راست تعلق پیدا کرنا سکھایا گیا ہے مگر آپ کی قوم کی عقلوں پر پتھر پڑے ہوئے تھے اسلئے انہوں نے اپنے بے زبان بے بس بے کس پتھر کے بتوں کی خاطر اس مقدس ترین ذات کو آگ میں ڈال دیا لیکن مادی شئے آگ دوسری مادی شئے پتھر کی حمایت میں ابراہیم کا کچھہ بگاڑ نہ سکی -

ترجمہ آیت - ابراہیم نے کہا اے میرے رب مجھکو ایک نیک سیرت فرزند عطا فرما - تو ہم نے انہیں ایک حلیم الطبع لڑکے کی بشارت دی - سوجب وہ لڑکا چلنے پھرنے کی عمر شعور کو پہنچا تو ابراہیم نے اس سے کہا کہ بیٹا میں خواب میں تجھکو ذبح کرتا ہوا اپنے کو دیکھتا ہوں غور و فکر کر دیکھہ اس خواب کی نسبت تیرا کیا خیال ہوتا ہے - لڑکے نے کہا کہ میرے باپ آپکو جو حکم ہوا ہے اسکی تعمیل فرمائیے - انشاء اللہ تعالےٰ آپ مجھے صبر کرنیوالوں میں سے پائینگے - الغرض جب دونوں نے (ہمارے حکم کو) تسلیم کرلیا اور باپ نے اکلوتے بیٹے کو کروٹ پر لٹایا اور ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیم تمنے خواب کو سچ کر دکھایا (اسوقت کا سماں بھی عجیب وغریب تھا) ہم اچھے لوگوں کی بہترین جزا ٹھیراتے ہیں بیشک یہ بڑا سخت امتحان تھا ہم نے اس لڑکے کی ذبح کو ایک بڑی ذبح سے (جو اسی خاندان میں کرانی منظور تھی) بدل دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ رسم انکے لئے باقی رکھدی تاکہ ابراہیم کے نام کو بقاء دوام حاصل ہو جائے - ۹۸ - الصفت ۳۷ - کلام ذات ہے - حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا ذکر ہے اسطرح کھول کر کیا گیا ہے کہ گویا رسول عربیؐ نے خود اس سانحہ کو دیکھا ہے حالانکہ یہہ سیکڑوں برس پہلے کا واقعہ ہے ابراہیم علیہ السلام کی وفاداری خداوند عالم کی قدر افزائی کا اظہار کسی جھوٹی کتاب میں جو کسی مصنوعی

نبی کی من گھڑت کی ہوئی ہو کیونکر ہو سکتا تھا کیونکہ صدیقین کی قدر و منزلت صدیقین سے ہی ہوا کرتی ہے نہ کہ کاذبین سے ۔ یہی حقیقی خدا پرستی کا مظاہرہ کرایا گیا ہے تاکہ انسان درس عبرت لے ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اور الیاسؑ بھی رسولوں میں سے تھے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کیا تم بعل (نامی بت) کو پوجتے ہو اور اسکو چھوڑ دیتے ہو جو سب سے بہترین بنانے والا ہے معبود حقیقی ہے تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے باپ دادا کا بھی رب ہے ۔ تو ان لوگوں نے انہیں جھٹلایا پس وہ لوگ پکڑے جائینگے مگر جو اللہ کے خاص بندے تھے (بچائے جائینگے عذاب سے) ۳۷ع ۵ الصّٰفّٰت ۔ کلام ذات ہے ۔ فی زمانہ بھی لوگ حقیقی خدا کی پرستش چھوڑ کر مختلف ناموں کے بتوں کی پوجا کر رہے ہیں اس تعلیم کا مقصود یہ ہے کہ جو غلطی حضرت الیاسؑ کی قوم کر رہی تھی وہ خطرناک تھی پس آئندہ نسلیں اس سے احتراز کریں ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو یہ بھی نہ معلوم ہو سکتا تھا کہ حضرت الیاسؑ بھی کوئی نبی تھے اور انکی قوم بعل نامی کسی بت کی پوجا کر رہی تھی بعل کا بت شہر بابل میں تھا یہ شہر ہفت اقلیم میں سب سے بڑا تھا اسکا دور ۶۰ میل کا تھا شہر کے سو ۱۰۰ دروازے تھے ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اور بیشک یونسؑ پیغمبروں میں سے تھے جب وہ بھاگ کر پہنچے بھری ہوئی کشتی پر پھر قرعہ ڈالا گیا تو وہی ہارنے والوں میں ٹھہرے تو انکو نگل لیا مچھلی نے اور وہ قابل ملامت کام کر بیٹھے تھے تو وہ اگر تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتے تو رہتے مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک کہ جس دن لوگ اپنی قبروں سے اٹھا کھڑے کئے جائینگے پھر ہمنے انکو ڈالدیا چٹیل میدان میں اور وہ تباہ حال تھے اور ہم نے ان پر اگا دیا ایک جھاڑ بیلدار اور ہمنے انکو بھیجا (بغرض ہدایت) ایک لاکھ بلکہ زائد ہی اشخاص کی طرف پھر وہ ایمان لائے پس ہم نے انکو فائدہ اٹھانے دیا ایک وقت تک اب ان کفار سے دریافت کیجئے کہ کیا تمہارے پروردگار کیلئے بیٹیاں اور انکے لئے بیٹے ۔ یا ہم نے بنایا ہے فرشتوں کو عورت ذات اور وہ (انکے پیدا کرتے وقت) حاضر تھے ۔ ۳ع ۵ صٓ ۔ کلام ذات ہے ۔ حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کے حق میں بد دعا کی تھی جب وہ کارگر نہ ہوئی تو آپ رنجیدہ ہو کر وہاں سے روانہ ہو گئے راہ

میں دریا حائل تھا اور کشتی کے ذریعہ عبور کرنا پڑتا تھا آپ بھی سب کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے مگر کشتی گرداب میں پڑ گئی۔ لوگوں نے کہا کشتی میں کوئی بھاگا ہوا غلام ہے تب قرعہ ڈالا گیا جو حضرت یونسؑ کے نام پر نکلا لوگوں نے انہیں دریا میں ڈال دیا مچھلی نگل گئی جب آپ اپنی غلطی پر نادم ہو کر معافی چاہے تو معافی ملی مچھلی خشکی کے قریب آ کر اگل دی اس واقعہ کو بطور اشارات بیان کیا گیا ہے اگر قرآن رسول عربیؐ کا ذاتی کلام ہوتا تو آپ تفصیل سے لکھتے اس لئے کہ ہر ایک مصنف کا منشا یہی ہوتا ہے کہ اسکی تحریر پوری پوری سمجھ میں آئے پس اس خیال کے تحت وہ کھل کر واقعہ کا اظہار کرتا ہے اور یہ چیز فطرۃِ انسانی میں داخل ہے مگر اس کلام میں واقعہ کو اڑتا اڑتا بیان کیا گیا ہے۔ یہ چیز خود کلام کے منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ سنو۔ وہ لوگ اپنا من گھڑت جھوٹ کہتے ہیں کہ اللہ کو اولاد ہوئی اور دراصل وہ جھوٹے ہیں کیا اس نے پسند فرمایا بیٹیوں کو بیٹوں پر۔ نہیں کیا خبط ہو گیا ہے یہ کیا انصاف کرتے ہو۔ ع ۵ پ ۲۳

الصّٰفّٰت ۳۸۔ کلام ذات ہے۔ کفار عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے ان کے اس خیالِ خام کی تکذیب فرمائی گئی ہے۔ رسول عربیؐ بھی اسی قوم کے ایک فرد تھے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو آپ بھی ہدایت نہ پاتے بلکہ قوم کے عام خیال کے تحت آپ بھی اپنا یہی عقیدہ قائم کرتے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اپنے خاندان اور اپنی قوم کے اعتقادات سے اتنا زبردست اختلاف ناممکن تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ پاک ہے تمہارا پروردگار صاحب عزت ان باتوں سے جو یہ کافر بیان کرتے ہیں اور سلام ہو ہمارا ہمارے پیغمبروں پر اور تمام تعریفیں اُس خدا ہی کو زیبا ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ع ۵ پ ۲۳

صٓ ۳۸ = کلام ذات۔ مخاطبت رسول عربیؐ سے ہے اگر قرآن آپ کی کتاب ہوتی تو آپ یوں اپنے کو مخاطب نہ فرماتے اور نہ تمام تعریفیں خدا ہی کیلئے مختص فرما دیتے اس لئے کہ آپکی قوم نے تو بہت کچھ تعریفیں اپنے بتوں کیلئے ہی ٹھہرائی تھیں پس آپ بھی کچھ نہ کچھ ضرور انکا ساتھ دیتے مگر ایسا نہ کرنا قرآن کے منجانب خدا ہونیکی شہادت ہے۔

ترجمہ آیتہ قسم ہے اس نصیحت کرنے والے قرآن کی بیشک کافر سرکشی اور عداوت میں ہیں ہم نے ہلاک کر دیں ان سے پہلے اُمتیں تو وہ پکارنے لگے (مگر) یہ وقت نہ رہا تھا چھٹکارے کا

اور لگے تعجب کرنے کہ انکے پاس آیا ایک خوف دلانے والا انہی میں سے اور کافر کہنے لگے کہ یہ شخص
توجادوگر ہے جھوٹا۔ کیا اس نے سب معبودوں کو ایک معبود بنا دیا حقیقت میں یہ تو بڑی تعجب خیز بات
ہے۔ پ ۲۳ ع ۱۰ ص ۲ ۔ کلام ذات کے ساتھ کافروں کا کلام بھی شامل ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف نہ ہوتا
تو رسول عربی اپنی کتاب میں اسکا ذکر نہ کرتے کہ انکی قوم کے لوگ انہیں جھوٹا اور جادوگر کہتے ہیں
اس لئے کہ اس سے دوسرے لوگوں کو بھی بدگمانی کا موقعہ ملسکتا ہے۔ اہل قریش رسول عربی کو
امین کہتے تھے اور دنیاوی معاملات میں انکی ہر بات کو سچی باور کرتے تھے کیونکہ آپ نے بچپن سے
ہی کبھی کوئی بات جھوٹ نہیں کہی تھی مگر خدا ایک کہنے سے وہ انہیں اسی حد تک جھوٹا کہتے تھے ان
کے اعتقاد میں خدا ایک نہ تھا اور آپ ایک کہتے تھے پس اس اعتبار سے انکے خیال میں
غلط کہنے والے ہی ٹھہرے۔

ترجمہ آیتہ۔ اے نبی۔ اور بھلا تمکو دو جھگڑے والوں کی کیفیت معلوم ہوئی ہے جبکہ وہ دیوار
پھاند کر عبادت خانہ میں داؤد کے پاس داخل ہوئے تو وہ انسے خائف ہو گئے ان لوگوں نے
کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں ہم دو آپس میں جھگڑا کرنیوالے ہیں (اسلئے کہ) ہم میں سے ایک نے دوسرے
پر زیادتی کی ہے پس آپ ہمارے درمیان میں منصفانہ فیصلہ فرما دیجئے اور زیادتی نہ فرمائیے
اور ہمیں راہ راست پر لگا دیجئے۔ یہ میرا بھائی ہے اسکے پاس ننانوے بکریاں ہیں اور میرے ہاں
ایک ہی ہے۔ اب یہ کہتا ہے کہ وہ بکری مجھے دیڈال اور میرے ساتھ نا ملائم گفتگو کرتا ہے داؤد
نے کہا بیشک۔ وہ تجھ پر ظلم کرتا ہے کہ بکری طلب کرتا ہے اپنی بکریوں میں شامل کرنیکو اور اکثر
شرک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو لوگ ایمان لائے (خدائے واحد پر) اور اچھے
کام کئے اور ایسے بہت ہی کم ہیں۔ اور داؤد علیہ کو خیال پیدا ہوا کہ ہمنے انھیں آزمایا ہے تو انہوں نے
معافی چاہی اپنے پروردگار سے اور گر پڑے سجدہ میں اور رجوع کیا تو ہمنے معاف کر دی انکی
کے لئے وہ غلطی۔ اور بیشک ان کے لئے ہمارے پاس مرتبہ عالی اور اچھا
مقام ہے۔ پ ۲۳ ع ۱۱ ص ۳۰ ۔ کلام ذات کے ساتھ فرشتوں اور حضرت داؤد علیہ السلام کا کلام شامل ہے

یہ فرشتے خود حضرت داؤد علیہ السلام کی ہدایت کے لئے روانہ کئے گئے تھے حضرت داؤد علیہ السلام کے شاہی محل میں آپ کی ننانوے بیویاں تھیں باوجود اسکے آپ اپنے ایک ملازم کی خوبصورت وقابلہ عورت کو اس سے جدائی کراکے خود عقد کرنا چاہتے تھے۔ خدا کو آپ کا یہ طرزِ عمل ناگوار ہوا اسلئے اسطرح توفیق نیک دلائی گئی۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو خود رسول عربی کو اس واقعہ کا علم نہ ہوتا۔ اور تمثیلی ہدایت کا یہ بہترین کارگر نسخہ تو آپ سے ایجاد نہ ہوسکتا تھا ایک الوالعزم پیغمبر وباجبروت بادشاہ کی اصلاح فراجی کیلئے جو طریقہ اختیار کیا گیا وہ انسانی تدابیر کے دائرہ سے بالاتر ہے۔ اسلئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔

ترجمہ آیت - (اے نبی) یہ قرآن ایک مبارک کتاب ہے ہم نے تمہاری طرف نازل فرمایا ہے تاکہ لوگ اسکی آیات میں غور وفکر کریں اور تاکہ صاحبانِ بصیرت (مزید) بصیرت حاصل کریں۔ پ۲۳ ع۱۲ صٓ ۳۸ = کلام ذات ہے۔ وہی کتاب مبارک ہوسکتی ہے جو انسان کے لئے فلاح دارین کا موجب ہوسکے جہانتک میں نے غور کیا ہے یہ کتاب انسان کی دنیاوی وعقبیٰ کی حاجت روائی کیلئے بہت کافی ہے اس مادہ میں کوئی اور کتاب اتنی کامیاب ثابت نہیں ہوسکتی۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی اپنی ذاتی تصنیف کے متعلق اسطرح کا شوق نہ دلاتے کیونکہ کسی کتاب میں گھس کر اسکے مضامین کے خط وخال پر گہری نظر ڈالی جائے تو ہی اس کے اچھے یا بُرے ہونیکا حال کھل سکتا۔

ترجمہ آیت - اور ہم نے آزمائش میں ڈالا سلیمانؑ کو انکے تخت (شاہی) پر ایک ایسے جسم کو ڈال کر جو کہ ناقص الخلقت تھا وہ رجوع ہوئے اور عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے بخشدے اور مجھکو عطا فرما وہی بادشاہی کہ پھر کسیکو زیبا نہ ہو میرے بعد بیشک تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔ پ۲۳ ع۱۳ صٓ ۳۸ = کلام ذات کے ساتھ۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا کلام شامل ہے۔ ایک رات آپ نے اپنی متعدد بیوں کے ساتھ استراحت فرمائی اور خیال کیا کہ وہ حاملہ ہوکر بچے پیدا ہونگے تو راہ خدا میں جہاد کرینگے۔ لیکن چونکہ آپنے انشاء اللہ تعالےٰ نہ فرمایا تھا اسلئے منجملہ کئی بی بیونکے صرف ایک ہی حاملہ ہوئیں اور بچہ بھی جنیں تو اس خوبصورتی کا کہ ہاتھ نہ پیر۔ اگر قرآن رسول عربی کی ذاتی

کتاب ہوتی تو آپ اس کو ایسا بہترین نگار خانہ نہ بنا سکتے تھے کوئی بڑا یا چھوٹا عبرت خیز سبق آموز واقعہ نہیں جس کا فوٹو اسمیں موجود نہ ہو۔

ترجمہ آیتہ ۔ (اے محمدؐ) اور یاد کرو ہمارے بندہ ایوبؑ کو کہ جسوقت کہ فریاد کی اپنے رب سے کہ مجھپر شیطان نے دست درازی کی ایذا اور تکلیف کے ساتھ (تو ہمنے اُنسے کہا کہ) مارو زمین پر اپنا پیر یہ ہوگا نہانیکے لئے اور پینے کیلئے پانی کا چشمہ اور ہم نے عطاء فرمائے انکے گھر والے اور انہی کے مانند ان کے ساتھ اور اپنی طرف سے اپنی رحمت سے اور یادگار عقلمندوں کیلئے (ہمنے تدبیر بتلائی کہ) جھاڑو کی کاڑیوں کا مٹھا ہاتھ میں پکڑلو اور اُسی سے مارو اور قسم کے خلاف نہ کرو ہم نے انکو صابر پایا۔ بڑا اچھا بندہ تھا بیشک وہ رجوع کرنے والا تھا اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ و یعقوبؑ کو بھی وہ ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے ہمنے انکو منتخب فرمایا خاص آخرت کے کام کیلئے وہ سب ہمارے پاس منتخب شدہ نیک بندوں میں ہیں اور یاد کرو اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور ذوالکفل کو اور ہر ایک نیک بندوں میں تھا۔ ۴۸ ص ۳۸ -

کلام ذات ہے رسول عربیؐ کو حکم ہو رہا ہے کہ ان برگزیدہ بندوں کے حالات پیش نظر رکھو حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان کرانا مقصود ہوا تو سخت مصیبتوں میں مبتلا کئے گئے اور مرض ایسا تکلیف دہ لاحق کیا گیا کہ جس کے بیان سے تکلیف ہوتی ہے اس مرض کی حالت میں آپ نے بیوی پر خفا ہو کر بعد صحت انہیں مارنیکی قسم کھائی جب شفا ہوئی تو بیوی کو سو کوڑے مارنا چاہا لیکن حکم ہوا کہ سو عدد گھانس کی کاڑیوں کا مٹھا بنا لیکے مار دیا جائے تاکہ قسم کی تکمیل و تعمیل ہو جائے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو حضرت ایوبؑ کا یہ واقعہ معلوم نہوتا اور اگر آپ خود قصہ بناتے تو سو کوڑوں کی مار کو اس ترکیب سے مبدل کرنیکی حکمت نہ سوجھتی۔

ترجمہ آیتہ ۔ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ایک انسان کو بنانے والا ہوں چکنی گوندھی ہوئی مٹی سے۔ پس جب میں اسکو پورا بنا دوں اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں تو تم سب اسکے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ سو سارے فرشتو نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے (نہیں کیا) کیونکہ وہ غرور میں آکر کافروں میں سے ہوگیا۔ ۴۴ ص ۳۸ ۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ حضرت

آدم علیہ السلام کی پیدائش کا حال اور ابلیس کی نافرمانی کا قصہ معلوم کرایا جارہا ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو خود رسول عربی بھی اس واقعہ سے لاعلم رہتے۔

ترجمہ آیتہ - (اے محمدؐ) تم کہدو کہ میں اس قرآن پر نہ کچھہ اجر چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں یہ کلام تو سارے جہاں کے رہنے والوں کیلئے نصیحت ہے کلام ذات ہے۔ قرآن کے گزشتہ خوبی ہونے میں کسیطرح کا کلام نہیں ہوسکتا۔ اور نہ اس کتاب کے بناوٹی ہونیکا کوئی گمان ہی ہوسکتا ہے اسلئے کہ اسکا بناوٹ کرنا رسول عربی کے امکان سے باہر ہے

ترجمہ آیتہ - یہ اتاری ہوئی کتاب ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست حکمت والا ہے۔ ہم نے نازل کیا ہے اس کتاب کو تمہاری طرف صداقت لئے ہوئے پس تم اللہ کی عبادت اخلاص مندی کے ساتھ کرو۔ سمجھلو بے کھوٹ عبادت ہی خدا کیلئے زیبا ہے اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اور شریک باور کر رکھے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم تو انکی پوجا اسلئے کرتے ہیں کہ وہ اپنی مدد سے ہمیں خدا کا مقبول و مقرب بندہ بنادینگے بیشک اللہ اس کا تصفیہ فرما دیگا جو وہ آپس میں اختلاف کرتے ہیں اللہ ایسے شخص کی رہبری نہیں فرماتا جو کہ جھوٹا اور کافر ہو ع ۱۵ رمز ۳۹ = کلام ذات ہے۔ خود رسول عربی کو اسبات کا احساس و اعتراف ہے کہ خدا جھوٹوں اور کافروں کی رہبری نہیں فرماتا ایسی صورت میں آپ سے یہ ممکن نہیں کہ اپنی ذاتی تیار کرائی ہوئی کتاب کو خدا کی کتاب باور کرائیں۔ نیز اگر قرآن خدا کی کتاب نہوتی تو اس میں توحید خالص کی پاک و مقدس تعلیم درج نہ رہتی۔

ترجمہ آیتہ - اس نے تمکو ایک ہی جان سے پیدا فرمایا اور اسی جان سے جوڑا بھی۔ اور تمہارے لئے آٹھہ نر و مادہ چار پایوں کے پیدا کئے وہ تمکو ماؤں کے پیٹ میں ایک حالت سے دوسری حالت پر بدلتے ہوئے بناتا ہے تین اندھیریوں میں۔ یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی سلطنت ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں پھر تم کدھر بہکے جا رہے ہو ع ۱۵ رمز ۳۹ = کلام ذات ہے۔ جبکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ رسول عربی لکھے پڑھے نہ تھے تو ظاہر ہے کہ طبیب بن سکتے تھے اور نہ ڈاکٹر باوجود اسکے پیدائش انسانی کے ارتقاء کا راز فاش کرنا اور پیٹ۔ رحم۔ بچے کی جھلی کے اندھیروں کو معاملات کی روشنی میں

لاناآپسے کسطرح ممکن تھا بجز اسکے کہ خدانے ہی اپنے حکیمانہ کلام کے ذریعہ آپکو اسکا واقف بنانا۔
ترجمہ آیتہ - اگر تم خدا کی نافرمانی کروگے (تو اسکو اسکی کچھ پروا نہیں) اسلئے کہ وہ تمہارا حاجتمند نہیں اور وہ اپنے بندوں کی (بھلائی کیلئے) کفر کو پسند نہیں فرماتا اور اگر تم شکر کروگے تو اسکو تمہارے لئے پسند فرماتا ہے اور کوئی کسی کے (اعمال بدکا) بوجھ نہیں اٹھاتا پھر تمکو اپنے رب کے پاس لوٹکر جانا ہوگا۔ بس وہ تمکو تمہارے کئے ہوئے اعمال بتلادیگا بالتحقیق وہ سینہ میں کی پنہاں باتوں سے آگاہ ہے پ۲۳ الزمر ۳۹ ع۱۵ کلام ذات ہے۔ جو حقیقت حال پر مبنی ہے۔ انسان کا جہان سے آنا ہوا میں پلٹ کرجانا جو ظاہر کیا جارہا ہے وہ نہایت زبردست فلسفہ ہے اگر قرآن خدا کی کتاب نہوتی تو رسول عربیؐ بطور خود اتنے اہم اسرار غیبی کا اظہار نہ فرماسکتے تھے۔
ترجمہ آیتہ - (اے رسول) کہدو میرے مسلمان بندوں سے کہ وہ ڈریں اپنے رب سے جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں انکے لئے اسکا اچھا بدلہ ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے (مصیبت کے وقت) قائم مزاج رہنے والوں کو بیشمار معاوضہ عطا ہوگا۔ پ۲۳ ع۱۵ الزمر ۳۹ - یہ امر واقعہ ہے کہ بادشاہ اپنے مقرب لوگوں کو ہی اپنے مزاج کے خلاف نہ کرنیکے لئے ڈراتا ہے اسیطرح مسلمانوں کو مصیبت کے وقت گلہ وشکوہ کرنے سے ڈرایا گیا ہے اور انہیں صبر کے ساتھ نیکیاں کئے جانیکی ہدایت فرمائی گئی ہے اور یہ امر خدا کی ہی کتاب سے واضح ہوسکتا ہے نہ کہ کسی اور انسانی کتاب سے۔
ترجمہ آیتہ - (اے نبی) کہدو کہ مجھکو اسطرح کی عبادت کرنیکا حکم ہوا ہے کہ وہ اسکی ذات کیلئے مختص ہو اور مجھکو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ خود پہلے مسلمان بنجاؤں۔ پ۲۳ ع۱۶ الزمر ۳۹ - کلام ذات ہے۔ مسلمان کے معنی خدا کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے کے ہیں تاریخ بتلاتی ہے کہ سب سے پہلے خود رسول عربیؐ نے بتوں کی فرمانبرداری سے منہ موڑکے خدا آگے سر نیاز جھکا دیا تھا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ مخلصانہ عبادت کا طریقہ آپ کی ذاتی کتاب میں مذکور نہوتا۔
ترجمہ آیتہ - (اے نبی) مشرکوں سے کہدیں تو صرف اللہ ہی کو پوجتا ہوں اسکی ذات کیلئے اپنی عبادت کو مخصوص کرکے۔ پس اگر تم خالق کے سوا دوسروں کو پوجتے ہو تو پوجو۔ کہدو کہ نقصان والے وہی

لوگ ہیں جنہوں نے گھاٹے میں رکھا اپنے آپ کو اور اہل وعیال کو قیامت کے دن - یاد رکھو کہ کھلا ہوا نقصان یہی تو ہے۔ ۲۷ الزمر ۳۹ - کلام ذات ہے۔ رسول عربی کو سکھایا جا رہا ہے کہ بت پرستی کرنے والوں کو اسطرح کہو اگر قرآن الٰہی کتاب ہوتی تو یوں خود کو سبق نہ پڑھا لیتے۔ تعلیم کتنی امن پسندانہ ہے کہ بت پرستی تم کرتے ہو تو کرو میں نہیں کرتا پھر یہ بھی کہ بت پرست معہ متعلقین کے قیامت کے روز نقصان میں رہینگے وہ بات غور کرنیکے ہی قابل ہے میری رائے میں ایسی ہمدردانہ دردبھری تعلیم بجز سچے نبی کے اور کسی دوسرے کی نہیں ہو سکتی۔

ترجمہ آیت - اور جو لوگ کہ بتوں کی پوجا سے کنارا کشی کرتے ہیں اور اللہ کی طرف ہو رہے ہیں انکے لئے (امن وسلامتی) کی بشارت ہے۔ تم خوشخبری سنا دو میرے ان بندوں کو جو احکام سنتے ہیں اور اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں کہ جنکو اللہ نے ہدایت دی اور یہی لوگ سمجھ والے ہیں ۱۹ الزمر ۳۹ کلام ذات ہے۔ رسول عربی کو حکم دیا جا رہا ہے کہ بت پرستی نہ کرنے اور نیک کام کرنے والوں کو نجات ابدی کی خوشخبری سناؤ۔ بعض لوگوں کے خیال میں مورتی پوجا اسلئے جائز ہے کہ وہ پرمیشور کا دھیان جمانے کا ذریعہ ہے لیکن یہ انکا حسن ظن بھی خدا کے نزدیک بجز شعورانہ فعل ہے اور اس سے محترز رہنا لازمی ہے طرز بیان خود زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ یہ رسول عربی کا کلام نہیں۔

ترجمہ آیت - اللہ نے نازل فرمایا بہترین کلام ایک کتاب متشابہ دوہرائی ہوئی (کی صورت میں) کہ اسکے سننے سے ان لوگوں کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو خوف کرتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر ملائم ہو جاتی ہیں انکی جلدیں اور انکے دل یاد الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں - یہ ہے خدا کی ہدایت جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسکو خدا گمراہ چھوڑے اسکو کوئی راہ حق پر گامزن نہیں کر سکتا۔ ۲۳ الزمر ۳۹ - قرآن میں مختلف جانداروں کا کلام دوہرایا گیا ہے جیسا کہ میں نے قبل ازیں بتلایا ہے اس آیت میں اسکی تصدیق ہو رہی ہے - سعدی شیرازی علیہ الرحمتہ کے کلام میں مختلف لوگوں کے انواع واقسام کا کلام ہے لیکن ساری کتاب سعدی صاحب کی ہی کہی جاتی ہے اور انہی کا کلام مانا جاتا ہے پس یہی حالت قرآن کی بھی ہے - کلام کی مسحورانہ کیفیت اور اس کے

تاثرات دماغی و دلی کا اظہار فرمایا جا رہا ہے جو حقیقت میں صداقت سے معمور ہے اگر قرآن رسول عربیؐ کا کلام ہوتا تو آپ اسکے متعلق ایسا دعوے نہ فرماسکتے تھے تاثرات کا عملی ثبوت بارہا ہو چکا ہے اور آج بھی ہو سکتا ہے بڑے بڑے ظالم و خونخوار لوگ اور با جبروت شہنشاہ تک قرآن کی ان آیات کو سنکر جو وعید سے متعلق ہیں کانپ جاتے ہیں اور یہی چیز قرآن کے خدا کا کلام ہونیکی فیصلہ کن حجت ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور ہم نے ارشاد کی ہیں اس قرآن میں ہر نوع کی امثال تاکہ لوگ اس سے نصیحت پذیر ہوں۔قرآن عربی زبان میں ہر قسم کی خامی و خرابی سے بری۔ نازل کیا گیا ہے (تاکہ لوگ اسکی نصیحتوں سے) پاکیزہ بنجائیں۔ بیج الزمر ۳۹ : کلام ذات ہے۔ قرآن علم الامثال کا گنجینہ ہے اور امثال بھی ایسی دلپذیر کہ جنکا جواب ممکن نہین اور یہ سب کچھ اسلئے کہ اہل جہان متقی و پرہیزگار بنائے جائیں اشرف المخلوقات کے عظیم المرتبہ لقب کے حقیقی سزاوار بن سکیں یہی قرآن کے تنزیل کی علت غائی ہے۔ ہر شریف النفس انسان جسکو اپنی نجات ابدی و دائمی بھلائی کا خیال ہے اس کلام سے بہرہ اندوز ہو رہا ہے اور اپنی روح کو پاک اور مطمئن بنا رہا ہے اور یہ اثرات خدا کا کلام ہونیکی وجہ سے ہیں انسانی کلام ہونیکی صورت میں تاثیر بیان مفقود ہوتی۔ دنیا میں بہت سی ہستیاں پند ہائے نیک کر گئیں لیکن انمیں تاثیر ہی نہیں۔

ترجمہ آیتہ۔ پھر اس سے بڑھکر ظالم کون ہوگا جو اپنے پروردگار پر یہ غلط اتہام لگائے۔ (کہ قرآن اسنے نازل کیا) اور ایسے شخص سے بھی کہ جس نے خدا کے سچے کلام کو جھٹلایا جبکہ وہ اسکے سامنے آیا۔ کیا جہنم میں ایسے بدبختوں کا ٹھکانہ نہیں ہے۔ بیج الزمر ۳۹ : کلام ذات ہے۔ جبکہ رسول عربیؐ کو خود اسکا عمیق احساس تھا کہ اپنے بنائے ہوئے کلام کو خدا کا کلام تبلانا سخت کمینہ پن اور دوزخ میں ڈالے جانے والا جرم ہے تو پھر آپ سے یہ ناممکن تھا کہ آپ اپنے ضمیر کی آواز کے خلاف اپنے کلام کو خدا کا کلام کہتے تھے اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ایسا بیان کرنے میں آپکا کوئی ذاتی مفاد نہ تھا۔

ترجمہ آیتہ۔ اللہ بند فرما دیتا ہے جانداروں کے شعور نفس کو موت کے وقت اور اسوقت جبکہ وہ سوتے رہتے ہیں پھر انکو تھام رکھتا ہے جنکے متعلق حکم موت صادر فرما چکا اور جو ایسے نہیں ہیں انہیں پھر کھولدیتا ہے وقت موت تک۔ بیشک اسمیں سوچ بچار کرنے والوں کیلئے دلیل ہدایت ہے کلام ذات ہے

اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ اسرار و حقائق رسول عربی ؐ پر کیونکر منکشف ہو سکتے تھے۔

ترجمہ آیت۔ (اے نبی) آپ کہدو۔ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفس پر زیادتیاں کی ہیں تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہوں بیشک اللہ تمام خطاؤں کو معاف فرمائیگا (کیونکہ) وہ بڑا معافی دینے والا مہربان ہے۔ پ۲۴ الزمر ۳۹ = کلام ذات ہے۔ نادانستہ و اضطراری طور سے جو لوگ مرتکب گناہ ہوکر اپنے نفس پر آپ ظلم کرتے ہیں انکو عام معافی کی بشارت دیگئی ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس قسم کی خوشخبری رسول عربی ؐ کس بھروسہ پر بطور خود دے سکتے تھے۔

ترجمہ آیت۔ ان لوگوں نے خدا کی وہ قدر و منزلت نہ کی جیسی کر کرنی چاہیئے تھی اور ساری زمین قیامت کے دن اسکی ہتیلی میں ہوگی اور تمام آسمان لپیٹے ہوئے ہونگے اسکے داہنے ہاتھ میں وہ پاک اور برتر ہے انکے شرک سے اور صور پھونکا جائیگا تو بیہوش ہو جائینگے وہ لوگ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں البتہ وہ باہوش رہینگے جنکو اللہ (رکھنا) چاہیئے پھر صور پھونکا جائیگا دوبارہ تو یک لخت وہ کھڑے ہو جائینگے (اور ہر سو) دیکھنے لگینگے اور روشن ہو جائیگی زمین اپنے پروردگار کے نور سے اور رکھا جائیگا ہر ایک کا عمل نامہ اور حاضر کئے جائینگے انبیاء اور شہداء اور فیصلہ کر دیا جائیگا ان لوگوں میں انصاف کے ساتھ اور انپر کچھہ ظلم زیادتی نہوگی اور پورا پورا بدلہ دیدیا جائیگا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا تھا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھہ وہ عمل کرتے ہیں۔ پ۲۴ مومن ۴۰ = کلام ذات ہے۔ خدا کی قدرت کے مقابلہ میں آسمانوں اور زمین کی کیا حقیقت ہے اسکا اظہار ہے بظاہر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ قرآنی خدا کے ہاتھ بھی ہیں لیکن یہ اعتراض اسلئے قابل لحاظ نہیں کہ توریت میں تو خدا کو مجسم چلتا پھرتا بتلایا گیا ہے تاہم اعتراض کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ اسکے ہاتھ ہمارے ہاتھ کے مشابہ نہیں۔ آسمانوں میں مخلوق ہونا ایسا تخیل نہیں جس کو رسول عربی ؐ نے پیدا کر لیا ہو یا پیدا کر سکتے ہوں صور سے آلہ صوت مراد لیجا سکتی ہے جیسا کہ فوجی ترم (بگل) بگل کے بجتے ہی باقاعدہ فوج جیسا عمل پیرا ہوتی ہے اسیطرح کا خاکہ ان آیات میں کھینچا گیا ہے اور یہ بات وہی شخص تصور میں لا سکتا ہے کہ جس نے باقاعدہ فوج کی قواعد پریڈ دیکھی ہو اور یہ کھلی بات ہے کہ رسول عربی ؐ نے کسی باقاعدہ فوج کی پریڈ دیکھی نہ تھی ان حالات کے نظر

اس نے یہ تسلیم کر لیا تھا کہ قرآن رسول عربیؐ کی دماغی کاوشوں کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا کی سنائی باتوں کا مجموعہ ہے

ترجمہ آیت۔ جو فرشتے کہ عرش اعظم کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ جو کہ اسکو چہار طرف سے گھیرے ہوئے ہیں وہ اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کی بخشش کے خواستگار رہا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر ایک شئے پر محیط ہے پس ان گنہگار بندوں کو معاف فرما جنہوں نے توبہ کر لی اور تیری بتائی ہوئی راہ پر گامزن ہو چکے ہیں اور انکو بچا لینا مصائب جہنم سے اے ہمارے پروردگار اور انکو ہمیشہ رہنے والی جنت میں جسکا تو نے ان سے وعدہ فرمایا داخل فرما دینا اور انکے ماں باپ بیوی بچے غرض کہ جو بھی اچھے عمل کرنیوالے ہوں انکو بھی وہاں پہنچا دیجئے۔ بیشک تو زبردست حکمت والا ہے اور انکو مصیبتوں سے بچائیو اور تو جسکو اس دن کی زحمتوں سے بچا لیا تو بیشک اسپر تو نے کرم فرمایا۔ اور یہی تو انکی بڑی سازگاری ہے۔ جو لوگ کافر ہیں انہیں پکار کر بتا دیا جائیگا کہ جسطرح تمکو اپنے آپ سے اب نفرت ہے اس سے کہیں زیادہ خدا کو تم سے اسوقت نفرت ہوتی تھی جبکہ تمکو ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا مگر تم اس سے انکار کرتے تھے۔

پہلا مومن ۹: کلام ذات کے ساتھ فرشتوں کا کلام شامل ہے۔ عرش اعظم اور اسکے حامل فرشتوں کا تخیل ایک ان پڑھ ہستی سے ممکن نہ تھا نیز ان فرشتوں کا مسلم بندوں کیلئے مغفرت چاہنا بھی۔ اسکے سوا خدا کی رحمت کا عام ہونا اور اسکے علم کا ہر ایک چیز کو احاطہ کئے ہوئے رہنا ایسے حقائق و نکات ہیں جنکا ادا رسول عربیؐ سے بطور خود محال تھا۔

ترجمہ آیت۔ (اے نبیؐ) تم لوگوں کو قریب میں آنے والی مصیبت کے دن سے خوف دلاؤ جبکہ کلیجے (مارے وحشت و ہیبت کے) منہ کو آجائینگے اندوہ غم سے معمور ہونگے۔ ظالم لوگوں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ انکی جانب سے کوئی ایسا سفارشی ہوگا جسکی سفارش منظور کیجائے۔ وہ آنکھوں کی چوریوں کو جانتا پہچانتا ہے اور ان منصوبوں کو بھی جو سینوں میں چھپائے رہتے ہیں۔ اگلے مومن ۲: کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ سے خطاب ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو آپ بطور خود اس ذمہ داری کو اپنے سر کیوں ڈال لیتے۔ موت کی مصیبت حقیقت میں سخت کٹھن ہے اس مصیبت سے آگاہ کرانا خدا ہی کا کام ہے

ورنہ کسیکو کیا پڑی ہے کہ دوسرے کی مصیبت پر غم کھائے۔ نیز خدا کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ آنکھوں کے گناہوں سے اور بد باطنی سے واقف رہتا ہے کوئی معمولی نظریہ نہیں ہے جس کا علم بطور خود رسول عربی کو حاصل ہو جاتا اور خاصکر ایسی صورت میں جبکہ عرب کے بت پرست خدا کے ان صفات سے واقف نہ تھے پھر کچھ نہ کچھ ذریعہ تھا جسکی بدولت آپ خدا کے ان صفات سے آگاہ ہوئے بظاہر تو کوئی معلوم نہیں ہوتا پس ایسی صورت میں آپکا ذریعہ علم بھی قرآن ہے جو خدا ہی کا کلام ہے۔

ترجمہ آیت ۲۱۔ کیا کافروں نے اپنے ہمسایہ ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ کسطرح کا حشر ان لوگوں کا ہوا جو انسے پہلے گذر چکے ہیں (حالانکہ) وہ لوگ نہایت قوی ہیکل تھے اور ان آثار میں جو دان لوگوں نے) زمین میں چھوڑے ہیں (نشانیاں ہیں) تو گرفت کی پروردگار نے انکی انکی بداعمالیوں کی وجہ سے اور انکا اللہ (کی دی ہوئی سزا) سے نجات دلانے والا کوئی نہوا (اسوقت) یہ سب کچھ اسلئے ہوا کہ انکے پاس انکے رسول صاف روشن دلیل لیکر آتے رہے پر انہوں نے انکا انکار و کفر ہی کیا تو اللہ نے گرفتار عذاب فرما دیا۔ ہاں ہاں وہ بڑی زبردست قوتوں والا انکو مصیبت میں مبتلا کرنیوالا ہے ہیلے مومن: یہ ان قوموں کا ذکر ہے جو ملک حجاز کے اطراف واکناف بستی تھیں ملک بابل و نینوا کے عظیم الشان کھنڈرات و مصر کے رفیع الشان اہرام سواحلِ شام و یروشلم کے پہاڑوں میں تراش کر بنائے ہوئے عالی شان محلات و قصر جو غار ہائے اجنٹہ و ایلورہ واقع شہر اورنگ آباد دکن میں تراشے ہوئے مندروں کی مشابہت رکھتے ہیں انہیں اقوام کی یادگاریں ہیں ان لوگوں نے اپنے زور بازو کے گھمنڈ میں خدائی قوت کے ساتھ جو انکے پیغمبروں کے ساتھ بھی قوت آزمائی کی تھی اور ایسے پیغمبروں کے ساتھ کمینے پن کا سلوک کیا تھا جنہیں دنیاوی نشاط سے کوئی سروکار نہ تھا ان ظالموں کو ہدایت محض انہی کی بھلائی کی خاطر بحکم خدا کرتے تھے اور اپنے ذاتی مفاد کو مطلق ملحوظ نہ رکھتے تھے باوجود اسکے انکا انکار انکی موجب ہلاکت ہوا تھا جبکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ رسول عربی نے جغرافیہ کا علم پڑھا نہ تھا اور بطور سیاح کے مارے مارے پھر کر ان تمام آثار کو بچشم خود دیکھا نہ تھا تو پھر ان آثار قدیم کا اظہار اپنی خود ساختہ کتاب میں کیسے فرما سکتے تھے بجز اسکے کہ خدا نے اپنی کتاب کے ذریعہ آپکو اس کا علم کرایا ہو۔

ترجمہ آیت۔ اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور صاف وصریح دلائل کیساتھ فرعون اور ہامان و قارون کے پاس تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا ۔ تیج مومن کا کلام ذات کیساتھ فرعون ۔ ہامان و قارون کا کلام شامل ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو رسول عربیؐ ان ناموں سے تک واقف نہ ہوتے ۔

ترجمہ آیت۔ اور فرعون نے غیض میں آکر کہا کہ مجھکو اجازت دیدو تاکہ میں موسیٰ کی گردن مار دوں اور (اسوقت) اسکو چاہئے کہ (اپنے بچانیکے لئے) اپنے رب کو پکارے مجھکو خوف ہے کہ وہ تمہارا دین بدل ڈالے یا ملک میں فساد پھیلا دے۔ اور موسیٰ نے کہا کہ میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لے چکا ہوں ہر مغرور سے جو (عمل کا) حساب لئے جانے والے روز کا یقین نہیں رکھتا۔ اور کہا ایک با ایمان شخص نے جو فرعون کے رشتہ داروں میں تھا اور اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا۔ کیا تم ایک آدمی کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہی ہے۔ اور وہ کھلی نشانیاں لاتا ہے تم سب کی جانب اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اسی پر پڑیگا اسکے جھوٹ کا وبال اور اگر وہ سچا ہے تو تم پر پڑیگا کچھ تو ایسیں سے جنکی وہ تم سے پیشگوئی کرتا ہے اللہ ایسے شخص کو ہدایت ایمان کی نہیں دیا کرتا جو حد (ادب سے) بڑھ جانیوالا جھوٹا ہو۔ اے میری قوم والو آج تمہاری حکومت ہے اور ملک کی سرزمین تمہارے زیرنگیں ہے پر کون تمہاری مدد کریگا اللہ کے عذاب سے اگر ہم پر آمنڈ پڑے۔ فرعون نے جواب دیا کہ میں تمہیں وہ بات باور کراتا ہوں جو میں خود جان چکا ہوں اور وہی راہ بتلاتا ہوں جسمیں بھلائی ہے۔ تیج مومن کا کلام ذات کے ساتھ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ فرعون۔ ہامان۔ قارون۔ اور ایک مسلم شخص کا کلام شامل ہے۔ فرعون کی مکاری وسفاکی مسلم شخص کی خدا سے وفاداری قوم کی بہبودی کیلئے سچی رہبری کے جذبات کا اظہار اس خوش اسلوبی کے ساتھ کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا یہ خیال کرسکتا ہے کہ لکھنے والے نے اپنے چشم دید حالات کا اظہار قلمبند کیا ہے حالانکہ یہ وہ واقعات ہیں جو رسول عربیؐ سے صدیوں پہلے وقوع پزیر ہوچکے ہیں اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ سے ناممکن تھا کہ یہ پر اثر مکالمہ بطور خود وضع فرماتے ۔

ترجمہ آیت۔ اور فرعون نے کہا کہ اے ہامان (وزیر اعظم) میرے لئے ایک محل تیار کرا تاکہ اسکے راستوں کے ذریعہ آسمان کے راستوں تک پہونچ جاؤں پھر جھانک کر دیکھوں موسیٰ کے خدا کو اور

میں تو خیال کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہی ہے اور یوں بہتر کر دکھائے گئے فرعون کو اسکے اعمال بد اور وہ روک لیا گیا راہ ہدایت پانے سے ۔ اور جو سیاسی چال فرعون کی تھی وہ خود اسکے حق میں باعث تباہی ثابت ہوئی نتیجہ مومن ۴۰ = کلام ذات ۔ اور کلام فرعون شامل ہے ۔ فرعون اپنے کفر و ضلالت کی بدولت اپنی عقل کو کھو بیٹھنے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ اسنے محض سیاسی اغراض کی خاطر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرتا رہا ۔ لیکن اسکی چالیں کارگر نہ ہوئیں ۔ فرعون کو اپنے افعال سرکشی پر سے معلوم ہوتا اور عقل سلیم سے اسکا بے بہرہ کردیا جانا نفسیات کے ایسے پیچ پیچ حقائق ہیں جنکا ظاہر کرنا رسول عربی کے امکان تخیل سے بالاتر تھا پس اس اعتبار سے قرآن کے بیان کو منجانب خدا تسلیم کرنا پڑتا ہے ۔

ترجمہ آیتہ ۔ (اے نبی) پس تم صبر کرو بالتحقیق اللہ کا وعدہ سچا ہے اور معافی چاہو اپنی لغزشوں کی اور حمد و ثنا کرتے جاؤ اپنے پروردگار کی رات اور دن ۔ نتیجہ مومن = کلام ذات ہے ۔ اپنے صبر کرنیکی ہدایت دے لینا اور اپنی لغزشوں کا آپ اعتراف کرنا ایسے امور ہیں جو طبائع انسانی کے منافی ہیں اور پھر خود کو رات دن کی عبادت کیلئے محکوم کرلینا تو اور بھی عجیب بات ہے چاہئے تو یہ تھا کہ آپ اپنی نبوت کی مخصوصیت کے تحت اپنے آپ کو عبادت سے مستثنیٰ فرمالیتے پس آپ کا ایسا نہ کرنا ہی قرآن کے منجانب خدا ہونیکی معقول دلیل ہے

ترجمہ آیتہ ۔ بیشک آسمان اور زمین کا پیدا کرنا انسان کے پیدا کرنیکے مقابلہ میں بڑا کام ہے لیکن بہت سارے لوگ اسکو سمجھتے نہیں ۔ نتیجہ مومن = کلام ذات ہے ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کیا جان سکتے کہ دونوں کے مقابلہ کس کی پیدائش کٹھن بات ہے اسلئے کہ آپ کچھ ماہر سائنس تو تھے نہیں جو ان نکات سے آگاہ ہوتے ۔

ترجمہ آیتہ ۔ ہاں قیامت ضرور آنی ہے اسمیں کچھ شک و شبہ ہی نہیں مگر اکثر لوگ اس عقیدہ پر ایمان نہیں لاتے اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ مجھ سے فریاد کرو میں تمہاری فریاد کو منظور کرونگا جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری اطاعت و بندگی سے وہ بہت قریب میں داخل ہونگے دوزخ میں ذلیل ہوکر نتیجہ مومن = کفار عرب قیامت کے قائل نہ تھے اور وہ اپنا فریاد رس بتوں کو سمجھتے تھے انکے عقیدہ کے خلاف نیا عقیدہ پیدا کرنا نہایت غور طلب امر ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ جدید عقیدہ

آپ کہاں سے سیکھ لاتے ؟

ترجمہ آیۃ - یہ ہے اللہ پروردگار تمام اشیاء کا پیدا فرمانے والا کوئی معبود نہیں بجز اسکے پھر تم کدھر بھٹکتے پھرتے ہو - پ۲۴ مومن : کلام ذات ہے - رسول عربی کی بعثت کے وقت تمام عالم میں توحید خالص کا خیال مفقود تھا پھر کون آپ کو ایسی پاک و منزہ توحید پرستی کا سبق سکھانے والا تھا بجز خدا کے بس خدا ہی نے آپ پر پاک کلام کے ذریعہ آپکو اس مقدس و مبارک عقیدہ کی تعلیم دی ؟

ترجمہ آیۃ - وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر لوتھڑے سے پھر تمکو خارج کرتا ہے بچہ کی صورت میں (رحم ماں سے) پھر تاکہ تم پہنچو جوانی کو اور پھر بوڑھے ہو جاؤ اور تم میں سے کسی کی حیات اس سے پہلے ہی ختم کر دیجاتی ہے اور تاکہ تم سب وقت مقررہ تک پہنچ جاؤ اور تاکہ تم لوگ سمجھو پ۲۴ مومن : صانع کے وجود کے اثبات میں صنعت کے وجود میں لانیکا طریقہ ظاہر فرمایا گیا ہے اور یہ خالق کے بتلانے کے بغیر مخلوق کا جاننا محال ہے -

ترجمہ آیۃ - یہ کلام اترا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے کی جانب سے - یہ کتاب ہے کہ جس کی آیتیں بالتفصیل بیان کیگئی ہیں (اور وہ) کلام عربی زبان کا - اس زبان کے جاننے والوں کیلئے نجات ابدی کی بشارت دینے والا اور عذاب دائمی سے ڈرانے والا (باوجود اسکے) اکثر لوگوں نے اس سے بے التفاتی کی پس وہ اسکو سنتے نہیں پ۲۴ السجدہ : کلام ذات ہے - کفار عرب رحمٰن و رحیم کے الفاظ سے تک نا آشنا تھے پھر رسول عربی بطور خود ان الفاظ سے کیونکر واقف ہو سکتے تھے یہ رافت و رحمت کے صفاتی اسماء خدا ہی نہ بتلاتا تو کون بتلا سکتا - اسکے سوا قرآن کبھی رسول عربی کی کتاب ہوتی تو آپ ہرگز ہرگز اسکے متعلق یہ نہ بیان فرما دیتے کہ لوگ اسکو سنتے تک نہیں کیونکہ اپنے منہ آپ اسکی بے قدری کا ذکر کرنیں دوسری اقوام میں اسکے غیر معتبر ٹھہرنے کا احتمال تھا گھر والے جس چیز کے ساتھ بے التفاتی برتتے ہوں باہر والے اسکے متعلق کیا نہ خیال کرینگے لیکن چونکہ اس اندیشہ کی کوئی پروا نہیں کیگئی ہے اسلئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ حقیقت میں قرآن خدا کی طرف سے ہے -

ترجمہ آیۃ - (اے نبی) کہدیجئے کہ میں بھی مثل تمہارے ایک انسان ہی ہوں (البتہ) مجھ پر خدا

کا فرمان اترتا ہے (تم سے کہدینے کیلیے) کہ تمہارا معبود تنہا معبود ہے پس تم اسی کے طرف سیدھے ہو جاؤ اور اس ہی سے اپنی خطاکاریوں کو بخشواؤ۔ اور ایسے شریک خدا ٹھہرانے والوں کیلئے افسوس ہے جو زکاۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے انکے لئے ایسا صلہ ہے جو موقوف ہونے والا نہیں۔ پخ السجدہ ۴۱ رکوع ۱۵۔ کلام ذات ہے ۔ کفار عرب آخرت کے منکر تھے صرف اپنے بتوں سے خوف کرتے تھے اور ان ہی سے اپنی معافی چاہتے تھے خدا کو مانتے تھے مگر اس ذات کی چنداں پروا نہ کرتے تھے رسول عربی انہی میں پیدا ہوئے پلے پھولے چاہیے تو یہ تھا کہ خود بھی انہی جیسے عقائد رکھتے مگر ایسا نہ کرکے توحید مطلق کے پرستار بنجانا قرآنی تعلیم کا نتیجہ تھا اور قرآن خدا کا کلام ہونیکا ثبوت اگر قرآن آپ کی ذاتی کتاب ہوتی تو آپ ہرگز یہ نہ فرماتے کہ میں بھی تم جیسا معمولی انسان ہوں بلکہ اپنے تفوق کو جتلانیکے لئے کچھ نہ کچھ کہدیتے اور آپکا ایسا کہنا کارگر بھی ہو جاتا اسلئے کہ آپ کی چند ایسی خصوصیات بھی تھیں جنکی وجہ لوگ آپکو دائرہ شریعت سے خارج کر لیتے جیسے کہ جسم کا سایہ زمین پر نہ پڑنا جو لوازمہ جسامت ۔ بدن پر مکھی نہ بیٹھنا حالانکہ کوئی انسان ایسا پیدا نہ ہوا جسکے جسم پر مکھی کبھی نہ بیٹھی ہو۔ حتی کہ عیسی علیہ السلام کے متعلق بھی کسی حواری نے یہ بیان نہ کیا کہ آپ کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھی تھی۔ مکھی صرف نار و نور پر ہی نہیں بیٹھ سکتی پسینہ سے خوشبو کا آنا۔ وغیرہ مگر نہیں۔ چونکہ قرآن خدا کا کلام تھا اسی لئے مسلمانوں کو گمراہی میں پڑنے سے بچالیا۔

ترجمہ آیتہ۔ (اے نبی) کہدیجئے کہ لوگو تم ایسی ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین جیسی (ٹھوس کی) دو دن میں تخلیق فرمائی۔ اور تم مقرر کرتے ہو (ایسی قادر ذات کیلئے) ہمسر (آگاہ ہو جاؤ کہ بس) یہی سارے جہانوں کا رب ہے اور اسی نے زمین میں سے پہاڑ اوپر پیدا کر دئیے۔ اور اسمیں نفع بخش اشیاء رکھدیں اور اسمیں رہنے بسنے والوں کیلئے غذائیں مقرر کردیں (یہ سب کچھ مکمل ہوا) چار دن میں۔ کافی (جواب) ہیں سوال کرنے والوں کیلئے۔ پھر آسمان کی جانب توجہ کیگئی اور اس نوبت پر وہ بخارات کا ذل بادل تھا جو دھواں جیسا معلوم ہوتا تھا پھر فرمایا اس سے اور زمین سے کہ تم دونوں (کام پر) آؤ خوشی سے یا ناخوشی دونوں نے کہا کہ ہم بسر و چشم طاعت کیلئے آمادہ ہیں پھر ان بخارات کو سات آسمان بنادیا

دو دن میں - اور ہر ایک آسمان میں اسکے مناسب حال امر نہر ادیا - اور ہم نے دنیا والوں کے آسمان کو ستاروں سے مزین فرما دیا اور حفاظت کیلئے (قانون وضابطہ مقرر کردیے) یہ تقدیر ہے زبردست واقف کار کی - پ ۲۴ ع ۱۷ السجدہ ۴۱ - کلام ذات ہے - پیدائش عالم کا راز ایک امی ذات سے آشکار ہونا محالات سے تھا - علماء طبقات الارض کی تحقیق ہے کہ زمین کا اندرونی آتشی مادہ سطح ارضی کو پھاڑ کر اوپر بلند ہو گیا اور منجمد ہو گیا جس سے پہاڑ بن گئے اور یہ تحقیق نزول قرآن کے عرصہ دراز کے بعد کی ہے - زمین کی سودمند چیزیں معدنیات لوہا - تانبا - پارہ - سونا - چاندی - پلاٹینم وغیرہ متعدد دھاتیں - گندک شورہ نمک پتھروں - لال - یاقوت زمرد ہیرا - جواہرات - ریڈیم وغیرہ سب ہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے آسمانوں کے نظام عالم کی طرح دوسرے آسمانوں کا بھی علیحدہ علیحدہ نظام قائم ہے - اور ہمارے آسمان کا نظام قاعدہ کے تحت چل رہا ہے کیا یہ نظام عالم قانون کشش پر برقرار نہیں ہے اب دنیا تسلیم کر رہی ہے کہ ہے - اور یہ کب سے تسلیم کیا جا رہا ہے جب سے کہ انگلستان کا مشہور ومعروف حکیم سر اسحاق نیوٹن اسکا اعلان کیا مگر حقیقت یہ ہے کہ تیرہ سو برس قبل ہی اسکا اعلان قرآن نے کر دیا ہے کیا یہ کتاب کسی ان پڑھ شخص کی تصنیف ہو سکتی ہے انصاف کی اور عقل کی بات تو یہ ہے کہ نہیں ہو سکتی -

ترجمہ آیت ۵ - اور اسکی قدرت کی نشانیوں سے رات اور دن اور سورج اور چاند (بھی) ہیں (پس) نہ سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے انکو پیدا فرمایا اگر تم اسکی عبادت کرتے ہو - پ ۲۴ ع ۱۹ حم سجدہ ۴۱ - کلام ذات ہے - چاند وسورج کو سجدہ تو ہندوستان میں ہو رہا تھا اسلئے کہ وہ چندر بنسی وسورج بنسی خاندان کے دیوتا تھے اسکا علم رسول عربی کو کیونکر ہو سکتا تھا بجز اسکے کہ خدا اپنے کلام کے ذریعہ آپ کو اس سے آگاہ فرمایا -

ترجمہ آیت - جن لوگوں نے قرآن کا انکار کیا جبکہ وہ انکے پاس آیا (انسے خدا خوب واقف ہے) اور یہ تو بڑی عزت ورتبہ والی کتاب ہے جھوٹ کی رسائی اس تک نہ آگے سے ہو سکتی ہے اور نہ پیچھے سے - اتاری ہوئی ہے سزاوار حمد حکمت والے خدا کی - اے رسول - تم سے بھی وہی باتیں (تبلیغ اسلام) کی کہی جاتی ہے جو تم سے پہلے کے پیغمبروں سے کہی گئی ہے بیشک تمہارا پروردگار

بخشنے والا بھی ہے اور دردناک عذاب دینے والا بھی ۔ پ۲۴ حم سجدہ ۴۳ = کلام ذات ہے ۔ خود رسول عربیؐ کے دل پر اس کتاب کی عظمت بٹھائی جا رہی ہے اور اطمینان کرایا جا رہا ہے کہ ابتداء کتاب سے لیکر انتہا تک بھی ایک لفظ اسمیں جھوٹ کا نہیں اور رسول سے کہدیا جا رہا ہے کہ تم سے کوئی جدید خواہش نہیں کیجا رہی ہے بلکہ وہی جو دوسرے پیغمبروں سے کیگئی ۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہوتا تو ان امور کا اظہار کس لئے ہوتا ۔ اور یہ جاننے کے بعد کہ خدا دردناک عذاب دینے والا ہے رسول عربیؐ اپنی خود ساختہ کتاب کو خدا کی کتاب کہنے کی جسارت بھی نہ کر سکتے تھے ۔

ترجمہ آیت ۔ اے رسول ۔ آپ صاف کہدو کہ یہ قرآن ایمان لانیوالوں کیلئے رہبری کرنیوالا اور انکی روحانی امراض کی شفاء ہے اور جو ایمان نہیں لانا چاہتے انکے کانوں میں (اسکی آواز) تو گرانی ہے اور یہ قرآن انکے حق میں نابینائی ہے ۔ گویا ۔ یہ لوگ پکارے جاتے ہیں دور دراز مقام سے ۔ پ۲۴ سجدہ ۴۴ ۔ کلام ذات ہے ۔ یہ دعوے مبنی بر حقیقت ہے بیشک مسلم کی روحانی ترقی اسکے ذریعہ ہو سکتی ہے اور کافر کے کفر میں تقویت اگر یہ کتاب انسانی ہوتی تو ان معجزانہ تاثرات سے متصف نہوتی

ترجمہ آیت ۔ جس نے نیک عمل کیا تو اپنے بھلے کیلئے اور جس نے بدعملی کی تو اسکا وبال بھی اسی کی گردن پر اور تیرا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ۔ پ۲۴ حم سجدہ ۴۶ ۔ کلام ذات ہے ۔ اصول عدل بتلایا گیا ہے کہ بے گناہ کو سزا نہوگی اور گناہگار کو سزا ہوگی البتہ معافی بھی مرضی پر منحصر ہوگی اگر قرآن رسول عربیؐ کا کلام ہوتا تو یہ نکات قانونی ظاہر نہ کئے جا سکتے اسلئے کہ آپ اصول قانون کے ماہر نہ تھے ۔

ترجمہ آیت ۔ انسان نعمتوں کے طلب کرنے میں نہیں تھکتا اور اگر اسکو تکلیف پہونچ جائے تو مایوس ہو کر امید منقطع کرلے ۔ اور اگر ہم اسکو زحمت پہنچنے کے بعد اپنا فضل اسکے شامل حال کردیں تو کہنے لگے گا کہ یہ میرے لئے سزاوار ہی ہے ۔ اور جب ہم انسان کو نعمتوں سے سرفراز کرتے ہیں تو وہ ہم سے انجان ہی ہو جاتا ہے اور ہماری یاد کا پہلو بدل لیتا ہے اور جب مصیبت میں گھر جاتا ہے تو لانبی چوڑی دعائیں کرنا شروع کرتا ہے ۔ پ۲۵ السجدہ ۵۱ = کلام ذات ہے ۔ انسانی خصائل کا حقیقی مرقع ہے جملہ خط و خال خاکہ میں عیاں ہیں اگر قرآن رسول عربیؐ کا کلام ہوتا تو پھر انسان کے متعلق ایسا جامع و مانع

نظریہ آپ قائم نہ فرماسکتے خالق ہی مخلوق کے صفات سے کماحقہ آگاہ ہوسکتا ہے۔
ترجمہ آیتہ۔ جلد ہم انھیں اپنی نشانیاں اطراف عالم میں دکھا دینگے اور خود انکے درمیان بھی یہاں تک کہ انپر واضح ہوجائیگا کہ قرآن صداقت لئے ہوئے ہے۔ کیوں یہ بس نہیں کہ آپ کا پروردگار ہر شئی سے آگاہ ہے۔ پ ۲۴ سجدہ ۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ سے مخاطبت ہے۔ قول کے لحاظ سے عالم میں قرآن کے اثرات پھیل گئے اور پھیلتے جارہے ہیں اسکی روشنی سے اندھیریوں میں پڑی ہوئی روحیں راہ راست پارہی ہیں اگر قرآن رسول عربیؐ کا کلام ہوتا تو یہ وصف اسمیں ہرگز نہ ہوتا۔
ترجمہ آیتہ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ کلام ذات ہے جسکا معنی و مطلب خدا ہی جانے خود رسول عربیؐ بھی نہ بتلاسکے اگر یہ حروف آپ کے بتلائے ہوئے ہوتے تو آپ انکی کوئی تشریح بھی فرماسکتے تھے مگر ایسا نہ کئے بس یہ چیز بھی ان الفاظ کے منجانب خدا ہی نازل ہونیکی دلیل ہے۔
ترجمہ آیتہ۔ اور اگر خدا کو پسند ہوتا تو تمام انسانوں کو عمداً ایک ہی طریق کا کاربند فرمادیتا مگر وہ جس کیکو اپنی رحمت سے نوازتا ہے اسکو اسمیں داخل فرمالیتا ہے۔ اور ظالموں کا کوئی حمایتی ہے نہ مددینے والا پ ۲۵ الشوریٰ۔ کلام ذات ہے۔ اصول یہ واضح کیا جارہا ہے کہ اگر خدا چاہے تو تمام دنیا والے اسلام قبول کرلیں مگر ایسا نہیں کرتا بلکہ نیک خیالوں کا خیال اپنی جانب پٹنا لیتا ہے اور ظالموں کو انکی حالت پہ چھوڑدیتا ہے۔ یہ کیسا زبردست فلسفہ ہے جسکی صداقت میں کلام نہیں ہوسکتا آج تیرہ سو برس سے یہی اصول قائم و برقرار ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہوتا تو رسول عربیؐ اپنی طرف سے یہ اصول موضوع نہ فرماسکتے تھے۔ ظالموں کی حمایت کرنا اور انکو مدد دینا انکے حق میں عین ظلم کرنا ہے یہ اصول بھی رسول عربیؐ کو کیونکر معلوم ہوسکتا تھا بغیر خدا کے بتائے پس اس اعتبار سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔
ترجمہ آیتہ۔ بنانیوالا آسمان اور زمین کا۔ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کے جوڑے بنائے اور جانوروں کے جوڑے (انکی جنس کے) بنائے انکے ذریعہ سے تمہاری نسل بڑہاتا رہتا ہے کوئی شئی اس جیسی نہیں اور وہی ہربات کا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ پ ۲۵ الشوریٰ۔ کلام ذات ہے۔ ہر جنس کی نسل اپنے ہی مادہ پر منحصر رکھنا بتلایا جارہا ہے جو ایک راز فطرۃ ہے اور اپنے آپکو ہر شئی سے جدا

بیان کیا گیا ہے۔ رسول عربیؐ یہ کتاب بطور خود کیسے لکھ سکتے تھے جس میں ایسے راز ہائے سربستہ ہیں۔

ترجمہ آیۃ ۔ پروردگار عالم نے لوگوں کیلئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا اس نے نوحؑ کو حکم دیا تھا اور جس دین کو ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جسکا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اسمیں فرق پیدا نہ کرنا ۔ مشرکین کو وہ بات بڑی ناگوار گزرتی ہے جس کی طرف تم انکو بلا رہے ہو ۔ اللہ اپنی طرف جسکو چاہتا ہے متوجہ کر لیتا ہے اور جو شخص رجوع کرے اسکو اپنا تقرب عطا فرماتا ہے ۔ ﷺ الشوریٰ ۱۳ = کلام ذات ہے ۔ رسول عربیؐ سے مخاطبت فرمائی جا رہی ہے اور بتلایا جا رہا ہے کہ جس دین کی اشاعت کا تمکو حکم دیا گیا ہے وہ کوئی جدید نہیں بلکہ وہی ہے جو ان پیغمبروں کو بتلایا گیا ہے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو توحید خالص کی تعلیم کیلئے کہا گیا تھا اور آپ بھی اسی عقیدہ پر کاربند تھے لیکن آپکے بعد وہ عقیدہ عیسائیوں میں نہ رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت نے بھی خدا کیلئے حضرت عزیر علیہ السلام کو بیٹا بنا کے توحید خالص کی تعلیم کو داغ لگا دیا تھا اور بت پرستوں ستارہ پرستوں آتش پرستوں نے تو کوئی ایک خدا ٹھیرائے تھے اس طوفان بے تمیزی میں خود رسول عربیؐ کو سچے اور سیدھے مذہب کی تمیز پیدا کرائی گئی ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اپنے دین کو ان انبیاء علیہم السلام کا دین نہ ظاہر فرماتے بلکہ اپنے مذہب کو اپنا ہی ساختہ پرداختہ بتلاتے تاکہ اپنی عظمت فضیلت قابلیت کا اظہار ہو سکے موجودہ صورت میں تو آپ کا مذہب ایک تقلیدی مذہب ٹھیر جاتا ہے پس اس قسم کی حقیقت کا صاف صاف اظہار ہی قرآن کے منجانب خدا ہونیکا پورا ثبوت ہے۔

ترجمہ آیۃ ۔ اور اگر پروردگار اپنے سب بندوں کیلئے خوراک کی بہتات فرما دیتا تو وہ دنیا میں شرارت کرنا شروع کر دیتے لیکن جتنا رزق وہ میسر فرمانا چاہتا ہے اتنا ہی میسر فرما دیتا ہے وہ اپنے بندوں سے آگاہ و نگران ہے ۔ ﷺ الشوریٰ ۲۷ = کلام ذات ہے ۔ ہر شخص کو روزی کا کثرت سے ملجانا شر و فساد و ہنگامہ آرائی کا موجب کہا جا رہا ہے اور یہ بالکل درست ہے سب ہی فارغ البال ہو جائیں تو کوئی کسی کا محتاج رہیگا اور نہ ایک دوسرے کی کچھ پروا کریگا جس کی وجہ سارا انتظام تمدن درہم برہم

ہوجائیگا ۔ فطرۃ انسانی کی حقیقت کا انکشاف جو مسئلہ اقتصادیات سے متعلق ہے رسول عربیؐ اپنی ذاتی کتاب میں کیونکر فرماسکتے تھے جبکہ آپ اسکے ماہر ہی نہ تھے ۔

ترجمہ آیت ۔ اللہ ہی کی حکمت ہے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ اسکو پیدا کرنا منظور ہوتا ہے وہ پیدا فرماتا ہے ۔ عطا فرماتا ہے جسکو چاہئے بیٹیاں اور بخشتا ہے جسے چاہے بیٹے ۔ یا انھیں دونوں جوڑ ملا کر بیٹے اور بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور بنا دیتا جس (عورت) کو چاہے بانجھہ ۔ بیشک وہ دانا وقادر ہے ۔ پچ الشوریٰ ۔ کلام ذات ہے ۔ اس عطا میں کفر و اسلام کا کوئی سوال ہی نہیں دوست دشمن سب برابر ہیں لاافانی ذات کا اظہار کس خوبی سے کیا گیا ہے خدا کی کتاب کے سوا کوئی دوسری کتاب اس نشانی کا انکشاف ہی نہیں کرسکتی ۔

ترجمہ آیت ۔ اور کسی انسان کی یہ قدرت نہیں کہ اللہ اسکے ساتھ گفتگو کرے مگر بذریعہ وحی کے یا حجاب کی آڑ سے یا بھیجے کسی فرشتہ کو اور وہ پہنچا دے اللہ کے حکم سے جو کچھہ وہ چاہتا ہے بیشک وہ رفیع الشان مرتبہ و حکمت والا ہے ۔ اور اسیطرح ہم نے تمہاری جانب بھی ایک فرشتہ کو بھیجا اپنے حکم کے ساتھ ۔ تم نہ جانتے تھے کہ کیا چیز ہے آسمانی کتاب اور نہ اس سے واقف تھے کہ ایمان کیا چیز ہے لیکن ہم نے بنا دیا اس وحی کو نور جس کے ذریعہ راستہ بتلاتے ہیں جسکو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے اور بیشک تم ہدایت کرتے ہو سیدھی راہ کی طرف اس اللہ کے راستہ کی طرف کہ اسیکا ہے جو کچھہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھہ زمین میں ہے جان تو تمام امر اللہ کے ہاں پہنچ ہوتے ہیں پچ زخرف ۴۳ ۔ کلام ذات ہے ۔ رسول عربیؐ سے مخاطبت ہے اپنے کلام کے فرمانیکی حقیقت کھول جا رہی ہے تاکہ رسولؐ کو وحی پر ایقان ہو ۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہوتا تو رسول عربیؐ کو اس رمز کا علم نہ ہوسکتا تھا نیز آپ اپنے متعلق یہ نہ لکھا دیتے کہ کتب سماوی اور ایمان سے بے بہرہ تھے اسلئے کہ آپکے اسطرح بیان کرنے میں خود آپکی کسر شان ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ آپ کتب سماوی سے واقف تھے اور نہ انکے ایمان سے اسلئے کہ آپ ایسے خاندان میں پیدا ہوئے تھے جو کہ نہ موسوی مذہب کا پیرو تھا اور نہ عیسائی مذہب کا بلکہ آپکے اہل خاندان کا بھی وہی مذہب تھا جو عام طور سے اہل مکہ کا تھا ۔

ترجمہ آیۃ ۔ قسم ہے اس کتاب روشن کی ہم نے اسکو بنایا قرآن عربی کا تاکہ تم سمجھو ۔ اور بیشک یہ لوح محفوظ میں ہمارے نزدیک عالیقدر اور حکمتوں سے معمور ہے ۔ ف زخرف ۴۳ ۔ کلام ذات ہے ۔ قرآن کے حکمتوں سے معمور ہونے میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا اور یہی امر سب بڑے حکیم کی طرف سے ہونیکی قوی دلیل ہے ۔ چونکہ رسول عربی محض ان پڑھ تھے اور کوئی حکیم نہ تھے اسلئے اگر قرآن آپکی کتاب ہوتی تو وہ اسطرح کے حکیمانہ اقوال سے بھری ہوئی نہ ہوتی

ترجمہ آیۃ ۔ کیا خالق نے اپنی مخلوقات میں سے اپنے لئے بیٹیاں چن لیں اور تمکو بیٹے چن دئے ۔ حالانکہ جب کبھی ان اشخاص میں سے کیکو اس چیز کے پیدا ہونیکی بشارت دیجاتی جس کی اس نے خالق کیلئے مثال بتائی ہے تو اس شخص کا منھ کالا ہوجاتا ہے اور وہ اندر ہی اندر دل میں کڑھتا ہے کیا (ایسی ذات) کو جو پرورش پائی ہو زیوروں میں اور جو لڑائی کے موقعہ پر (مارے ہیبت کے) بات بھی نہ کرسکے اللہ کیلئے ٹھہراتے ہیں ۔

ف زخرف ۴۳ ۔ کلام ذات ہے ۔ کفار عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے انکے باطل خیال کی تکذیب فرمائی گئی ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو خود رسول عربی بھی اپنی قوم کے عقیدہ کے قائل رہتے نیز آپ بطور کلیہ یہ نہ بیان کرسکتے تھے کہ لڑکی کا پیدا ہونا ہر ایک شخص کو ناگوار خاطر ہوتا ہے ۔ اسلئے کہ یہ علم النفس کا معاملہ ہے

ترجمہ آیۃ ۔ اے رسول ۔ یاد کرو (اس واقعہ کو) کہ جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے یہ کہا کہ میں ان بتوں سے بے تعلق ہوں جنہیں تم پوجتے ہو مگر ہاں جس ذات نے مجھے پیدا فرمایا پھر وہی مجھکو راستہ مذہب کا دکھاتا ہے ۔ اور ٹھیرایا خدا نے کلمہ توحید کو ابراہیم کی نسل میں باقی رہنے والی بات تاکہ کفار رجوع کریں (حقیقی معبود کی طرف) بلکہ ہم نے ان کفار کو اور انکے باپ دادا کو پالا پرورش کیا یہانتک کہ انکے پاس سچا مذہب آگیا اور کھول کھول کے کہنے والا پیغمبر بھی ۔ ف زخرف ۴۳ ۔ کلام ذات کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام کا اعادہ فرمایا گیا ہے ۔ حضرت کے والد بت پرست تھے اور بادشاہ کیلئے بت بنایا کرتے تھے اور آپکی ساری قوم بت پرست تھی باوجود اسکے آپ پکے موحد ہوئے اسیطرح رسول عربی کے خاندان اور قوم کا حال تھا صرف آپ ہی موحد ہوئے پس دادا اور پوتے کا ایک ہی حال دونوں کے منجانب خدا پیغمبر ہونیکی دلیل ہے اور آپکی کتب خدا کی عطیہ ہونیکا بین ثبوت ہے ۔

ترجمہ آیۃ ۔ پس تم مضبوطی کیساتھ تھامے رہو اسکو جو تمہارے ہاں وحی کے ذریعہ نازل کیا گیا ہے

بیشک تم سیدھی راہ پر ہو۔ اور یہ قرآن تمہارے لئے اور تمہاری قوم کیلئے ذکر ہدایت ہے۔ آگے چلکر اسکی نسبت سب سے پرسش ہونی ہے۔ ۴۴ زخرف ۴۳ = کلام ذات ہے۔ خود رسول عربی کو متنبہ کیا جارہا ہے کہ قرآن پر عمل رہیں اور انکے راہ راست پر گامزن ہونیکا اطمینان دلایا جارہا ہے۔ اگر قرآن رسول عربی کی ذاتی کتاب ہوتی تو اسطرح کی ہدایت بطور خود کرنیکی نوبت نہ آتی نیز آپ اپنی ہی تعلیم پر کاربند نہ رہ سکتے تھے ہر انسان کا ضمیر نیک ہدایات کیا کرتا ہے مگر باوجود اسکے انسان اپنے ضمیر کے حکم کی کوئی وقعت کرتا اور نہ اسکی تعمیل کرتا یہی معاملہ ذات رسولؐ سے بھی متعلق ہوجاتا مگر آپکی سوانح حیات اسکی گواہ ہیں کہ آپ نے کبھی احکام قرآنیکی سر مو خلاف ورزی نہ کی بلکہ آپکی ساری زندگی قرآنی تعلیم کا عملی نمونہ تھی اور یہی چیز قرآن کے منجانب خدا ہونے پر دال ہے۔ اگر قرآن آپکی کتاب ہوتی تو آپ ظاہر میں تو کہتے کچھ اور باطن میں کرتے کچھ =

ترجمہ آیۃ ۔ اور منادی کرائی فرعون نے اپنی قوم میں (انکی طلبی کی) اور جب وہ آئی تو کہا کہ اے میری قوم کیا مصر کی سلطنت میری نہیں؟ اور یہ نہریں جو بہ رہی ہیں میرے (محل) کے نیچے (میری ملک نہیں) کیوں تم یہ چیزیں نہیں دیکھتے یقیناً میں بہتر ہوں اس شخص سے جو ایک نکما آدمی ہے اور صاف بات بھی تو نہیں کرسکتا۔ اسپر کیوں نہ ڈالے گئے سونے کے حلقے یا آئے اسکے ہمراہ فرشتہ صف بستہ ہوکر ۵۱ زخرف ۴۳ = کلام ذات کیساتھ فرعون کے کلام کا اعادہ فرمایا گیا ہے۔ فرعون نے اپنی فضیلت حضرت موسیٰ پر جتلانیکے لئے یہ امور پیش کئے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام مفلس بھی تھے اور زبان میں لکونت بھی تھی۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہوتا تو یہ ساری باتیں رسول عربی سے ظاہر نہو سکتی تھیں۔

ترجمہ آیۃ ۔ اور جب مثال دیگئی مریم کے بیٹے کی تو فوراً تمہاری قوم اسبات سے (خوش ہوکر) تالیاں بجانا شروع کی اور کہنے لگی کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا کہ عیسیٰ ۔ اور انہوں نے تجھ سے یہ مثال بیان کی تو بس الجھنے کو۔ بلکہ یہ لوگ تو جھگڑالو ہی ہیں۔ پس عیسیٰ تو ایک بندہ ہیں جس پر ہم نے اپنی رحمتوں کا انعام مرحمت فرمایا اور انہیں اپنی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ ٹھیرایا تھا قوم بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے ۔ اور اگر ہمیں منظور ہوتا تو ہم فرشتے پیدا کردیتے جو کہ زمین میں بجائے تمہارے وہ آباد ہوجاتے۔ اور بیشک

عیسیٰ کی ذات ایک علامت ہے قیامت کی پس تم قیامت کی نسبت شک وشبہ نہ کرو اور ہماری بات مانو کہ
یہی سیدھی راہ نجات کی ہے۔ پ۲۵ زخرف ۴۳۔ کلام ذات ہے ایک موقعہ پر قرآن میں بیان کیا گیا کہ
اے مشرکو تم اور اللہ کے سوا جن معبودوں کو تم پوجتے ہو سب دوزخ میں جلیں گے۔ اس پر
ان کے سرگروہ عبداللہ نے کہا کہ اگر ہمارے بت دوزخ میں جائینگے تو اس قول کے اعتبار سے عیسیٰ
بھی دوزخ میں جائیں گے اسلئے کہ وہ بھی عیسائیوں کے معبود ہیں۔ یہ حجت سنکر اسکے ساتھی خوشی
کے عالم میں تالیاں بجا کر شور کرنے لگے اور اپنی فتحمندی سمجھے رسول عربی کو سخت صدمہ و ندامت ہوئی
اسپر سے کفار عرب کو جواب دیا گیا ہے کہ انسان کسیکو معبود ٹھیرلے تو وہ اسکی جہالت ہے کیونکہ بندہ
خالق نہیں ہو سکتا اسلئے کہ وہ مخلوق ہے عیسیٰ معبود ہیں اور نہ تمہارے بتوں کی طرح غیر ذوی الشعور
ہیں پس جو جملہ استعمال کیا گیا ہے وہ صرف تمہاری اور تمہارے معبودوں باطل کی حد تک ہے
ذات عیسیٰ اس سے مبرا ہے اس جواب باصواب سے رسول عربی کو اطمینان ہوا اور آپکی شرمندگی جاتی
رہی اگر قرآن آپکی ذاتی کتاب ہوتی تو آپ کفار کے زبردست اعتراض خاموش کن جواب نہ دے سکتے تھے

ترجمہ آیۃ ۔ اور جب عیسیٰ اپنے معجزہ لیکر بنی اسرائیل کے پاس آئے تو ان سے کہا کہ میں تمہارے
پاس حکمت کی باتیں لایا ہوں اور تاکہ تمکو آگاہ کر دوں بعض ایسے امور سے جن میں تم اختلاف کرتے
ہو پس ڈرو اللہ سے اور میری اتباع کرو بیشک اللہ وہی میرا رب ہے اور تمہارا رب بھی پس اسکی عبادت
کرو یہ سیدھی راہ ہے (اسی خدا کی جو میں تمکو دکھا رہا ہوں) کلام ذات کیا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے کلام کا اعادہ فرمایا گیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان عربی نہ تھی۔ بنی اسرائیل اپنے
مذہب میں کیا اختلاف کر رہے تھے جنکی اصلاح کیلئے حضرت عیسیٰ روانہ کئے گئے ایک اہم سوال ہے
اگر قرآن خدا کی طرف سے ہوتا تو رسول عربی بطور خود اسکا ذکر نہ کر سکتے تھے اسلئے کہ آپ ان
اختلاف سے خود آگاہ ہونیکے وسائل نہیں رکھتے تھے۔

ترجمہ آیۃ ۔ (اے رسول) تم کہدو کہ اگر مہربان خدا کی اولاد ہو تو سب سے پہلے میں اسکی
عبادت کروں (حالانکہ وہ) پاک اور بے عیب ہے آسمان اور زمین کا رب مالک عرش بریں

ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ پ۲۵ زخرف ۸۲۔ کلام ذات ہے۔ مخاطبت خود رسول عربی سے ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام ہوتا تو یہ طرز بیان بھی نہوتا۔

ترجمہ آیۃ۔ اور اگر تم ان سے سوال کرو کہ کون تمہیں پیدا کیا ہے تو بھی جواب دینگے کہ اللہ نے پھر کہاں سے پھیرے جاتے ہیں اور قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے میرے مالک یہ ایسے سخت کافر ہیں کہ تجھ پر اور مجھ پر ایمان ہی نہیں لاتے۔ (ہم ضرور اپنے رسول کو کامیاب کرینگے) پس تم ان سے بے رخ رہو اور یوں کہدو کہ بس تمہیں سلام۔ پس یہ آگے چلکر نتائج معلوم کرینگے۔ پ۲۵ زخرف ۸۹۔ کلام ذات کیساتھ رسول عربی کا خاص ذاتی کلام دہرایا گیا ہے۔ اگر قرآن رسول عربی کا ذاتی کلام ہوتا تو یوں اپنے آپ کو سمجھا لینا ایک مضحکہ خیز امر ہوتا۔

ترجمہ آیۃ۔ قسم ہے اس کھلی کتاب (یعنی قرآن واضح) کی ہم نے اسکو نازل فرمایا ایک مبارک رات میں (یعنی شب قدر میں جو ماہ رمضان میں واقع ہوئی ہے) بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔ پ۲۵ دخان ۳ کلام ذات ہے۔ کفار عرب کے نزدیک ماہ رجب و ذیحجہ نہایت مبارک مہینے تصور کئے جاتے تھے اگر قرآن رسول عربی کی ذاتی کتاب ہوتی تو آپ اسکا نزول قومی اعتقاد کے تحت ماہ رجب یا ذیحجہ میں بتلاتے تاکہ وہ مہینوں کی عظمت کے لحاظ سے اس کتاب کی بھی عزت کریں مگر آپکا ایسا نہ کرنا قرآن کی صداقت کی دلیل ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ کوئی لائق عبادت نہیں بجز اسکے وہی جلاتا اور وہی مارتا ہے۔ جو تمہارا پروردگار ہے اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا پروردگار ہے البتہ وہ کافر شک و شبہ میں پڑے ہوئے مشغول لہو و لعب میں ہیں۔ پ۲۵ دخان ۸۔ کلام ذات ہے۔ عجم والوں کے پاس تو آگ کی پوجا ہو رہی تھی اور مارنے والا اور جلانے والا خدا علحدہ علحدہ تھا اور ان خیالات کی وسعت عرب تک تھی لیکن رسول عربی نے اس عقیدہ سے بھی انحراف فرمایا ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اگر قرآن آپکی بھی توحید کے متعلق رہبری نہ کرتا تو ممکن تھا کہ آپ اس عقیدہ میں پھنس جاتے آپکا ایک عظیم الشان مہذب قوم کے اعتقاد سے کنارہ کشی فرمانا اور قرآن میں اس اعتقاد کو باطل ٹھہرانا قرآن کے منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے۔

ترجمہ آیت۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو انمیں ہے اسکو بطور کھیل تماشہ نہیں پیدا کیا۔ ہمنے انھیں بے تدبیری سے نہیں بلکہ مصلحت کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن ان انسانوں میں سے بہت سے انسان اس کو جانتے نہیں۔ سورۃ دخان ۲۵ کلام ذات ہے۔ کائنات عالم میں کوئی کجی ہے یا نہیں اسکا اظہار تو ماہرین فن و علم ہی کر سکتے ہیں رسول عربی کیا جانتے مگر باوجود علوم متعلقہ سے آگاہ ہونیکے کائنات میں کسی قسم کے عدم وجود کا دعوے کرنا قرآن کے منجانب خدا ہونیکی علامت ہے۔

ترجمہ آیت۔ لاریب سینڈ کے جھاڑ گناہ گار کی غذا ہیں ایسا ہو لینگے پیٹوں میں جیسے پگھلا ہوا تانبا (یا) جیسے کھولتا ہوا پانی (ہم فرشتوں سے کہدینگے) کہ اسکو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لیجاؤ دوزخ کے درمیان (اور) ڈالو اسکے سر پر عذاب کھولتے ہوئے پانی کا (ہم خود اس سے بھی کہینگے کہ) مزہ چکھ اس درد ناک عذاب کا تو بڑا ذی وقار سردار ہے۔ سورۃ دخان ۲۵ کلام ذات ہے۔ ابوجہل کے ساتھ جو سلوک ہونیوالا ہے وہ بیان کیا گیا ہے۔ رسول عربی علم طب پڑھے تھے اور نہ خواص اشجار سے آگاہ تھے باوجود اسکے درخت سینڈ کے اثرات کا اظہار تعجب سے خالی نہیں تو اور کیا ہوسکتا ہے مگر باعث تعجب اسلئے نہیں کہ خود خالق نے مخلوق کی خاصیت طبعی کا انکشاف فرمایا اور یہ امر خدا کی جانب سے قرآن کے نازل کئے جانیکی دلیل ہے۔

ترجمہ آیت۔ اسی سبب ہم نے آسان کر دیا تمہاری زبان میں قرآن کو تاکہ وہ نصیحت پکڑیں سورۃ دخان ۲۵ کلام ذات ہے۔ رسول عربی کی زبان میں قرآن نازل کئے جانیکی مصلحت کو خود آپ پر واضح کیا جا رہا ہے اگر قرآن آپکی کتاب ہوتی تو اس اظہار کی چنداں نوبت نہ آتی۔ بنی اسحاق کی نسلوں میں انکی زبانوں کے اعتبار سے کتب سماوی نازل کی گئی تھیں مگر بنی اسمٰعیل میں کوئی کتاب نازل ہوئی تھی اسلئے انکی زبان میں قرآن نازل کیا گیا تاکہ انکے مقابلہ میں بھی ہدایت دیئے جانیکی حجت قائم ہوسکے اور انہیں بھی لاعلمی کے عذر کا موقعہ محل باقی نہ رہ سکے۔

ترجمہ آیت۔ اس کتاب کی تنزیل اللہ ہی کی طرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے اختیار میں کر دیا سمندروں کو تاکہ چلیں انمیں جہاز اس خدا کے حکم سے

اور اسلئے بھی تلاش کرو اسکے فضل کو اور تاکہ تم احسان مانو۔ اور تمہارے کام میں لگا دیئے جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین ہے سب ہی اپنی جانب سے۔ بیشک ان باتوں میں بیحد نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں ﴿۱۳﴾ جاثیہ ۴۵: کلام ذات ہے۔ سمندروں میں انسان کو دن بدن اختیار حاصل ہو رہا ہے۔ تاکہ انسان تجارت سے نفع اٹھائے۔ اور کائنات کی ہر شئی کا انسانی ضروریات کے لئے کارآمد ہونا روزمرہ ثابت ہو رہا ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ ان حقائق کا انکشاف نہ کرسکتے تھے۔

ترجمہ آیۃ۔ پھر ہم نے تمہیں دین کے خاص طریقہ پر قائم فرما دیا ہے پس تم اسی طریقہ پر چلو۔ اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو جو علم دین سے بے بہرہ ہیں یہ لوگ خدا کے مقابلہ میں تمہارے مطلق کام نہ آئینگے اور ظالم اشخاص ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں اور اللہ دوست ہے پاکباز زندگی گذارنے والوں کا۔ ﴿۱۸﴾ جاثیہ ۴۵: کلام ذات ہے۔ قرآن انسان کو مجسم نیکی بننے کی ہدایت کرتا ہے اگر قرآن رسول عربیؐ کی ذاتی کتاب ہوتی تو ایسی پاک تعلیم اسمیں نہ ہوتی اسطرح مرقوم رہتی جھوٹا اور خدا پر ناحق بہتان قائم کرنیوالا شخص نیکیوں کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ نیز اس کلام میں خود رسولؐ کو اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اسلام کے طریقہ پر کاربند رہیں اور یہ حکم الٰہی ہونے پر دال ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ یہ قرآن تمام انسانوں کے لئے غور و فکر کرنے اور ہدایت پانیکا وسیلہ ہے اور رحمت ہے یقین لانے والوں کیلئے۔ ﴿۲۰﴾ جاثیہ ۴۵: کلام ذات ہے۔ بلاقید مذہب اور ملت کے تمام انسانوں کو قرآن کے متعلق غور کرنیکی دعوت عام دیجا رہی ہے اگر قرآن رسول عربیؐ کی ذاتی کتاب ہوتی تو آپ اسکے متعلق تنقید کرنیکی دعوت دینے کی جسارت نہ کرسکتے تھے اسلئے کہ کوئی بھی مصنف اپنی تصنیف کے بے عیب ہونیکا اطمینان نہیں کرسکتا۔

ترجمہ آیۃ۔ یہ لوگ جو بدکاریاں کرتے ہیں یہ تصور کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان اشخاص کے ہم رتبہ رکھینگے جنہوں نے ایمان لایا اور اچھے کام کئے۔ کہ ان تمام لوگوں کا جینا اور مرنا ایک ہی نوعیت کا ہو جائے۔ کیا یہ برا حکم ہے جو یہ لگاتے ہیں۔ ﴿۲۱﴾ جاثیہ ۴۵: کلام ذات ہے۔

علم النفس کا نازک ترین حل بیان کیا جا رہا ہے بلاشک بدکار سے بدکار شخص توقع رکھتا ہے کہ وہ بخش دیا جائیگا اور نیک بختوں کے مساوی درجہ پائیگا حالانکہ ایسا نہیں ہوسکتا ایسا کرنے میں اطاعت گذاروں کی ناقدری ہوگی جو منافی انصاف ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی سے اس مسئلہ کا ایسا واضح حل دریافت ہوسکتا تھا یہ کھلی بات ہے کہ نیک اور بد مساوی نہیں ہوسکتے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور یہ لوگ اسطرح کہتے ہیں کہ بس ہماری تو یہی دنیاوی زندگی ہے مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہم کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور انکو ان امورات کا کچھ بھی علم نہیں محض ظنی باتیں بناتے ہیں۔ ۲۵ جاثیہ ۴۵ = کلام ذات ہے۔ مادہ پرست لوگوں کے عقیدہ کا ازالہ کیا جا رہا ہے اور انکے مسئلہ تناسخ کو خیال ظنی تبلایا جا رہا ہے پس ایسے اہم مسائل کی تکذیب ایک امی ذات سے ناممکن تھی مگر یہ امر قرآن کے منجانب خالق ہونیکی قوی دلیل ہے کہ اسنے ان دشوار مسائل کے جال کو محض ظنی کے لفظ کی قینچی سے کتر ڈالا۔

ترجمہ آیۃ۔ اے رسول تم کہدو کہ اللہ تم کو زندہ رکھتا ہے پھر تمکو موت دیگا پھر قیامت کے دن جسمیں مطلق شک و شبہ نہیں تمکو جمع کریگا مگر اکثر لوگ اسکو نہیں جانتے۔ ۲۶ جاثیہ ۴۵ = کلام ذات ہے۔ وجود انسانی کی تبدیلیاں چار طرح کی واضح کیگئی ہیں۔ یعنے حیات دنیاوی عارضی ہے۔ پھر موت ہوت کے بعد سکوت عارضی۔ پھر حیات دائمی ناجی نیک کردار مومن کے لئے لیکن کافر کیلئے اس حیات کے بعد موت و حیات کا تسلسل دائمی مگر صرف ایک ہی قلب میں۔ پس اس کلام میں مسئلہ تناسخ یعنے (آواگون) کا قطعی قلع و قمع کر دیا گیا ہے اگر قرآن خدا کا کلام نہوتا تو رسول عربی اس ہندوستانی بھول بھلیاں کو راہ راست کیطرح سیدہی نہ کر سکتے تھے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے رسول حساب کے دن تم ہر ایک امت کو زانو پر بیٹھی ہوئی دیکھوگے۔ تمام امتیں بلائی جائیں گی اپنے اپنے نامۂ اعمال کی طرف (اور انسے کہدیا جائیگا) کہ آج تمکو معاوضہ عطا کیا جائیگا جو جو تم کرتے تھے۔ یہ ہماری تحریر ہے جو کہ تمہاری نسبت صداقت کیساتھ اظہار کرتی ہے۔ جو کچھ

تم کیا کرتے تھے ہم اسکو قلمبند کراتے جاتے تھے ۔ بہج حاشیہ ۴۵ : کلام ذات ہے ۔ خود رسول عربیؐ سے خطاب ہو رہا ہے اگر قرآن آپکا کلام ہوتا تو یوں اپنے آپ سے گفتگو کرنے کی کیا پڑی تھی اور پھر میدان حشر کے سماں کا تخیل آپ کیسے پیدا کر سکتے تھے ۔

ترجمہ آیت ۔ اور کفار و گناہ گار سے حساب کے دن کہدیا جائیگا کہ جس طرح تم نے آج کے دن کو فراموش کر رکھا تھا اسیطرح ہم بھی آج تمکو بھلا دینگے ۔ اور تمہارا مقام دوزخ اور وہاں کوئی تمہارا ماوا نہ ملجا ہوگا ۔ بہج حاشیہ ۴۵ : کلام ذات ہے ۔ کتنی لاجواب حجت ہے کیا ایسی قوی حجت رسول عربیؐ اپنے کلام میں پیدا کر سکتے تھے ۔ ہرگز نہیں ۔

ترجمہ آیت ۔ ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اشیا انمیں ہیں انکو بغیر کسی مصلحت کے نہیں پیدا فرمایا اور انکا بقا بھی وقت مقرر تک کیلئے ہے ۔ اور جو کافر ہیں انکو جس بات سے ڈرایا جاتا ہے اسکی وہ کچھ پرواہی نہیں کرتے ۔ بہج احقاف ۴۶ : کلام ذات ہے ۔ دنیا کی بہت ساری مخلوقات سطحی طور سے دیکھی جائیں تو خلاف مصلحت ہی معلوم ہوتی ہیں مگر جو لوگ حقیقت اشیاء کے علوم سے واقف ہیں وہی کچھ اسبات کا صحیح اندازہ لگا سکتے تھے رسول عربیؐ تو بظاہر ایسے علوم سے آگاہ نہ تھے ۔ پھر کیسے آپ یہ کہہ سکتے تھے کہ کوئی شئے خلاف مصلحت پیدا نہیں کیگئی ہے ۔ پس اس لحاظ سے ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے جو خالق کائنات ہونیکی وجہ سارے رموز سے آگاہ ہے ۔

ترجمہ آیت : اور اس آدمی سے بڑھکر کون گمراہ ہوگا جو خدا کے سوا ایسے معبود کو پکارے جو اسکو جواب تک نہ دے قیامت تک ۔ اور انکو انکے فریاد کرنیکی بھی خبر نہ ہو ۔ بہج احقاف ۴۶ ۔ کلام ذات ہے ۔ کفار عرب بتوں ہی سے ہی فریاد کرتے تھے اور مصیبت کے وقت انہی سے امداد چاہتے تھے اور انہی کو اپنی مقصد و مراد کو بر لانے والا جانتے تھے چاہئے تو یہ تھا کہ رسول عربیؐ بھی ایسے ہی خیالات رکھتے مگر قرآن ہی کی ہدایت کے بدولت آپ اس بد اعتقادی سے محفوظ رہے ۔

ترجمہ آیت ۔ اور جب ہماری صاف صاف آیتیں ان لوگوں کے روبرو پڑھی جاتی ہیں تو منکر لوگ اس سچی بات کی نسبت جبکہ وہ ان تک آپہنچی ہے یوں کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے ۔ کیا

یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس شخص نے اسکو اپنی جانب سے بنا لیا۔ (اے نبی) تم کہدو کہ اسکو میں نے اپنی طرف سے بنالیا ہوگا تو پھر تم مجھ کو خدا سے کچھ بھی نہیں بچا سکتے وہ خوب جانتا ہے تم قرآن کی نسبت جو باتیں بنا رہے ہو میرے اور تمہارے درمیان میں وہ گواہ کافی ہے اور وہ بڑی بخشائش والا اور بڑی رحمت والا ہے۔ پ ۲۶ احقاف ۱ : کلام ذات ہے۔ جس سے پتہ چل رہا ہے کہ خود رسول عربی کو اسکا خوب احساس تھا کہ اپنی کتاب کو خدا کی کتاب ظاہر کرنے میں اپنا کیا حشر ہوگا پس اس اعتبار سے یہ ناممکن تھا کہ آپ اپنی مرتبہ کتاب کو خدا کا کلام کہتے۔ کفار عرب اپنے کو اہل زبان جانتے تھے اور دوسروں کو گونگا خیال کرتے تھے اور حقیقت حال بھی یہ ہے کہ ان میں بڑے زبردست فصیح و بلیغ زبان دان افراد تھے جنکو بجا طور پر اپنے کلام پر ناز تھا لیکن جب قرآن کو انہوں نے بھی سنا تو کہدیا ہے کہ یہ جادو ہے۔ رسول عربی کی ابتدائی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ نے زندگی کا بڑا حصہ تنہائی میں گذرا علماء فضلا کی ہم نشینی کا کبھی آپکو موقعہ نہ ملا جو کچھ زبان سیکھی وہ اپنے گھر والوں سے ہی سیکھی ان میں کوئی عالم تھا نہ فصیح بلیغ شاعر اگر ہوتا تو ہم خیال کرسکتے تھے کہ آپ کی زبان انہی کی بدولت اس پایہ پر پہنچی مگر چونکہ ایسا نہیں ہے اسلئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن آپکا کلام نہیں بلکہ خالق کا ہی کلام ہے جیسا کہ آپکا بیان اسکے متعلق ہے۔

ترجمہ آیت سوا اللہ کے سوا جن اشیاء کو انہوں نے خدا کا قرب حاصل کرنیکو اپنا معبود بنا ئے رکھا ہے انہوں نے کیوں انکی امداد کی بلکہ وہ سب ان سے غائب ہوگئے اور یہ محض ان کی خود ساختہ من گھڑت بات ہے۔ اور جبکہ ہم لے آئے تمہاری طرف جنات کے ایک گروہ کو جو قرآن سننے لگے تھے غرض کہ جب وہ تلاوت قرآن کے قریب ہوئے تو کہنے لگے کہ چپ چاپ رہو پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ لوگ اپنی قوم کی طرف اس خبر کو پہنچانیکے لئے واپس گئے۔ (اپنی قوم کو مخاطب کرکے) کہنے لگے کہ اے قوم والو ہم ایک کتاب سنکر آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد (شریعت سے متعلق) نازل فرمائی گئی ہے اپنے قبل کی کتابوں کی صداقت کا اظہار کرتی ہے ہدایت کرتی ہے امر حق اور سیدھی راہ اختیار کرنیکی نسبت اے بھائیو۔ خدا کی طرف بلانیوالے کی دعوت قبول کرو اور اسپر ایمان لا دیکھو خدا

تمہارے گناہوں کو بخش دیگا اور تمھیں المناک عذاب سے محفوظ رکھیگا ۔ پ۲۶ احقاف ۔ کلام ذات کیساتھ
جنوں کا کلام شامل ہے ۔ کفار مکہ کئی بتوں کی پوجا کرتے تھے ظہور اسلام کے بعد کفار نے اسلام اور
اسکے پیروؤں کو تباہ کر دینے کی پوری سعی کی ۔ مگر کچھ نہ بن پڑا اسی لحاظ سے کہا جا رہا ہے کہ انکے معبودان
باطل انکی کچھ امداد نہ کرسکے اگر اسلام کوئی خدائی مذہب ہوتا تو یقیناً اس کو عربوں کے آبائی واجدادی
مذہب میں اتنا زبردست فروغ حاصل نہ ہو سکتا تھا ۔ اور اگر قرآن خدا کی جانب سے ہوتا تو رسول عربیؐ
کو جنون کی ان باتوں کا جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے کسطرح علم حاصل ہوسکتا تھا ۔
ترجمہ آیت ۔ کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا اور انکے
پیدا کرنے میں کچھ نہ تھکا وہ اس امر پر قدرت رکھتا ہے کہ مُردوں کو زندہ کر دے کیوں نہ ہو
بالتحقیق وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔ پ۲۶ احقاف ۴۶ ۔ کلام ذات ہے ۔ کفار عرب کے اعتقاد کی تردید
کس خوبی سے کیگئی ہے جس کو عقل بھی تسلیم کرتی ہے کیا بجز خدا کے ایسی لاجواب دلیل رسول عربیؐ
سے بن پڑ سکتی تھی ۔ اور یہ بات قرآن کے منجانب خدا ہونیکا بیّن ثبوت ہے ۔
ترجمہ آیت پس تم بھی ایسا ہی صبر کرو جیسا کہ اور اولو العزم رسولوں نے صبر کیا ہے ۔ اور ان لوگوں
کیلئے جلدی نہ مچاؤ جس روز یہ لوگ اس چیز کو دیکھینگے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو گویا
یہ لوگ یوں سمجھینگے کہ کہ ہم بس دن بھر میں گھڑی بھر رہے ہیں ۔ یہ پیغام پہنچا دینا ہے ۔ پس
وہی ہلاک ہونگے جو نافرمانی فاسقوں سے ہونگے ۔ پ۲۶ احقاف ۴۶ ۔ کلام ذات ہے رسول عربیؐ
کو صبر و استقلال کی فہمائش دیجا رہی ہے اگر قرآن آپکی کتاب ہوتی تو اپنے آپ کو اسطرح سمجھا
لینے کی ضرورت پڑتی ہی نہیں ۔ یہ بات طبعاً مضحکہ خیز ٹھیرتی اسلئے خود آپ کا ضمیر اسکو قبول نہ
کرتا کہ ایسی ہدایت اپنے آپ کو دے لیجائے ۔
ترجمہ آیت ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور پسندیدہ کام کئے اور اس کلام ربّی پر ایمان
والیقان لائے جو (محمدؐ) پر نازل ہوا ہے اور وہ ان کے پروردگار کی جانب سے برحق ہے اللہ
نے ان کی خطاؤں کو ان سے دور فرمادیا اور درست فرمادیا ان کی حالت کو ۔ پ۲۶ محمد ۴۷ ۔ کلام ذات ہے

کفار عرب جب حیا سوز وشرم ناک زندگی کا نشانہ بنے ہوئے تھے اس سے کون ذی علم آگاہ نہیں اسلام کے قبول کرنے کے بعد ہی انکی جو اصلاح ہوئی ہے وہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے اور یہ قرآن پر عمل کرنے کا ہی نتیجہ تھا کوئی انسانی کتاب اپنے تاثرات کا اتنا زبردست مظاہرہ نہیں کرسکتی پس اس لحاظ سے یہ قبول کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ (اے رسول) بہت سی آبادیاں ایسی تھیں جنکے رہنے والے تمہاری بستی والوں سے جنہوں تمہیں جلاوطن کردیا قوت میں قوی تھے۔ جب ہم نے انھیں تباہ کردیا تو کوئی انکا حمایتی نہ ہوا۔ پیچ محمد ۴۷ : کلام ذات ہے۔ رسول عربی سے خطاب ہے اگر قرآن آپ کی کتاب ہوتی تو خود کو یہ قصہ سنانیکی کیا ضرورت لاحق ہوتی۔

ترجمہ آیۃ۔ جس جنت کا وعدہ پارسا لوگوں سے کیا گیا ہے اسکی کیفیت مختصر یہ ہے کہ اسمیں نہریں ایسے پانی کی رواں ہیں جن میں بدبو نہیں اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جنکے مزہ میں فرق نہیں آتا اور نہریں ہیں ایسی شراب کی جن میں لذت ہے پینے والوں کیلئے۔ اور نہریں ہیں صفا شہد کی اور جنت والوں کیلئے انواع واقسام کے پھل ہیں اور بخشش ہے انکے پروردگار کی طرف سے (کیا یہ لوگ ایسے شخص کی طرح ہوسکتے ہیں) جو ہمیشہ آگ میں رہیگا اور اسکو پلایا جائے گا کھولتا ہوا پانی تو وہ کاٹکر ریزہ ریزہ کردیگا ان کی آنتوں کو۔ پیچ محمد ۴۷ : کلام ذات ہے جنت کو ایک عظیم الشان پر فضاء باغ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے جسکو ہر جاندار فطرتاً پسند کرتا ہے رسول عربی ایک ایسے ملک میں رہنے والے تھے جہاں شاداب وادیاں ہرے بھرے جنگلوں سرسبز میدانوں کا نام ونشان ہی نہ تھا باوجود اسکے ایسے جان نواز تخیل کا اظہار آپ سے کیسے ہوسکتا تھا ان حالات کو نظر کرتے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ (اے رسول) ہاں تم یاد رکھے رہو کہ بجز اللہ کے کوئی معبود نہیں اور بخشش مانگے جاؤ اپنی خطا کیلئے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے اللہ جانتا ہے تمہارے چلنے پھرنے کی حرکات کو۔ پیچ محمد ۴۷ : کلام ذات ہے رسول عربی سے خطاب ہے اگر

قرآن آپ کی کتاب ہوتی تو خود کو توحید پر قائم رہنے کی ہدایت دینے کی ضرورت خیال نہ کیجاتی اور نہ ہی اپنی خطا کی معافی کا ذکر کیا جاتا اس لئے کہ اپنے قصور کا اعتراف کرنے میں رسول کی نسبت لوگوں کو بدگمانی پیدا کرنیکا شبہ پیدا ہو سکتا اور ہر چالاک و مکار شخص اس سے بچنے کا حتی الامکان بندوبست کریگا مگر چونکہ قرآن آپ کا ذاتی کلام نہیں اس لئے اسکی کوئی پروا نہیں کیگئی۔

ترجمہ آیۃ۔ بیشک جو لوگ کفر کئے اور روکے اللہ کے راستہ سے (دوسروں کو) پھر مر گئے اور کافر ہی رہے تو اللہ انکو ہرگز نہ بخشیگا۔ (اے مسلمانو) سو تم پست ہمت نہ ہو اور نہ دعوت دو صلح کی کفار کو اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمکو ہرگز نقصان میں نہ ڈالیگا تمہارے اعمال میں ﴿محمد ۴۷﴾ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن آپکی کتاب ہوتی تو آپ اپنے ساتھ مٹھی بھر مسلمانوں کو لیکر کفار عرب کے مقابلہ میں جمے رہنے کی یہ جرآت نہ کر سکتے تھے اور نہ انھیں یہ یقین دلا سکتے کہ تمہیں کامیابی ہی ہو گی اسلئے کہ ایسی پیشگوئی کے پوری نہونیکی صورت میں آپ کے وقار و صداقت رسالت پر ضرب کاری لگنے کا اندیشہ تھا نیز قرآن کے خدا کا کلام ہونیکی نسبت مسلمانوں کو جو یقین کامل تھا اسمیں تنزلزل پیدا ہو جانیکا یہ قوی احتمال تھا مگر چونکہ بشارت خدا کی طرف سے تھی اسلئے ان باتوں کی کوئی پروا نہیں کیگئی۔ اور خدائی بشارت ہی کا نتیجہ تھا کہ مسلمان باوجود اپنی قلت کے مفلسی لاچاری بے سرو سامانی کی حالت میں بھی کفار کی کثرت کے مقابلہ میں کامیاب رہے۔ بھوکے مسلمان بے سواری والے مسلمان معمولی ٹوٹے پھوٹے آلات حرب رکھنے والے مسلمان قیصر و کسریٰ جیسے زبردست و قہار شہنشاہوں کی اعلیٰ سامان حرب سے لدی ہوئی جرار فوجوں کا قلع و قمع کر دئے اور مثل کیلے کے درختوں کے انھیں کاٹ کر رکھدیا۔ یہ مٹی اور بوریئے پر سونے والے شاہی تختوں پر سونے والوں کو آناً فاناً میں گور کے تختوں میں سلا دیئے تاریخ کے ان عرفانی واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ قرآنی پیشگوئی حرف بحرف ثابت ہو چکی ہے۔ پس بلا چون و چرا ثابت ہے کہ قرآن حقیقت میں پروردگار عالم کا کلام ہے جو بیدست و پا کو بھی قوی ہیکل پر فتحمندی دینے کی قدرت رکھتا ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ یقیناً ہم نے تمہیں کھلی ہوئی فتح عنایت کی تاکہ اللہ درگذر فرمائے تمہاری اگلی اور پچھلی خطاؤں کو

سے اور پورا کرے اپنا احسان تم پر اور تمہیں چلائے سیدھی راہ اور اللہ تمہاری مدد فرمائے زبردست مدد۔ پ ۲۶ فتح ۴۸۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول عربیؐ کو یہ خوشخبری دیجا رہی ہے۔ یہ پیشگوئی اسوقت پوری ہوئی جبکہ مکہ فتح ہوا یہ وہی شہر ہے جو رسول عربیؐ کا مولد و مسکن تھا آپ اس شہر سے اپنی جان بچاکر صرف اپنے ایک صحابی جناب ابوبکر صدیقؓ کو لئے ہوئے راتوں رات مدینہ کی طرف چلدئے تھے اور فتح مکہ کا وہ دن تھا جبکہ آپ اپنے بارہ ہزار جانباز مسلح صحابیوں کو لئے ہوئے اس شہر میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے اس روز اگر آپ انتقام لینا چاہتے تو شاید شہر مکہ میں ایک شخص بھی زندہ نہ رہتا مگر آپ نے اپنے رحم و کرم سے کام لیا اور اپنے تمام جانی دشمنوں کو معافی عام دیدی کسیکی جان لینی تو کجا کسی شخص کے جسم کو انگلی تک لگائی نہ گئی غرض کہ یہ سب کچھ اسلئے ظہور پذیر ہوا کہ قرآن خدا کا کلام تھا اور اسکی دی ہوئی بشارت خالق کائنات کی تھی جو سب ہی کچھ کر دکھانے پر قدرت رکھتا ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اللہ راضی ہوا مسلمانوں سے جب وہ تم سے بیعت کرنے لگے درخت کے نیچے اور اسوقت ان کے دلوں کی جو کیفیت تھی اسکو اسنے محسوس فرمالیا پھر نازل اطمینان مسلمانوں کے قلوب میں اور اس خوشنودی کے صلہ میں انہیں ایک فتح عطا فرمائی اور بہت سی غنیمتیں بھی بخشیں جنکو وہ حاصل کرینگے اور اللہ زبردست حکمتوں والا ہے۔ پ ۲۶ فتح ۴۸۔ کلام ذات ہے۔ یہ بشارت اسوقت دیگئی تھی جبکہ رسول عربیؐ مسلمانوں کو لئے ہوئے بغرض ادائی عبادت عمرہ مکہ تشریف لائے تھے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے آپ نے اپنے داماد جناب عثمانؓ کو شہر میں روانہ فرمایا تھا تاکہ وہ اہل شہر سے مسلمانوں کے داخلہ اور ادائی رسم مذہبی کی اجازت لائیں چونکہ جناب عثمانؓ کی واپسی میں بہت تاخیر ہوگئی تھی اسلئے مسلمانوں کو یہ شبہ ہوگیا تھا کہ شاید وہ قتل کر دئے گئے ہوں یا قید کر دئے گئے ہوں اس اندیشہ کی بناء پر سارے مسلمان رسول عربیؐ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر وعدہ کئے تھے کہ وہ جناب عثمانؓ کو لائینگے یا انکا انتقام لینگے اس اثناء میں جناب عثمانؓ واپس تشریف لائے اور انکے ہمراہ کفار عرب بھی بغرض صلح آئے اور اپنی شرائط صلح پیش کیں

شرائط ایسی کٹھن تھیں کہ انکا پورا ہونا مشکل تھا نیز ان سے مسلمانوں کی تذلیل بھی ہوتی تھی باوجود اسکے ان شرائط کو قبول فرمانیکا منشا رسول عربیؐ نے ظاہر فرمایا جسکی وجہ بعض مسلمانوں کو آپؐ کی رسالت کے متعلق شبہ ناشی ہوگیا لیکن وہ پھر سنبھل گئے۔ اور خدا ورسول سے منحرف ہوئے اس اطاعت شعاری کے معاوضہ میں فتح کی بشارت سب کو دیگئی چنانچہ اسکے بعد ہی قریب زمانہ میں شہر مکہ فتح ہوا۔ اور پھر روم و ایران کے ملکوں سے اتنا مال غنیمت ملا کہ جسکا حساب لگانا دشوار ہوگیا۔ بہر حال یہ اسلئے عمل میں آیا کہ بشارت قرآن کی تھی اور وہ خدا کا کلام تھا ورنہ رسول عربیؐ ایسی بشارت دینے کی جسارت کرتے اور اگر کرتے تو وہ بشارت پوری نہ ہوتی ترجمہ آیۃ۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ انکے ساتھی ہیں وہ کافروں کے حق میں تند مزاج ہیں لیکن (اپنے) آپس میں مہربان رحم دل ہیں (اے سامع) تو انکو دیکھتا ہے (کہ وہ کیسے ہیں) وہ ہیں ہمارے آگے جھکنے والے اور فرش زمین پر سر (نیاز) رکھنے والے جو چاہتے ہیں اللہ کے فضل کو اور اسکی رضامندی کو ان کی ظاہری علامت ان کی پیشانی کے وہ داغ ہیں جو سجدوں کے اثر سے پیدا ہوئے ہیں یہی انکی مثال توریت اور انجیل میں مرقوم ہے۔ جیسے کھیتی کہ اس نے نکالی اپنی بالیاں پھر بالیوں کو قوت دیگئی تو وہ موٹی ہوگئیں پھر سیدھی کھڑی ہوگئیں اپنے تنوں پر بھلی معلوم ہونے لگیں کھیتی بونے والوں کو۔ تاکہ اللہ غم کھلائے کافروں کو مسلمانوں سے۔ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ان میں سے ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے ایمان لایا اور نیک عمل کئے نجات اُخروی اور عظیم الشان معاوضہ کا۔ پ ۲۶ الحجرات ۴۹۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ نہ توریت پڑھے تھے اور نہ انجیل باوصف اسکے وہ کیونکر بتلاسکتے تھے کہ توریت و انجیل میں بھی مسلمانوں کی یہ ہی علامات لکھی ہوئی ہیں پس اس سے صاف پتہ چلرہا ہے کہ قرآن انکا مرتبہ کلام نہیں بلکہ خدا کا کلام ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے پھولنے پھلنے کو کھیتی کی سرسبزی اور اسکے پھولنے پھلنے سے جو مثالی تشبیہ دیگئی ہے وہ خدا ہی سے ممکن تھا کھیتی کی شادابی جسطرح کسان کی مسرت اور اسکے دل کو باغ باغ کرنیکا باعث ہوسکتی ہے اسی طرح مسلمانوں کی خوش حالی رسولؐ کی دلی خوشی کا موجب ظاہر کیگئی اور اس چیز کے اظہار کی ضرورت

رسول عربیؐ کو نہ ہوتی اگر قرآن انکا کلام ہوتا۔

ترجمہ آیۃ۔ اے لوگو ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے ایک مرد اور ایک عورت سے اور مقرر کئے تمہارے خاندان اور قبیلے تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو تم میں عزت والا اللہ کے نزدیک وہی ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔ پ۲۶ حجرات ۴۹۔ کلام ذات ہے۔ ایک جوڑے سے کروڑوں انسان بظاہر خلاف عقل بات ہے پس اگر قرآن رسول عربیؐ کا کلام ہوتا تو آپ یقین کیساتھ یہ نہ لکھا سکتے تھے نیز معیار عزت انسانی زندگی بتلائی گئی ہے جو اسکے لئے سزاوار ہے نہ حیوانی یا شیطانی زندگی جن کا مقصد حیات کیطرح جینا یا فساد مچانا ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو معیار عزت ذاتی حسن و جمال حسب ونسب و دولت بتلایا جاتا کیونکہ اہل عرب کے نزدیک ان ہی باتوں کو عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا پس لامحالہ آپ بھی اسی طرح ڈہل جاتے اور انہی باتوں کو لکھا دیتے جو قوم کی مزاج کے موافق تھیں۔ ایک ماں باپ کی اولاد تمہارے بنی آدم کو ظاہر کرکے قرآن نے نسلی رنگی قومی امتیاز کو اٹھا دیا ہے اور تمام انسانوں کو ایک ہی رتبہ کے مقام پر کھڑا کر دیا ہے یہ بات قرآن کے منجانب خدا ہونیکی بڑی قوی دلیل ہے

ترجمہ آیۃ۔ اور بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو وسوسہ اسکے جی میں آتے ہیں ہم انکو جانتے ہیں اور ہم اسکی شہ رگ سے بھی زیادہ اسکے قریب ہیں پ۲۶ ق ۵۰۔ کلام ذات ہے۔ خدا کی معرفت میں انتہا ہوگئی ایک غریب یتیم و لیسر جس نے الف۔ب بھی نہ پڑھا ہو اسکی زبان سے گنجینۂ اسرار کا بتا لگنا مشکل تو کیا محالات سے تھا ان حقائق سے آگاہ کرانا قرآن ہی کا کام تھا اور قرآن کے خالق ہی کا کلام ہونے پر موقوف تھا یہ مسئلہ اتنی مہین اہمیت و نزاکت رکھتا ہے کہ بڑے بڑے روحانیات کے ماہر ہونیکا دعوے کرنیوالے سر دھنک کے رہ جائینگے پر اسکی حقیقت و کنہ کو نہ پہنچ سکینگے۔ اور یہ بھی قرآن کے خدا کا کلام ہونیکی بڑی دلیل ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ جب ضبط تحریر کرتے جاتے ہیں دو ضبط کرنے والے فرشتے جو کہ داہنی اور بائیں جانب بیٹھے رہتے ہیں۔ کوئی بات زبان سے نہیں نکالنے پاتا مگر اسکے پاس ایک نگہبان تیار رہتا ہے پ۲۶ ق ۵۰ کلام ذات ہے انسانی زندگی کا روزنامچہ لکھنے والے فرشتوں کا قرار داد کرنا انسانی تخیل سے بالا ہے

اس لئے ایسا تخیل رسول عربی بھی پیدا نہ کر سکتے تھے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو بھی ان واقعات کا علم نہ ہو سکتا تھا۔

ترجمہ آیت ۔ اور آپکی موت کی بے چینی یقیناً (اور اسوقت مرنے والے سے کہا جائیگا) یہ ہی تو وہ چیز ہے جس سے تو جھکتا جھجکتا تھا۔ کلام ذات ہے۔ موت سے ہر انسان خائف ہوتا ہے پر اسکے اظہار کی ضرورت کیا تھی۔ مقصود اس سے بھی انسان کو ڈراتا ہے تاکہ وہ نیک عمل کرے نہایت نیک دینا خدا ہی کا کام ہے اس لحاظ سے قرآن خدا کا کلام ہے۔

ترجمہ آیت ۔ اور صور پھونکا جائیگا۔ یہ ہی دن ہوگا سختی کا اور آئیگا ہر شخص (حضور میں اسطرح) کہ اسکے ساتھ ایک اسکا لانیوالا ہوگا اور ایک اسکی زندگی کے اعمال کی گواہی دینے والا (پوچھا جائیگا) تو اس دن سے تغافل برتا لے اب ہم نے تجھ پر سے تیری غفلت (لاپروائی کا پردہ اٹھا دیا ہے (دیکھ لے) آج تیری نظر بڑی تیز دقیق ہے اور وہ فرشتہ جو اسکی زندگی کا رفیق تھا عرض کریگا کہ یہ وہ (اسکا نامہ اعمال ہے) جو تیرے پاس تیار ہے (اس روز عذاب کے فرشتوں کو حکم دیا جائیگا) کہ ہر ایسے شخص کو جہنم میں ڈالدو جو کافر سرکش نیکیوں سے باز رکھنے والا مذہب کی مقررہ حد سے گذرنے والا اور شک وشبہ پیدا کرنیوالا ہو جس نے اللہ کے کیساتھ دوسرا معبود ٹھیرایا ہو اس کو شدید عذاب میں مبتلا کردو۔ اسکے ساتھ جو شیطان مامور ہے وہ عرض کریگا کہ اسے ہمارے پروردگار میں نے اسکو گمراہ نہیں کیا تھا لیکن یہ خود ہی حد درجہ کی گمراہی میں مبتلا تھا۔ ارشاد ہوگا ہمارے حضور میں مخاصمت کی باتیں نہ کرو اور ہم تو پہلے ہی تمہارے پاس وعید بھیج چکے تھے۔ بات نہیں بدلی جاتی ہمارے ہاں اور ہم بندوں پر ناواجبی سختی کرنے والے نہیں جس دن کے ہم دریافت فرمائینگے دوزخ سے کہ کیا تو بھر گئی۔ اور وہ عرض (زبان حال سے) کریگی کہ کیا کچھ اور بھی ہے۔ اور جنت پرہیزگاروں کے (نظروں کے) قریب لائی جائیگی جس سے رسائی دو بھر نہ ہوگی۔ (ہمارا ارشاد ہوگا) یہ وہ شئی ہے کہ جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ وہ ہر ایسے شخص کیلئے ہے جو ہماری طرف سے راغب ہونے والا اور ہمیں یاد رکھنے والا ہو۔ جو خدائے رحمان سے بے دیکھے بھالے ڈرتا ہوگا اور ہماری جناب میں

قلب منیب لیکر حاضر ہوگا۔ (ہم اس سے فرمائیں گے) اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا۔ انکو بہشت میں سب کچھ ملے گا جس جس کی وہ چاہت کرینگے اور ہمارے پاس تو (انکی چاہتوں سے بھی) زیادہ ہے۔ پ۲۶ ق۵۰ ۔ کلام ذات ہے کہ ساتھ فرشتے اور شیطان کا ہونیوالا کلام ظاہر فرمادیا گیا ہے۔ اہل عرب صرف دنیاوی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھتے تھے۔ بعد موت جی اٹھنے کے قائل ہی نہ تھے تو ان باتوں کے کب قائل ہوسکتے تھے۔ قومی عقیدہ اور خاندان کے اعتقاد کے خلاف ذاتی اعتقاد جدید طور سے پیدا کرنا ایک امر محال ہے۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو موت کے بعد گذرنے والی باتونکا خاکہ رسول عربی خود اس طرح تفصیل سے کھینچ نہ سکتے تھے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان میں واقع ہے اس سب کو چھ روز میں پیدا کیا اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہیں پ۲۶ ق۵۰ ۔ کلام ذات ہے۔ اتنی عظیم الشان کائنات کی تیاری کیلئے چھہ یوم تو بہت کم مہلت ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور یہ رسول عربی کی من گھڑت کتاب ہوتی تو آپ پیدایش عالم کیلئے معقول مدت تراش لیتے تاکہ عقلاً بھی سمجھ میں آسکے۔ اور محنت کے بعد تھکنا قیاس میں آنے والی بات ہے اور نہ تھکنا بعید از قیاس ہے پس اس لحاظ سے آپ کہہ سکتے تھے کہ خدا تھکا تک نہیں

ترجمہ آیۃ۔ پس تم صبر کرو ان باتوں پر جو وہ کہتے ہیں اور حمد کے ساتھ ستایش کرو اپنے پروردگار کی سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے کے آگے اور کچھ رات کے حصہ میں بھی تسبیح کیا کرو اور نماز کے بعد بھی پ۲۶ ق۵۰ کلام ذات ہے۔ رسول عربی سے مخاطبت ہے۔ کوئی شخص اپنے دلکو آپ صبر کرنیکی ہدایت نہیں دے لیا کرتا۔ پس آپ بھی اپنے دل کو یوں نہ سمجھا لیتے۔ اور پھر رات دن کی عبادت کی ذمہ داری اپنے سر آپ عاید نہ کرلیتے اور اگر لوگونکے دکھانے کو ایسا کرتے بھی تو اس پر پابندی سے عمل نہ کر سکتے تھے مگر دنیا جانتی ہے کہ آپکا عمل قرآن کے احکام کے لحاظ سے گھر میں اور باہر خلوت وجلوت میں ہمیشہ یکساں رہا ہے۔ چنانچہ آپنے تہجد کی نماز تک پابندی سے ادا فرمائی ہے۔ یہ وہ عبادت ہے جو تین بجے رات کو ادا کرنی پڑتی ہے اور جس کو کوئی دیکھنے والا تک نہیں رہتا۔ باوجود اس کے گرمی وسردی برسات ہر موسم میں آپکا نہایت پابندی اوقات کیساتھ عبادت گذار رہنا قرآن کی صداقت اور اس کے

منجانب اللہ ہونیکی کھلی دلیل ہے ۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا ۔ تو آپ سے کبھی ان خود ساختہ ذمہ داریوں کا ایفاء نہ ہو سکتا تھا ۔

ترجمہ آیت ۔ قسم ان ہواؤں کی جو غبار کو اڑاتی ہیں بکھیر کر پھر جو بوجھ دار بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر چلتی ہیں خراماں خراماں پھر تقسیم کرتی ہیں حکم (سے پانی) کی کہ بیشک تم سے جسکا وعدہ کیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے ۔ اور بیشک جزا سزا ضرور ہوتی ہے ۔ سورۃ الذاریت ۵۱ کا کلام ذات ہے ۔ بارش کی ہواؤں کی قسم اسلئے کھائی جارہی ہے کہ ان ہواؤں کی انسان کے نزدیک بڑی قدر و منزلت ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اسکی اہمیت کا اسطرح احساس فرماتے اور نہ ان ہواؤں کی قسم کھاتے

ترجمہ آیت ۔ بیشک پارسا نیک کردار لوگ جنتوں اور چشموں میں ہونگے لے رہے ہونگے (ان نعمتوں کو) جو انکے پروردگار نے انھیں عطا فرمایا ہوگا وہ لوگ اس (قیام جنت سے پہلے دنیا میں) نیک کام کرنے والے تھے وہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور سحر کے وقت میں گناہوں سے معافی چاہتے تھے اور انکے مال میں سوال کرنیوالے فقیر اور سوال نہ کرنیوالے محتاج ہر دو کا حصہ تھا ۔ سورۃ الذاریت ۵۱ = کلام ذات ہے ۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو یقیناً رسول عربیؐ جھوٹے بدکار ٹھیرتے پس ایسی صورت میں ان سے اس پاک اور مقدس گروہ کے ذکر خیر کا امکان ہی نہ تھا ۔ کیونکہ بد کو نیک سے کسطرح کی نسبت قائم ہو سکتی ہے اور نہ برے کو اچھے سے کسی قسم کا واسطہ رہتا ہے ضد جمع ہوتے اور نہ ایک دوسرے کو پسند کرتے

ترجمہ آیت ۔ اور زمین میں قدرت کی نشانیاں پنہاں ہیں خدا پر یقین لانے والوں کیلئے اور خود تمہارے نفوس میں بھی تو کیا تمکو (یہ رمز) سوجھائی نہیں دیتا ۔ سورۃ الذاریت ۵۱ = کلام ذات ہے ۔ زمین میں جو قدرتی خزانے پنہاں ہیں اور تاثیرات پوشیدہ ہیں اس کا علم تو بہ مشکل علماء طبقات الارض کو حاصل ہو سکتا ہے ایک اُمّی انسان اسکے متعلق کیا اظہار خیال کر سکتا ہے اسیطرح انسانی بناوٹ کے عجائبات سے طبیب و ڈاکٹر ہی آگاہ ہو سکتا ہے لیکن آپ تو اس فن سے بھی بالکل واقف نہ تھے باوصف اسکے قرآن میں ان رموز قدرت پر توجہہ دلانا قرآن کے منجانب خالق ہونے پر دال ہے ۔

ترجمہ آیت ۔ اے رسول ۔ کیا تمکو ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کا قصہ معلوم ہوا ہے ۔ جبکہ وہ انکے پاس آئے

پھر انھیں سلام کیا۔ تو ابراہیم نے بھی (جواب) سلام دیا (پھر دل میں سوچے کہ) یہ تو غیر مانوس اجنبی ہیں۔ پھر گئے اپنی اہلیہ کے پاس اور لائے ایک فربہ بچھڑے کا بھونا ہوا گوشت اور اسکو ان کے پاس رکھدیا اور پوچھا کہ کیوں تم اسکو کھاتے نہیں۔ جب باوجود استفسار کے انہوں نے کھایا نہیں تو دیکھیں سہمے۔ انہوں نے کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں۔ اور انکو خوشخبری دی ایک ہونہار صاحب علم لڑکے کی۔ اس اثناء میں انکی بیوی بڑبڑاتی آئیں پھر پیشانی پر ہاتھ رکھہ کر کہا (ہائے خرابی میری) مجھ بڑھیا بانجھہ کو بچہ جننے کی شرمندگی شرمندگی ہوگی۔ فرشتوں نے (یہ سنکر) کہا کہ تمہارے پروردگار نے یوں ہی ارشاد فرمایا ہے۔ بیشک بلند رتبہ علیم الشان حکمتوں والا لاانتہا جاننے والا ہے۔ سبحٰ الذاریت ۵۱ ۔ کلام ذات کیا تھ حضرت ابراہیم کا فرشتوں کا اور آپکی محترم خاتون حضرت سارا والدہ ماجدہ حضرت اسحاق علیہ السلام کا کلام شامل ہے انداز بیان اس شان کا ہے کہ واقعہ کی تصویر سامنے کھچ جاتی ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو آپکی علاقائی دادی کا طرز تکلم جو استعجابی حرکت و حیرانی کیصورت میں ادا ہوا تھا کیونکر معلوم ہو سکتا تھا۔

ترجمہ آیت۔ ہم نے آسمان کو اپنے ید قدرت سے بنایا اور ہم غیر معمولی قدرت والے ہیں اور زمین کو ہم نے فرش بنایا پس کیا خوب ہم بچھانے والے ہیں اور ہر شئی میں ہم نے نر و مادہ پیدا کیا ہے تاکہ تم سمجھو سبحٰ الذاریت ۵۱ ۔ کلام ذات ہے۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات میں نر و مادہ کا وجود ہونا ایک نہایت عجیب وغریب بات ہے اور ایسی نادر بات کا اظہار ایک ان پڑھ انسان سے ہو نہیں سکتا اسلئے یہ ماننا پڑیگا کہ قرآن اسی ذات کا کلام ہے جس نے ہر شئی میں نر و مادہ کو پیدا کیا ہے جو سائنس کی حالیہ تحقیق سے بھی ثابت ہو چکا ہے۔

ترجمہ آیت۔ اور میں نے جن وانس کو اس مقصد کیلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کیا کریں سبحٰ الذاریت ۵۱ ۔ کلام ذات ہے رسول عربیؐ اس قوم میں پیدا ہوئے تھے جو پیدائش کا مقصد کھانا پینا عیش وعشرت جوئے بازی۔ شراب خوری۔ زنا کاری۔ مارپیٹ لڑائی جھگڑے لوٹ مار قتل وغارت گری سرکشی و آزادی کو سمجھتی تھی اسلئے کہ اسکے خیال میں انسانی زندگی اسی حد تک ختم ہو جاتی تھی مرنیکے بعد مٹی ہو جانا اور بس ایسی قوم کے ایک فرد کا بطور خود یہ کہنا کہ انسان کا مقصد حیات خدا کی یاد ہے بڑا مشکل امر تھا پس اس لحاظ سے بھی قرآن خدا کیطرف سے ہونیکی دلیل ہے۔

ترجمہ آیۃ ۔ کوہ طور کی قسم اور اس کتاب کی جو نمایاں ورق پر سطور ہے ۔ اور مکان معمور کی اور ارفع چھت کی اور سمندر محصور کی (بھی قسم) کہ بیشک تمہارے رب کا عذاب ضرور ہوکر رہیگا کوئی اس کو دفع نہیں کرسکتا جس روز آسمان بیشتر ہلنے لگیگا اور پہاڑ دوڑنے لگینگے پس اس دن (خدا کو اور اسکے احکام و پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کیلئے جو بیہودگی کے شغل میں مشغول ہیں کیسی مصیبت و رسوائی ہوگی ۱۲ ﷺ طور ۵۲ ۔ کلام خدا ہے ۔ آسمان کا متزلزل ہونا پہاڑوں کا رواں ہونا ایسی باتیں نہیں ہیں جو انسان کے قیاس میں بھی آسکیں پس ایسی صورتیں رسول عربی کے بھی قیاس میں آ نہ سکتی تھیں مگر باوجود اسکے ان حقائق کا بیان کرنیوالے کی بدولت ہے جو خدا کی طرف سے ہونے میں کوئی کلام نہیں رکھتا ۔

ترجمہ آیۃ ۔ پاک باز نیک رو یہ لوگ جنت اور اسکی نعمتوں سے گھرے ہونگے میوہ کھا رہے ہونگے جو ان کو عطا فرمایا انکے رب نے اور انکا پروردگار انھیں عذاب دوزخ سے مامون و محفوظ رکھیگا ۔ ۱۷ ﷺ طور ۵۲ ۔ کلام ذات ہے ۔ انسان فطرتاً حسین چیزوں کو پسند کرتا ہے انہی چیزوں کا صلہ میں دیا جانا ظاہر کیا گیا اور ظاہر ہے کہ فطرۃ انسانی سے خالق جسقدر آگاہ ہوسکتا ہے دوسرا ہو نہیں سکتا یہ فطرۃ شناسی قرآن کے منجانب خدا ہونیکا اچھا خاصا ثبوت ہے ۔

ترجمہ آیۃ ۔ (اے نبی) تو تم ہماری ہدایتوں کا ذکر نصیحت کے انداز سے کئے جاؤ خدا کے فضل سے تم کاہن ہو اور نہ مجنون کیا یہ کفار عرب یہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں ہم انکے معاملہ میں انکی زندگی کے دن پھیر کر موت کو پہنچنے کے منتظر ہیں تم کہدو کہ تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ۳۱ ﷺ طور ۵۲ ۔ کلام ذات ہے ۔ کفار عرب رسول عربی کو کبھی تو کاہن یعنی غیب کی باتیں بیان کرنے والا کہتے اور کبھی مجنون و دماغ خراب و کبھی شاعر کہتے اور اس بات کی تمنا کرتے کہ جلد آپ کا خاتمہ ہوجائے تاکہ اسلام کا جو توحید کے عقیدہ کو زندہ کرنیوالا مذہب تھا آپکے ساتھ خاتمہ ہوجائے لیکن ان کی تمنا کے بر نہ آنے دینے کا طنزاً جواب دلایا گیا ہے اور جو جواب دلایا گیا ہے وہی معقول ثابت ہوا اسطرح کہ اسلام کے مکمل ہونے تک اور قرآن کے پورے طور سے نازل ہوجانے تک آپ کی حیاتِ طیبہ میں کوئی گزند نہ پہونچا ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی اپنی ذاتی کتاب

میں اس بات کا ذکر نہ فرماتے کہ آپ کی قوم آپ کے متعلق کوئی برا خیال رکھتی تھی اسلئے کہ اس سے آپکے منصوبہ میں خلل واقع ہونیکا خوف لگا ہوا تھا ۔

ترجمہ آیۃ ۔ ہاں کیا یہ کافر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس نے خود ہی من گھڑت کر لی ہے قرآن نہیں بلکہ یہ (اسپر خدا کا کلام ہونیکی نسبت اگر) ایمان نہیں لاتے تو انکو چاہیئے کہ اسیطرح کا کلام لے آئیں اگر (یہ اپنے بیان میں) سچے ہیں ۔ تشریح طور ۵۲ کلام ذات ۔ جو لوگ قرآن کی نسبت یہ خیال رکھتے ہیں کہ وہ رسول عربی کا ذاتی ہے انکو یہ دعوت دیجارہی ہے کہ وہ خود اسکے مثال کلام تیار کریں اگر وہ بنالیں تو یہ بات قرین ثابت ہو جائیگی کہ رسول عربی نے بھی اسیطرح بنالیا ہوگا اور اگر یہ لوگ باوجود اپنی زباندانی کے دعوی کے بھی نہ بنا سکیں تو رسول عربی کا بنانا ناممکن ہو جائیگا اس لئے کہ وہ تو کچھ لکھے پڑھے ادیب نہ تھے ۔ آج اس دعوے کو تیرہ سو برس گذرے لیکن کسی عربی و عجمی کی یہ ہمت و جسارت نہ ہوئی کہ اس دعوے کو اپنے کلام سے رد کرتا بہت سارے لوگوں نے کوشش و طبع آزمائی کی لیکن مایوس ہو کر رہ گئے ایک جملہ بھی ایسا بے عیب و شاندار نہ بنا سکے پس قرآن کے اس دعوے کی صداقت اس کے منجانب خدا ہونیکی زبردست ترین دلیل ہے ۔

ترجمہ آیۃ ۔ کیا یہ انسان بغیر خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق آپ ہیں ۔ تشریح طور ۵۲ کلام ذات ہے ۔ کتنا عظیم الشان سوال ہے ۔ یہ ناممکن تھا کہ ایک امی انسان کے جانب سے ایسا سوال پیدا کیا جاتا جس سے دہریت و مادہ پرستی کا قلع قمع ہو جاتا ہے اگر یہ صنعت بطور خود ظہور میں نہیں آسکتی تو اس کے ظہور میں لانے والے کا وجود لازمی ہے گو صانع کا اسم فرضی کچھ بھی رکھ لیا گیا ہو اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی یہ حجت بیان نہ فرما سکتے تھے ۔

ترجمہ آیۃ ۔ (اے نبی) کیا یہ کافر لوگ (تمہارے ساتھ) کوئی برائی کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں (اگر ایسا ہے) تو یہ کافر برائی میں خود آپ ہی گرفتار ہونگے ۔ تشریح طور ۵۲ کلام ذات ہے ۔ رسول عربی کا علم خود اہی سے دریافت فرمایا جارہا ہے تاکہ خطرہ خوف سے آپ کو مطمئن کر دیا جائے اور بجائے آپ کی زندگی کو خطرہ ہونیکے خود کفار کی زندگیاں معرض خطر میں بتلا کر آپ کے دل کو قوی کیا جائے چنانچہ یہی صورت

پیش آئی کفار قریش آپکی جان لینے کے لئے آپکے مکان کا سخت محاصرہ کر لئے مگر باوجود اسکے آپ خیر و خوبی کیساتھ راتوں رات مکان سے نکلکر شہر مدینہ کی طرف چلدئے مدینہ جانیکے بعد دشمنوں نے وہاں تک جاکر حملہ کیا مگر بجز شکست وندامت کے کچھ حاصل نہ کر سکے ہر طرح انہیں کا میرا ہوا پس پیشگوئی کے اثبات سے قرآن کی صداقت عیاں ہوتی ہے

ترجمہ آیت - (اے نبی) اور تم اپنے رب کی مشیت پر صابر بنے رہو - گھبراؤ نہیں کہ تم ہماری خاص نظر شفقت ہے اور تسبیح کئے جاؤ اپنے رب کی حمد کے ساتھ صبح اٹھتے وقت اور رات میں بھی تسبیح کیا کرو اور ستاروں کے پوشیدہ ہونیکے بعد بھی - ۲۶ جج طور ۵۲ = کلام ذات ہے - نہایت گھبراہٹ پیدا ہونیوالے موقعوں پہ پہ صبر کی ہدایت فرمائی گئی ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو اپنے آپ بے سود نصیحت کر لینے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا تھا بلکہ ایسی صورت میں خود آپ کا صبر اسکو قبول نہ کرتا لیکن قرآن کا یہ بیان کہ رسول عربیؐ پر خدا کی خاص عنایت ہے بارہا ثابت ہو چکا ہے اور آپ کی زندگی ہی میں آپکو اپنے تبلیغی مقصد میں وہ کامیابی ہوئی ہے کہ کسی نبی کو نہ ہوئی *

ترجمہ آیت - قسم ہے ستارے کی جبکہ چھپ جائے یہ تمہارے ساتھی راہ سے نہ بھٹکے اور نہ بہکے اور نہ اپنی نفسانی خواہشات کی طمع میں باتیں بناتے ہیں - انکا یہ کلام تو خالص وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے انکو ایک فرشتہ سکھاتا ہے جو بڑا قوی عظیم القوت ہے - پس وہ فرشتہ اصلی ہیئت سے ظاہر ہوا ایسی کیفیت سے افق اعلیٰ پر تھا - پھر وہ فرشتہ نزدیک ہوا (یہاں تک کہ) وہ اتر آیا پس فاصلہ رہ گیا دو کمانوں کے مساوی بلکہ اس سے بھی کم - پھر اللہ نے اپنے بندہ پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل کرنی تھی پیغمبر نے جو دیکھا اسمیں اسکے دل نے اپنی طرف سے کچھ ایزاد نہ کیا - تو کیا تم پیغمبر سے انکی دیکھی ہوئی چیزمیں جھگڑتے ہو - اور اس نے اس فرشتہ کو بیشک دیکھا تھا ایک بار اور بھی (اسی ہی صورت میں) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس (سدرۃ المنتہیٰ) کے قریب جنت الماوی ہے - جب اس سدرۃ المنتہیٰ پر چھا رہا تھا جو کچھ کہ چھا رہا تھا (اس موقعہ پر) نہ پیغمبر کی نظر ہٹی اور نہ بڑھی - اسنے اپنے رب کے بڑے بڑے کمالات قدرت دیکھے - ۲۶ جج النجم ۵۳ = کلام ذات ہے - خدا اپنی مخلوق کو اطمینان دلا رہا ہے کہ قرآن بالکل وحی پر مبنی ہے کوئی بات رسول عربیؐ نے اپنی طرف سے اسمیں شامل نہیں کی ہے

ابتدائی وحی کے وقت جبرئیل جس ہیئت سے نمایاں ہوئے تھے اس کا اظہار کر دیا گیا ہے۔ اگر ایسی عجیب و غریب صورت سے پہلے پہل جبرئیلؑ نہ آتے بلکہ معمولی نورانی صورت میں آتے اور وحی لاتے تو خود رسول عربیؐ کو بھی اسبات کا اطمینان نہ ہوتا کہ وہ جو کچھہ کہہ سنا رہے ہیں وہ خدا کیطرف سے ہے پھر ایسی حالت میں آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو اس مقام پر دیکھا تھا جو ملاءِ اعلیٰ میں مقرب فرشتوں کے پہونچنے کا انتہائی مقام ہے آگے آگے بڑھنے کی انھیں بھی تاب و طاقت نہیں سدرۃ المنتہیٰ پر نورازلی کے چھانے تک کا ذکر ہے بہرحال یہ ایسے اسرار حق ہیں جنکا تخیل بطور خواب کے بھی رسول عربیؐ کے دماغ میں پیدا ہونا محال امر تھا ان واقعات کے لحاظ سے جو انسانی عقل کی دسترس سے باہر ہیں۔ یہ ماننا پڑتا ہے کہ یہ کلام انسانی دماغ کی ایجاد نہیں ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ کہیں انسان کی مراد پوری ہوتی ہے پس خدا ہی کے بس میں ہے آخروی دنیا اور ابتدائی دنیا۔ ع ۲۵ النجم ۵۳ ۔ کلام ذات ہے ہر انسان ہزاروں تمنائیں لاکھوں خواہشات رکھتا ہے لیکن وہ سب کی سب کبھی پوری نہیں ہوتی اسکی صراحت کیگئی ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ بطور خود ایسا قطعی حکم نہ لگا سکتے تھے اسلئے تمام دنیا کے انسانوں کی آرزوں کا علم اور انکے پورا ہونے یا نہ ہونے کا حال آپ کو کسی طرح معلوم ہی نہیں ہوسکتا تھا۔

ترجمہ **آیۃ** (لوگو یہ محمدؐ) بھی پچھلے ڈرانے والے پیغمبروں کیطرح ایک ڈرانے والے پیغمبر ہیں (ہوشیار ہو جاؤ) وہ آنے والی خوفناک چیز قریب آپہنچی کوئی اللہ کے سوا اسکو ٹلانے والا نہیں پھر کیا تم لوگ اس کلام سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم دل لگی کرتے ہو۔ ع ۳ النجم ۵۳ ۔ کلام ذات ہے رسول عربیؐ کو بھی مثل سابقہ پیغمبروں کے بتلایا گیا ہے جنکا کام مخلوق خدا کو خدا کی نافرمانی کرنے سے ڈرانا تھا یہ نہیں کہا گیا کہ وہ تمہارے بادشاہ ہیں۔ مالک ہیں۔ آقا ہیں۔ تمہارا جو کچھ ہے سب کچھہ ان کا ہے۔ اگر ایسا کہا گیا ہوتا تو یہ امر قرآن کے متعلق بدگمانی پیدا کرنے میں مدد و معاون ہوتا اور نہ آپ اپنے ذاتی کلام ہنسی اڑانے والوں کو رونے کی تلقین کرتے اور نہ اس کلام کا مضحکہ کرنیوالوں کو قیامت کی خوفناکی سے خائف کرتے اسلئے کہ ایسا کرنے میں آپ کا کوئی دنیاوی نفع نہ تھا۔

ترجمہ آیۃ۔ قیامت نزدیک آپہنچی اور چاند شق ہو گیا۔ اور یہ لوگ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ٹال

دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا آتا ہے۔ سبح النجم ۵۳ = کلام ذات ہے۔ کفارِ عرب نے رسول عربیؐ سے خواہش کی تھی کہ اگر چاند دو ٹکڑے کر دیا جائے تو وہ انکو سچا رسول سمجھینگے آپ نے خدا سے دعا کی اور وہ مقبول ہوئی جس سے چاند کے دو ٹکڑے نظر آنے لگے یہہ دیکھنے کے بعد کفار نے اسکو جادو پر محمول کر دیا۔ اگر یہ واقعہ صحیح نہ ہوتا تو کفارِ عرب اس کا انکار کرتے اور اسکا اعلان کرتے کہ رسول عربیؐ نے انکی خواہش کی تکمیل نہ کرا سکے بھر حال چاند کی یہ حالت قرب قیامت کی علامت بن گئی اسلئے کہ جتنے بھی پیغمبر گزرے ہیں ان کی امتوں نے بھی ایسا زبردست ناممکن معجزہ طلب نہ کیا تھا۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ بھی سچے نبی نہ ٹھیرتے اور ایسی صورت میں ان سے کسی بھی معجزہ کا اظہار ناممکن ہو جاتا۔

ترجمہ آیۃ۔ ان لوگوں سے پہلے قوم نوحؑ نے تکذیب کی یعنے ہمارے بندہ کی تکذیب کی اور کہا کہ یہہ مجنون ہے اور نوحؑ کو دھمکی دیگئی تو نوحؑ نے اپنے رب سے فریاد کی کہ میں لاچار ہو گیا ہوں مالک تو ظالموں سے اس کا بدلہ لے۔ پس ہم نے آسمانی سمندر کے دروازے اٹھا دیئے جس سے موسلا دھار پانی برسنے لگا اور ہم نے نوحؑ کو تختوں کی میخوں سے جڑی ہوئی کشتی پر جو کہ ہماری نگاہ داشت میں رواں تھی سوار کیا۔ یہ سب کچھ اس ذات کا بدلہ لینے کیلئے کیا گیا جو بے عزت کیگئی تھی۔ اور ہم نے طوفان کے واقعہ کو دنیا کی آینوالی نسلوں کی عبرت کیلئے ذریعہ بنا چھوڑا۔ سبح القمر ۵۴ = کلام ذات ہے۔ نوحؑ کا زمانہ رسول عربیؐ سے ہزاروں برس پہلے کا ہے باوجود اسکے سارا واقعہ اسیطرح بیان کیا جا رہا ہے کہ گویا کل کا آپ کا دیکھا ہوا واقعہ ہے اگر آپ علم تاریخ سے آگاہ ہوتے اور تاریخ میں واقعہ اس تفصیل سے درج ملتا تو کہا جا سکتا تھا کہ آپ نے اسکی نقل کر لی جبکہ ایسا نہیں ہے تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے اور اسی لئے اس واقعہ کا اظہار ہو سکا ہے۔ نیز یہ جملہ کہ آسمانی سمندر کے دروازے اٹھا دیئے نہایت اہمیت رکھتا ہے آسمانی سمندر ابر کو کہا جا رہا ہے۔ ملک عرب میں جہاں رسول عربیؐ پیدا ہوئے تھے کوئی پانی کا بندھ تھا اور نہ اسکے دہانہ کے دروازے تھے جنکو دیکھکر آپ یہ جملہ استعمال کرتے نہ ان عصر جدیدہ کی چیزوں کے متعلق آپ کا یہ محض تخیل خیال کیا جا سکتا پس ایسی صورت میں بھی قرآن

کو خدا کا کلام ماننا پڑھتا ہے جو تمام باتوں کی خبر رکھتا ہے۔

ترجمہ آیۃ ۔ ہم نے انپر زور شور کی ہوا بھیجی ایک سخت نحس دن میں وہ ہوا انسانوں کے پیروں کو زمین سے اکھاڑ کر انہیں اسطرح پھینکتی تھی گویا کہ کھجور کے جھاڑ اکھڑے ہوئے ہیں۔ تریج القمر ۵۴ = کلام ذات ہے۔ عذاب الٰہی کا نزول موافق عقل بتلایا گیا ہے اور کھجور کے جھاڑ سے تشبیہ دیگئی ہے اس لئے کہ وہ شدید ہوا کے جھونکے سے بہ نسبت اور جھاڑوں کے جلد اکھڑ جاتا ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو کیا معلوم ہو سکتا تھا کہ اس قوم کو اسطرح طوفان بپا کر کے تباہ کیا گیا

ترجمہ آیۃ ۔ ہم نے انپر بھیجی ایک خوفناک آواز (تو وہ اس سے ذلیل کرتم ایسے ہوگئے ۔ جیسے کھیت یا کی روندی ہوئی کانٹی کی باڑ۔ تیج القمر ۵ = کلام ذات ہے ۔ عرب میں جہاں رسول عربیؐ پیدا ہوئے تھے نہ کھیتی ہوا کرتی تھی اور نہ اسکے اطراف کانٹی کی باڑ لگائی جاتی تھی باوجود عدم مشاہدہ کے یہ مثال رسول عربیؐ کی دماغی پیداوار نہیں ہوسکتی اسلئے قرآن کو خدا کا کلام ماننا پڑتا ہے چونکہ دنیا کے ان حصوں میں جہاں کھیتی کیجاتی ہے باڑ لگانے کا رواج ہے اور اس سے خدا بخوبی آگاہ ہے اسلئے یہہ تمثیل دیگئی =

ترجمہ آیۃ ۔ ہم نے ان پر برسایا اولوں کا مینہہ مگر لوطؑ کے گھر والوں پر نہیں کیونکہ ہم نے انکو آخر شب میں بچا لیا اپنی طرف سے فضل کر کے اسیطرح ہم اسکو بدلہ دیا کرتے ہیں جو شکر گذار ہوتا ہے ۔ تیج القمر ۵۴ = کلام ذات ہے ۔ ہر ایک قوم کیلئے خدا کا سزا دینا تجویز کرنا نازک بات ہے پھر یہہ کہنا کہ ساری قوم تو تباہ کیگئی لیکن لوطؑ کے گھر والے بچائے گئے ایسا امر ہے کہ جس کا بطور قیاس کہدینا خطرناک صورت رکھتا ہے اسلئے کہ تاریخ دان لوگ اختلاف واقعہ کی صورت میں رسول عربیؐ کے قول کی تکذیب کر دے سکتے تھے پس صدیوں پہلے گذرے ہوئے واقعات کو سوا خدا کے کوئی انسان بلاخوف تردید بیان ہی نہیں کر سکتا اسلئے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کیطرف سے ہے۔

ترجمہ آیۃ ۔ قریب عرصہ میں یہ (کفار) کی جماعت ہزیمت اٹھا کے بھاگ جائیگی ۔ تیج القمر ۵ ۔ کلام ذات ہے ۔ جنگ بدر کی پیشگوئی تھی جو پوری صحیح ہوئی اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو پیشگوئی کا پورا ہونا ممکن نہ تھا۔

ترجمہ آیت۔ ہم نے ہر شئی کو مناسب انداز ے سے پیدا کیا ہے۔ ۵۴ القمر ۴۹: کلام ذات ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو یہ حقیقت اشیاء کا راز رسول عربیؐ کیونکر بیان فرما سکتے تھے جبکہ آپ اس علم سے واقف نہ تھے۔ ہوا۔ پانی۔ حرارت وغیرہ مع انکے مفردہ اشیاء کے ایک اندازہ سے ہی پیدا کئے گئے ہیں اگر مفردہ اشیاء کی مقررہ مقداروں میں کمی زیادتی کر دیجائے تو انکا موجودہ حال ہی بدلجائیگا بہر صورت ان حکمتوں کا علم اگر ہوسکتا تھا کسی ماہر طبیعات کو ہوسکتا تھا نہ کہ ایک ایسی ذات کو جو محض ان پڑھ تھی اور سنی سنائی باتوں سے بھی ان باتوں کا علم حاصل نہ کی تھی۔

ترجمہ آیت۔ بڑے مہربان نے قرآن کی تعلیم (رسول کو) دی اس نے انسان کو پیدا فرمایا اور بات چیت کرنا سکھایا۔ ۵۵ رحمٰن ۵۵: کلام ذات ہے۔ قرآن کی تعلیم کے ذریعہ رسول عربیؐ کو خیر مجسم بنانا مقصود تھا اور آپ کو نمونہ بناکے دنیا والوں کی اصلاح فلاح وبہبود کرانی تھی مخلوق کی بہتری کا خیال خالق ہی کو ملحوظ رہتا ہے نہ کہ کسی اور کو پس اس نظریہ کے لحاظ سے قرآن کا منجانب خدا ماننا ہوگا۔

ترجمہ آیت۔ سورج اور چاند اصول وضابطہ کے تحت کار بند ہیں اور چھوٹے پودے و بڑے جھاڑ سر نیاز جھکاتے ہیں۔ ۵۵ رحمٰن ۵۵: کلام ذات ہے۔ اصول حرکت واضح کیا گیا ہے جو یہہ ہے کہ اگر کوئی جسم فضاء آسمانی میں متحرک کر دیا جائے تو اسیطرح حرکت کرتا رہیگا جب تک کہ کوئی رکاوٹ پیدا نہ کر دیجائے اور اسکی مقررہ چال میں کسی قسم کی ابتری پیدا نہ ہوگی۔ چاند کو تو متحرک مانا جاتا ہے لیکن سورج کو قائم کہا جاتا تھا اور زمین کو متحرک بتلایا جاتا ہے لیکن اب یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ سورج بھی باوجود اس عظیم جسامت کے متحرک ہے۔ تو کہنا پڑیگا کہ قرآن خدا کیطرف سے ہے جب ہی تو ان رازہائے قدرت کا صحیح اظہار آسکے گی ہے ورنہ رسول عربیؐ تو ان علوم سے واقف نہ تھے۔

ترجمہ آیت۔ اس نے انسان کو ایسی مٹی سے جو کھن کھناتی تھی پیدا فرمایا اور جنات کو آگ کے شرارے سے پیدا کیا۔ ۵۵ رحمٰن ۵۵۔ کلام ذات ہے۔ ہر دو مخلوقات کی ترکیب تخلیق ایسے وثوق سے بیان کیگئی ہے گویا وہ خود کا کیا ہوا کام ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اس اطمینان سے بیان نہ فرما سکتے تھے۔

ترجمہ آیت۔ اس نے دو بہنے والے دریاؤں کو آپس میں ملا رکھا ہے اور انکے درمیان حجاب قائم

کر دیا ہے جسکی وجہ وہ ایک دوسرے سے تفوق نہیں پاسکتے۔ ویخ رحمٰن ۵۵ = کلام ذات ہے - یوں تو مجرین ایک مخصوص مقام کو کہتے ہیں جہاں عراق کے دو دریا یعنے دجلہ و فرات ملجاتے ہیں لیکن یہ صورتیں اور دریاؤں میں بھی پائی جاتی ہیں - دجلہ و فرات کے مقام اتصال کے بعد ایک دریا کا پانی ایک پہلو سے اور دوسرے کا پانی دوسرے بازو سے رواں رہتا ہے مگر ایک دوسرے میں مل نہیں جاتا بلکہ اپنی علحدہ علحدہ حیثیت کو برابر قائم رکھتا ہے ایک کا پانی میٹھا ہے تو دوسرے کا کھارا ہے اور یہ امتیاز سمندر میں گرنے تک پوری طرح برقرار رہتا ہے یہی کیفیت دریائے گنگا و جمنا کی ہے۔ گنگا کا پانی سفید ہے تو جمنا کا ہرا دو دھاریں علحدہ رواں رہتی ہیں - ایک دوسری پر زیادتی نہیں کرتی - اسی قسم سے سمندر کی سطح سے نیچے بھی دریا رواں ہیں بحر شمال سے نکلکر بحر اوقیانوس میں آتی ہے اور وہاں ساحل مشرقی امریکہ کی گرم رو سے ملاقی ہوکر واپس ہوتی ہے۔ ایک دوسرے پر تفوق نہیں پاتی ایک دریا آبنائے بیرنگ سے بحرالکاہل میں در آتی اور وہ بھی جاپان کے ساحل سے نکلی ہوئی رو سے ٹکراکر واپس ہوجاتی ہے تحت سمندر جو رو رواں ہے وہ سرد ہے اور اوپر رو گرم ہے ان سے بھی بڑے فوائد ہیں یہی حال سمندر کا بھی ہے کسی کا پانی میٹھا تو کسی کا کھارا - کوئی سفید کوئی سیاہ کوئی سرخ کوئی سبز سب اپنی جگہ قائم ایک دوسرے پر چڑھ نہیں جاتا۔ بحر پیا کے مقام پر سطح سمندر کا پانی کھارا اور نیچے کا میٹھا یوں معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے درمیان میں کوئی حاجز حائل ہے۔ عجیب حکمتیں ہیں اور عجیب قدرتیں جس سے عقل حیران ہوتی ہے گویا کہ یہ دونوں سمندروں یعنے بحر اوقیانوس و بحرالکاہل کی خوش فعلیاں ہیں - مگر ایک سمندر کا پانی دوسرے سمندر میں نہیں ملتا۔ یہ تحقیقات جغرافیہ کی قرآن کے نزول کے بہت بعد کی ہیں اگر سابق کی ہوتیں تو قرآن کا بیان لائق تعجب ہوتا اور نہ قابل تعریف لیکن چونکہ ایسا نہیں ہے اسلئے یہہ کہنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے جو قدرت کے سارے کھیلوں سے آگاہ ہے اس لئے کہ وہ فی الحقیقت وہ اس ہی کے کھیل ہیں۔

ترجمہ آیۃ - جتنی ذاتیں روئے زمین پر پائی جاتی ہیں وہ سب فنا ہونیوالی ہیں اور تمہارے پروردگار کی ذات جو مبداء جلال و اکرام ہے باقی رہیگی۔ ویخ رحمٰن ۵۵ ، کلام ذات ہے۔ خود رسول عربی کو یہ راز فطرۃ بتایا جارہا ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو آن جناب بھی اس راز سے واقف نہ ہوتے

موجودات عالم فنا ان کے ابتدائی حال پر عود کرنا ہے جا ہے وہ جیسا کچھ پہلے رہا ہو۔ یہ کوئی ایسا معمولی مسئلہ نہ تھا کہ رسول عربیؐ باوجود بے علم ہونیکے اس کو جان سکتے۔

ترجمہ آیۃ۔ آسمانوں کے رہنے والے اور زمین پر بسنے والے سب اسی مالک سے مراد یں مانگتے رہتے ہیں ہر روز اسکی ایک نئی شان ہے (جلوہ گری) ہے۔ پ ۲۷ رحمٰن ۵۵۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو یہ بھی نہ معلوم ہو سکتا تھا کہ آسمان میں بھی مخلوق ہیں۔ اور پروردگار عالم کو روزانہ نیا شغل ہے اور نرالے انداز سے اسکی کارفرمائی ہے۔ ایک اُمی ذات بطور خود ان بیش بہا اسرار و حقائق کا بھلا کیا پتہ بیان کر سکتی تھی۔ پس ان غیبی امور سے آگاہ ہونیکی وجہ ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کیطرف سے ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے جنو اور اے انسانو اگر تم سے ہو سکے تو تم آسمان و زمین کے حدود سے باہر ہو جاؤ تم نہیں نکل سکتے بغیر ہماری امداد کے۔ پ ۲۷ رحمٰن ۵۵۔ کلام ذات ہے۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ زمین و آسمان محدود و مقدار کے کرہ ہیں اور ان سے [illegible] خارج ہونا اسلئے محال ہے کہ انکی قوت کشش اجسام کو اپنے اندر ہی محبوس کئے ہوئے ہے۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو قانون کشش کے تاثرات کا علم بھی رسول عربیؐ کو نہ ہو سکتا تھا اجرام فلکی وغیرہ کی قوت کشش کا علم رسول عربیؐ کی بعثت کے زمانہ دراز کے بعد حکیم سر اساک نیوٹن نے حاصل کیا۔

ترجمہ آیۃ۔ ان جنتوں میں نیچی نظروں والی (حوریں) ہونگی جو پہلے ہی سے انسان و جن کے تصرف سے پاک ہونگی۔ پ ۲۷ رحمٰن ۵۵۔ کلام ذات ہے۔ فطرۃ انسانی و مذاق طبعی کے موافق تحفہ کا قرار داد علم النفس کے بہترین عالم سے ہی ہو سکتا ہے نہ کہ ایسی ذات سے جس نے ایک بوڑھی جہاندیدہ بی بی کیساتھ زندگی کا بڑا حصہ گذاری۔ یا غار حرا کی تنہائی میں بسر کی۔

ترجمہ آیۃ۔ گویا کہ وہ یاقوت و مرجان ہیں۔ پ ۲۷ رحمان ۵۵۔ کلام ذات ہے۔ اُن حوروں کی صفات حسن بیان فرمائی جا رہی ہیں کیا کوئی انسانی دماغ ایسی اعلیٰ و ارفع تشبیہات پیدا کر سکتا یا تمثیلات دے سکتا ہے میرے خیال میں تو امر محال ہے پس اس اعتبار سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا ہی کا کلام ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ احسان کا معاوضہ احسان کے سوا اور کیا ہے۔ پ ۲۷ رحمان ۵۵۔ کلام ذات ہے۔ احسان

اخلاقیات کا عطر ہے ۔ بلالحاظ قوم و مذہب محسن کیساتھ بیوفائی غداری نہ کرنا بلکہ احسان وحسن سلوک کے بدلہ میں ایسی قسم کا برتاؤ کرنا انسانی شرافت کی دلیل ہے ۔ اور ایسا پاک سبق دینا خدا ہی کا کام ہے جو سب سے بڑا احسان کرنیوالا ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو ایسی بے نظیر تعلیم اسمیں نہ ملتی ۔

ترجمہ آیۃ ۔ جس وقت کہ لرز جائیگی ساری زمین تھرا کر ۔ اور ریزہ ریزہ ہو جائینگے پہاڑ ٹوٹ کر پس ہو جائینگے مثل خاک و دھول اور تم تین جماعتوں میں تقسیم ہو جاؤ گے ایک دائیں طرف والے ۔ کیسے دائیں ۔ اور ایک بائیں طرف والے ۔ کیسے بائیں ۔ اور ایک سبقت کرنیوالے جو آگے بڑے ہوئے ہیں یہی لوگ مقرب بارگاہ ہیں جو نعمتوں سے پر جنتوں میں ہونگے پ ۲۷ الواقعہ ۵۶ ۔ کلام ذات ہے ۔ علماء طبقات الارض ہی جانتے ہیں کہ پہاڑوں کے گھسنے سے ریت بنتی ہے اور ریتی کے پسنے سے خاک و دھول بنتے ہیں ۔ رسول عربیؐ ان علوم کے تو ماہر تھے نہیں جو ایسی معقول بات کہہ جاتے پس ایسی صورت میں باور کرنا پڑتا ہے کہ قرآن فی نفسہٖ خدا کا کلام ہے ۔

ترجمہ آیۃ ۔ ان کے ہاں ایسے لڑکے جنکا شباب دائمی ہوگا اشیاء کی فراہمی کیلئے متعین رہینگے (انکے لئے) آبخورے و آفتابہ (موجود ہونگے) اور ستھری شراب کے پیالے (بھی) نہ اسکے (استعمال سے) انکو درد سر لاحق ہوگا اور نہ دماغ چکرائیگا (تاکہ وہ ہذیانات نہ بکیں) اور (طرح طرح کے) میوے ہونگے جو انہیں مرغوب ہوں ۔ اور پرندوں کے گوشت (بھی) جن کی وہ خواہش کریں ۔ اور نرگسی چشم حوریں (بھی) مثل و آنکھوں کے ۔ یہ سب کچھ انکے نیک اعمالوں کا بدلہ ہوگا جو وہ کیا کرتے تھے ۔ پ ۲۷ الواقعہ ۔ کلام ذات ہے ۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ رسول عربیؐ نے کبھی شراب بنائی اور نہ بناتے ہوئے دیکھا کبھی پی اور نہ پینے والوں کی صحبت میں رہے پھر شراب کا مقطر ہونا اور اسکے پینے سے سر چکرانا آپ کو کب معلوم ہوا نیز فطرۃ انسانی کے مذاق کے موافق گرویدہ کرنیوالی جن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے کیا وہ آپ کے تخیلات کا نتیجہ ہو سکتا ہے میں کہونگا کہ ہرگز نہیں اسلئے کہ آپ کوئی علم النفس کے ماہر نہ تھے جو جذبات انسانی کے لحاظ سے ان نعمتوں کا گلدستہ تیار فرما لیتے پس ان اٹل وجوہات کی بنا پر کہنا پڑتا ہے کہ قرآن آپ کی تصنیف نہیں بلکہ خالق کا کلام ہے جو ان نعمتوں کے فراہم کرنے پر ہر طرح قادر ہے ۔ پھر لطف یہ ہے کہ یہ چیزیں نیک کرداریوں کا معاوضہ بتلائی گئی ہیں اگر قرآن آپ خود بنا کر خدا کیطرف سے پیش کرتے تو سب سے بڑے بدکردار ٹھیرتے ایسی صورت میں آپ

اپنے کو کس انعام کا مستحق تصور کرتے وہ ظاہر ہے ایسی حالت میں کبھی آپ اس کی جسارت ہی نہ کر سکتے تھے کہ بدکردار بنکے ان بیش بہا انعام و اکرام سے محروم ہو جائیں۔

ترجمہ آیت۔ اچھا ہمیں یہ تو بتاؤ تخم تولید جو تم بوتے ہو اسکو تم بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ جو کچھ تم (زمین میں) بوتے ہو تم اسکو اگاتے ہو۔ یا ہم اگانے والے ہیں۔ بھلا دیکھو تو سہی پانی جو تم پیتے ہو اسکو بادل سے تم برساتے ہو یا ہم برسانے والے ہیں۔ پ۲۷ واقعہ ۵۶۔ کلام ذات ہے عام نظریہ تو یہ ہے کہ منی خون سے بنتی ہے اور اسکو ہمارا جسم بناتا ہے اور درخت زمین اگاتی ہے اس عام خیال کے خلاف یہ خیال پیدا کرنا کہ سب کچھ خالق کرتا ہے ایک امی انسان کی سمجھ میں آنیوالی بات نہ تھی اسلئے یہ خیال راسخ ہو جاتا ہے کہ قرآن خدا کیجانب سے ہے۔

ترجمہ آیت۔ ہاں ہاں ہم قسم کھاتے ہیں چھپے ہوئے ستاروں کی۔ اگر تم جانو تو یہ بڑی قسم ہے بیشک یہ قرآن لائق تکریم ہے۔ جو ایک نہاں کتاب میں مندرج ہے۔ جسکو بجز پاک ہستیوں کے کوئی نہیں چھوتا اتارا ہوا تمام عالموں کے رب کی جانب سے۔ تو کیا تم لوگ اس کلام کو کوئی معمولی چیز خیال کرتے ہو۔ اور اسکی تکذیب کو اپنی روزی ٹھیراتے ہو۔ پ۲۷ الواقعہ ۵۶۔ کلام ذات ہے۔ ماہرین فلکیات کے حالیہ دور کی یہ تحقیق ہے کہ بعض ایسے ستارے فضاء بسیط میں موجود ہیں جنہیں دنیا والوں کی نظریں نہ دیکھ سکیں۔ مگر ان ہی ستاروں کی قسم کھائی جارہی ہے تو کیا جو چیز تمام جہاں والوں کی نظروں سے اوجھل تھی وہ رسول عربی کو نظر آگئی تھی کہ اسکی قسم کھاتے۔ جواب صاف یہی ہوگا کہ نہیں۔ پھر باوجود اسکے اس اطمینان کیساتھ کہنا کہ کوئی اس کا رد ہی نہیں ہو سکتا کیسے آپ سے ممکن تھا۔ بہرحال اب انسان کے اس جان لینے کی وجہ کہ ایسے بھی ستارے موجود ہیں بیشک یہ قسم نہایت اہم ہوگئی ہے اور اسکا اہم ہو جانا ہی قرآن کے منجانب خدا ہونیکی قوی دلیل ہے۔

ترجمہ آیت۔ دیکھو تو جس وقت جان (مرنے والے کی ڈگڈگی میں) آجاتی ہے اور اس کیفیت کو تم دیکھتے بھی ہو۔ اور ہم (گو) اس شخص کے تم سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم یہ دیکھ سکتے نہیں۔ پس اگر تم صاحب قدرت آزاد ہو تو تم اس جان کو جو جسم سے تعلق منقطع کر چکی ہے جسم میں واپس کیوں نہیں لاتے اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو۔ پ۲۷ الواقعہ ۵۶۔ کلام ذات ہے۔ ذات کا قرب بے ذات کے ساتھ واجب الوجود کا وصل

ممکن الوجود کیساتھ اس نزاکت سے بیان سے کیا جارہا ہے کہ عقل حیران ہو جاتی ہے اور جسم انسان ہی نہیں بلکہ وجود انسان ہی محض ایک تصویر خیالی رہجاتا ہے کیا یہ ممکن تھا کہ ایک ایسی ہستی جو ایسی قوم میں پیدا ہوئی تھی جو کہ کثرت کے ماحول میں محبوس تھی ایسے ماحول میں پہنچتی جہاں کہ کثرت کا نام و نشان نہ ہو اور توحید مطلق ہو۔ چاہے دنیا کچھ بھی سمجھے لیکن میرے نزدیک ناممکن تھا بس اس لحاظ سے میں کہتا ہوں کہ قرآن خدا کا کلام ہے رسول عربیؐ کا نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ آیۃ - اول وہی ہے - آخر وہی ہے - ظاہر وہی ہے - چھپا وہی ہے - اور وہ کل اشیاء کی آگاہی رکھنے والا ہے - پ۲۷ الحدید - کلام ذات ہے - بحیثیت خالق ازل سے بھی وہی تھا اور بحیثیت خالق ابد تک بھی وہی رہیگا دوسرا کوئی خالق ہوا نہ ہوگا - اسکی خدائی بصورت صفات کھلی ہوئی اور بحالت ذات چھپی ہوئی اور اسکا علم اس قدر محیط کہ مادہ تک کا انحلال نیز وہ خارج نہ ہو - کیا یہ بیان کسی ایسے انسان کی زبان سے ادا ہو سکتا ہے جس نے کسی آسمانی مذہب رکھنے والے گروہ میں پرورش نہ پائی اور صحبت نہ اٹھائی ہو - انصافاً ٹھنڈے دل سے کہنا پڑیگا کہ نہیں - پھر کیونکر قرآن کے خدائی کلام ہونے سے انکار کیا جا سکتا ہے -

ترجمہ آیۃ - وہی (لائق حمد و ثنا ہے) جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھ دور میں پھر جلوہ گری فرمائی عرش پر - وہ جانتا ہے ان اشیاء کو جو داخل ہوتی ہیں زمین میں یا جو خارج ہوتی ہیں زمین سے اور جو کچھ نازل ہوتا ہے آسمان کیطرف سے اور جو کچھ رجوع کرتا ہے آسمان کیطرف سے اور وہ (خدا) تمہارے ساتھ ہے چاہے تم کہیں بھی رہو اور اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اسکو دیکھ رہا ہے - پ۲۷ حدید - کلام ذات ہے - خدا کی معرفت اور اسکے علم کی وسعت اسکی ہمہ گیری محیط ہونا جو ظاہر کیا گیا ہے وہ ایک امی و بھولے بھالے انسان سے کیسطرح ممکن نہ تھا - زمین میں کیا کیا اشیاء داخل ہوتی ہیں اور کیا کیا خارج ہوتی ہیں آسمان کیطرف سے کیا نازل ہوتی ہیں اور رجوع کرتی ہیں یہ ان لوگوں کو معلوم ہو سکتی ہیں جو علوم سائنس وغیرہ کے عالم ہیں نہ کہ ایسی ذات کو جو مطلق ان پڑھ تھی پس اس حال میں قرآن کے منجانب خدا ہونے کے سوا کوئی دوسری صورت ہو ہی نہیں سکتی

ترجمہ آیۃ - بیشک خیرات دینے والے مرد اور خیرات دینے والی عورتیں اور جو (اسطرح) قرض دیتے ہیں اللہ کو بہتر قرض وہ خیرات کا معاوضہ انکو دو چند ادا کیا جائیگا اور انکے لئے یہ اجر عزت و توقیر کا

مستوجب ہوگا۔ پ۲۷ حدیدؐ۔ کلام ذات ہے۔ خیرات کا فایدہ غریب مفلس انسانوں کو ملتا ہے لیکن پروردگار نے
اپنی رحمت سے اس فایدہ کو اپنی جانب محمول فرمایا ہے تاکہ انسان شوق سے دوسرے بیکس و لاچار بھائی
کی امداد و دستگیری کرکے شیرازۂ تمدن کو استوار رکھے۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو ایسی
حکیمانہ تدبیر فاقہ کشوں کی خاطر رسول عربی بذات خود پیدا نہ کرسکتے تھے۔ اور نہ ایسی نیک ہدایت انکی
کتاب میں مذکور ہوتی اسلئے کہ بدلا ان کو نیک باتوں سے سروکار نہیں ہوتا۔ اور خدا پر بہتان باندھنے آپ کا شیوہ نہ تھا۔
ترجمہ آیت۔ تم خوب سمجھ لو کہ دنیا کی زندگی لہو لعب زینت اور آپس میں باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا
اور مال و اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے آپ کو زیادہ بتلاتا ہے جیسے برسات کا پانی ہے کہ اسکی
پیداوار کاشتکاروں کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ پھر جب وہ سوکھ جاتی ہے تو اسکو زرد پڑی ہوئی دیکھتے ہو پھر
وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخر میں سخت ترین عذاب ہے۔ اور خدا کیطرف سے مغفرت و رضامندی ہے
اور دنیا کی زندگی محض دہوکہ کی ٹٹی ہے۔ تم اپنے پروردگار کی جانب لپکو اور ایسی جنت کیطرف بھاگو جسکی
پھیلائی آسمان و زمین کے دور کے مساوی ہے۔ تیار کیگئی ہے ان لوگوں کیخاطر جو اللہ پر اور اسکے رسولوں
پر ایمان رکھتے ہیں یہ اللہ کا فضل ہے وہ اپنا فضل جس کو چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑا صاحب فضل ہے۔ پ۲۷
الحدیدؐ۔ کلام ذات ہے۔ کس غضب کی بالغ نظری ہے کہ سبز و نظر فریب کھیتی سے دنیا دکھا کر دنیا کی زندگی کو مثال
تبلایا جارہا ہے اور یہ بھی واضح کردیا گیا ہے کہ جو حشر کھیتی کا ہوا کرتا ہے وہی انجام دنیا کی زندگی کا بھی
عقلمندی تو یہی ہے کہ فریب نظر کا دہوکہ نہ کھائیں۔ نیز جنت کی وسعت آسمانوں اور زمین کی وسعت کے
مساوی تبلائی گئی ہے اور یہ ایسے امور ہیں جنکا اظہار ایک ان پڑھ ذات سے کسیطرح ممکن نہ تھا ان حقائق کے
مدنظر یہ ماننا پڑیگا کہ قرآن خدا کیطرف سے ہے۔
ترجمہ آیت۔ پھر انکے بعد اور رسولوں کو یکے بعد دیگرے روانہ کیا اور انکے پیچھے عیسیٰؑ بن مریم کو بھیجا اور ہم نے
انہیں انجیل مرحمت فرمائی اور جن لوگوں نے انکی پیروی اختیار کی انکے دلوں میں مادہ مہر و رحم پیدا کیا اور راہبوں نے
ترک دنیا خود ہی ایجاد کرلیا۔ ہم نے انپر اسکو واجب نہ ٹھیرایا تھا لیکن انہوں نے اللہ کی رضا جوئی کیلئے اسکو
اختیار کیا تھا پر انہوں نے اسکی پوری رعایت نہ کی پس ان میں سے جو لوگ ایمان لے آئے انہیں ہم نے

اس کا اجر دیا۔ اور زیادہ تر حصہ ان لوگوں میں کا افترا پرداز ہے۔ پ۲۷ الحدید ۵۷۔ کلام ذات ہے۔ اولاد باپ کے نام سے یاد کیجاتی ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماں کے نام کیساتھ یاد کیا جا رہا ہے جسمیں دقیق رمز پوشیدہ ہے اگر ایسا نہ کیا جاتا تو اسبات کا اندیشہ تھا کہ اہل قرآن یعنے مسلمان بھی آپ کی ولدیت کے متعلق ایسا ہی حکم کہا جاتے جیسا کہ عیسائی کہاتے ہوئے ہیں۔ ایسی ایسی زبردست پیش بندی رسول عربیؐ سے ممکن نہ تھی دوسرے یہ کہ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو اتنی دور رس بات پر نگاہ ڈالکے مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کرنیکی بھی ضرورت نہ پڑتی اسلئے کہ مسلمانوں کے آپکے بعد گمراہ ہو نے میں آپ کا کوئی ذاتی نقصان تو پڑنے والا نہ تھا حضرت عیسیٰ کے پیرؤوں کی تعریف کیگئی ہے اگر قرآن رسول عربیؐ کی ذاتی کتاب ہوتی تو انہیں آپ اپنے پیرؤوں کی ستائش فرما اور دوسروں کی شکایت جیسا کہ عموماً غیر آسمانی کتابوں میں ہوا کرتا ہے۔

ترجمہ آیت۔ اے رسول۔ کیا تم نے (اسبات پر) نظر نہیں ڈالی کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ تین آدمیوں کے درمیان کوئی مشورہ ایسا نہیں ہوتا کہ جس میں چوتھے ہم نہ ہوں۔ اور نہ پانچ کی یکجائی ایسی ہوسکتی ہے جس میں چھٹے ہم نہ ہوں۔ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زاید (غرضکہ ہر صورت میں) اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے (جہاں ہے) وہ لوگ کہیں بھی ہوں۔ پھر انکو قیامت کے روز انکے کئے ہوئے کام ظاہر فرمائیگا بیشک اللہ کو ہر شئی کا پورا علم ہے۔ پ۲۸ المجادلہ۵۸۔ کلام ذات ہے۔ خدا سے مخلوق کی معیت کا راز فاش کیا گیا ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو قرب خدا و معیت عامہ کا اصول رسول عربیؐ بطور خود نہ فرما سکتے اسلئے کہ آپ کسی پیغمبر کے ہم عصر تھے اور نہ کسی مذہبی پیشوا کے شاگرد تھے جو ایسے نازک ترین مذہبی مسایل سے واقفیت حاصل کرتے۔ اور پھر اپنے استفادہ کا اعادہ فرماتے۔

ترجمہ آیت۔ اگر ہم یہہ قرآن نازل فرماتے کسی پہاڑ پر تو لا کلام تم دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور یہ مثالیں ہم بیان فرماتے ہیں لوگوں کیلئے تاکہ وہ (ہماری باتوں پر غور و فکر) کریں۔ وہ ایسا معبود ہے کہ اسکے سوا اور کوئی معبود ہی نہیں وہ جاننے والا ہے چھپی اور کھلی چیزوں کا وہی بڑا مہربان ہے اور بے اندازہ رحم والا ہے۔ وہ ایسا معبود ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ذیجاہ ہے اسکی ذات سارے عیبوں سے پاک ہے۔ موجب سلامتی و باعث امن و راحت ہے حافظ جزو کل ہے بڑا زبردست صاحب جلیل و بڑا عظمت

والا ہے۔ اللہ لوگوں کے شریک ٹھہرانے سے پاک ہے۔ وہ اللہ ہے (جو) پیدا کرنیوالا ہے۔ موجد (اشیاء) ہے صورتیں بنانے والا مصور ہے۔ اسکے تمام نام پیارے ہیں سب اشیاء اسکی تسبیح کرتی ہیں (زبان حال سے) جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور وہی گراں قدر حکمت والا ہے۔ ۵۹ الحشر۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول عربی سے فرمایا جا رہا ہے کہ یہ قرآن بجائے تمہارے دل و دماغ کے کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اسکی کیا گت بنتی اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا بلکہ رسول عربی کا خود ساختہ کلام ہوتا تو آپ یہ دعوے کرنیکی ضرورت ہی کو محسوس نہ فرماتے نیز خدا اوصاف جس طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں اور اسکی عظمت جلال کا اظہار جن پر شوکت الفاظ میں کیا گیا ہے اسکا امکان بشریت سے ممکن نہیں پس ایسی حالت میں یہ امر یقین کی حد تک پہنچتا ہے کہ قرآن خدا کیطرف سے ہے ترجمہ آیۃ۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں کافروں کا مشق ستم نہ بنایئے اور اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرمائیے بیشک آپ زبردست حکمت والے ہیں۔ ۶۰ الممتحنہ ۶۰۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام تھا جسکو خدا نے اپنی طرف سے پھر بیان فرمایا ہے۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو اس دعاء خلیل کا علم رسول عربی کو کبھی نہ ہوتا ترجمہ آیۃ۔ اے نبی جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس اسلئے آئیں کہ تم سے ان امور پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرینگی اور نہ چوری کرینگی۔ اور نہ فحش کاری کرینگی۔ اور نہ اپنی اولاد کو مار ڈالینگی اور نہ (باندھ) لائینگی کوئی بہتان کہ اسکو اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان افترا کریں اور یہ کہ جائز باتوں میں آپ کی عدول حکمی نہ کرینگی تو ان سے بیعت لے لیا کیجئے۔ اور انکے لئے خدا سے مغفرت طلب کیجئے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ۶۰ الممتحنہ ۶۰۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربی کو ہدایت ہو رہی ہے کہ عورتوں سے ان بد اعمالیوں سے بچنے کا عہد لیں عرب کی عورتوں کی حالت اس کلام سے ظاہر ہو رہی ہے۔ زنا کاری۔ کی اولاد کو کسی شریف کی بتلا کر اسکو پریشان کرنا۔ زنا کرا کے اولاد کو مار ڈالنا۔ چوری کرنا انکے نزدیک معمولی باتیں ہوگئی تھیں مگر اسلام کے بعد ایک لخت ساری خرابیاں محو ہوگئیں اگر قرآن رسول عربی کی کتاب ہوتی تو اسکی ہدایات کا اتنا زبردست اثر قوم کی عورتوں پر نہ پڑ سکتا تھا۔ اور قرآن کا یہ حکم کہ جائز باتوں میں آپکی عدول حکمی نہ کرینگی صاف یہ بتلا رہا ہے کہ آپکے کسی ناجائز حکم کی وہ پابند نہ ہونگی اور یہی ایک چیز قرآن کے منجانب خدا ہونیکی کافی دلیل ہے اگر قرآن آپکی کتاب ہوتی تو کبھی آپ ایسی بات لکھکر اپنے کو جائز احکام ہی کا

کیلئے مجبور و مقید نہ فرمالیتے ۔

ترجمہ آیۃ ۔ اور جب کہا عیسیٰ ابن مریم نے کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے ہاں خدا کا بھیجا ہوا ہوں اسکی صداقت کی تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے توریت ہے اور بشارت دینے والا ہوں تمھیں ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں (اور) انکا نام احمد پھر جب وہ ان لوگوں کے پاس (اپنی نبوت کے ثبوت کی) روشن دلیلیں لائے تو وہ لوگ (ان معجزات کو دیکھکر) کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ پ۲۸ الصف ۶۱ ۔ کلام ذاتہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام اور کفار کا کلام شامل ہے ۔ حضرت ابن مریم کا توریت و انجیل کی صداقت تسلیم کرنا ۔ اپنے کو پیغمبر ثابت کرنے کے لئے معجزہ دکھانا ۔ کفار کا انھیں جادو کہہ کے ٹال دینا ایسے واقعات ہیں جنکی واقع بندی پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی خیال واقعہ نگاری ایسی نہیں جس پر کسی قسم کا اعتراض وارد نہ ہوسکتا ہو ۔ پس اس کلام کا اعتراضات سے پاک ہونا ہی قرآن کے منجانب خدا ہونے کی دلیل ہے ۔ نیز اگر یہ کلام خدا کا نہ ہوتا تو بجائے اس بیان کے کہ "میرے کے بعد آنے والے رسول کا نام احمدؐ ہوگا" رسول عربی اپنی کتاب میں یہ لکھالیتے کہ "عیسیٰ نے کہا کہ میرے بعد آنے والے پیغمبر کا نام محمدؐ ابن عبداللہ ہوگا" اور آپ کے معروف اسم کا اندراج ہی آپ کے مقصد کو زیادہ کامیاب بنا سکتا تھا مگر آپ کا ایسا نہ کرنا ہی آپ کی اور قرآن کی صداقت کا معیار ہے ۔

ترجمہ آیۃ ۔ یہ منکر لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منھ (کی بھاپ سے) بجھا دیں حالانکہ اللہ کو اپنے نور کو کمال ترقی تک پہنچانا منظور ہے اگرچہ یہ کیسا ہی ناگوار ہو کافروں کو پ۲۸ الصف ۶۱ ۔ کلام ذات ہے ۔ اس دعوی کا ثبوت تیرہ سو برس کے منقضی ہو جانے کے باوجود برابر مل رہا ہے ۔ آج بھی دیگر مذاہب کے مبلغ وغیرہ اسلام کے نور کو اپنی غلط بیانیوں سے جو فی الحقیقت اس کے منھ کی پھونک ہے بجھانا چاہتے ہیں مگر وہ نور کسی طرح نہیں بجھتا بلکہ اور روشن ہی ہوجاتا ہے ۔ دعوی ترقی کے وقت تو چند سو نفوس اس نور سے مستفید ہو رہے تھے لیکن اب اس کے کمال کو پہونچنے کی یہ نوبت ہے کہ پچاس کروڑ نفوس اس نور سے منور ہو رہے ہیں ۔ پس کلام کی صداقت ہی اسکے منجانب خدا ہونے کی دلیل ہے ۔ اگر قرآن آپکی ذاتی کتاب ہوتی اور اسلام آپ کا من گھڑت اور خود ساختہ مذہب ہوتا تو نہ قرآن کا کوئی بیان سچا اترتا

اور نہ اسلام کو ایسا فروغ نصیب ہو سکتا تھا بہرحال یہ نور مکہ کے غار حرا سے نکل کر اقصائے عالم پر محیط ہو چکا ہے۔
ترجمہ آیت۔ وہی (حقیقی معبود) جس نے بھیجا اپنے رسول کو دنیا والوں کی ہدایت کیلئے دین حق کیساتھ تا کہ اس دین کو تفوق دیوے سارے ادیان پر گو مشرکین کو یہ ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔ پ ۲۸ الصف ۶۱۔ کلام ذات ہے توحید خالص و مطلق ہیں جو بات دین اسلام کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے سابقہ یا حالیہ مذہب کو میسر نہیں اور یہی بڑا زبردست تفوق ہے آج تک اس کا دامن توحید شرک کی پلیدی سے پاک وصاف ہے اور یہ اسلام کی حیات جاوید کا معمہ ہے اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو اس پیشگوئی کی صداقت کا کوئی ثبوت دستیاب نہ ہو سکتا تھا موجودہ اسلام کی پیدائش سے ہی مخالفین اسکے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اسکو تباہ کرنیکے لئے زور و ر سے بے دریغ کام لے رہے ہیں مگر انہیں سوا شکست فاش و ناکامی کے کبھی کامیابی منہ کا دیکھنا نصیب ہی نہ ہوا۔ بلکہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ اسکے قومی دشمن ہی زبردست دوست نکلے ہیں اور یہ ایسا راز قدرت ہے جو سمجھ میں نہیں آتا۔
ترجمہ آیت۔ اے نبی۔ جب منافق لوگ (وہ اشخاص جنکی ظاہری حالت مسلمانوں ہی کی ہے لیکن باطن میں وہ دراصل کافر ہیں) تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک خدا کے رسول ہیں اور اللہ تو واقف ہی ہے کہ تم رسول خدا ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین جھوٹے دغاباز ہیں ان لوگوں نے اپنی قسموں کو اپنے بچاؤ کیلئے ڈھال بنا رکھا ہے پھر یہ لوگ خدا کی راہ سے روکتے ہیں بیشک انکے یہ کرتوت بہت ہی برے ہیں۔ پ ۲۸ المنافقون ۶۳۔ کلام ذات ہے مصنوعی نمائشی مسلمان اپنی قسموں سے رسول عربی کو مطمئن کر کے در پردہ آپ کی خرابی کے درپے رہا کرتے تھے اور اسلام میں شریک ہونے والوں کو بہکایا و بھٹکایا کرتے تھے اس سے واقف ہونیکے لئے انکی تصویر کا اندرونی رخ نمایاں کر دیا گیا ہے جس سے خود رسول عربی روشناس نہ تھے اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا اور آپ کا کلام ہوتا تو اس تنبیہ اور ہوشیار کرنیکی کوئی ضرورت نہ تھی۔
ترجمہ آیت۔ ان منافقوں کے حق میں مساوی ہے کہ تم انکی مغفرت چاہو کہ نہ چاہو (بہرحال) اللہ انکو ہرگز معاف نہ فرمائیگا بیشک اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔ پ ۲۸ منافقون ۶۳۔ کلام ذات ہے۔ ظاہری مسلمان اپنی پر فریب چالوں سے مسلمانوں کے حق میں مار آستین بنے ہوئے تھے رسول عربی اپنی طبعی ہمدردی و شفقت سے ان ظالموں کیلئے دعا مغفرت فرمایا کرتے تھے اس طرز عمل سے آپ کو منع فرمایا گیا ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے

نہ ہوتا تو آپکو بغرض اصلاح خیال یوں ہدایت دے لینی نہ پڑتی۔

ترجمہ آیت۔ اسنے آسمانوں زمین کو علاوہ ضرورت کیساتھ پیدا فرمایا۔ اور تمہاری شکلیں جو بنائیں وہ نہایت بہتر بنائیں۔ اور اسی کے ہاں لوٹ جانا ہے۔ وہ سب چیزوں سے واقف ہے جو آسمانوں اور زمین میں واقع ہیں اور ان سب امور سے آگاہ ہے جسکو تم چھپاتے ہو یا جنہیں تم علانیہ کر گزرتے ہو۔ اور وہ تو دلوں کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے۔ ع التغابن ۶۴۔ کلام ذات ہے۔ آسمان و زمین کی پیدائش میں جو خوبی ہے اسکا حال وہی لوگ بیان کر سکتے ہیں جو انکے متعلقہ علوم کے جاننے والے ہیں آپ ان لوگوں سے تو نہ تھے پھر کیسے آپ اس کا اظہار کر سکتے تھے نیز دل کی گہرائیوں میں جو باتیں پوشیدہ ہوتی ہیں انکے جاننے کا حال وہی بیان کر سکتا ہے جو فی الحقیقت ان باتوں کو جانتا ہے۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو ان باتوں کا بھی ذکر آپ کی ذاتی کتاب میں نہ ہوتا۔

ترجمہ آیت۔ کافر دعویٰ کرتے ہیں کہ (انہیں) مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا نہ جائیگا۔ آپ کہہ دیجئے کہ خدا کی قسم ضرور بضرور اٹھایا جائیگا پھر تمکو وہ تمام عمل بتلایا جائیگا جو تم نے کیا ہے اور یہ امر اللہ پر آسان ہے۔ ع التغابن ۶۴۔ کلام ذات ہے۔ قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی بھی اپنی قوم کیساتھ ہم خیال ہو جاتے جدید عقیدہ پیدا نہ کر سکتے۔

ترجمہ آیت۔ پس ایمان لاؤ (خدائے واحد پر) اور اسکے رسول پر اور اسکے بھیجے ہوئے نور ہدایت (قرآن) پر اور اللہ ان اعمال سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے۔ ع التغابن ۶۴۔ کلام ذات ہے۔ قرآن کو نور ہدایت بتلایا گیا ہے اور یہ بات حقیقت میں بھی درست ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا بلکہ کسی مفتری کی طرف سے ہوتا تو بجائے نور ہدایت کے اسمیں ظلمت و ضلالت پائی جاتی۔

ترجمہ آیت۔ کوئی مصیبت بغیر خدا کی مرضی و اجازت کے لاحق نہیں ہوتی۔ جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ اسکے قلب کو ہدایت یافتہ بنا دیتا ہے اور اللہ تمام اشیاء سے خوب باخبر ہے۔ ع التغابن ۶۴۔ کلام ذات ہے بظاہر تو انسان دوسرے انسان کو دکھ درد پہنچاتا ہے مگر جب کہ یہ امر خدا کی مشیت کے تابع کر دیا گیا ہو تو پھر بھی کسی سے ممکن نہ رہا یہ اسقدر نازک بات ہے کہ انکا اظہار بطور خود رسول عربی نہ کر سکتے تھے آپ کی قوم تو مصیبت کا باعث بتوں کی ناراضی و خفگی کو جانتے تھے۔ باوجود اسکے ہر بات کو خدائی اجازت پر منحصر

بتلانا قرآن کے منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے۔

ترجمہ آیت ۔ تمہارا مال تمہاری دولت اور اولاد تمہارے لئے ایک آزمائش کی چیز ہے۔ اور اللہ کے پاس اجر عظیم ہے۔ ع التغابن۔ کلام ذات ہے۔ مال و دولت و اولاد کے ذریعہ عبدیت کا امتحان کرایا جاتا ہے اگر انکے خیال میں انسان نہ پھنسا اور اطاعت گزار بندہ ہی رہا تو بڑے معاوضہ کا مستحق ہو گیا جو کہا گیا ہے وہ بالکل درست ہے حقیقت میں یہ ہی اشیاء انسان کو مغرور و نافرمان بنا دیتی ہیں جس کے پاس یہ چیزیں نہ ہوں اس کا امتحان لیا گیا اور نہ وہ کسی بڑے معاوضہ کا سزاوار ٹھہرا۔ بیشک فقیر خدا کو یاد کرے تو کمال کیا ہے البتہ پادشاہ کا باوجود حکومت کی نشہ میں مخمور رہنے کے خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا کمال کی بات ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی یہ نہ بتا سکتے تھے کہ یہ چیزیں امتحان کے لئے دیجاتی ہیں۔

ترجمہ آیت ۔ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کئے سات آسمان اور اسی کے مثل زمین بھی ان سب میں احکام جاری ہوتے ہیں تاکہ تمکو معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر شئی پر قدرت رکھنے والا ہے اور یہ کہ اللہ کا علم ہر شئی کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ع الطلاق ۶۵۔ کلام ذات ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش ایک مادہ سے ظاہر ہو رہی ہے سات آسمانوں کے مساوی زمین کے سات حصے معین کر دیے گئے ہیں چنانچہ موجودہ زمین کے بھی سات بڑے حصے ہو سکتے ہیں۔ جاپان۔ آسٹریلیا۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ شمالی۔ امریکہ جنوبی۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی بطور خود کن معلومات کی بنا پر آسمان کے سات درجے اور زمین کو بھی اس کے مثل بتلا سکتے تھے۔

ترجمہ آیت ۔ اللہ نے مثال دی کافروں کا حال وحشر معلوم ہونیکے لئے نوح کی عورت اور لوط کی عورت کی) یہ دونوں عورتیں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بخت بندوں کے نکاح میں تھیں۔ ان دونوں نے ان دونوں بندوں کا حق زوجیت ضایع کیا یہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلہ میں ان عورتوں کے مطلق کام نہ آسکے اور حکم ہو گیا کہ تم دونوں بھی جاؤ دوزخ میں دوزخیوں کے ساتھ۔ اور اللہ نے مثال بیان فرمائی مسلمانوں کے (شوق عمل حسنہ کیلئے) فرعون کی بی بی کی۔ جب اس بی بی نے کہا کہ اے میرے مالک میرے لئے جنت میں ایک مکان اپنے قرب معیت میں بنا اور مجھکو فرعون اور

اس کی بدسلوکیوں سے نجات بخش اور مجھکو تمام ظالم لوگوں کے ظلم سے محفوظ رکھ۔ اور عمران کی بیٹی مریم کا حال
بیان فرماتا ہے جس نے محفوظ رکھا اپنی شرمگاہ کو (برائی و بدفعلی سے) پس ہم نے پھونکدی اپنی ایک روح
(اسکے پاک جسم میں) اور وہ تصدیق کرتی ہے اپنے پروردگار کے پیغمبروں اور اسکی کتابونکی اور وہ تھی فرماں بردار
بندیوں میں پ۲۸ع۲۰ التحریم ۶۶ - کلام ذات ہے - قرآن جو بڑے بڑے پیغمبروں کی بیبیونکی بدکرداری ظاہر کر رہا ہے
اور فرعون جیسے سرکش بادشاہ کی بیوی کی اور حضرت عیسی علیہ السلام کی والدہ کی تعریف کر رہا ہے
اگر وہ رسول عربی کی کتاب ہوتی تو آپ فطرۃً اپنی والدہ بیٹی اور اپنی بیبیوں کی تعریف کر دیتے اور ان عورتوں
کی شکایت کرتے جنہوں نے آپ کو سخت تکالیف دی تھیں۔ نہ آپ نے اپنی والدہ و بیٹی کی تعریف میں ایک
لفظ بھی سارے قرآن میں کہیں بیان کیا اور نہ ان عورتوں کی مذمت کی جنہوں نے آپ کے راستہ میں کانٹے
بچھائے یا آپ کے جسم مبارک پر چولہوں میں کی گرم راکھ ڈالی اور نماز کی حالت میں آپکی پیٹھ پر اونٹ کی
آنتیں وغیرہ ڈالیں پس اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ قرآن محض خدا کیطرف سے ہے رسول عربی کا ایک
لفظ بھی اپنی طرف سے اس میں مرقوم نہیں۔

ترجمہ آیت - بڑی برکتوں والی ہے وہ ذات یکتا جسکے ید قدرت میں (تمام جہانوں کی) حکومت ہے اور وہ ہر
چیز پر قدرت رکھنے والا ہے جس نے پیدا کیا موت کو اور حیات کو تاکہ تمہاری آزمایش کیجائے کہ کون تم میں
اچھے کام کرتا ہے اور وہ بڑا زبردست بخشنے والا ہے۔ جس نے پیدا کئے سات آسمان درجہ بدرجہ تم خدا کی
پیدا کی ہوئی شئی میں کوئی سقم نہ پاؤگے پس تم پھر نظر دوڑا کے دیکھ لو کہیں بھی تمکو کوئی خرابی نظر نہ آئیگی۔ پھر
بار بار نگاہ دوچار کر کے دیکھو (یقیناً تمہاری) نظر شرمندہ ہو کر پلٹ آئیگی۔ پ۲۹ع۱ الملک ۶۷۔ کلام ذات ہے۔ مقصد
حیات نیک عملی بتا رہا ہے۔ اگر قرآن رسول عربی خود بنا کر اسکو خدا کا ظاہر کرتے تو وہ مقصد حیات کے خلاف عمل
خود کرتے اور یہ بات شرافت نفس و دانائی سے بعید تھی۔ آپ دنیاوی معاملات میں نفس کے بیحد شریف تھے اور
عقلمند بھی تھے پس اس لحاظ سے یہ ممکن نہ تھا کہ آپ اپنے مقصد حیات کو خود جان بوجھ کر یوں تباہ کر لیتے اسکے
علاوہ آپ یہ دعوے کیسے کر سکتے تھے کہ آسمان کی بناوٹ میں حتی کے ہر ایک چیز کی بناوٹ میں کسی قسم کا بگاڑ نہیں ہے
اسلئے کہ آپ حقیقت اشیا کے بھیدوں کا تو علم حاصل کئے نہ تھے لہذا یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن اس ذات

کی طرف ہے جو تمام اشیاء کا موجد اور انکے حسن و خوبی سے خوب واقف ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ اے رسول۔ تم کہدو کہ وہ بڑا مہربان ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں بس قریب ہی میں تمکو معلوم ہو جائیگا کہ کون کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہے۔ پ ۲۹ الملک ۶۷۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول عربی کو تعلیم دیجا رہی ہے اگر قرآن آپکی کتاب ہوتی تو اسکی نوبت نہ آتی مہربان ہی بھروسہ کے قابل ہوتا ہے قرآن کے نزول کے تھوڑے عرصہ بعد ہی کفار نے اپنی تباہی و ذلت سے معلوم کر لیا کہ وہ ناحق پر ہیں اور اس پیشگوئی کا پورا ہونا بھی قرآن کے منجانب خدا ہونیکی بین دلیل ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ قسم ہے اس قلم کی (جس نے ازل سے ابدتک کی ساری مشیت خدائی کو قلمبند کر دیا) اور ان (فرشتوں) کے لکھنے کی (جو دفتر اعمال کے منتی ہیں۔ (اے رسول) تم اپنے خدا کے فضل سے مجنوں نہیں ہیں۔ اور بیشک تمہارے لئے (ہمارے ہاں) ایسا اجر مقرر ہے جو ختم ہونیوالا ہی نہیں اور بیشک تم بڑے اخلاق والے ہو۔ پ ۲۹ قلم ۶۸۔ کلام ذات ہے۔ کفار عرب رسول عربی کو دیوانہ کہتے تھے اور آپ بھی اپنے غیر معمولی حالات اور ساری قوم سے جداگانہ خیالات کی بنا پر شبہ میں پڑ جاتے تھے اور ان لوگوں کے طعنوں تشنوں سے غمگین ہو جاتے تھے اس بے کلی کے رفع کرنیکے لئے یہ اطمینان دلایا گیا ہے تاکہ وسواس پیدا نہ ہو اور اسکے ساتھ ہی اجر عظیم کی بشارت دیگئی اور اخلاق حمیدہ کی تعریف کر کے مستعد کار بنایا گیا ہے جو نہایت حکیمانہ تدبیر ہے ایسی بہترین و زبردست تدبیر کے ایجاد کی رسول عربی کو کیا ضرورت پڑتی تھی نیز آپ کی جیسی شرمیلی ہستی کیلئے یہ ناممکن تھا کہ اپنے اخلاق کی آپ تعریف کرتی۔ پس ان اعتبارات سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کیجانب سے ہی ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ اے رسول، تم (توحید کے) جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانو وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم تبلیغ اسلام میں سست پڑ جائیں تو یہ بھی (اسکی مدافعت) میں ڈھیلے پڑ جائیں تم ایسے شخص کا کہنا نہ مانو جو بیجا قسمیں کھاتا ہے۔ کم وقعت ہے طعنے دینے والا ہے چغلیاں کھاتا پھرتا ہے نیک عمل سے منع کرتا ہے حد سے گذر نے والا ت گناہ کا مرتکب ہونیوالا ہے۔ بدمزاج ہے اسکے سوا مجہول النسب بھی ہے اس وجہ سے کہ وہ مال اور اولاد رکھتا ہے جب ہماری (قرآنی) آیتیں اسکے سامنے پڑھکر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو سابق کے لوگوں سے نقل ہوتی چلی آ رہی ہیں ہم قریب میں اسکی ناک پر داغ لگائینگے۔ پ ۲۹ القلم ۶۸۔ کلام ذات ہے۔ جو ولید نامی

کافر سے متعلق ہے اسکو اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ والد الحرام ہے یہ قصہ سنکر ماں سے دریافت کیا وہ اس بات کا اعتراف کی کہ شوہر نامرد ہونیکی وجہ سے اس نے دوسرے مرد سے تعلقات پیدا کر لئے تھے جسکی وجہ ولید پیدا ہوا تھا اپنے متعلق راز کی بات معلوم کرکے وہ حیران رہ گیا جب بدر کی جنگ ہوئی اور یہ مسلمانوں کے ساتھ لڑا تو اسکی ناک پر کاری زخم لگا جسکی وجہ سے صورت بدنما ہو گی غرض کہ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کو بھی اس بد اصل شخص کا حال معلوم نہ ہوتا نیز اسکی ناک پر داغ لگنے کی پیشگوئی بھی پوری نہ ہوتی۔

ترجمہ آیت ۔ کیا ہم سر تسلیم جھکانے والوں کے برابر سرکشی کرنیوالوں کو کر دینگے تمھیں کیا ہو گیا۔ تم کیا حکم لگاتے ہو۔ ﴿۳۵﴾ القلم ۶۸۔ کلام ذات ہے۔ یہ سچ ہے کہ نیک کردار لوگوں کے مساوی بداعمال کرنیوالے ہو نہیں سکتے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو اسمیں مسلمانوں کی تعریف اور کافروں کی شکایت نہ کیجاتی اسلئے کہ خود رسول عربیؐ سر تسلیم خم کرنیوالوں کی تعریف میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔

ترجمہ آیت ۔ اے نبی تم ہو اور انہیں جو اس کلام کو جھٹلایا کرتے ہیں (اپنے حال پر) رہنے بھی دو ہم انکو آہستہ لیے جا رہے ہیں اسطرح پر کہ انکو خبر بھی نہیں اور انکو ڈھیل دیتے ہیں بیشک ہماری تدبیر بڑی پائیدار ہے۔ کیا تم ان سے کچھ معاوضہ طلب کرتے ہو کہ وہ اس تاوان کے بوجھ سے دبے جاتے ہیں یا ان کے پاس علم غیب ہے کہ یہ لکھ لیا کرتے ہیں، تو تم اپنے رب کی مرضی کے موافق صبر کرو۔ مچھلی والے کی طرح (بھولے) نہ ہو جاؤ۔ جبکہ انھوں نے فریاد کی اور اندوہ غم سے بھرے تھے۔ اور اگر انکو نہ سنبھالتی تمہارے رب کی نوازش تو وہ بے سایہ میدان میں بدحالی کے ساتھ ڈالے جاتے۔ ﴿۴۹﴾ القلم ۶۸۔ کلام ذات ہے۔ حضرت یونسؑ کے واقعہ کیطرف توجہ دلا کر رسول عربیؐ کو جلد بازی نہ کرنے اور صبر کرنیکی ہدایت فرمائی جا رہی ہے جب کفار قرآن کے خدا کا کلام ہونیسے انکار کرتے لگے اور اسکو جھٹلائے تو رسول عربیؐ کو بیحد صدمہ ہوا اس پر سمجھایا گیا کہ یہ ہمارا اور انکا معاملہ ہے آپ کو بلا وجہ کڑھنے کی ضرورت نہیں اور یہ بات بھی واجبی ہے۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ حضرت یونسؑ کی مثال دیکر یوں دلکو سمجھا نہ لیتے۔

ترجمہ آیت ۔ اور کافر جب قرآن سنتے ہیں تو اپنی غضبناک نظریں ڈالکر تمھیں پریشان کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہے اور درحقیقت یہ قرآن تمام جہان کیلئے نصیحت ہے۔ ﴿۵۲﴾ القلم ۶۸۔ کلام ذات ہے

رسول عربیؐ سے خطاب ہے۔ نہایت لطیف پیرایہ میں باور کرایا جا رہا ہے کہ جو کلام آپ پر نازل ہوا ہے وہ تمام جہان کی نصیحت و اصلاح کے لئے ہے اور ایسا اہم کلام محض انسان پر کیونکر نازل ہو سکتا ہے بہرحال آپ کو جس طرح مطمئن کیا جا رہا ہے وہ خود اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ قرآن خدا ہی کی طرف سے ہے۔ اگر آپکا ذاتی کلام ہوتا تو اطمینان دہی کا یہ طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ اور نہ آپ اپنے کلام ہی سے یہ بات عام کرتے کہ آپ کی قوم آپ کو دیوانہ جانتی تھی اس لئے کہ ایسا بیان کرنے سے دوسری قوموں پر اس کا برا اثر یوں پڑ سکتا تھا کہ وہ بھی آپ کو دیوانہ سمجھکر آپ کی تعلیم پر کوئی التفات نہ کرتیں لیکن چونکہ قرآن خدا کا کلام تھا اس لئے کسی بات کو پوشیدہ نہ کیا گیا۔

ترجمہ آیۃ۔ پھر جب صور میں ایک مرتبہ پھونک ماری جائیگی اور زمین و پہاڑ اٹھالئے جائینگے پھر دونوں ایک ہی بار میں پرزے پرزے کر دئے جائینگے تو اس روز ہونے والی چیز (قیامت) ہو کر رہیگی اور آسمان پھٹ جائیگا اور وہ اس روز بالکل بودا ہوگا اور فرشتے اس کے کناروں پر ظاہر ہونگے اور تمہارے رب کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہونگے جس روز تم پیش کئے جاؤگے تمہاری کوئی بات چھپی نہ رہیگی۔ پ۲۹ع۱ الحاقۃ ۶۹ – کلام ذات ہے۔ زمین کا چورچور ہونا۔ آسمان کا پھٹنا سب کچھ ہو سکتا ہے اگر اجرام فلکی کی قوت کشش کا نظام درہم برہم ہو جائے اور یہ کسی قسم سے بھی خلاف عقل نہیں لیکن اس کا اظہار ایسی ہستی سے جو محض ان پڑھ ہو نہیں ہو سکتا تھا پس ایسی صورت میں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے۔ اور جب ہی تو ایسی عجیب غریب باتوں کا ذکر اس میں کیا گیا ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ تو ہم قسم کھاتے ہیں ان اشیاء (کائنات کی) جنھیں تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی بھی جنکو تم نہیں دیکھتے۔ کہ یہ قرآن ایک بلند مرتبہ فرشتہ کا لایا ہوا ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ تم بہت کم لوگ اس کی صحت کو باور کرتے ہو۔ اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے تم بہت کم غور کرتے ہو۔ رب العالمین کیجانب سے بھیجا ہوا ہے۔ پ۲۹ع۲ الحاقۃ ۶۹ – کلام ذات ہے۔ کلام شاعر کا اس لئے نہیں کہ آپ شاعر نہ تھے اور نہ کاہن تھے۔ کائنات عالم میں بہت ساری اشیاء ایسی ہیں جو ہمکو نظر نہیں آتیں چنانچہ قطب شمالی و قطب جنوبی کے قریب کے ستارے نظر نہیں آتے سیاروں کے طوابع نظر نہیں آتے اور دوسرے عالم کا

جو نظامِ شمسی ہے وہ ہمیں نظر نہیں آتا حالانکہ وہاں کے سورج کو ہمارے سورج سے بڑا باور کیا گیا ہے۔ یہ عجائباتِ قدرت جو فی زمانہ دوربینوں کی وساطت سے تحقیق ہوئی ہیں اور ہو رہے ہیں ان کے متعلق تیرہ سو سال قبل ہی ذکر کر دیا گیا ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ ان حقائق کا مطلق اظہار نہ کر سکتے اس لئے کہ اس وقت تک یہ چیزیں معلوم ہی نہیں ہوئی تھیں۔

ترجمہ آیۃ۔ اور اگر یہ (رسولِ عربیؐ) ہماری ذمہ کوئی باتیں بنا لاتے تو ہم ان کا سیدھا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ہم ان کی رگِ گردن کاٹ دیتے۔ مگر تم میں کوئی شخص انہیں سزا سے بچانے والا نہ ہوتا اور درحقیقت یہ قرآنِ پاک بازلوگوں کیلئے نصیحت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے اکثر اس کلام کو جھٹلانے والے ہی ہیں اور یہ کلام کفار کے حق میں باعثِ حسرت ہے اور بلاشبہ قرآن لائق حق الیقین ہے۔ پس تم اپنے رب کی پاکی بیان کیا کرو۔ ع۲ الحاقۃ ۶۹ - کلامِ ذات ہے۔ اگر قرآن رسولِ عربیؐ کا کلام ہوتا تو آپ اس کو ہرگز خدا کا نہ بتلاتے اس لئے کہ اس الزام سے جو ذمہ داری عاید ہوتی اور جو سزا بھگتنی پڑتی اس کا کافی احساس آپ رکھتے تھے اور بظاہر دنیا والوں کو اس طرح کا دھوکہ دینے میں آپ کا کوئی دنیاوی مفاد بھی نہ تھا پس اس اعتبار سے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ (اے نبی) پس تم صبر کیجئے۔ صبر بھی ایسا کہ جس میں گلہ شکوہ کا مطلق لگاؤ نہ ہو۔ ع۱ معارج کلامِ ذات ہے۔ اگر قرآن رسولِ عربیؐ کا کلام ہوتا تو اس طرح صبرِ عظیم کی تلقین اپنے آپ کو کر لینے سے نتیجہ ہی کیا تھا اب دیکھنا یہ ہے کہ اس ہدایت پر آپ عمل بھی ہوئے کہ نہیں۔ اس کا جواب تاریخ دیتی ہے کہ برابر ہوئے اور آخری دم تک ہوئے نہ اپنے والوں کا گلہ کیا اور نہ غیر کا شکوہ۔ راضی بہ رضا کام کئے گئے اور اس کو تکمیل کو پہنچایا۔ بنا بریں یہ ماننے بغیر چارہ نہیں ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے تھا آپکا فرضی کلام ہوتا تو اس کٹھن منزل میں آپ کے پیر اکھڑ جاتے۔

ترجمہ آیۃ۔ بیشک انسان بودی طبیعت کا پیدا کیا گیا ہے جب اسکو مصیبت تنگدستی پہنچتی ہے تو گھبرا جاتا ہے اور جب مرفع الحالی نصیب ہوتی ہے تو بخالت کرتا ہے۔ مگر وہ لوگ جو نمازی ہیں اور نماز پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور جنکے مال میں خیرات مانگنے والے کا اور رہا محتاج کا حصہ مقرر ہے

(وہ ایسی بُری عادات سے بری ہیں) پ۲۹ المعارج - کلام ذات ہے - تمام عالم کے انسانوں کے متعلق بطور کلیۃ متذکرہ صدر حکم لگانا کوئی معمولی بات نہ تھی طبیعت انسانی کی سچی تصویر وہی مصوّر کھینچ سکتا تھا جو انسان کی ہستی کا موجد ہو پس اس لحاظ سے قرآن کو خدا کا کلام ماننا پڑتا ہے -

ترجمہ آیۃ - اور وہ لوگ جو زنا کاری نہیں کرتے البتہ اپنی منکوحہ یا مملوکہ عورتوں سے صحبت کرتے ہیں) انپر کچھ الزام نہیں پھر جو کوئی ان جائز (عورتوں کے سوا) اور کا خواہشمند ہو تو وہی لوگ حد شرعی سے باہر ہو جانے والے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں (کی حفاظت) کا خیال رکھتے ہیں اور اپنے وعدوں کا ایفاء کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی گواہی کی صداقت پر قائم رہتے ہیں اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں (یہاں) وہ لوگ باغوں میں رہینگے عزت کے ساتھ - پ۲۹ المعارج - کلام ذات ہے - غیر بیوی سے صحبت نہ کرنا - لوگوں کے رکھائے ہوئے مال کو حفاظت رکھکر واپس دینا - اپنے وعدہ کو پورا کرنا - جتنے بار پوچھی جائے سچی شہادت دینا نہایت پاکیزہ صفات ہیں مستحسن صفات کی توصیف اس صورت میں قرآن میں نہ ملتی جبکہ وہ رسول عربی کا ذاتی کلام ہوتا اسلئے کہ آپ اپنے ذاتی کلام کو خدا کا کلام بتلانے کی صورت میں نیک بختوں میں شمار نہ کئے جاسکتے تھے اور بد لوگ نیک باتوں کی ہدایت نہیں کر سکتے اور اگر سنی سنائی باتوں کا ذکر کریں بھی تو خود انپر عمل نہیں کر سکتے - لیکن جتنی نیک خصائل کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ ساری رسول عربی میں بدرجۂ اتم موجود تھیں اور انکا عمل کرنا ہی قرآن کے منجانب خدا ہونیکی بیّن دلیل ہے -

ترجمہ آیۃ - تمکو کیا ہوا کہ تم اللہ کے وقار کے معتقد نہیں ہو حالانکہ اس نے طرح طرح سے (ترقی دیتے ہوئے) پیدا فرمایا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ نے کیونکر بنائے ہیں سات آسمان نیچے اوپر تہ بہ تہ اور ان میں چاند کو نورانی بنایا اور سورج کو روشنی دینے والا اور اللہ نے تمکو زمین سے پیدا فرمایا ایک خاص طریقہ پر پھر تم کو لوٹا کر اسی زمین میں لیجائیگا اور تمکو (پھر زمین سے) باہر نکالیگا پ۲۹ النوح - رسول عربی طبیب تھے اور نہ سائنس کے ماہر ایسی صورت میں انسان کے رحم مادر میں تغیر پذیر صورتیں اختیار کرتے ہوئے پیدا ہونیکا حال آپ کو کیوں کر معلوم ہو سکتا تھا نیز انسان منی سے ایک خاص طریقہ پر پیدا کیا جاتا ہے - طریقہ پیدائش یہ ہے کہ زمین سے اناج پیدا ہوتا ہے جسکو انسان کھاتا ہے اس سے خون بنتا ہے خون سے منی اور منی کے

اور ان کیڑوں سے انسان بہرحال یہ وہ باتیں ہیں جن کی تحقیق علوم جدیدہ کی بدولت ہوتی ہے اگر ان امور کا ذکر تیرہ سو برس پہلے قرآن میں ایک ان پڑھ ہستی نے کر دیا ہو تو اسکو سوائے خدا کا کہا نہ جائے تو اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

ترجمہ آیۃ ۔ نوحؑ نے کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہا نہ مانا اور ایسے آدمیوں کی پیروی کی کہ جنکے مال اور اولاد نے نقصان ہی زیادہ پہنچایا اور جنہوں نے گہری گہری چالیں چلیں اور جنہوں نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ چھوڑنا ودّ کو اور سواعؔ کو اور یغوثؔ کو اور یعوقؔ کو اور نسرؔ کو اور ان لوگوں نے بے حساب آدمیوں کو گمراہ کر دیا اور ان ظالموں کی گمراہی میں زیادتی ہی فرما دیجئے

پچ النوحؑ ۔ نوحؑ نے کہا کلام ذات ہے ۔ پھر حضرت نوحؑ کا کلام اور آپ نے اپنی قوم کے کلام کا اعادہ فرمایا وہ کلام اور پھر آپکا کلام شامل ہے ۔ حضرت نوحؑ آدم ثانی ہیں جنکی اولاد بعد طوفان دنیا میں پھیلی اور بسی ہے آپکا زمانہ رسول عربیؐ کے زمانہ سے صدیوں پہلے گذرا ہے باوجود اسکے آپکے کلام کو اسطرح دہرایا گیا ہے گویا کہ کل سنا تھا اور قوم نوحؑ کے بتوں کے نام تفصیل سے بتلائے گئے ہیں جنکے ناموں سے خود کفار مکہ بھی واقف نہ تھے اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسول عربیؐ بطور خود ان واقعات کا علم کیونکر حاصل کر سکتے تھے اور کیسے ان کا اظہار کر سکتے تھے ۔ تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ ان بتوں کے مجسمے مختلف صورتوں کے تھے ۔ چنانچہ ودّ کا بت مرد کی صورت کا سواعؔ کا بت عورت کی صورت کا ۔ یغوثؔ کا شیر کی صورت کا ۔ یعوقؔ کا گھوڑے کی صورت کا نسرؔ کا کرگس کی صورت کا تھا اور ان معبودانِ باطل کی قوم نوحؑ پر حکومت تھی ۔

ترجمہ آیۃ ۔ اور نوحؑ نے کہا نے کہ اے میرے پروردگار کافروں میں سے روئے زمین پر ایک رہنے والا بھی نہ چھوڑنا اگر تو انہیں چھوڑیگا تو گمراہ کرینگے تیرے بندوں کو اور انہیں فاجر و کافر اولاد پیدا ہوگی ۔ اے میرے رب بخش دیجئے مجھے اور میرے ماں اور باپ کو اور جو بحالت ایمان میرے گھر میں داخل ہوا اسکو اور تمام با ایمان مردوں اور ایماندار عورتوں کو ۔ اور ان ظالموں کی تباہی اور زیادتی کیجئے ۔ پچ النوحؑ ۔ اور نوحؑ نے کہا ۔ کلام ذات ہے ۔ باقی کلام حضرت نوحؑ اور دعائے حضرت نوح علیہ السلام ۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس کلام کا اظہار رسول عربیؐ نہ فرما سکتے ۔ طوفان سے پہلے جو لوگ آپکی کشتی میں سوار ہونے کے لیے آپکے دولت خانہ میں پناہ لئے تھے ان سب کی آپ نے مغفرت چاہی تھی جو قبول ہوئی ۔

ترجمہ آیۃ۔ (اے نبی) تم کہدو کہ میری جانب وحی کی گئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر (اپنی قوم میں جاکر کہا) کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو سچے مذہب کا نیک راستہ تبلاتا ہے۔ پس ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک مقرر نہ کرینگے اور ہمارے پروردگار کی بڑی ارفع و اعلیٰ شان ہے۔ اس نے کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد۔ اور ہم میں جو لوگ بے وقوف ہیں وہ اللہ کی شان میں جھوٹی افترا پردازی کیا کرتے تھے اور ہمارا یہ خیال تھا کہ انسان اور جنات خدا کے متعلق کوئی بات جھوٹ نہ کہیں گے اور بہت سے لوگ آدمیوں میں ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے بعضوں کی پناہ لیا کرتے تھے پس ان آدمیوں نے جنات کے غرور کو اور بڑھادیا اور ان آدمیوں کا بھی ایسا ہی خیال تھا جیسا کہ تم نے خیال کر رکھا تھا کہ خدا دوبارہ زندہ نہ کریگا کسیکو اور ہم نے آسمان کی تلاشی لی تو ہم نے اس کو سخت نگرانی کرنیوالوں سے اور شعلوں سے معمور پایا اور ہم نے آسمان کے ٹھکانوں میں سننے کیلئے جاکر بیٹھا کرتے تھے لیکن اب جو کوئی سننا چاہتا ہے تو اپنے لئے ایک انگارہ کو تیار پاتا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کچھ تکلیف پہنچانی منظور ہے زمین کے رہنے والوں پر یا ان کے رب نے انکو ہدایت فرمانیکا ارادہ فرمایا ہے اور ہم میں بعض نیک ہیں اور کچھ اور قسم ہیں ہم مختلف طریقوں پر تھے اور ہم نے جان لیا ہے کہ زمین میں اللہ کو ہرا نہیں سکتے اور نہ بھاگ کر اسکو ہرا سکتے ہیں اور ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی تو ہم نے اسکا یقین کرلیا پس جو شخص اپنے رب پر ایمان لائیگا تو اسکو نہ کسی نقصان کا خوف ہوگا اور نہ کسی زیادتی کا اور ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض ہم میں بے راہ ہیں۔ پس جو مسلمان ہوگیا اسنے تو بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا۔ ۱-۱۹
الجن۔ کلام ذات ہے۔ جنوں کا وہ کلام جو انہوں نے رسول عربیؐ سے قرآن سنکر اپنی قوم میں سارا قصہ کہہ سنایا تھا شامل ہے۔ خود رسول عربیؐ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ تم کفار سے کہو کہ جنات کا قصہ مجھے وحی کے ذریعہ معلوم کرایا گیا ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اس واقعہ کو کیونکر تراش لیتے جنوں کے کلام میں ان کے مختلف مذاہب پر کاربند ہونیکی صراحت پائی جاتی ہے اور بعض ایسی عجیب و غریب باتیں ہیں جو انسانی تخیلات سے بالاتر ہیں اسلئے وہ رسول عربیؐ کی ذاتی جدت ہو نہیں سکتی۔

ترجمہ آیۃ۔ اے چادر اوڑھنے والے (نبی) (بغرض ادائی عبادت) کھڑے رہا کرو رات کو مگر تھوڑی

(یعنی) آدھی رات (تک) یا کم لو اسمیں تھوڑا حصہ یا زیادہ کرلو اس پر (بہر صورت تمہیں اختیار ہے) اور (دوران نماز میں) قرآن کو ٹھہرا ٹھہرا کر صاف (سمجھ میں آئے جیسا) پڑھا کرو۔ہم قریب میں تم پر ایک بھاری بھرکم (ذمہ داریوں) کا کلام ڈالینگے۔ بلاشبہ رات کی بیداری نفس کو زیر کرنیکا سخت (آلہ ہے) اور اس وقت کی دعا بھی اچھی طرح (مقبول) ہوتی ہے بیشک تمکو دن میں تو بڑی مشغولیت رہتی ہے۔ اور یاد کرتے رہو اپنے رب کی اور سب سے ٹوٹ کر اسکی جانب لو لگالو (تمہارا مالک) پروردگار ہے مشرق اور مغرب کا کوئی لائق عبادت نہیں اسکے سوا بس تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔ پ۲۹ المزمل۔ کلام ذات ہے۔ یہ ساری ہدایات رسول عربیؐ کی ذات سے متعلق ہیں اگر آپ قرآن کے مصنف ہوتے تو کیوں یہ ذمہ داریاں اپنے سر عاید کرلیتے اور اگر لوگوں کے دکھانے کیلئے ایسا کیا بھی جاتا تو اسکی تعمیل آپ سے نہ ہوسکتی اسلئے کہ نفس انسانی اپنی ضمیری نیک ہدایات پر کاربند ہوتے نہیں دیتا اگر بجبر پابندی کیجائے تو وہ چند روزہ رہتی ہے مداومت نہیں ہوسکتی بخلاف اسکے کسی قوت والی ہستی کی جانب سے کوئی حکم دیا جائے تو انسان بسروچشم اسکی تعمیل پر آمادہ رہتا ہے اور ایسا کرنے میں اسکو ایک قسم کی مسرت ولذت بھی حاصل ہوتی ہے چنانچہ ان تمام احکام کی تعمیل نہایت شوق ودلچسپی کیساتھ رسول عربیؐ نے دم واپسیں تک کی اس سے خود یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ قرآن منجانب خدا ہے جب ہی تو آپ نے اسکے احکام کی پوری پوری تعمیل کی۔ اور خاص بات تو یہ ہے کہ ذوق تعمیل گھر میں اور باہر اور ظاہر اور پوشیدہ ہر حالت میں یکساں رہا اگر آپ قرآن کو خدا کا کلام نہ جانتے بلکہ اپنا تو معاملہ دگرگوں ہوتا یعنے ظاہر کچھ اور باطن کچھ رہتا۔

ترجمہ آیت۔ اے لحاف اوڑھے (سونے والے نبی تیرے لئے سونا زیبا نہیں) اٹھ ڈرا (لوگوں کو عذاب آخرت سے) اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر۔ اور اپنے کپڑے پاک وصاف رکھ۔ اور ناپاکی سے دور رہ۔ اور کسی کو اس نیت سے نہ دے کہ زیادہ معاوضہ پائے۔ اور پھر اپنے رب کی خاطر صبر کر۔ پ۲۹ المدثر۔ کلام ذات ہے۔ جو رسول عربیؐ کی تعلیم سے متعلق ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو اس قسم کی ہدایات اسمیں مرقوم نہ رہتیں اس لئے کہ اپنے آپ کو بچوں کیطرح سکھا لینا ایک مضحکہ خیز بات ہوتی جسکو خود رسول عربیؐ کا دل گوارا نہ کرتا۔

ترجمہ آیت (اے نبی) اپنے حال پر رہنے دو مجھے اور اس شخص کو کہ جسکو میں نے اکلوتا پیدا کیا۔ اور اسکو بکثرت مال عطا کیا اور قریب رہنے والے بیٹے دئے اور ہر قسم کا اسباب لعیش اسکے لئے مہیا کردیا پھر بھی یہ حرص کرتا ہے

تم اور بدو ولید پھر گز نہیں (دیا جاسکتا) وہ تو ہماری آیتوں کا مخالف ہے اسکو ہم قریب عرصہ میں (دوزخ کے پہاڑ) صعود پر چڑھائیں گے۔ اس شخص نے فکر کی اور پھر ایک شکل نکالی۔ اسکی گردن کٹے کیسی صورت نکالی۔ پھر وہ مارا جائے کیسی بات تجویز کی۔ پھر دیکھا پھر تیوری چڑھائے اور بدصورت بنائی پھر پیٹھ پھیری اور تمردی دکھائی پھر کہا کہ یہ (قرآن) تو بس جادو ہے نقل کیا ہوا (ہاں جی) یہ تو آدمی کا کلام ہے۔ پ ۲۹ المدثر ۷۴۔ کلام ذات ہے اور ولید نامی ایک کافر کے قول کا اعادہ بھی ہے۔ بظاہر اس کلام میں یہ دکھائی دیتا ہے کہ خدا انسان کو کوس رہا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ولید کو جو اپنے عہد کا بڑا زبردست شاعر تھا اور ہجو کہنے میں کمال رکھتا تھا اپنے کلام پر بڑا غیر معمولی ناز تھا اس کے کلام کو باطل کرنے کے لئے اس قسم کا کلام کہا گیا ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کی بنات خود یہ ہمت نہ ہوتی کہ آپ ایسے بڑے شاعر سے ادبی مقابلہ پر اتر آتے۔ قرآن کو سن کر ولید نے ابوجہل کے مجبور کرنے پر کہا کہ وہ انسان کا ہی کلام ہے مگر جادو ہے اس لئے بغیر جادوگر کے دوسرا شخص ایسا کلام نہیں کہہ سکتا۔ اگر وہ ایسا نہ کہتا بلکہ یہ کہدیتا کہ انسان کا کلام نہیں تو معاملہ دگرگوں ہو جاتا اور سارے کفار اس کے ہم خیال ہو جاتے۔ کفار عرب میں ولید اپنی دولت۔ فصاحت بلاغت۔ کثرت اولاد کی وجہ بڑی ممتاز حیثیت رکھتا تھا اور شان و عزت میں مٹتا تھا مگر باوجود اس کے اپنی اس بے پناہ ہجو کے مقابل میں رسول عربی کی ذات پر کوئی توہین آمیز حملہ نہ کرسکا۔ اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ فی الحقیقت یہ کلام آپ کا ہے ہی نہیں۔ کیونکہ وہ آپکے روزمرہ کے کلام سے بخوبی واقف تھا اور ہردو کا توازن دقیق نظری سے کرسکتا تھا۔

ترجمہ آیۃ۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کرینگے (نہیں) ہم ضرور جمع کرینگے۔ کیونکہ ہم اس پر قدرت رکھتے ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پور پور تک درست کردیں۔ پ ۲۹ القیامت ۷۵۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو خدا کی ایسی وسیع قدرت کا علم بھی رسول عربی کو نہ ہوتا اسلئے کہ آپ کی قوم کا عقیدہ اس خیال سے بالکل مختلف تھا اور وہی عقیدہ آپ کا بھی ہو جاتا ایسا نہ ہونا ہی قرآن کے منجانب خدا ہونے کی دلیل ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ دریافت کرتا ہے (   ) کہ قیامت کا دن کب آئیگا تو (کہدو کہ) جس وقت پتھرا جائینگی

آنکھیں اور چاند کالا پڑجائیگا۔ اور سورج اور چاند ایک جا جمع کردیئے جائینگے اس دن انسان کہہ اٹھیگا
کہ اب میں کہاں بھاگوں۔ ہرگز نہیں (بھاگ سکتا) کہیں جائے پناہ نہیں۔ اس روز صرف تمہارے
رب کے پاس ٹھکانا ہے۔ ع القیامت ۷۵۔ کلام ذات ہے۔ ایک کافر کے سوال کا اعادہ ہے۔
چاند فی الحقیقت اُجلا نہیں اس کی جِلا سورج کی روشنی کی بدولت ہے۔ سورج کی شعاع چاند پر پڑیگی
اس لئے وہ کالا ہی نظر آئے گا۔ سورج کی قوتِ کشش سلب کرلیجائیگی تو چاند سورج سے ملجائیگا۔ یہ وہ
علم سائنس وہیئت کے رموز ہیں جن کا علم بذاتِ خود رسول عربی کو حاصل نہ تھا مگر باوجود اس کے جو
اسرار بیان کئے جارہے ہیں اس سے قرآن کا منجانبِ خالق ہونا ثابت ہورہا ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ یوں ہی (بلا اخذ جواب) چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ منی کی
ایک (ناچیز) بوند نہ تھا جو ٹپکائی گئی تھی (اس کی ماں کے رحم میں) پھر وہ جما ہوا خون تھی پھر اللہ نے
بنایا (مضغہ) پھر اعضاء ہموار کئے پھر اس کی دو قسمیں (مقرر) کردیں۔ مرد اور عورت۔ کیا وہ (خالق)
اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ مردوں کو زندہ کردے۔ ع ۱۸ القیامت ۷۵۔ کلام ذات ہے۔ ابتداءً
پیدا کرنے کی قدرت کو دوبارہ پیدا کرسکنے کی دلیل ٹھہرایا گیا ہے جو لاجواب بات ہے۔ نیز انسان کی حقیقت کا
اظہار تو وہ لوگ ہی کرسکتے ہیں جو علم الابدان کے ماہر ہوں آپ تو کوئی علم ہی نہیں سیکھے تھے پھر کیونکر ان
حقائق کا اظہار فرماسکتے تھے پس ان حالات کے تحت ماننا پڑیگا کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ ہم نے پیدا کیا انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے۔ ہمیں اسکی آزمائش (کرانی) مقصود ہے پس
ہم نے اس کو سُنتا۔ دیکھتا بنایا۔ ع ۱۹ الدہر ۷۶۔ کلام ذات ہے۔ آزمائش کرانے کے لئے سُننے اور دیکھنے کی
ضرورت تھی نصیحت سُنکر اور بدوں کا بُرا حشر دیکھکر انسان سنبھل سکتا ہے۔ اگر قرآن رسولِ عربی
کی کتاب ہوتی تو اسقدر باریک نکات اس میں مرقوم نہ رہتے۔ انسان کی پیدائش۔ باپ و ماں کے
نطفوں کی آمیزش کا نتیجہ بتلائی گئی ہے اور یہ مسئلہ بھی حل کرنے کے لئے رسولِ عربی کو آسان نہ تھا۔

ترجمہ آیۃ۔ ہم نے تم پر قرآن نازل کیا ہے ٹھہر ٹھہر کر۔ پس تم اپنے رب کے حکم پر ثابت قدم رہو اور
ان میں سے کسی گنہگار یا کافر کے کہنے کو نہ مانو۔ اور اپنے پروردگار کا صبح و شام نام لیا کرو۔ اور کچھ رات

گذرنے کے بعد اس کو سجدہ کیا کرو۔ اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح کیا کرو۔ ع ۲ الدہر ۷۶۔
کلام ذات ہے۔ قرآن حالات و ضروریات کے لحاظ سے نازل ہو رہا تھا۔ اس پر کفار طعن دیتے تھے کہ اگر وہ خدا کا کلام ہے تو کیوں نہیں ایک ہی وقت میں نازل ہو جاتا اور یہ اعتراض بظاہر معقول ہونیکی وجہ خود رسولِ عربی کو شک و شبہ میں ڈال سکتا تھا اس لئے آپ کو کافروں کے دامِ فریب میں نہ آنے کی نصیحت فرمائی گئی ہے۔ اگر قرآن آپ کا کلام ہوتا تو ایسی ہدایت کی ضرورت محسوس ہی نہ کیجاتی نیز آپ اپنے لئے بطور خود ایسے قیودِ عبادات ٹھیرا نہ لیتے۔ چونکہ فطرۃ انسانی آسایش پسند و راحت طلب واقع ہوئی ہے اس لئے وہ بذاتِ خود مصیبت مول لینا نہیں چاہتی پس آپ کیلئے عبادات کا یہ حکم جو عام مسلمانوں کے متعلقہ حکم سے بھی سخت ہے اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے جب ہی تو رسولِ عربی بھی اس کی تعمیل کیلئے سب سے بڑھکر پابند کئے گئے ہیں۔
ترجمہ آیۃ۔ یہ قرآن تو نصائح ہیں۔ تو جو شخص چاہے (اس سے متمتع ہو کر) اپنے پروردگار کیطرف راستہ اختیار کرے۔ ع ۲ الدہر۔ کلام ذات۔ اگر قرآن آپ کی کتاب ہوتی تو اس سے استفادہ کے مستحق آپ اپنے ہی ملک کے لوگوں کو ٹھیراتے۔ بجائے اسکے تمام عالم کو جو مستحق ٹھیرایا گیا ہے وہ خود اس کے منجانب خدا ہونے کی دلیل ہے جو تمتع کی صلاحیت کے لئے اعلیٰ و ادنیٰ ذات کی یا حیثیت کی کوئی قید ہی نہیں پس یہ چیز بھی نہایت اہمیت رکھنے والی ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو (اپنی جانب) کھینچنے والی جانداروں اور بے جانوں کو اور اس میں پیدا فرمائے بلند و بالا پہاڑ اور ہم نے تمکو میٹھا پانی پلایا۔ خرابی ہے اس روز (قرآن کی) تکذیب کرنے والوں کی۔ ع ۱ مرسلات ۷۷۔ کلامِ ذات ہے۔ کوئی بھی چیز بلندی پر پھینکی جائے تو وہ زمین پر واپس ہو جاتی ہے۔ درختوں کے میوے خود بخود زمین پر گر پڑتے ہیں۔ پرندے فضا میں ایک معینہ حد تک اڑہ سکتے ہیں۔ بہر حال ہر جسم زمین پر گرنے کے لئے پابند و مجبور رہے۔ اور یہ زمین کی قوت کشش کی بدولت ہے اس اثر کو قانونِ کشش کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ گو یہ قانون دنیا میں سب سے پہلے حکیم برطانیہ (سر اساک نیوٹن) کی وجہ ظاہر ہوا۔ لیکن قرآن نے اس سے سینکڑوں سال پہلے ہی حکمت کو

عام کردیا ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ کس بناء پر زمین کے تاثراتِ مقناطیسی سے واقف
ہوسکتے تھے کیونکہ یہ بات خاص تھی نہ عام۔ بلکہ پردۂ اخفاء میں پوشیدہ تھی۔
ترجمہ آیۃ۔ کیا نہیں بنایا ہم نے زمین کو قیام گاہ اور پہاڑوں کو میخیں (زمین کے فرش کو قائم رکھنے والی) اور ہم نے ہی تو تمکو جوڑا جوڑا بنایا اور بنایا تمھاری نیند کو تھکاوٹ دور کرکے آرام پہنچانے کا سبب اور بنائے تمہارے اوپر سات آسمان سخت مستحکم اور بنایا ایک چراغ چمکیلا (سورج کا) اور برسایا بھرے ہوئے بادلوں سے بکثرت پانی۔ تاکہ ہم اگائیں اس پانی سے غلہ اور ہری ترکاریاں اور گھنے سبزہ زار بیشک فیصلہ والے کا دن ایک مقرر کیا ہوا وقت ہے یعنے جس روز صور پھونکا جائے گا پھر تم لوگ جوق جوق فوجی دستونکی طرح آموجود ہونگے۔ اور آسمان کھولدیا جائے گا پھر اس میں دروازے ہی دروازے نمودار ہوجائیں گے۔ اور پہاڑ متحرک کردیئے جائینگے (جو ایک دوسرے سے ٹکرا کر) مثل ریت کے ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔ ع انبیاء ۶ ۔ کلام ذات ہے۔ طرزِ کلام تبلا رہا ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے ورنہ ہم کی تکرار اس میں نہ رہتی کیونکہ رسولِ عربیؐ تو اپنے متعلق ایسا نہیں کہہ سکتے۔ رسولِ عربیؐ نے کبھی کوئی باقاعدہ فوج دیکھی اور نہ کبھی بگل کی آواز پر فوجوں کا جمع ہوجانا دیکھا۔ باوجود اسکے اس قسم کا تخیل آپ سے کیونکر ممکن تھا۔ آسمان میں دروازے ہونا۔ پہاڑوں کا متحرک ہونا ایسی عجیب و غریب باتیں ہیں جو بطور قیاس نہیں بنائی جاسکتی تھیں۔ لیکن جبکہ زمین خود متحرک ثابت ہورہی ہے تو پہاڑوں کا متحرک ہونا اور آپس کے تصادم سے ریزہ ریزہ ہوجانا کونسی خلاف عقل بات ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ قسم ہے ان فرشتوں کی جو جاندار وں کی جان (انکے بدن میں) گھسکر کھینچ نکالتے ہیں اور ان فرشتوں کی قسم جو بوقت موت سب جوڑ بند ڈھیلے کردیتے ہیں اور ان فرشتوں کی قسم جو فضاء آسمانی میں تیرتے پھرتے ہیں پھر تیزی کے ساتھ رواں ہوتے ہیں پھر ہر امر کا انتظام کرتے ہیں۔ قیامت ضرور آئیگی جس دن لرز جائیگی (ساری زمین) یکے بعد دیگرے زلزلے پر زلزلے آجائیں گے۔ بہت سارے دل اسدن دہشت سے دھڑک رہے ہونگے۔ مارے خوف کے نظریں جھکی ہوئی ہونگی۔ ع ۲ والنزعت ۷۹ ۔ کلام ذات ہے۔ شانِ کلام ہی تبلا رہی ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو مختلف قسم کا کلام

انجام دینے والے فرشتوں کا وجود رسول عربیؐ کو معلوم ہو سکتا تھا اور نہ آپ اپنے تخیل سے انکے وجود کو قائم فرما لیتے۔ سائنس بھی اب فضاء آسمانی کی منتظم ہستیوں کے وجود کو تسلیم کر رہا ہے۔ زمین لرز جائیگی قوت کشش کے ٹوٹنے اور زمین کے اندرونی گداختہ مادّوں کے روز کرنے سے تو یقیناً یہ قیامت ہی ہوگی۔ یہ ان رموز کا اظہار یا بیان ان پڑھ ذات سے محال تھا اسلئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کیطرف سے ہے۔

ترجمہ آیت۔ اے نبیؐ کیا موسیٰ کی خبر تملو پہنچی۔ جب ندا دی اسکو اسکے پروردگار نے طوے کے مقدس میدان میں کہ تم جاؤ فرعون مصر کے پاس کیونکہ اس نے سرکشی اختیار کی ہے۔ پھر اس سے کہو کہ کیا تیری خواہش ہے کہ تو پاکباز بن جائے اور میں تجھ کو تیرے پروردگار کی راہ بتلا دوں پھر تجھکو خوف خدا (دامنگیر) ہو۔ بہ الحسب الحکم ہمارے موسیٰ گئے اور اسکو بڑا معجزہ دکھایا تو بھی اس نے ان کی تکذیب کی اور ہماری نافرمانی کی پھر الٹا تدبیریں شروع کر دیا پھر جمع کیا عوام کو اور ان سے مخاطب ہوا پھر کہا کہ میں ہی تو تمہارا رب اعلیٰ ہوں۔ تو اس (کارگذاری کی وجہ) خدا نے اسکو آخرت و دنیا کے عذاب میں ماخوذ فرما دیا بیشک اس واقعہ میں اسکے لئے عبرت ہے (کہ جسکو خوف خدا ہو) پ ۳۰ النزعٰت ۷۹۔ کلام ذات کیساتھ فرعون کا تڑاول بھی شامل ہے استفسار رسولؐ سے ہو رہا ہے اگر قرآن آپکا کلام ہوتا تو اس کا ایسا طرز بیان نہ ہوتا۔ فرعون کو دنیاوی تکالیف دیگئیں حتیٰ کہ غرق دریا کر دیا گیا یہ ایسے واقعات ہیں جنکی صداقت میں اب کلام نہیں رہا۔

ترجمہ آیت۔ کیا تمہارا وجود میں لانا مشکل ہے یا آسمان کا۔ اللہ نے اسکو بنایا بلند و بالا و ہموار کیا۔ اسکی رات اندھیری بنائی اور نکالی اسکی صبح۔ اور زمین کو اسکے بعد بچھا دیا۔ اس سے اسکا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑ کو قائم کر دیا۔ تمہارے اور تمہارے جانداروں کو فائدہ پہنچانیکے لئے پ ۳۰ النزعٰت ۷۹۔ کلام ذات ہے۔ زمین ایک سیال کرہ کی صورت میں تھی حرارت کے خارج ہونیکی وجہ سطح ٹھوس بنی اور خارج شدہ گیسوں سے پانی بنا اور زمین پر گر کے سمندر کی صورت اختیار کیا بادل کیصورت میں برس کر گھانس وغیرہ آگایا یہ گا ہے گا ہے زمین کا اندرونی آتشی مادہ پھوٹ کر سطح زمین سے اوپر نکل آیا اور ٹھنڈا ہو کر پہاڑ کی ہئیت اختیار کیا پس ان ہی واقعات کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا یہ عجائبات قدرت کا ذکر آپ کی ذاتی کتاب میں نہ ملتا اسلئے کہ آپ طبقات ارضی کا علم تو پڑھے نہ تھے جسکی بنا پر یہ بیان کر سکتے۔

ترجمہ آیۃ۔ جو شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ کی حضوری کے خیال سے ڈرا اور نفس کو خواہشات سے روکا تو بیشک جنت اس کا ٹھکانہ ہوگا۔ پ۳۰ النزعٰت ۷۹۔ کلام ذات ہے۔ نفس سے لڑنا اور اسکے خلاف کرنا ہی بڑی مشکل بات ہے کیونکہ یہ جہاد اکبر ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ اپنی ذاتی کتاب میں اسکا تذکرہ ہی نہ فرماتے اسلئے کہ اس تعلیم پر خود آپ کو بھی کاربند ہونا پڑتا لیکن چونکہ قرآن خدا کی کتاب تھی اسلئے آپ اس تعلیم پر بذات خود عمل پیرا ہوئے اور ہزاروں انسانوں کو عمل پیرا بنائے۔

ترجمہ آیۃ۔ ناگوار صورت بنا کر منھ پھیر لیا اس وجہ سے کہ اسکے پاس ایک اندھا آیا۔ اور تمکو کیا معلوم کہ شاید وہ سنور جاتا یا وہ نصیحتوں کو سنتا تو اسکو وہ فائدہ رساں ہوتیں۔ جو شخص بے توجہی کرتا ہے تم اسکی جانب متوجہ ہوتے ہو حالانکہ تم پر اس شخص کے نہ سنورنے کا کچھ الزام نہیں۔ اور یہ جو تمہارے پاس آیا دوڑتا اور وہ ڈرتا ہے (خدا سے) تم تو اس سے تغافل کرتے ہو۔ پ۳۰ عبس۔ کلام ذات ہے جس میں رسول عربیؐ کی یہ شکایت کیگئی ہے کہ انہوں نے ایک متمول شخص کو مسلمان بنانے کیلئے اس سے سلسلہ کلام کو تو جاری رکھا لیکن ایک غریب اندھے کے سوال پر مکدر ہوگئے اور رُخ بدل لئے۔ حالانکہ یہ اندھے بزرگ اللہ والے تھے اور دوسرے خدا سے بے پرواہ تھا۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسول عربیؐ کبھی اپنی کتاب میں اس واقعہ کا ذکر نہ کرتے کیونکہ انہیں آپکی اخلاقی گرفت ہوسکتی تھی لیکن چونکہ قرآن خدا کیطرف سے تھا اسلئے آپکو غلطی سے متنبہ کیا گیا تاکہ آئندہ احتیاط کیجائے۔ انسان فطرتاً اپنی عیب پوشی کرنیکے لئے مجبور رہے ہیں آپ کا اپنا عیب آپ ظاہر کردینا قرآن کے منجانب خدا ہونے کا پختہ ثبوت ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ انسان پر مار خدا کی کتنا وہ ناشکر گذار ہے۔ کس چیز سے خالق نے اس کو بنایا۔ نطفہ سے اس کو بنایا پھر ایک معین مقدار کی مدت تک ٹھیرایا۔ پھر خارج ہونے کی راہ اسکے حق میں آسان کردی پھر اسکو مار دیا پھر قبر میں پیوند کر دیا پھر جب چاہے گا خاک سے نکال کھڑا کریگا۔ پ۳۰ عبس۔ کلام ذات ہے۔ تمام عالم کے انسانوں کی ناشکری کا اظہار کوئی معمولی بات نہیں ہے انسان کو پروردگار عالم نے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور جو احسانات فرمائے ہیں انکی کوئی حد و انتہا نہیں لیکن باوجود اسکے انسان خدا سے غافل ہو کر دنیا میں غافل رہتا ہے یہی نہیں بلکہ خدا کے مقابلہ میں ڈھٹائی و سرکشی کرتا ہے خدا کے نام سے بھی وہی کام کرتا ہے

جسکو اسکا نفس شیطان پسند کرے۔ منجملہ اور احسانات کے انسان کی پیدائش کے وقت جو احسان فرمایا جاتا ہے اسکا ذکر فرمایا گیا ہے۔ بیشک وضع حمل کے وقت کافی گھبراہٹ جنین پر نہ ہو اور کدورت کی خبر مگاد کھل نہ جائے تو بچہ مر ہی جائے۔ اگر قرآن رسول عربی کا کلام ہوتا تو آپ انسان کی ناشکری کا گلہ نہ کرتے اور اسکی پیدائش کے وقت کے احسان کو نہ جتلاتے اسلئے کہ اس امر کا احساس تو ایسی ذات کو ہوتا ہے جسکی احسان فراموشی اور ناشکری کیگئی ہو۔ چونکہ ناشکری خدا کی ہو رہی ہے اسلئے خدا نے اسکا ذکر فرمایا اور یہ ہی چیز قرآن کے منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے۔

ترجمہ آیت ۔ پس جب قیامت کا ہنگامہ بپا ہوگا جس سے کان بہرے ہو جائینگے اس روز کنارہ کریگا انسان اپنے بھائی سے ماں سے باپ سے بیوی بچوں سے۔ پ۳۰ عبس۔ یہ نفسیات کا مسئلہ ہے کہ غیر معمولی ہیبت و پریشانی میں انسان کیا بلکہ ہر جاندار بھی سب کچھ بھول جاتا ہے اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو قیامت کا علم بھی رسول عربی کو حاصل نہ ہوتا اسلئے کہ آپکی قوم قیامت سے واقف تھی اور نہ اسکے وقوع کی قائل تھی ظاہر ہے کہ آپکا بھی یہ ہی مسلک رہتا۔

ترجمہ آیت ۔ جبکہ آفتاب (کی روشنی وحرارت) ماند پڑ جائے۔ اور جب ستارے ٹوٹ پڑیں۔ اور جس وقت پہاڑ چلائے جائیں۔ اور جب دس مہینے کی حاملہ اونٹنیاں خوف کے مارے ماری ماری پھرنے لگیں اور جس وقت کے جنگل کے وحشی جانور جمع کئے جائیں۔ اور جب سمندروں میں آگ روشن ہو جائے۔ اور جس وقت ارواح (بدن سے) ملجائیں۔ اور جب زندہ دفنائی ہوئی لڑکیوں سے (انکی مظلومیت کے متعلق) پوچھا جائے۔ کہ کس جرم کے ارتکاب کی پاداش میں ماری گئیں۔ اور جس وقت (انسانی اعمال وافعال کے دفتر کھولے جائیں اور جس وقت آسمان کھل جائے۔ اور جس وقت دوزخ کی آگ تیز کیجائے۔ اور جس وقت جنت (نظروں کے) قریب لائی جائے۔ اسوقت ہر شخص یہ معلوم کریگا کہ (وہ نیک یا بد عمل) کیا لیکر آیا ہے۔ پ۳۰ التکویر۔ کلام ذات ہے۔ نہایت ہوش ربا وانسانی تخیلات سے بالاتر کلام ہے۔ اب یہ مانی ہوئی بات ہے کہ سورج کی حرارت اور روشنی مندہو جائے تو سارے جاندار مر جائینگے اور قرآن تبلا رہا ہے کہ اسوقت قیامت ہوگا۔ اور یہ بھی واضح کیا جا رہا ہے کہ قیامت کے وقت سارے تارے ٹوٹ پڑینگے۔

سائنس سے اسکا بھی پتا چلا ہے کہ آفتاب کی قوت کشش بند ہوتے ہی سارے اجرام فلکی اس پر ٹوٹ پڑینگے اور نظام شمسی درہم برہم ہو جائیگا۔ سائنس نے یہ بھی تسلیم کرلیا ہے کہ سمندروں میں آگ لگ سکتی ہے چنانچہ چند سال قبل طوفان کے قبل جاپان کے سمندر میں آگ لگی تھی اور گودی میں جہاز جل گئے تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہر مکہ کی جاہل وحشی بے علم قوم میں ایک ایسی ہستی جو خود بھی ایک حرف کسی علم کا نہ پڑھی ہو ایسے عجیب و غریب رموز قدرت بیان کر سکتی تھی یا کیا جواب صاف یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ یہ قرآنی انکشافات تو علوم جدیدہ کی تحقیقات سے سیکڑوں برس پہلے کے ہیں پس اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی کو بھی مثل دنیا کے دوسرے لوگوں کے ان معاملات کا مطلق علم نہ ہوتا۔

ترجمہ آیتہ۔ تو میں قسم کھاتا ہوں اُن ستاروں کی جو سیدھی چال چلتے ہوئے رک کر اُلٹے چلنے لگتے ہیں نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور رات کی قسم جب ختم ہونیکو ہو۔ اور صبح کی قسم جب نمودار ہو جائے بالتحقیق قرآن پیام ہے ایک ذی وقار رسول کا لایا ہوا جو صاحب قوت ہے مالک عرش بریں کے ہاں بڑی عزت و منزلت پائے ہوئے ہے۔ سب کا مسلمہ امانت دار ہے۔ اور یہ تمہارے دوست (رسول عربی) کچھ دیوانہ نہیں ہیں۔ اور بیشک انہوں نے اس فرشتہ کو کھلی افق آسمان پر دیکھا ہے۔ اور وہ غیب کی بات ظاہر کرتے ہیں گریز کرنیوالے نہیں ہیں۔ اور نہ یہ قرآن کسی مردود شیطان کا کلام ہے۔ پھر تم (اسکو تسلیم کرتے ہیں) کیوں بھاگ رہے ہو۔ یہ قرآن تو تمام جہان کیلئے باعث نصیحت ہے۔ ایسے شخص کیلئے جو تم میں سیدھی راہ پر چلنے کا آرزومند ہو۔ اور تم (قرآن سے استفادہ) جب ہی چاہو گے کہ جب اللہ ایسا چاہے جو تمام عالموں کا رب ہے۔ پ ۳۰ التکویر۔ کلام ذات ہے۔ تحقیقات جدیدہ سے بعض ایسے بھی ستارے معلوم ہوئے ہیں جو اپنے محور پر حرکت ہوئے دفعتاً ٹھہر جاتے ہیں اور بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے حرکت کرنا شروع کر دیتے ہیں اور نظروں سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔

اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو رسول عربی کو ان کا حال کیونکر معلوم ہو سکتا تھا آپکے زمانہ تک تو ساری دنیا کے لوگ ان ستاروں سے اور انکی انوکھی چال سے واقف نہ تھے اور آپ نجومی تھے اور نہ علم ہیئت سے کچھ لگاؤ و دلچسپی ہی رکھتے تھے پس ان نایاب باتوں کے اظہار ہی کی وجہ قرآن کو خدا کا کلام ماننا پڑتا ہے۔

ترجمہ آیت۔ جب آسمان پھٹ پڑیں۔ اور ستارے۔ جھڑ پڑیں۔ اور جب سمندر بہا دئے جائیں۔ اور جب قبریں اکھاڑ دیجائیں ہر شخص جان لیگا جو کچھ کہ وہ آخرت کا سودا آگے بھیجا اور جو چھوڑ آیا۔ یہ سچ کلام ذات ہے۔ چونکہ زمین کے آباد قطعات بھی سمندر کے چڑھنے کی وجہ غرق آب ہو چکے ہیں اسلئے اسکی ضرورت ہوگئی کہ سمندر وہاں سے ہٹ جائے تاکہ وہاں کے مردے بھی نکل آئیں۔ بحر الکاہل میں ایک بڑے بر اعظم کے ڈوب جانے کا بھی حال معلوم کیا گیا ہے اور خدا جانے کتنی آبادیاں اسطرح ڈوبی ہونگی۔ بہر حال یہ نادر باتیں ایک ان پڑھ ہستی کی دماغی پیداوار نہیں ہو سکتیں اسلئے یہ تسلیم کئے بغیر گذیر ہی نہیں کہ قرآن خدا کا کلام ہے جو اگلی باتوں اور پچھلے واقعات سے باخبر ہے۔

ترجمہ آیت۔ بدکاروں کا نامہ عمل سجین میں رہیگا تمھیں کچھ معلوم ہے کہ سجین میں رکھا ہوا نامہ کیا چیز ہے (سنلو) وہ ایک دفتر لکھا ہوا ہے۔ اس روز جھٹلانے والوں کی خرابی ہوگی جو کہ روز جزا و سزا کو غلط باور کرتے ہیں۔ اور اسکی تو وہی تکذیب کرتا ہے جو حد سے بڑھنے والا خطا کار ہو جب انکے سامنے ہماری آیات (قرآنی) پڑھکر سنائی جائیں تو کہے کہ یہ کہانیاں ہیں بے اصل۔ اگلوں کی۔ ہر گز ایسا نہیں۔ (ہے) بلکہ انکے دلوں پر انکی سیاہ کاریوں نے اپنا زنگ جما دیا ہے۔ یہ سچ التطفیف کلام ذات ہے۔ رسول عربی کو سجین کا علم کرایا جاتا ہے۔ آپ کے ملک میں نہ کوئی حکومت تھی نہ پولیس تھی نہ اور کسی قسم کا دفتر تھا جس سے آپ واقف ہو کر اس قسم کے اعمال کے دفتر کی اختراع فرماتے۔ بیشک ہر وقت قرآن سے وہی لوگ انکار کرتے رہے ہیں جنکے قلب گناہوں کی سیاہی سے میلے ہو چکے ہیں ورنہ نیک دل شریف النفس انسان قرآن کی عظمت و راقت کو مانے بغیر نہیں رہ سکتا چاہے وہ کسی مذہب کا پیرو ہو پس اسکا یہ اثر قرآن کے منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے

ترجمہ آیت۔ بیشک اچھے عمل کرنے والوں کا نامہ اعمال علیین میں رہیگا اور تمکو کچھ خبر بھی ہے کہ علیین میں رکھا ہوا نامہ اعمال ہے کیا (جان لو) وہ ایک انسانی سوانح عمری ہے لکھی ہوئی جسکی مقرب فرشتے دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ یہ سچ کلام ذات ہے۔ موجودہ زمانہ میں حکومتیں اپنے ملازمین کے کارنامہ سوانح ملازمت تیار کرکے رکھتے ہیں اور لوگوں کی سوانح عمریاں لکھی جاتی ہیں لیکن تیرہ سو برس قبل قرآن نے ایک زبردست و مکمل سوانح حیات انسانی کا تذکرہ کیا ہے جس سے حیرت ہوتی ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی

بطور خود اپنے خیال کے تحت ایسی تنظیم پیش نہ کر سکتے تھے۔
ترجمہ آیۃ ۔ بیشک مجرم لوگ مسلمانوں کا مضحکہ اڑایا کرتے تھے اور جب انکے روبرو سے ہو گزرتے تھے تو آپس میں آنکھوں سے اشارہ بازی کیا کرتے تھے اور جب اپنے گھروں کو جاتے تو وہاں بھی تمسخر کیا کرتے تھے اور جب انکو دیکھتے تو یوں کہتے کہ یہ لوگ در اصل راہ بھولے ہوئے ہیں ۔ حالانکہ یہ ان پر نگہبان بنا کے بھیجے نہیں گئے تھے پر آج مسلمان کافروں کی ذلیل حالت دیکھکر ہنستے ہونگے ۔ تختوں پر بیٹھے (امن چین سے) سب کی کیفیت دیکھ رہے ہونگے ۔ (اور یہ بیان کرتے ہونگے کہ) بیشک کافروں نے ایسا ہی بدلہ پایا جیسا کہ وہ عمل کرتے تھے ۔ پہلا رکوع
لطیفہ ۔ کلام ذات ہے ۔ دنیا میں کافروں کا مسلمانوں پر ہنسنا اور مذاق اڑانا رسول عربیؐ کے روبرو تو ہوا نہ کیا پھر اسکا علم آپ کو کیونکر ہو سکتا تھا آپ نے اسکے معلوم کرنیکے لیئے کوئی جاسوس تو رکھ چھوڑے نہ تھے اور خاصکر کافر گھروں میں بیٹھکر مسلمانوں کا جو تمسخر کرتے تھے وہ تو نہایت پوشیدہ بات تھی لیکن قرآن نے اس کا بھی ذکر کر دیا اور یہ بات قرآن کے منجانب خدا ہونے پر دال ہے ۔ خدا سے تو کوئی بات چھپی ہوئی نہیں رہ سکتی ۔ اگر یہ آیات غلط ہوتیں تو کفار فوراً اس قصہ کی صداقت پر اعتراض کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا کافروں کا ردعمل قیامت میں مسلمان جس حالت میں رہکر کرینگے وہ بھی بتلایا گیا ہے پس یہ اتفاقی عمل انسانی تخیل سے بعید تھا اسلئے بھی قرآن کا منجانب خدا ہونا یقینی ہے ۔
ترجمہ آیۃ ۔ جب آسمان شق ہو جائے ۔ اور اپنے رب کا فرمان سن لے اور وہ اسی قابل ہے ۔ اور جب زمین کھینچ کر کشادہ کر دیجائے اور نکال ڈالے ان اشیاء کو جو اسمیں سمائے ہوئے ہیں اور خالی ہو جائے ۔ اور اپنے پروردگار کا حکم سن پائے اور وہ اسی لائق ہے ۔ اے انسان تجھکو سعی بلیغ کرنی ہے اپنے رب تک رسائی اسکی پھر تو اس سے جا ملیگا ۔ تو جس شخص کا نامہ اعمال اسکے سیدھے ہاتھ میں ملیگا پس اس سے آسانی سے حساب لیا جائیگا ۔ اور (بعد جوابدہی) وہ واپس ہو گا اپنی اہل کے پاس شاداں و فرحاں ۔ اور جسکو نامہ اعمال اسکی پیٹھ کے پیچھے سے ملیگا تو وہ موت کا خواستگار ہو گا اور داخل ہو گا جہنم میں ۔ ع ۹ الانشقاق ۔ کلام ذات ہے ۔ آسمان کا پھٹ جانا ۔ زمین کا تانے جانا اور اسمیں کی اشیاء نکل پڑنا ایسے امور ہیں جن کا تخیل انسانی دماغ سے ممکن نہیں یہ سب امور بظاہر خلاف عقل ہیں مگر ناممکن نہیں موجودہ زمین کا دور اگلی حالت کے مقابل بالکل

کم ہے جب وہ ٹھوس حالت میں نہ تھی بلکہ سیاہ مادہ کی صورت گا کرہ تھی تو اس سے کہیں بڑی تھی حرارت خارج ہونیسے اسکا پھیلاؤ گھٹ گیا ہے اگر اسکے مادوں کو پھیلا دیا جائے تو سخت کی اشیا اسطح پہ آجائیگی۔ بہر حال یہ مضمون آنحضرت ایک ان پڑھ ہستی سے تو کسیطرح ممکن نہ تھیں اسلئے یہ ماننے بغیر کوئی چارا نہیں کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔

ترجمہ آیت۔ پس میں قسم کھا کر کہتا ہوں آسمان پر ظاہر ہونیوالی سرخی کی اور رات کی اور ان چیزوں کی جنکو رات فراہم کر لیتی ہے۔ اور چاند کی جبکہ وہ بدر کامل بن جائے کہ تم لوگوں کو ایک حالت کے گذر پر دوسری حالت پہ پہنچنا لابدی ہے۔ پھر انہیں کیا ہو گیا (خلاف باتوں پہ) ایمان نہیں لاتے اور جب انکے روبرو قرآن پڑھا جاتا ہے تو تسلیم خم نہیں کرتے۔ ۸۴ الانشقاق۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو رسول عربی بھی اسیطرح کی قسم کا ذکر اپنی کتاب میں فرماتے جو عموماً انسان کھایا کرتے ہیں جیسے جان کی قسم۔ ایمان کی قسم۔ اولاد کی قسم وغیرہ۔ انسان پیدائش سے لیکر مرتے دم تک جو حالتیں بدلتا رہتا ہے اس کا حوالہ دیکر ایمان لانے اور قرآن کو تسلیم کرنیکی نصیحت کیجارہی ہے رسول عربی کی ذاتی کتاب ہوتی تو آپکو ان امور کیطرف اشارہ کرنیکی نہ سوجھتی۔

ترجمہ آیت۔ برجوں والے آسمان کی قسم اور روز موعود کی قسم اور شاہد و مشہود کی قسم۔ ہلاک کردیے گئے خندقیں (بنانے) والے۔ بھری ہوئی ایندھن کی آگ (ان خندقوں میں روشن تھی) جس وقت وہ لوگ خندقوں کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے اور مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کر رہے تھے وہ اسکو خود ہی دیکھ رہے تھے اور وہ مسلمانوں سے بس اسی بات کا انتقام لے رہے تھے کہ وہ ایسے خدا پر ایمان لائے تھے جو عزیز حمید (کی صفات عالیہ سے متصف ہونیکے سوا) وہ اللہ کہ اسکی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ اللہ کہ ہر شئی سے بخوبی آگاہ ہے۔ ۸۵ البروج۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربی علم نجوم وغیرہ سے مطلق آگاہ نہ تھے نہ جانتے کہ آسمان کی تقسیم برجوں کے حساب سے کیجاتی ہے۔ باوصف اسکے برجوں والے آسمان کا ذکر آنا قرآن کے منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے نیز جن مسلمانوں کی مظلومیت کا اظہار کیا جا رہا ہے وہ دراصل شام کے عیسائی تھے جنہیں وہاں کے بت پرست بادشاہ نے یہ عذاب

دیا تھا لیکن اسکے بدلہ اسی آگ نے اسکو بھی آگھیرا اور تمام کر دیا۔ اگر قرآن آپ کی ذاتی کتاب ہوتی تو آپ ان عیسائیوں کو ہرگز مسلمان نہ بتلاتے بلکہ یہ نام خاص اپنے پیڑوں ہی کیلئے مختص فرمالیتے لیکن چونکہ ہر آسمانی کتاب کے پیرو چاہے وہ کسی قوم اور کسی ہادی سے متعلق ہوں دراصل مسلمان ہی ہوتے ہیں اسی سبب قرآن نے انجیل کے پیروؤں کو بھی مسلمان ہی کہا اور یہ بات قرآن کے منجانب خدا ہونیکی واضح دلیل ہے

ترجمہ آیۃ۔ وہی پہلی دفعہ پیدا کر دیتا ہے اور وہی دوسرے بار بھی پیدا کریگا وہی بڑا معاف فرمانے والا غیر معمولی محبت کرنیوالا ہے جو عرش اعظم کا مالک بڑی شان والا ہے۔ جو کچھ بھی کرنا چاہئے وہ کر گذرتا ہے۔ پ۳۰ البروج۔ کلام ذات ہے۔ قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو خود رسول عربیؐ کو بھی خدا کے ان صفات سے آگاہی نہ ہوتی اسلئے کہ آپ کی بت پرست قوم تو خدا سے ہی اچھی طرح واقف نہ تھی تو پھر آپ کیسے واقف ہوسکتے تھے۔

ترجمہ آیۃ۔ بلکہ کافر (قرآن) کے جھٹلانے میں مصروف ہیں اور اللہ (ہے کہ) انکو چوطرف سے محصور کئے ہوئے ہے۔ (کافر کا قرآن کے متعلق جو خیال ہے وہ محض لغو) بلکہ وہ ایک باوقعت قرآن ہے جو لوح محفوظ پر لکھا ہوا ہے۔ پ۳۰ البروج۔ کلام ذات ہے۔ کفار عرب قدرت کے ہاتھوں جیسا کچھ گھیرے گئے اور تباہ کئے گئے وہ تاریخ بتاتی ہے اگر قرآن رسول عربیؐ کی ذاتی کتاب ہوتی تو اسکے منکرین کی یہ حالت نہ ہوتی۔ اور نہ خدائی امداد رسول عربیؐ کے شریک حال رہتی۔

ترجمہ آیۃ۔ قسم ہے آسمان کی اور اس چیز کی جو شام کو نمودار ہونیوالی ہے اور (اے رسول) تم کیا سمجھے کہ رات کو آنیوالی کیا شئی ہے (سنو) وہ ایک روشن ستارہ ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں جس پر نگہبان (فرشتہ معین) نہ ہو پس انسان کو اس بات پر غور کرنا چاہئیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ (وہی نا کہ وہ) پیدا کیا گیا ہے ایک اچھلنے والے سیال مادے سے جو نکلتا ہے مرد کی ریڑھ کی ہڈی کے مغز سے اور عورت کی چھاتیوں سے وہ اسکے دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے پ۳۰ الطارق۔ کلام ذات ہے۔ خطاب رسول عربیؐ سے ہے قسم آسمان کی اور مشتری کی کھائی جارہی ہے جو کی قسم انسان نہیں کھاتے۔ پر انسان کیساتھ حفاظت کرنیوالے فرشتوں کا مقرر ہونا نہ رسول عربیؐ

کا قیاس ہو سکتا تھا جنین۔ نہ منی کا مرد کی صلب سے اور عورت کی پستان سے خارج ہونا وہی لوگ جان سکتے ہیں جو علم الابدان کے ماہر ہوں آپ تو ان پڑھ محض تھے ایسی صورت میں قرآن خدا کی طرف سے ہو تو پھر آپنے ان امور کی کیونکر تشریح کی غور طلب امر ہو جاتا ہے۔

ترجمہ آیت۔ رجعت پسند آسمان کی قسم اور زمین کی قسم جو پھٹ پڑتی ہے۔ بیشک یہ قرآن حجت تمام کرنیوالا کلام ہے اور وہ کوئی بکواس نہیں ہے۔ درحقیقت کافر اقوام کی تدابیر (اسلام) کے تباہ کرنیکے لئے اختیار کر رہے ہیں اور میں بھی (انکو ناکام کرنیکی) تدبیریں کر رہا ہوں۔ پس (اے رسول) تم کافروں کو (سلام ڈھانے کی) مہلت دو تھوڑے سے ہی دنوں کی مہلت۔ پ ۳۰ الطارق ۸۶۔ کلام ذات ہے آسمان کا رنگ بدلنا انسان کے امن و عیش وغیرہ میں رخنہ ڈالنا آسمان کا وطیرہ بیان کیا جاتا ہے۔ بقول شاعر کہ۔ ما درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال۔ ایسی صفت والے آسمان اور پھٹنے والی زمین کی قسم کھائی گئی ہے ظاہر ہیکہ انسان تو اس قسم کی قسمیں قرآن سے پہلے کھایا کرتے تھے اور نہ اب کھاتے ہیں یہ انوکھی قسمیں بھی اسباب کا پتہ دیتی ہیں کہ قرآن انسانی کتاب نہیں ہے۔ زمین اسکے اندرونی حصہ کے آتشی گداختہ مادہ کے زور سے پھٹ جاتی ہے اور سخت اوس و شدید گرمی کے پڑنے سے پھٹ جاتی ہے جسکی وجہ بڑے بڑے شگاف و دراڑیں پڑ جاتے ہیں ایسے شگاف دنیا کے مختلف مقامات میں پائے جاتے ہیں مگر شہر مکہ و مدینہ یا اسکے مضافات میں نہیں ہیں جغرافیہ کی تحقیقات سے ان خوفناک دراڑوں کا حال معلوم ہوا ہے اور یہ تحقیقات رسول عربیؐ کی زندگی کے زمانہ دراز کے بعد کی ہے لیکن تیرہ سو برس قبل ہی اسکا اظہار قرآن نے جو کیا ہے اس سے قرآن کے منجانب خدا ہونیکا یقین ہوتا ہے۔

نیز اسی کلام مقدس میں محبت سے رسول عربیؐ کو سمجھایا جا رہا ہے کہ کفار اسلام کے مٹانیکی جو کوشش کر رہے ہیں اس سے گھبرائیں نہیں بلکہ چندے صبر کرو انکی تدابیر کا رد عمل کیا جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہ بکری کا بچہ بھیڑیوں میں نہایت آسانی کیساتھ پالا پوسا گیا وہ سارے خونخوار درندے منہ تکتے رہے کیا یہ اسلام و قرآن کا کوئی معمولی معجزہ تھا نہیں بلکہ بڑا زبردست اعجاز تھا وہ پودا جو عرب کی قوت نمو نہ رکھنے والی ریت میں بویا گیا تھا اور جسکو عرب کی وحشی و جنگلی بھیڑیں

چیاڈالنا چاہتی تھیں اتنا عظیم الشان وتناور ہوا کہ آج تمام دنیا کو اپنے سایۂ عاطفت میں لئے ہوئے ہے
کیا کوئی انسانی قوت اسکو حیات کا پانی پلا کر پھولا پھلا۔ اور بار آور کرسکتی تھی عقل تو کہتی ہیکہ سخت
مشکل تھا پس ان حالات کے تحت تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے ہے اور اسی وجہ سے
اسمیں لازوال قوت عمل موجود ہے بشرطیکہ اس سے کام لیا جائے اور اُسکی ہدایات کی تعمیل کیجائے۔
ترجمہ آیت۔ اے رسول، تم اپنے رب اعلیٰ کے پاک نام کی تسبیح کیا کیجئے۔ جس نے پیدا کیا
پھر درست کیا اور جس نے تجویز کی پھر راہ بتلائی اور جس نے تازی گھانس اُگائی پھر اُسکو کوڑا کچرا کر دیا۔ واضح الاعلیٰ
کلام ذات ہے۔ انسان کی پیدائش کی ابتدائی اور انتہائی گھانس کے مشابہ تبلائی گئی ہے انسان جب تک
بوڑھا نہ ہو نظر فریب حسن وصورت رکھتا اسیطرح سبز لہلہاتی گھانس بھی دلفریب خوبصورتی رکھتی ہے اسوقت
تک جبتک کہ سوکھی نہ ہو۔ یہ حکیمانہ قول بتا رہا ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ ایسے باریک
نکات رسول عربیؐ کی ذاتی کتاب میں درج کرادیتے۔
ترجمہ آیت۔ اے نبی، ہم تمکو قرآن پڑھوا کر یاد کرادینگے پھر تم اسکو بھولوگے نہیں مگر جبکہ خود اللہ کو ایسا
منظور ہو (کہ تمھیں بھلادے) اللہ جانتا ہے کھلے اور چھپے کو۔ واضح الاعلیٰ۔ کلام ذات ہے۔ رسول عربیؐ
سے خطاب ہو رہا ہے قرآن کے حفظ کرادینکی ذمہ داری لیجارہی ہے چنانچہ یہ ذمہ داری بھی پوری اس طرح
ہوگئی ہے کہ پکا پورا قرآن زبانی یاد کرادیا دنیا کا کوئی بھی مصنف اپنی مصنفہ کتاب کا حافظ نہیں ہوتا اور نہیں
ہوسکتا اور نہ کوئی ضخیم کتاب قرآن کیطرح حفظ کیجاسکتی پس قرآن کا یہ اعجاز بھی اسکے منجانب خدا ہونیکی
نسبت برہان قاطع ہے۔
ترجمہ آیت۔ بلکہ تم لوگ اپنی دنیاوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت کی زندگی اس سے بدرجہا اچھی
اور پائیدار ہے۔ یہ بات اگلے صحیفوں میں بھی درج ہے یعنے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ (یعنی پیغمبران سابقہ) کے صحیفوں
میں۔ واضح الاعلیٰ۔ کلام ذات ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہوتا تو رسول عربیؐ کو یہ بھی معلوم نہوتا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام وحضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفہ کیا ہیں اور انمیں کن باتوں کا ذکر ہے اسلئے کہ نہ یہ
صحیفہ آپکے وقت میں موجود تھے اور نہ آپکی قوم کے وہ خیالات تھے جو ان صحیفوں میں بتلائے گئے ہیں اہل مکہ تو دنیاوی زندگی

کو ہی سب کچھ خیال کرتے تھے اور بعد الموت حیات کے قائل ہی نہ تھے پس ان حالات کے تحت رسول عربی
کو اس اصول سے آگاہ ہونیکا کوئی ذریعہ ہی نہ تھا اور یہ چیز منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے۔
ترجمہ آیت۔ تو کیا تم نظر نہیں ڈالتے اونٹوں کی پیدائش پر کہ کس طرح وہ پیدا کئے گئے ہیں اور آسمان کی
جانب کہ کیسا بلند و بالا کیا گیا ہے؟ اور پہاڑوں کی طرف کہ کسطرح قائم کئے گئے ہیں اور زمین کیطرف کہ کیسی بچھائی گئی
ہے (اے نبی) نصیحتانہ تذکرہ کر دو بس تم تو سمجھا دینے والے ہی ہو۔ تم انپر نگران کار تو نہ ہو۔ مگر جو
روگردانی کیا اور کافر ہوا تو اسکو اللہ عذاب دیگا جو بڑا سخت عذاب ہو گا۔ بیشک ہمارے حضور میں انکو پلٹ
آنا ہے۔ پھر ہمارے ہی ذمہ انکا حساب لینا ہے۔ پیچ الغاشیۃ۔ کلام ذات ہے۔ ایک اُمّی انسان اور
نیچرل مضامین اسکی زبان اور دماغ سے کیسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ کفار عرب کو ملک کی حالات کے لحاظ
سے اونٹ جیسی چیز کے پیدا کرنے پر توجہ دلائی جا رہی ہے۔ اونٹ کے پیر کی بناوٹ ایسی ہے کہ وہ سیکڑوں
میل ریت پر چلا جا سکتا ہے دوسرے جانور نہیں جا سکتے پیٹ میں پانی محفوظ رکھ لیکر دنوں پیاسا رہ سکتا
ہے دوسرے جانور نہیں رہ سکتے اور ریتلے ملک میں پانی منزلوں نہیں ملتا۔ نیز قرآن رسول عربی کی کتاب
ہوتی تو آپ کا ہیکو یہ لکھا دیتے کہ اپنا کام صرف نصیحت کر دینا ہے اور بس
ترجمہ آیت۔ قسم صبح کی اور اس (متبرک) راتوں کی۔ اور جفت اور طاق کی۔ اور رات کی جبکہ جانے
لگے۔ کیا ان چیزوں میں سے کوئی قسم کہ کافی ہے عقلمند کیلئے (اے نبی) تم نے دیکھا نہیں کہ کیسا سلوک
کیا تمہارے پروردگار نے عاد کی قوم کیساتھ جو شہر ارم کے رہنے والے تھے۔ جو بڑے بڑے ستونوں کے
(محلوں میں رہتے) تھے اس جیسی (عظیم الشان) بستی بنائی نہیں گئی تھی دنیا کے شہروں میں۔ اور قوم ثمود کیساتھ
بھی کسطرح کا برتاؤ کیا گیا ہے۔ جنہوں نے پہاڑ یونکے پتھروں میں تراش کر (محلات بنائے تھے) و نیز فرعون کے
ساتھ جو بڑی جرار سوارہ فوج رکھتا تھا۔ یہ لوگ ایسے تھے جنہوں نے بڑی سرکشی اختیار کر رکھی تھی شہروں
میں پھر غیر معمولی طرح انمیں فساد برپا کر رکھا تھا۔ تو تمہارے خدا نے انکو عذاب کا کوڑا لگایا بیشک تمہارا رب
کفار (عرب) کو پکڑنے کی گھات میں ہے پیچ الفجر۔ کلام ذات ہے۔ خود رسول عربی کو ان زبردست
تمدن والی قوم کا حال سنایا جا رہا ہے۔ اگر قرآن رسول عربی کی ذاتی کتاب ہوتی تو اسطرح اپنے آپ کو

قصہ سنانے کی ضرورت داعی نہ ہوتی اور یوں تو آپ کو اسکا بھی علم نہ ہوسکتا تھا کہ قوم عاد کے لوگ رفیع الشان قصر تعمیر کرتے تھے اور انکا شہر تمام دنیا کے شہروں میں بڑا تھا اور ثمود کی قوم پہاڑیوں کو تراش کر مکانات تیار کرلی تھی۔ حالیہ زمانہ کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ ثمود بھی اسی قسم کے مکانات بناتے تھے جیسے ایلورہ اور اجنتہ واقع اورنگ آباد دکن میں بدھ مذہب و جین مت والوں نے راجہ کرشنا وغیرہ کے زمانہ میں بنائے ہیں۔ ایسی حالت میں جبکہ کفار مکہ ان قوموں کے حالات اور انکے تباہ شدہ آثار سے واقف نہ تھے اور نہ رسول عربیؐ کسی دوسرے طریقہ سے ان واقعات سے آگاہ ہوسکتے تھے اس قسم کے تاریخی واقعات کا ذکر قرآن میں کیا جانا اسکے منجانب خدا ہونیکا بین ثبوت ہے۔

ترجمہ آیت۔ پس جب انسان کو اسکا رب آزمائش میں ڈالنے کیلئے انعام و اکرام سے نوازتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری قدر دانی کی اور جب اسکی آزمائش رزق کی کمی سے کرائی جاتی ہے تو وہ کہنا شروع کرتا ہے کہ میرے خدا نے میری ناقدری کردی (یہ کوئی بات نہیں) بلکہ (معاملہ یہ ہے) کہ تم لوگ (نوازے گئے بعد) یتیم بچوں کی توقیر نہیں کرتے۔ اور نہ محتاج کو کھانا کھلانے کیلئے آپس میں ترغیب دیتے ہو اور مُردوں کا مال (جنکے ہاتھ لگے) سمیٹ سمٹا کر (بدون تقسیم کئے) تنہا کھا جاتے ہو۔ اور مال سے محبت رکھتے ہو گہری۔ پ۳۰ع الفجر ۸۹۔ کلام ذات ہے۔ نفسیات کا راز بطور کلیہ کے بیان کیا جارہا ہے جو سارے عالم کے ہر زمانہ کے انسانوں پر پوری طرح صادق آتا ہے یہ ایسی چیز نہ تھی جسکو بطور تعمیم رسول عربیؐ بیان کرسکتے اگر قرآن رسول عربیؐ کی ذاتی کتاب ہوتی تو آپ اسمیں نعمت کے چھینے جانے اور عروج سے زوال میں آنیکے یہ اسباب نہ تبلاتے بلکہ اسی قسم کے دوسرے ظاہری اسباب تبلاتے جو عموماً دنیا والے تبلایا کرتے ہیں۔

ترجمہ آیت۔ ہاں جو وقت زمین ٹکرا کر پاش پاش کردیجائیگی۔ اور فرشتے پرے باندھے آموجود ہونگے اپنے رب کی حضوری میں اور اُس دن جہنم کو لایا جائیگا (انسانی مشاہدہ میں) البتہ اس روز انسان کو سمجھ آئیگی اور اب سمجھنے کا محل ہی کیا رہا۔ (اسوقت انسان کہیگا) کاش میں آنیوالی زندگی کیلئے کوئی سرانجام کرلیتا۔ پس اس روز نہ تو خدا جیسا کوئی عذاب دینے والا معلوم ہوگا اور نہ اس جیسا جکڑنے والا کوئی دکھائی دیگا۔ پ۳۰ع الفجر ۸۹۔ کلام ذات ہے۔ قیامت میں انسانی دنیا انسانوں سے خالی کردی جانے کے بعد

پاش پاش کر دیجائیگی اتنی بڑی دنیا کا پاش پاش ہو جانا انسانی سمجھ سے باہر بات تھی اسلئے رسول عربیؐ الموجود اسکا اظہار نہ فرما سکتے تھے نیز آپکے زمانہ تک سائنس کی وہ تحقیقات نہیں ہوئی تھی جو اس صدی میں ہوئی ہے اب اسبات کو تسلیم کیا جارہا ہیکہ قانون کشش کا نفاذ بند ہوتے ہی سارے اجرام فلکی آپس میں ٹکرا کر پاش پاش ہو جائینگے چونکہ یہ بات اس تحقیقات کے تیرہ سو برس قبل ہی قرآن نے واضح کر دی ہے اسلئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ خدا کیطرف سے ہے ورنہ ایک ان پڑھ ہستی اسکا اظہار نہ کر سکتی نیز قیامت کے بعد ہونے والے واقعات کا اظہار بھی قوت بشری سے بعید بات تھی -

ترجمہ آیۃ - (اے نبی صالحین کی روحوں سے کہا جائیگا) اے اطمینان والی روح تو پلٹ چل اپنے رب کے حضور میں تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش پھر (کہا جائیگا) تو میرے مقرب بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں جا داخل ہو - پ ۳۰ الفجر ۸۹ - کلام ذات ہے - مقرب بارگاہ احدیت ہو جانا روح کا کمال معراج ظاہر کیا جارہا ہے اور یہ فلسفہ روحانیات کا نازک ترین مسئلہ ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہوتا تو رسول عربیؐ نیک بندوں کو یہ خوشخبری کس بنا پر سنا سکتے تھے -

ترجمہ آیۃ - میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مقدس مکہ) کی جسمیں تمکو لڑائی جائز ہوگی اور قسم ہے (مقدس) باپ کی اور اسکی (نیک بخت) اولاد کی - کہ ہم نے انسان کو مشقت میں مبتلا رہنے والا بنایا ہے کیا سمجھتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہ چلیگا - کہتا ہیکہ میں نے بے حساب مال خرچ کر ڈالا - کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسکو کسی نے دیکھا نہیں - کیوں ہم نے اسکو دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ دئیے نہیں اور ہم نے اسکو دونوں راہیں دکھلا دی نہیں - پر وہ راہ دشوار سے نہ گذرا - اور (اے نبی) تم کو خبر ہے کہ یہ راہ دشوار کیا ہے (اور اس سے گزرنا کیا بات ہے سنو سنو) وہ اعمال نیک کا کرنا ہے جیسا کہ کسی غلام یا مقروض کی گلو خلاصی کرا دینا - یا کھانا کھلانا فاقہ کے وقت میں کسی یتیم رشتہ دار کو یا کسی مسکین کو (جو بوجہ لاچاری و معذوری) زمین پر بیٹھ گیا ہو - اسکے بعد ہونا ان اشخاص میں سے جو ایمان لائے (خدا کی واحدانیت اور رسول کی رسالت پر) اور ایک دوسرے کو ہدایت کی صبر اختیار کرنیکی اور (آپسمیں) مشفقانہ برتاؤ کی یہی صاحب میمنت ہیں اور جو لوگ ہماری باتوں کے منکر ہیں وہی موزد شامت ہیں وہی آگ میں بند ہونگے -

۔ ۵ح البلد ۹۰ - کلام ذات ہے۔ شہر مکہ اور بانی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی قسم کھائی جا رہی ہے بیشک کوئی انسان ایسا نہیں جسکو محنت کچھ نہ کچھ کرنی نہ پڑتی ہے گویا کہ یہ انسان کیلئے مقدر کر دی گئی۔ نیکی اور بدی کی دو راہیں ظاہر کی گئی ہیں جنمیں دشوار گذار کی صراحت بھی رسول عربیؐ سے کر دی گئی ہے اور ذہن و اخلاق کی وہ چیدہ چیدہ باتیں بتلائی ہیں جو شرافت انسانی کا جوہر ہیں کہاں ایک وحشی بد اخلاق قوم میں پیدا ہونے والی ہستی اور کہاں یہ سرمایہ اخلاقیات بس ایسی صورت میں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہیکہ یہ معدن اخلاقیات یعنے قرآن خدا کیطرف سے ہے جو خالق اخلاقیات ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ قسم ہے سورج کی اور اسکی تنویر کی۔ اور چاند کی جب سورج کے پیچھے آئے۔ اور دن کی قسم جب (جب کچھ) ظاہر کر دے اور رات کی قسم جب وہ انکو چھپا لے اور آسمان کی اور اسکی جس نے اسکی بناء کی اور زمین کی اور اسکی جس نے اسکو بچھایا اور جان کی اور اسکی جس نے اسکو درست بنایا۔ پھر سجھا دی اسکو اسکی بداطواری و پارسائی۔ لازماً وہ مراد کو پایا جس نے نفس کو پاک بنایا۔ اور یقیناً وہ تباہ ہوا جس نے اسکو برباد کیا۔ ۵ح الشمس ۹۱ - کلام ذات ہے۔ قسموں کی گوناگون مضمون آفرینی بتلا رہی ہے کہ انسانی دماغ کا ثمرہ نہیں قرآن نفس کشی نہیں سکھاتا بلکہ تزکیہ نفس سکھاتا ہے۔ جائز خواہشات سے بھی نفس کو روک دینا نفس کشی ہے جو عموماً تارک الدنیا ہو جانے میں عمل میں آتی ہے۔ قرآن جائز خواہشات کی تکمیل کیلئے جو موافق فطرۃ ہوتی ہیں اجازت دیتا ہے بلکہ شوق دلاتا ہے۔ مثلاً عقد کرنا دولت کمانا تجارت وغیرہ جائز طریقہ سے۔ پاک و صاف رہنا و اچھا لباس پہنا۔ اچھی صحت بخش غذا کھانا۔ صاف ستھرہ فرحت فزا مکان میں رہنا۔ البتہ زنا سے۔ حرام خوری سے۔ شراب خوری سے۔ سود خوری سے۔ جوئے بازی سے۔ حرام غذائیں کھانے سے پرہیز کراتا ہے اور یہی باتیں تزکیہ نفس کا موجب ہوتی ہیں۔ جو لوگ ان باتوں سے احتراز نہیں کرتے اور بداعمالیوں کے مرتکب ہوتے ہیں وہ دراصل اپنے نفس پر ظلم کرکے اسکو تباہ کرتے ہیں۔ ایسی پاک تعلیم جو نہ نفس کشی سکھاتی ہو اور نہ نفس پرستی بتلاتی ہو اسکی مستحق ہیکہ وہ منجانب خدا تسلیم کیجائے اور جو کتاب اس مقدس تعلیم کا درس دیتی ہے وہ خدائی کتاب مانی جائے۔ بہرحال اعمال نیک سے نفس کی صفائی اور افعال بد سے اسکی تباہی کو لازم و ملزوم ظاہر کرنا قرآن کے منجانب خدا ہونے پر دال ہے۔

ترجمہ آیتہ ۔ قسم ہے رات کی جس وقت کہ چھا جائے اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو جائے اور اس پاک ذات کی جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا بلا شبہ تم لوگوں کی کوشش مختلف قسم کی ہے تو جسنے خیر خیرات دی پرہیزگاری اختیار کی اور سچ جانا اچھی بات کو تو ہم اسکو راحت کی چیز کیلئے سامان کر دینگے اور جس نے کنجوسی کیا اور بے پروائی کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اسکو پہنچا دینگے آہستہ آہستہ مقام سختی میں ۔ ۱ تا ۱۰ الیل ۹۲ ۔ کلام ذات ہے ۔ سخاوت کا بدلہ جنت اور بخالت کا معاوضہ دوزخ بتلا کر حسن عمل کا شوق دلایا گیا ہے تو عمل بد سے محترز رہنے کی ہدایت ہو رہی ہے قرآن کو اچھی بات کا نام دیا جا رہا ہے یعنی خیر بات ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو کیوں ایسی پاک مقدس تعلیم اسمیں رہتی ۔

ترجمہ آیتہ ۔ ہمارے ذمہ سیدھی راہ کا بتلا دینا ہے اور ہمارے ہی بس میں ہے آخرت اور دنیا ۔ ۱۲ تا ۱۳ الیل ۹۲ ۔ کلام ذات ہے ۔ سیدھی راہ نہ بتلائی جائے تو گمراہ کو حجت باقی رہیگی کہ وہ بے بہرہ تھا اس نزاکت کو محسوس کر کے ازالہ حجت کیلئے راہ نیک بتلا دیگئی اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا یہ ضرورت محسوس ہی نہ کیجاتی ۔ آخرت کی جزا و سزا دنیا کا تعاون تھا عروج و زوال ساری باتیں مشیت ایزدی پر منحصر بتلائی گئی ہیں اگر قرآن خدا کیطرف سے ہوتا تو رسول عربیؐ اسکو انسان کی اختیاری ظاہر فرماتے ۔ اور نہ آپ کو بھی اس امر حقیقی و دخل الٰہی کا حال معلوم ہو سکتا ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اجالے دن کی قسم اور رات کی (اندھیرے) کی قسم جبکہ وہ سب کو چھپا لے ۔ کہ (اے نبی) تمہارے رب نے نہ تمھیں چھوڑا اور نہ تم سے ناراض ہوا ۔ اور آخرت کی راحتیں تمہارے لئے دنیا سے کہیں بہتر ہیں ۔ اور عنقریب تمہارا رب تمکو ایسا دیگا کہ تم مطمئن ہو جاؤ گے ۔ کیا اللہ نے تمھیں باپ مرا بچہ نہ پایا پھر پرورش گاہ بخشی اور تمکو متلاشی پایا تو راہ صدق و صفا دکھا دی ۔ اور اسنے تمھیں بے زر پایا تو صاحب زر بنا دیا پس تم بھی بن باپ بچہ پر سختی نہ کرنا ۔ اور خیرات مانگنے والے کو جھڑکنا نہیں ۔ اور اپنے رب کے احسانات کا ذکر کرتے رہنا ۔ ۱ تا ۱۱ الضحیٰ ۹۳ ۔ کلام ذات ہے ۔ رسول عربیؐ یتیم تھے آپکی پرورشی دایہ حلیمہ نے کی پھر دادا اپنے پر سلا کر پالے اسکے بعد چچا ابو طالب کفیل ہوئے اسلئے کہ والد بزرگوار پیدائش سے کچھ عرصہ قبل چل بسے تھے والدہ نے عالم شیر خوارگی کے ختم ہونیکے بعد دامن شفقت سے محروم کر دیا اور مال متاع کا

سایہ سر سے اٹھالیا چھ یا سات برس کی عمر میں غمگسار دادا نے اپنے محبت بھرے سینے سے جدا کیا۔ کیا ایک نونہال کیلئے اس سے بھی بڑھکر کوئی سامان الم ہو سکتے ہیں۔ جوانی کسب معاش کی مشقت میں کٹی۔ بوڑھاپہ رسالت کی انجام دہی میں ختم ہوا نہ دن کو آرام ملا نہ رات کو نیند تو کیا اسکا صلہ نہ ملنا چاہئے تھا دنیا میں ملا اور آخرت میں ضرور ملے گا۔ بے زری اسطرح باقی نہ رہی کہ دولت میسر ہوئی پھر تلاش حق کے معاوضے میں خدمت رسالت وہ بھی کیسی جو آخری اور ختم کر دینے والی تھی عطا ہوئی۔ لیکن باوجود ان سرفرازیوں کے آپنے خاکسارانہ زندگی ہی گذاری اور ایسی شان اور آن بان سے اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے۔ آپ کی غربت اور مفلسی خود اختیاری تھی بیت المال معمور تھا اور بادشاہ وقت بھی تھے لیکن تین تین دن کا فاقہ فرماتے تھے بوریے یا ٹاٹ کے ٹکڑے پر استراحت فرماتے تھے موٹے ڈھاٹے کپڑے زیب تن فرماتے تھے پھٹی پرانی نعلین پائے اقدس میں ڈال لیتے تھے یہ ساری باتیں قرآنی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھیں اگر قرآن آپکی ذاتی کتاب ہوتی تو آپ کی زندگی اس کتاب مقدس کا اعلیٰ نمونہ بن سکتی تھی اور یہ چیز بھی منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے

ترجمہ آیت۔ (اے نبی) کیا ہم نے تمھیں سینہ کشادہ فراخ حوصلہ نہیں کیا۔ اور اتار نہیں دیا تم پر سے تمہارا وہ وزن جس نے تمہاری کمر (ہمت) توڑ رکھی تھی۔ اور بلند کیا تمہارا ذکر (خیر) پس بیشک سختی کے ساتھ آسانی ہے۔ یقیناً تکلیف کے بعد راحت ہے۔ پس تم فارغ ہو جاؤ (تبلیغ رسالت سے) تو کثرت رہو یاد مولا میں اور (صرف) اپنے پروردگار کیجانب متوجہ رہو۔ ﴿الانشراح ۹۴﴾ کلام ذات ہے۔ استفسار خود رسول عربی سے ہو رہا ہے۔ یوں بھی بظاہر آپکا سینہ پھیلا ہوا تھا لیکن اصل میں آپکی سخاوت دوستوں سے محبت دشمنوں سے مروت رکھنے کا جو مادہ فطرتاً ودیعت کیا گیا تھا اسکی طرف اشارہ ہے آپکو مردوں عورتوں بچوں بوڑھوں نے بھی ستایا اور رنجیدہ گشتہ بہ تکالیف دیں اور اذیتیں پہنچائیں لیکن آپنے باوجود قدرت و قوت کے کبھی انتقام لیا اور نہ بد دعا ہی کی۔ آپکے ذکر خیر کو جاری رکھنے کی بشارت اس وقت دیگئی ہے جبکہ سیکڑوں آدمی مسلمان ہو کر آپ پر درود و سلام بھیجتے تھے لیکن آپکے بعد یہ عالم ہوا کہ کروڑوں انسان آپکا ذکر خیر کر رہے ہیں اور قیامت تک کرینگے قرآن کی حرف بہ حرف یہ ہی ایک بشارت اور اسکی تکمیل اسکے منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے سختی کے بعد آسانی اور مصیبت کے بعد راحت کیسی حکیمانہ باتیں اور کیسے اٹل اقوال ہیں جنکی صداقت میں

۳۰۵

کوئی کلام ہی نہیں ہوسکتا۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو آپ کیوں اس کا اظہار فرماتے۔ اپنے آپ کو سمجھا لینے سے مقصود ہی کیا حاصل ہوسکتا تھا۔

ترجمہ آیۃ۔ ہم نے پیدا کیا انسان کو بہترین خلقت پر۔ پھر اس کو ڈالدیا گری سے گری ہوئی حالت میں۔ مگر جو لوگ اچھے کام کئے۔ اُن کے لئے بے انتہا اجر ہے۔ (اے انسان) ان باتوں کے بعد کونسی چیز تجھ کو دین (اسلام) کے جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے۔ کیا پروردگار تمام حکمرانوں سے سوا حکمراں نہیں ہے۔ پ۳۰ التین ۹۵ - کلام ذات ہے۔ بیشک انسان کائنات عالم کی مخلوق میں مایۂ ناز ہستی ہے اس کی صورت جسم کی ساخت جسم کے اندر جو کارخانہ ہے اور جس حُسن و انتظام سے چلایا جارہا ہے وہ عجیب و غریب باتیں ہیں۔ اس کا دل ایسا قوی کہ شیروں سے نہ گھبرایا کرے۔ دماغ ایسا عالی کہ ساری مخلوقات کو اپنا محکوم بنائے۔ ایسی قوتوں سے مالامال اور ایسی قدرتوں والا ذی کمال کہ قدرتی اشیاء سے کام لیکر اور ان کو جوڑ توڑ کرکے خود بھی موجد اشیاء بن بیٹھے۔ علم الابدان کے ماہر اس کو عالم اصغر بتا رہے ہیں کیا اس بہترین خلقت کی تشریح رسول عربی بذات خود فرماسکتے تھے درآنحالیکہ آپ علم تشریح (جو طبیبوں اور ڈاکٹروں کی ایجاد ہے) پڑھے ہی نہ تھے اس کا جواب نفی میں دینا پڑیگا۔ پس اس اعتبار سے یہ ماننا ہوگا کہ قرآن خدا کا کلام ہے جو بلحاظ خالق ہونے کے اپنی اس مخلوق کی ساری خوبیوں اور خرابیوں سے بخوبی آگاہ ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ (اے رسولؐ) پڑھو اپنے رب کے نام سے (ابتدا کرکے) جس نے پیدا کیا (سارے جہان کو اور) جس نے پیدا کیا انسان کو منجمد لوتھڑے سے۔ قرآن پڑھو۔ اور تمہارا رب بڑا ہی صاحبِ کرم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ علوم کی تعلیم دلائی (اور) سکھایا آدمی کو وہ وہ باتیں جو کہ وہ جانتا ہی نہ تھا۔ پ۳۰ العلق ۹۶ - کلام ذات ہے۔ یہ قرآن کی ابتدا تھی جو مکہ کے قریب ایک پہاڑ کی غار میں جسکو حرا کہتے ہیں نازل ہوئی۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسولِ عربیؐ کو یوں کہہ لینے کی کیا پڑی تھی۔ انسان کا خون کے لوتھڑے سے پیدا ہونا۔ علوم کا تحریر کے ذریعہ عام ہونا چوٹی کے نکات ہیں کیا ایک اَن پڑھ ہستی ایسے حکیمانہ اقوال سے اپنی کتاب کو مزین کرسکتی تھی۔ یہ ممکن نہ تھا۔

ترجمہ آیتہ ۔ بیشک ہم نے قرآن کی تنزیل شب قدر سے شروع کی (اے نبی) تمکو معلوم ہے کہ
قدر کی رات کیا چیز ہے ۔ (سنو) وہ رات بلحاظ مرتبہ عظمت کے ہمارے نزدیک ہزار مہینوں سے
افضل ہے ۔ (اسلئے کہ) اس رات میں فرشتے اور پاک روحیں اپنے رب کے حکم سے (زمین پر) آترتے
ہیں ہر امر خیر کو لئے ہوئے ۔ وہ سلامتی والی رات ہے جو صبح ہوئے تک قائم رہتی ہے ۔ ۹۷ القدر
کلام ذات ہے ۔ خود رسول عربی کو قرآن کا نزول کب سے شروع ہوا بتلایا جا رہا ہے اگر قرآن آپ کا
کلام ہوتا تو آپ یوں نہ لکھاتے اسلئے کہ آپ کے حق میں تو کلام کا نزول دن میں بمقام حرا جبرئیل علیہ السلام
کے ذریعہ ہوا تھا ۔ یہ نزول لوح محفوظ سے تھا اور دنیا میں جس وقت یہ مقدس رات چھائی تھی اس
وقت سے شروع ہوا ۔ اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو آپ بھی اس سے واقف نہ ہوتے کہ شب قدر
کی قدر و قیمت خدا کے نزدیک کیا ہے اور یہ کہ اس وقت فرشتے اور ارواح برگزیدہ دنیا میں نازل
ہوتی ہیں ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اہل کتاب فرقوں اور مشرکین میں سے جو لوگ کہ منکر حق تھے وہ باز آنیوالے نہ تھے
اسوقت تک جبتک کہ انکے پاس صاف و صریح دلیل نہ آتی ایک رسول کے (ذریعہ سے) جو ایسے پاک صحیفہ
پڑھ سناتا جسمیں سچے مضامین مرقوم ہوں ۔ اور جو لوگ اللہ کی دی ہوئی کتاب والے تھے وہ تو اس واضح
دلیل (قرآن) کے آنے ہی کے بعد پھوٹ پڑے اور حالانکہ انکو یہ ہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی اسطرح
عبادت کریں کہ اسکو خالص رکھیں یکسو ہو کر اور نماز کی پابندی رکھیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کا
مقررہ حصہ اسکے محتاج بندوں کو دیا کریں اور یہی طریقہ درست طریقہ ہے ۔ بیشک جو لوگ کتاب والوں
میں سے اس (بتلاتے ہوئے دین حق کے) منکر ہوئے وہ دوزخ کی آگ میں ڈالے جائینگے جہاں ہمیشہ
رہینگے یہی لوگ بدترین خلائق ہیں ۔ بیشک جو لوگ (خدا اور رسول پر) ایمان لائے اور اچھے کام کئے یہی
لوگ بہترین خلائق انکا انعام انکے پروردگار کے پاس ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں کہ جس میں نہریں رواں ہیں
وہ ہمیشہ وہیں رہینگے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی رہینگے ۔ (یہ بات اسکو نصیب ہوگی کہ) جو
اپنے رب سے ڈرتا ہے ۔ ۹۸ البینۃ ۔ کلام ذات ہے ۔ رسول عربی کو روانہ کرنیکی ضرورت اہل کتاب کے

ان اختلافات کو جو انہوں نے اپنی کتاب بنیں اللہ رخو دیپد آکر دے تھے رفع کرنیکے لئے تبلائی جارہی ہے اور ان اختلافات کی صحت مزید ایک کتاب کے ذریعہ جسکے مضامین صحت واقعہ سے تعلق رکھتے ہوں کرائی جاناظاہر کیا جارہا ہے مقصد اس کتاب کے بھیجنے سے توحید خالص کا احیا کیا جارہا ہے اسلام کے منکر کو دوزخ کی وعید سے ڈرایا جارہا ہے اور اسلام قبول کرکے اچھے اعمال کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دیجارہی ہے غرض کہ دونوں چیزیں رسول کے اختیار اور بس سے باہر ہیں اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا بلکہ آپ کی کتاب ہوتی تو آپ اسلام کے منکرین کو اپنی قوت واقتدار کا خوف دلاتے اور اسکے قبول کرنیوالوں کو اپنے اکرام وانعام کے پانیکا مستحق تبلاتے پس آپکا ایسا نہ کرنا ہی قرآن کے منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے ؛

ترجمہ آیۃ ۔ جب زمین زلزلوں سے ہلا دی جائے۔ اور نکال پھینکے زمین اپنی وزنی اشیاء۔ اور آدمی پکار اٹھے کہ زمین کو کیا ہوگیا۔ اس روز زمین اپنی تمام خبریں کہدیگی ۔ اسلئے کہ (اے رسول) تمہارے ربکا اسکو یہی حکم ہوگا ۔ اس دن انسان مختلف جماعتیں ہوکر واپس ہونگے ۔ تاکہ اپنے کئے ہوئے افعال دیکھ لیں پس جو شخص رتی برابر نیکی کریگا وہ اسکو دیکھ لیگا اور جو شخص رتی برابر بدی کریگا وہ (بھی) اسکو دیکھ لیگا ۔ ۹۹ الزلزال ۸ کلام ذات ہے ۔ زلزلوں سے ساری زمین کا ہلجانا تبلایا جارہا ہے رسول عربیؐ نے تو کبھی ایسا زلزلہ دیکھا ہوگا اور نہ تمام کرہ ارضی کو ہلتے ہوئے دیکھا ہوگا پھر کیوں کر یہ حکم لگا سکتے تھے زلزلوں کی وجہ معدنیات وغیرہ کا زمین کے اندرونی طبقات سے نکل پڑنا وغیرہ ایسے امورات ہیں جو ماہر علوم طبقات ارضی ہی تبلاتے تو تبلاتے نہ کہ آپ جیسی ذات جو ان علوم کو پڑھی ہی نہ تھی ۔ تیز قیامت انسانوں کا جماعت بندی کیساتھ آنا اور اپنے چھوٹے سے چھوٹے کئے ہوئے عمل کا داخلہ دیکھ لینا انسانی قیاس سے بالاتر باتیں ہیں اسلئے ممکن نہیں کہ رسول عربیؐ نے خود انھیں گھڑ لیا ہو اسلئے یہ کہنا پڑتا کہ قرآن خدا کیطرف سے ہے ؛

ترجمہ آیۃ ۔ بیشک آدمی اپنے ربکا بڑا ناشکر گذار ہے اور وہ خود بھی اس بات سے آگاہ ہے ۔ اور آدمی مال کی محبت میں سخت ہے ۔ کیا اسکو وقت معلوم نہیں جب مٹی میں پڑے ہوئے مردے زندہ اٹھائے جائینگے اور ظاہر کردیا جائیگا جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے ۔ بیشک انکا پروردگار انکے حال سے اس روز پورا آگاہ ہے ۔ ۱۰۰ العدیت ۱۱ ۔ کلام ذات ہے تعظیم کے ساتھ انسانی فطرۃ کا اظہار فرمایا گیا ہے ۔ ممکن ہے

کہ آپ نے کسی مالدار و صاحب اولاد کو ناشکر گذار پایا ہو ایک کیا دس بیس سو پچاس کو دیکھکر بھی ایسا حکم نہیں
لگایا جا سکتا تھا لیکن عالم کے سارے انسانوں کیلئے قطعی حکم لگانا قرآن ہی کا خاصہ تھا اور اسکا اسطرح کا حکم لگانا
ہی اسکے منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے۔ یہ بیشک انسان کی حرص کتنا ہی اسکو ملے نہیں مٹتی اور کتنا ہی کوئی پائے ناشکرا ہی رہتا ہے
ترجمہ آیۃ۔ وہ کھڑکھڑانے والی۔ کیا کھڑکھڑانے والی ہے کیا چیز۔ اور (اے رسول) تمکو خبر ہے کہ کیا ہے کھڑکھڑانے
والی چیز کیا ہے (وہ قیامت ہے جو بپا ہوگی) جس دن انسان پروانوں کیطرح (پراگندہ و پریشان)
ہوجائینگے۔ اور پہاڑ مثل دھنکی ہوئی رنگین اون کے طور ہوجائینگے۔ تو جسکا پلہ (عمل صالح کا) بھاری ہوگا تو
وہ شخص راحت کی خوشگوار زندگی میں ہوگا اور جسکا پلہ ہلکا ہوگا۔ اس کا مقام رہایش ہاویہ ہوگا۔ (اے رسول)
تم سمجھتے کہ ہاویہ کیا شئی ہے۔ (سنو) وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے۔ الخ کلام ذات ہے۔ سوال
خود رسول عربی سے ہو رہا ہے۔ جو انکی ذاتی کتاب ہونیکی صورت میں نہ ہوتا۔ پروانے ہوا کے زور سے
پریشان ہوجاتے ہیں قیامت کے زور بھی صور کے پھونکے جانیسے شاید تلاطم بپا ہوگا اور انسان و حیوان
سارے پریشان ہوجائینگے پہاڑ اون کے گالہ کیطرح ملائم ہوجائینگے اور یہ ممکن ہے کہ ٹھوس مادہ پگل
جائے اور مائی صورت پر مثل سابق آجائے اور پھر بخارات و دھوئیں کی ہیئت میں مبدل ہوکر مثل اون
کے تودے کے معلوم ہونے لگے لیکن یہ چیز بھی علم سائنس و طبعیات سے واقفیت رکھنے والے بیان کر سکتے
تھے نہ کہ ایک ان پڑھ مد ذات بیان کرے اور وہ بھی اب سے تیرہ سو برس قبل جبکہ ایسے علوم مروج
تھے اور نہ بطور شناسی کہ ہی انکی معلومات حاصل ہوسکتی نہیں پس اس لحاظ سے قرآن کے منجانب خدا ہونے
میں کسی قسم کا شبہ ناشی نہیں ہوسکتا ؛

ترجمہ آیۃ۔ حرص دنیا تمکو غفلت میں مبتلا رکھتی ہے یہاں تک کہ تم قبر کو پہنچ جاتے ہو۔ الخ
کلام ذات ہے۔ تمام عالم کے انسانوں کیلئے قول فیصل ہے جسکی صداقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔
بیشک دنیا کمانے کی دھن کا ٹھکانہ ہی نہیں دنیا کیلئے تو یہ دردسری و کاوش مگر آخرت کیلئے کچھ بھی نہیں
طبیعت انسانی کے راز کا افشا اسکے منجانب خالق ہونیکی دلیل ہے ؛

ترجمہ آیۃ۔ زمانہ کی قسم حقیقت میں انسان نقصان میں ہے۔ (مگر وہ لوگ نہیں) جو کہ ۔۔۔

(خدا اور رسول پر) (ایمان لائے) اور پسندیدہ کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی پابندی کی ہدایت
کرتے رہے اور باہم مصیبتوں کے وقت صبر کی تاکید کی۔ پ۳۰ ع ۲۹ - کلام ذات ہے - انسان دنیا میں چاہے
کتنا ہی عیش آرام پائے لیکن آخرت کی زندگی خراب ہونے سے تو تباہ ہوگیا اسلئے کہ دنیا کا قیام چند روز اور
آخرت کا دائمی ہے - اس نصیحت میں نہ مبتلا ہونیوالا ایماندار اور نیک کردار بتلایا گیا ہے چونکہ ان
افعال سے رسول عربیؐ کو کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے اسلئے قرآن خدا کا کلام ہونے میں کوئی کلام نہیں -
ترجمہ آیة - کم بختی ایسے شخص کی جو دوسرے کے غیاب میں اسکو برا کہتا ہو - جو دولت جمع کرتا ہو
اور اسکو گن گن کے رکھتا ہو - وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ ساتھ دیگا - ہرگز نہیں - (ایسا کرنے
والا شخص) ضرور ڈالا جائیگا حطمہ میں اور (اے رسول تم نے) حطمہ کو کیا جانا - وہ زور کی سلگائی ہوئی
آگ ہے جو دلوں تک کی خبر لیگی - پ۳۰ ع ۲۹ کلام ذات ہے غیبت کرنے والے اور بخیل کیساتھ جو معاوضہ ہوگا
وہ ظاہر کیا گیا ہے - یہ دونوں نہایت ہی بد خصلتیں ہیں جنکو قرآن نے سخت ترین سزا کا متوجب ٹھیرایا ہے
بخیل کی دولت زوال پذیر ظاہر کیگئی ہے چاہے اسکی جیسی کچھ حفاظت کیجائے اور یہ ایسے راز ہیں جنکو
خدا ہی جان سکتا ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو حطمہ کا لفظ اور اسکا معنی بھی رسول عربیؐ کو معلوم
نہ ہوتے اسلئے کہ یہ آپ کے زمانہ کی مروجہ زبان عربی کا لفظ ہی نہ تھا۔
ترجمہ آیة - اے رسول تمکو خبر نہیں کہ تمھارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کسطرح کا سلوک کیا -
کیا انکی تدبیر کو سراسر انکے غلط نہیں کر دیا - اور بھجوائے ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں جو ان لوگوں کے (سروں
پر) پتھر کی کنکریاں پھینکتے تھے - تو اللہ نے انکو ایسا کر دیا جیسا کہ گھن کھایا ہوا بھوسہ - پ۳۰ الفیل ۱۰۵ - کلام
ذات ہے - یمن کے حاکم نے خانہ کعبہ کو ڈھا دینے کی تیاری کی تھی اور اپنے ہمراہ بہت سے ہاتھی فوج
کے ساتھ لایا تاکہ انکے ذریعہ خانہ کعبہ گرا دیا جائے لیکن اسکی یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی چڑیاں اپنے پنجوں اور
چونچوں میں کنکریاں لیکر اہل فوج کے سروں پر ڈالنا شروع کیں اور وہ کنکریاں نہایت خوفناک عذاب
بنگئیں ساری فوج تباہ و فرار ہوگئی یہ واقعہ رسول عربیؐ کی پیدائش سے قبل وقوع پذیر ہوا تھا گو اسوقت خانہ
کعبہ بتوں سے معمور اور رقم خانہ عظیم بنا ہوا تھا لیکن خدا کو یادگار ابراہیمؑ کی لاج رکھنی اور اسکی حفاظت

کرنی منظور تھی اس واقعہ کو یاد دلاکر رسول عربیؐ کی ہمت بڑھانی اور دلجوئی کرنی مقصود تھی تاکہ وہ خدائی امداد کے بھروسہ پر مطمئن رہیں اور اشاعت اسلام کا فریضہ با خوف وخطر انجام دیئے جائیں اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو اس واقعہ کو یاد تازہ کرنیکی نوبت نہ آتی :۔

ترجمہ آیتہ ۔ اہل قریش کی اُلفت دوسروں کے دلوں میں ڈالی انکے سرمائی اور گرمائی سفروں میں ۔ تو انکو چاہئیے کہ عبادت کریں اس خانہ کعبہ کے رب کی جس نے انھیں کھانے کو دیا اور خوف سے انھیں مامون کردیا ۔ ہیچ القریش ۔ اہل قریش چونکہ خانہ کعبہ کے متولی تھے اسلیئے تمام عرب انکی عزت کرتے اور چاہتے تھے ۔ مکہ میں غلہ کی پیداوار نہیں ہوتی مگر دوسرے مقامات سے اُن کیلئے غلہ آجایا کرتا تھا ۔ اہل قریش سے عربوں کو محبت قبل اسلام بھی تھی اور آجتک بھی ہے اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا تو اس قدرتی تسخیر قلوب کا حال رسول عربیؐ اپنی کتاب میں واضح نہ فرماسکتے :۔

ترجمہ آیتہ ۔ اے رسول ۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے ۔ وہی تو ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم بچہ کو ۔ اور مسکین غریب کو کھانا کھلانیکی ترغیب تک نہیں دیتا ۔ خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نماز سے خود بیخبر ہیں ۔ وہ جو ایسی ریاکاری کرتے ہیں ۔ اور مستعار ہاتھ بدلی چیزیں نہیں دیتے ہیچ الماعون ۔ کلام ذات ہے ۔ ابو جہل کی جہالت اور او رشقاوت قلبی کا ذکر فرمایا گیا ہے یہ شخص دو تین اشخاص سے انکی اولاد کی کفالت اپنے ذمہ لیتا پھر ان یتیم بچونکی دولت سمیٹ لیکر انھیں بڑھا دیا کرتا تھا انکی حالت سے رسول عربیؐ کو مطلع کیا گیا اسپر آپ نے اسکو نصیحت فرمائی تو اُسنے آپکی رسالت اور روز جزا سے انکار کردیا اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو اسکا راز آپسے فاش نہ ہوتا :۔

ترجمہ آیتہ ۔ بیشک ہم نے تمھیں کوثر بخشا ۔ پس تم اپنے رب کی عبادت کرو اور اسکی راہ میں قربانی کرو ۔ درحقیقت تمھارا دشمن بے نام ونشان ہے ۔ ہیچ الکوثر ۔ خود رسول عربیؐ کو عبادت کرنے اور قربانی کرنیکی ہدایت ہے اگر قرآن آپ کی کتاب ہوتی تو اپنی ذات کیلئے یہ پابندیاں کیوں ہوتیں :۔

ترجمہ آیتہ ۔ اے رسول ۔ کفار سے کہدو کہ نہ تو میں تمھارے پوجے جانیوالوں کی پوجا کرتا ہوں ۔ اور نہ تم اسکی پرستش کرتے ہو جسکی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں آئیندہ ہی تمھارے معبودوں کی پوجا کرونگا

اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کروگے ہمکو تمہارا طریقہ سے غرض اور مجھکو میرا طریقہ مبارک ۔ پ۳۰ الکافرون۱۰۹
کلام ذات ہے ۔ کفار عرب نے رسول عربیؐ سے خواہش کی تھی کہ اگر وہ کبھی بتوں کی پوجا کرلیا کرینگے
تو وہ بھی نماز پڑھ لیا کرینگے اور اسطرح آپس میں سمجھوتہ ہو کر یکانگت ومحبت قائم ہوجائیگی ۔ اسکے جواب
میں یہ کہنے کا ارشاد ہوا اگر قرآن خدا کیطرف سے نہ ہوتا اور اسلام خدائی مذہب نہ ہوتا رسول عربیؐ
مصلحت وقت سمجھکر دکھانے کو بھی ایسا کر دیتے چنانچہ بعض مکار لوگ بڑے بننے اور رہبر ولعزیز ہوجانے
کے خیال سے ایسا کرتے بھی ہیں ۔ قرآن نے ہر شخص کو اپنے طریقہ پر چلنے کی آزادی دیکر بڑی زبردست
رواداری کا مظاہرہ کیا ہے ؏

ترجمہ آیۃ ۔ اے رسول ۔ جب خدا کی عطا فرمائی ہوئی فتح ونصرت میسر ہوجائے اور تم لوگوں کو دین
حق میں گروہ کے گروہ شامل ہوتے ہوئے دیکھ لیں ۔ تو اپنے رب کی حمد وثنا کرو (شکریہ میں)
اور (نومسلم لوگوں کے پچھلے گناہوں کے متعلق) خدا سے معافی کی درخواست کرو (تو وہ انکے سابقہ
گناہ معاف فرمادیگا اسلئے کہ) وہ بڑا توبہ قبول فرمانے والا ہے ۔ پ۳۰ النصر۱۱۰ ۔ کلام ذات ہے ۔
فتح مکہ سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور لوگ سینکڑوں کی تعداد میں مسلمان ہونے لگے اگر قرآن خدا کیطرف
سے نہ ہوتا تو نہ یہ پیشگوئی پوری ہوتی اور نہ آپ کسی کی معافی خدا سے چاہتے ۔ اور نہ شکریہ میں حمد وثنا کرنیکی
ضرورت پڑتی ؏

ترجمہ آیۃ ۔ ٹوٹیں ابولہب کے ہاتھ اور وہ تباہ ہوجائے نہ تو اسکا مال اسکے کام آیا اور نہ اسکی
(ذاتی) کمائی ۔ وہ عنقریب داخل ہوگا شعلوں والی آگ میں اور اسکی عورت بھی ۔ جو جلانیکی لکڑیاں
اٹھالاتی ہے اسکی گردن میں رسی وہ بھی خوب بٹی ہوئی ۔ پ۳۰ اللھب۱۱۱ ۔ کلام ذات ہے ۔ رسول عربیؐ بعثت
کے بعد مکہ کے صفا پہاڑ پر چڑھے اور اپنی قوم کو پکارا سارے لوگ جمع ہوگئے تو آپ نے انسے
فرمایا کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ ایک بڑا لشکر اس پہاڑ کے عقب میں ہے اور تم پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے
تو کیا تم میری بات پر اعتماد کروگے تو سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں تم نے عمر بھر کبھی جھوٹ ہی نہیں
کہی جب آپکو اپنے معتمد علیہ ہونیکا اطمینان ہوا تو آپ نے کہا کہ خدائے واحد کی پوجا کرو کفر وبت

پرستی چھوڑ دینے کیلئے ابولہب جو آپ کا رشتہ دار بھی تھا بگڑا اور کہا کہ اے محمد تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں تو نے اتنی سی فضول بات کیلئے ہمیں اتنی تکلیف دیا ۔ یہ توہین آمیز ہجو سنکر رسول عربیؐ کو ملال ہوا اس لئے کہ آپ خدا کے حکم کی تعمیل میں ایسا کئے تھے اور آپ کا فعل خود ان لوگوں کی بھلائی کی خاطر تھا بھلائی کا بدلہ جو برائی سے کیا گیا اسکا صدمہ ضرور ہونا چاہئے تھا پس اسکی توہین کے انتقام میں یہ آیت نازل ہوئی جو فصاحت و بلاغت میں اپنی آپ نظیر ہے ۔ اگر قرآن رسول عربیؐ کی ذاتی کتاب ہوتی تو آپ ابولہب سے اخلاقاً دب جاتے اسلئے کہ وہ نہایت بداخلاق بدمزاج اور جھگڑالو آدمی تھا لیکن باوجود اسکے وہ اپنے متعلق اس قسم کی ہجو سنکر دم بخود رہ گیا اور کچھ کہہ ہی نہ سکا ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اے رسول ۔ تم کہدو کہ وہ اللہ (جو ساری کائنات کا خالق ہے) ایک ہے ۔ اللہ بے پرواہ بے نیاز ہے نہ وہ اولاد والا ہے ۔ نہ وہ کسی کی اولاد ہے ۔ اور نہ کوئی اسکی ہمسری کرنے والا ہے ۔ ۱۱۲ الاخلاص ۔ کلام ذات ہے ۔ قرآن کے نزول سے پہلے کفار عرب تو تین سو ساٹھ خداؤں کے قائل تھے اور رسول عربی ان ہی لوگوں میں پیدا ہوئے پلے بڑھے تھے ۔ اسکے سوا جو لوگ موسوی مذہب کے پیرو تھے وہ بھی دو خدا یعنے خدا اور خدا کے بیٹے عزیر کے قائل تھے اور جو عیسائی مذہب کے پیرو تھے وہ ایک قدم آگے بڑھے تھے یعنے خدا ۔ خدا کا اکلوتا بیٹا ۔ اسکی بیوی روح القدس ۔ آتش پرست بھی دو خدا کے قائل تھے نیکی کا خدا اور بدی کا خدا غرض کے رسول عربیؐ کے گرد و پیش کی اقوام متعدد خدا کے خیال میں مستغرق تھیں اور اپنے حال میں مست اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی ملکدر فضا میں یہ توحید خالص و واحدانیت مطلق کا علم رسول عربیؐ کو کس نے کرا دیا بجز اسکے کہ ہم یہ کہیں خدا بس یہی چیز قرآن کے منجانب خدا ہونے کی زبردست ترین دلیل ہے ۔

ترجمہ آیتہ ۔ اے رسول ۔ کہو کہ میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں ۔ تمام مخلوق کے شر سے ۔ اور اندھیری رات کے شر سے جبکہ وہ آجائے ۔ اور گنڈوں پر (منتر) پڑھکر پھونکنے والی عورتوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جبکہ وہ حسد کرنے لگے ۔ ۱۱۳ الفلق ۔ کلام ذات ہے ۔ آپکو ان بلاؤں کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے یہ سورۃ بتائی گئی کیونکہ یہودی عورتوں نے آپکو نقصان پہنچانیکے لئے اپنے

تعویزوں وگنڈوں سے عمل شروع کیا تھا چنانچہ آپ متاثر بھی ہوئے لیکن اس کلام کے ورد کی
بدولت اثرات زائل ہو گئے۔ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو یہ کلام آپ کی کتاب میں نہ ہوتا ۔
ترجمہ آیت ۔ اے رسول۔ کہو کہ میں پناہ لیتا ہوں انسانوں کے رب۔ انسانوں کے بادشاہ۔
انسانوں کے معبود کی۔ وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانیوالے کے شر سے جو انسانوں کے دلوں
میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ (اور وہ ہوتا ہے) رفرقہ جن یا انس سے ع ۱ ۳۹ الناس ۱۱۴۔ کلام ذات ہے۔
خود رسول عربیؐ کو شیاطین انس وجن سے بچنے کیلئے پناہ مانگنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ قرآن کی یہ ہدایت
اسکے منجانب خدا ہونیکی دلیل ہے۔ پروردگار عالم جسطرح نور وظلمت کا خالق ہے اسیطرح اسلام اور کفر
کا بھی۔ اگر شیطان پیدا نہ کیا جاتا تو شاید کفر ونافرمانی بھی وجود میں نہ آتے غرضکہ وہ پروردگار اسلام کو پسند فرماتا ہے
اور کفر کو پسند نہیں فرماتا تعریف کے اعتبار سے وہ ایک دوسرے کی ضد ٹھہرے۔ آدم علیہ السلام سے لیکر
رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم تک ہزاروں ہادی گذرے اور انہوں نے انسانی زندگی کو سنوارنے کیلئے
اور انکو جامہ انسانیت سے باہر نہ ہونے دینے کیلئے مختلف قسم کے احکام لائے جو عبادات الہی اور اخلاقیات
پر مبنی تھے۔ انھیں احکام کا نام اسلام ہے اسلام کسی خاص مذہب کا نام نہیں موجودہ اسلام ایک مکمل مذہب ہے
جو بتدریج ترقی کرتا گیا ہے اسکی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے کیگئی تو انتہا حضرت رسول عربی صلی اللہ
وسلم پر ہوئی ہے۔ یہ اسلام اسقدر جامع و مانع ہے کہ قیامت تک بھی اسکے احکام کی تعمیل میں کوئی دشواری
لاحق ہو سکتی اور نہ کمی وبیشی کرنیکی نوبت آسکتی یہ مذہب عالمگیر ہے اور اسکا ہادی تمام دنیا کی ہدایت
کیلئے مقرر کر دیا گیا ہے آپ سے پہلے مختلف ممالک اور اولاجدا جدا اقوام میں بوقت واحد مختلف پیشوا مقرر
کئے گئے تھے وہ اپنی قوم کیلئے مختص تھے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کیلئے اور بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے
حضرت داؤد علیہ السلام بھی بنی اسرائیل کیلئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی۔ اسیطرح ایران ہندوستان
چین وغیرہ دنیا کے دیگر ممالک میں مخصوص رہبر بھیجے گئے تھے مگر مکہ کی پاک سرزمین پر جسکو تقریباً ناف
عالم ہونیکا فخر وامتیاز ہے ایسا الہی پیغمبر روانہ کیا گیا تھا جو اقصائے عالم کیلئے مامور ہوا تھا دنیا کے اس مرکز
سے اس نے اپنی ہدایات شروع کی پہلے مرکز کی حالت کو جو معضلات سے بدتر تھا درست کر دیا راہ ہو گئی

راہ پر لگا دیا خدا سے بچھڑے ہوئے بندوں کو خدا سے ملا دیا اسکے دست مبارک میں شمع ہدایت
یعنی قرآن تھی جسکی ضیاء سے وہ خود منور ہوا اور سارے عالم کے لوگوں کو جو شرک و بت پرستی کی اندھیریوں
میں گم گردہ راہ تھے سیاہ بخت بن چکے تھے منور کر دیا ۔ اسلام چونکہ قرآن کے سمندر سے نکلا ہوا موتی
تھا اسلئے پہلے میں نے سمندر ہی کی جانچ کر کے دیکھی تاکہ یہ تو معلوم ہو جائے کہ وہ پاک صاف ہیکہ
نہیں میری غیر جانبدارانہ تحقیق میں وہ نہایت شفاف و بے عیب ہو چکا ہے ۔ اب اسی کتاب پر
عمل پیرا ہونا لازمی و ابدی ہے اسلئے کہ اسکے احکام واجب التعمیل ہیں اسکے پہلے کی جو آسمانی
کتب ہیں وہ واجب التعظیم رہیں واجب العمل نہ رہیں کیونکہ جدید قانون کے نافذ ہوتے ہی قدیم قانون
منسوخ ہو جاتے ہیں پس یہی حالت قرآن نے دوسری سماوی کتابوں کی کر دی ہے ایسی صورت
میں منسوخ شدہ احکام کی پیروی کرنا فعل بے نتیجہ ہے یہی نہیں بلکہ خلاف ورزی کی صورت پیدا کرتا
ہے بے فیض کام کئے جانا جعل و نافرمانی نہیں تو کیا ہو سکتا کوئی حکومت اپنی ایسی رعایا کو عزیز رکھیگی
جو اسکے سابقہ قانون کو ماننے اور اسپر عمل کرنے پر اصرار کرے اور جدید قانون کے ماننے اور اسپر
عمل کرنے سے انکار کرے بایں نوبت قرآن کا بھی معاملہ پہنچ چکا ہے پس ہر انسان کو چاہئیے کہ اپنی
نجات کیلئے صحیح طریقہ عمل کی تلاش اور اسکا تعین کرے اسوجہ سے کہ وقت کے گذر جانے اور
موت کے واقعہ ہو جانیکے بعد پھر اسکا کوئی موقعہ و محل ہی باقی نہ رہیگا ۔ جو کام بتلایا جائے اسکو انجام دینے پر
مزدوری ملتی ہے نہ کہ دوسرے خود اختیار کردہ کام کو ختم کرنیسے بہر حال اتمام حجت کیلئے میرا استدلال
عقلمندوں کیلئے تو کافی ہو جائیگا ہٹ دھرمی ممکن ہیکہ اپنے خیال باطل سے نہ ہٹیں جنکی ذمہ داری انہی
دوش پر رہیگی فرض انسانی تو میں نے ادا کر دیا ہے ۔ اب مجھے یہ بتانا ہیکہ اسلام ایک علمی و عملی مذہب
ہے اور اسکی اساس فطرۃ انسانی پر قائم ہے کوئی بات اسکی خلاف فطرۃ نہیں ہے ۔ علم میں اسکی ذات
کو واحد ۔ پاک منزہ جاننا ۔ اسکی صفات کو پہچاننا ۔ اسکے پیغمبروں ۔ کتابوں ۔ فرشتوں کو جاننا اور
اور یہ معلوم کرنا کہ اچھا و برا جو کچھ ہوتا ہے وہ اسکی مرضی سے ہوتا ہے اسکی مشیت کے خلاف نہ
نقصان ہو سکتا اور نہ فائدہ ہی

دوسرا شعبہ عمل کا ہے جسمیں عبادات ۔ معاملات ۔ اخلاقیات داخل ہیں۔ اور یہ ساری چیزیں ہمیں قرآن سے ملتی ہیں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات اسلام پر پہلے خود عمل پیرا ہو کر نمونہ بنگئی دعوئی نبوت کے زمانہ سے لیکر رخصتی کے وقت تک آپنے اپنے مالک کی نوکری ظاہر میں اور باطن میں خلوت میں اور جلوت میں ایک ہی انداز سے انجام دی ہے اور یہ چیز بھی قرآن کی ۔ اسلام کی ۔ اور خود آپ کی صداقت وحقانیت کی متین دلیل ہے:۔

ترجمہ آیت ۔ پہلا گھر جو ٹھہرایا لوگون کی عبادت کیلئے یہی ہے جو (شہر) مکہ (ملک عرب) میں ہے برکت والا اور جہان کے لوگون کیلئے ہدایت ۔ اسمیں بہت سی کھلی نشانیاں ہیں ۔ ابراہیمؑ کے کھڑے ہونیکی جگہ ۔ اور جو اس گھر میں آ داخل ہوا وہ امن میں آیا ۔ اور اللہ کا فرض ہے لوگون پر حج کرنا اس گھر کا جس شخص کو مقدور ہو اس تک رسائی کا اور جو انکار کرے تو بیشک اللہ بے پروا ہے دنیا جہان کے لوگون سے ۔ پ ۴ ع ۱ آل عمران ۔ یہ قرآنی حکم ایسے مسلمان کیلئے ہے جو دولت مند ہو اپنے گھر والوں کی پرورشی کا بندوبست کرنیکے بعد اتنا روپیہ رکھتا ہو کہ شہر مکہ کو بسہولت جا کر واپس آسکے ملک عرب کے شہر مکہ میں ایک قدیم مکان ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ملکر بغرض عبادت الٰہی از سر نو تیار کیا تھا یہ دنیا کے موجودہ عبادت خانون میں سب سے قدیم ہے ۔ گو یہ عمارت تیار ہونیسے پہلے ہی اس مقام پر حضرت آدم نے ایک عمارت بنادی تھی مگر وہ طوفان نوحؑ علیہ السلام کے بعد باقی نہ تھی) اور یہ مقام بالکل غیر آباد ہو گیا تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بی بی حاجرہ اور اپنے لخت جگر نور نظر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اس بے آب و گیاہ ریگستان میں لاکر چھوڑا تو یہ مقام پھر آباد ہو گیا ۔ اس مقدس مقام کے متبرک مکان کی زیارت اور وہاں کی عبادت کیلئے جانے والوں کو ایک ہی قسم کی حالت بنانی پڑتی ہے خواہ وہ شاہ ہو یا کہ گدا کوئی فرق لباس میں صورت میں سیرت اختیار نہیں کیا جا سکتا ۔ سب ہی کو ایک کپڑا دھویا ہوا بطور تہبند کے کمر سے باندھنا اور شانون پر سے اوڑھنا پڑھتا ہے ۔ اور پھر ان باتون سے اجتناب کرنا ہوتا ہے ۔ عورتوں سے جماع کرنا اور اسکا ذکر بھی کرنا ۔ گناہ کا ارتکاب کرنا جھگڑا کرنا جنگلی جانور

کا شکار کرنا۔ یا کسی کو شکار کرنے میں اعانت کرنا۔ کپڑے پہننا۔ ٹوپی شملہ پہننا۔ عضو و سر کا چھپانا کسی چیز سے۔ خوشبو کا استعمال۔ تیل کا استعمال سر کے یا جسم کے بال کتانا منڈانا یا زائل کرنا۔ ناخن کترنا۔ سر کے جوئوں پر مچھر وغیرہ کا مارنا۔

جب یہ عاشقانہ صورت اختیار کیجاتی ہے تو یہ کہنا ہوتا ہے۔ اے اللہ میں تیرے دروازہ پر بار بار حاضر ہوں اور تیری طلبی کو بار بار قبول کرتا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں بیشک تعریف اور احسان تیرے لئے ہی ہے اور بادشاہت تیری ہی ہے کوئی تیرا شریک نہیں۔

بحالتِ احرام کعبہ مکرمہ کے طواف (یعنے اسکے اطراف گھومنے) اور مقام عرفات پر ٹھہرنے اور خاص خاص مقامات پر عبادات کرنیکو حج کہا جاتا ہے۔ اگر اس حکم کی تعمیل انسان کرے تو خدا کا کوئی فایدہ نہیں اور نہ کرے تو اسکا کچھ نقصان نہیں اور نہ وہ انسانوں کی عبادت کا محتاج ہے اخروی فائدہ تو رہا ایک طرف حج کرنے میں خود انسانوں کے بڑے منافع مضمر ہیں۔ حج کیلئے ایسے مقامات پر جانا پڑتا ہے کہ جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور انکی بیوی حوا جنت سے جدا ہونے کے بعد ایک دوسرے سے ملے اسی مناسبت سے اس مقام کا نام ہی عرفات ہوگیا یعنے جائے ملاقات اور دوسرے وہ مقام بھی دیکھنے میں آتا ہے جہاں حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے دلبند کو خدا کے حکم پر ذبح کرنے لے گئے تھے اور حضرت اسماعیل بہ خوشی تمام حکم خدا کی انتعمیل میں جان دینے کیلئے فرش خاک پر لیٹ گئے تھے کیا اس واقعہ کی یاد اس مقام پر پہنچکر تازہ نہوگی اور انسان میں خدا کی عظمت و عزت و محبت کا جذبہ پیدا نہ ہوگا مقتضا فطرۃ ہے کہ ضرور ہوگا۔ پھر مکہ شریف میں وہ واقعات دیکھنے میں آئینگے جہاں توحید کے سب سے بڑے علم بردار اور باطل کے زبردست مدمقابل اور اسکے فاتح اعظم نے جنم لیا تھا اور سرزمین عرب سے بت پرستی کی ضلالت کو دور فرما دیا تھا۔ اسکے سوا انسان کو مختلف قسم کے فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔ وہ سفر کرنیکی وجہ تکالیف کے برداشت کرنیکا عادی ہوسکتا ہے اسکی طبیعت سے خوف نکلجاتا ہے۔ مختلف قوموں کی تمدنی۔ اخلاقی۔ معاشرتی۔ مذہبی حالات کا علم حاصل کیا جاسکتا ہے انکے عروج و زوال و دکت مندی و مفلسی کے اسباب پر غور کیا جاسکتا ہے اسلام

کی شرف قومیں اپنی ترقی کے متعلق سب ملکر خود فکر کر سکتی ہیں آپس میں اتحاد و اتفاق و اخوت کی کڑیوں کو ملاکر مستحکم بنیاد پر اپنے وجود کو دنیا میں قایم کر سکتی ہیں غرضکہ موجودہ دور نے مجالس ۔ کانفرنس ۔ کانگریس ۔ موتمر وغیرہ کے جو الفاظ تراشے ہیں اور انکے ذریعہ جو کام لگانا چاہتے ہیں انھیں اغراض کے تحت تیرہ سو برس قبل ہی یہ انتظام کر دیا گیا ہے ۔ زمانہ حج میں بادشاہ شہنشاہ امیر غریب فقیر سب کو ایک وضع قطع بنانی پڑتی ہے جسکی بدولت ایک ہی برادری و مساواتِ حالت کا سبق ملتا ہے ۔ امیر کا غرور ٹوٹ کر انکسار فروتنی و عمدہ حالی خدا ترسی کا مادہ پیدا ہوتا ہے تو غریب میں صبر و شکر کا وہ جان لیتا ہے کہ مرنے کے بعد نہ شاہی کام آتی اور نہ مفلسی باقی رہتی ہے اور یہ یقین اسکی روح کو مطمئن و مسرور بنا دیتا ہے ۔ بادشاہ اور شہنشاہ جب اپنے کو غلاموں کی ہیئت کذائی میں پاتا ہے تو وہ شہنشاہ حقیقی کی عظمت اور اسکے جلال کو نمایاں پاتے ہوئے بندگی و اطاعت شعاری کا جذبہ اپنی روح میں پیدا کر لیتا ہے جو اسکی آخروی کامرانی کا ضامن ہو جاتا ہے ۔ خیر آخرت میں حاجی کو جو کچھ ملنا ہے اس سے تو چنداں بحث نہیں لیکن دنیا میں جو کچھ تمتع ہو سکتا ہے وہ بھی کچھ کم نہیں پس اس اعتبار سے یہ حکم نفع بخش ہی ہے نہ کہ نقصان رساں ؛

ترجمہ آیۃ ۔ تم میں بہنی چاہئے ایک ایسی جماعت جو بلاتی رہے نیک کام کیطرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کرتی رہے بڑے کاموں سے اور یہی لوگ اپنی مراد (نجات) کو پہنچنگے ۔ ع ۱۱ آل عمران ۔ ایسا گروہ جو اپنی عاجزی انکساری شیریں کلامی سے ظالموں کو ظلم سے ناانصافوں کو ناانصافی سے ۔ چوروں کو چوری سے ۔ زانی کو زنا سے ۔ شراب خوار کو شراب خواری سے ۔ سود خوار کو سود خواری سے دغاباز ہو کہ باز فریبی کو ان باتوں سے جھوٹے کو جھوٹ کہنے سے ۔ تہمت لگانے والے کو تہمت سے غیبت کرنیوالے کو غیبت سے غرضکہ ہر قسم کی بد اخلاقی سے باز رکھنے والی ہو اور اسکے مقابل ۔ ماں باپ کی اطاعت بیوی بچوں کی حفاظت بڑوں کی عزت چھوٹوں پر شفقت اہل محلہ اہل وطن سے محبت اور تمام بنی نوع انسان سے رواداری و مروت سکھانے والی ہو وہ اس عالم کیلئے بیحد مفید ثابت ہو سکتی ہے یہ اسلام کی بڑی خوبی ہے کہ اس نے تمدن و تہذیب کے بقا کے لئے ایسی مقدس جماعت کے قیام کا حکم دیا ہے ؛

اللہ ہی پر مسلمان کو بھروسہ کرنا چاہیئے ۔ پ۴ ع۳ ال عمرانؔ ۔ مخلوق خدا پر بھروسہ نہ کرکے دوسری مخلوق
کو جو اپنا کارساز سمجھتی ہے وہ یقیناً اپنے آپ کو دھوکہ میں رکھتی ہے مخلوق کا بھروسہ مخلوق پر جو کیا جاتا
ہے وہ حسرت ندامت ناکامی پر ہی منتج ہوتا ہے اسلئے اسلام نے قادر مطلق پر ہی بھروسہ کرنیکا حکم دیا
جو نہایت حکیمانہ حکم ہے انسان کوشش کرے اور خدا پر نتیجہ کو چھوڑے ؛
ف ترجمہ آیۃ ۔ جو خرچ کرتے رہتے ہیں خوشحالی اور تکلیف میں اور دبا لیتے ہیں غصہ کو اور در گذر
کرتے ہیں لوگوں (کی خطاؤں) سے اور اللہ (انکے سوا) دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو
پ۴ ع۵ ال عمرانؔ ۔ بہترین صفات کا مجموعہ ہے ۔
ف ۔ اور دے دو بن باپ (یتیم) بچوں کو انکے مال اور نہ بدلو خراب چیز سے اچھی چیز کو اور نہ کھا ؤ انکے مال اپنے
مالوں کیساتھ بیشک وہ بڑا گناہ ہے ۔ اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے
بارے میں تو نکاح کرو جو تم کو پسند آئیں عورتیں دو دو اور تین ۔ تین ۔ اور چار ۔ چار پھر اگر تم کو
اندیشہ ہو کہ (ان سب میں سلوک) مساویانہ نہ کر سکو گے تو ایک ہی کرنا ۔ یا جو لونڈی تمھارے ہاتھ
میں ہو ۔ اور یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ نہ بے انصافی کرو ۔ اور دو عورتوں کو انکے مہر خوشی
سے ۔ پس اگر وہ اسمیں سے کچھ چھوڑ دیں اپنی مرضی سے تو استعمال کرو ۔ اور نہ دیا کرو کم عقلوں کو
انکے مال جنکو اللہ نے بنایا ہے تمھارا سہارا ۔ اور انکو اسمیں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور کہو ان سے راستی
کی بات ۔ اور سدھاتے رہو یتیموں کو یہانتک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں ۔ پھر اگر دیکھو انمیں صلاحیت
تو انکے حوالہ کردو انکے مال ۔ اور نہ کہا جانا انکے مال فضول خرچی کرکے اور جلدی جلدی اس خوف
سے کہ وہ بڑے ہو جائینگے اور جو بامقدور ہو تو اسکو بچا رہنا چاہیئے ۔ اور خود ہی حاجتمند ہو تو وہ کہالے
دستور کے موافق پھر جب تم انکے حوالہ کرنے لگو مال تو اس پر گواہ کرلو اور کافی ہے اللہ حساب لینے والا
اور جو لوگ کہ کہاتے ہیں یتیموں کا مال ظلم سے پس وہ لوگ آگ کہاتے ہیں پیٹ بھر کر اور عنقریب
دوزخ میں پڑینگے ۔ پ۴ ع۱۲ النساء ۔ اب سے تیرہ سو برس قبل وارثوں کا مکمل ضابطہ مدون کردیا گیا
ہے جو نہایت ہی جامع و مانع قانون ہے ۔ نکاح کے متعلق چار عورتوں تک کی اجازت کا حکم خاص موقعہ

کے لحاظ سے دیا گیا تھا واقعہ یہ تھا کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے انکی چچیری بہن
جو یتیم اور بالغہ تھی نہایت دولتمند تھی مگر بڑی بدصورت۔ یہ بزرگ اس لڑکی کا بیاہ اسلئے کسی کے ساتھ
نہیں کر رہے تھے کہ دولت ہاتھ سے نکل جائیگی اور خود اس وجہ سے عقد نہیں لا رہے تھے کہ انکی
بدصورتی کے باعث طبیعت گوارہ نہیں کرتی تھی انکو اس نا واجبی سختی سے باز رکھنے کیلئے یہ صورت اختیار
کیگئی اور عام مسلمانوں کیلئے بھی یہی اصول ٹھہرا دیا گیا اب خاص حالات و اسباب کے تحت ہر شخص چار
بی بی کر سکتا ہے بشرطیکہ عدل کر سکے اور کسی کو شکایت کا موقعہ نہ رہے یوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بیشتر پیغمبروں نے بھی وقت واحد میں ایک سے زاید بی بیاں کی ہیں اسلئے کوئی مذہبی آدمی اس
فعل کو برا تبلانیکی جسارت نہیں کرسکتا تاہم ایک بیوی کی نسبت زیادہ کرنے ہی میں خوبی ہے وہ اسلئے کہ
نکاح کی غرض نسل کا پیدا کرنا مقصود ہے ظاہر ہے کہ زیادہ بیبیوں سے زیادہ ہی بچے ہونگے جو خاندان قبیلہ اور
قوم کی زیادتی کا موجب ہونگے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت بانجھ ہونیکی وجہ اولاد ہی نہیں ہوتی۔
کبھی ایک دو لڑکیاں ہی ہو کر ولادت موقوف ہو جاتی ہے اور کوئی عورت دائم المریض ہونیکی وجہ
بچے پیدا کرانیکے قابل نہیں رہتی۔ چار عورتوں کی اجازت میں ایک طبعی حکمت بھی مضمر ہے وہ یہ کہ
چار کے منجملہ ایک عورت حاملہ ہو جائے تو تین ماہ کے حمل کے بعد اسکے ساتھ ہم بستری موقوف کیجا سکتی ہے
پھر دوسری کے حاملہ ہونے پر تین ماہ کے بعد اس سے بھی بند پھر تیسری کے حاملہ ہونے پر (۳) ماہ کے
بعد اس سے بھی ختم چھوتی کے حاملہ ہونے پر (۳) ماہ تک اسکے ساتھ تعلق رکھا جائے تو اس اثنا میں
پہلی کا وضع حمل بھی ہوگا اور وہ پاک صاف ہو کر جماع کے لائق ہو جائیگی۔ اسکے سوا ایک بیوی کا ہی حکم عام
ہو جائے تو دنیا میں بہت ساری لڑکیاں بن بیاہی عمر گذار کے قبر کے حوالہ ہو جائینگی دنیا میں ہمیشہ
عورتوں کی زیادتی مردوں کے مقابلہ میں رہی ہے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے تو کئی لڑکیاں۔ پھر یہ بھی
ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے اور تمام دنیا والوں کیلئے ہے کوئی گرم ملک کا رہنے والا تو کوئی سرد
ملک کا آب و ہوا کے لحاظ سے ہر ایک کی طبیعت علیحدہ فطرۃ جداگانہ۔ گرم ملک کے باشندے اور دیہ
مرد کی زیادہ تو عورت میں خواہش شہوت کم اسلئے وہاں کے مرد کو ایک عورت کافی نہیں اگر ایک ہی پر اکتفا

کیا جائے تو عورت کے حال پر ظلم چنانچہ ملک عرب کے مردوں اور عورتوں کا یہی حال ہے۔ سرد ملک کے مردوں میں مردمی کم اور عورت میں خواہش مجامعت زیادہ اس اعتبار سے ایک مرد کو ایک عورت بہت کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کی عورتیں غیر مردوں کیساتھ خفیہ طور سے ملوث ہو جاتی ہیں اگر یہ ممکن نہ ہو سکا تو خاوند کے سوا جانوروں سے بھی اپنی شہوت کی آگ کو بجھاتی ہیں پس اسلام نے سب کے فطرتی حالات کے لحاظ سے ایسا مناسب حکم دیا ہے جو ہر ایک کیلئے حسب حال ہو جائے۔

ترجمہ آیت۔ حکم فرماتا ہے اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں۔ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے مساوی ہے۔ پھر اگر سب لڑکیاں ہی ہوں دو سے زیادہ تو انکا دو تہائی ۲/۳ حصہ ہے کل متروکہ کا اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسکو آدھا اور میت کے ماں باپ کو دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا (۱/۶) حصہ کل مال کا جو میت نے چھوڑا اگر میت کی اولاد ہو۔ پھر اگر اسکی اولاد نہ ہو اور اسکے وارث ماں باپ ہوں تو اسکی ماں کا ایک تہائی ۱/۳ پھر اگر میت کیلئے بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا ۱/۶ (یہ حصے) بعد (تکمیل) وصیت کے ہیں جو (مرنے والے) وصیت کر گیا یا بعد ادائی قرض۔ تمہارے باپ اور بیٹے (کی نسبت) تم نہیں جان سکتے کہ انمیں کون نفع رسانی کے زیادہ قریب ہے۔ یہ حصہ اللہ کا ٹھہرایا ہوا ہے بیشک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور تمہارا نصف ۱/۲ ہے اس مال میں سے جو چھوڑ مریں تمھاری بی بیاں بشرطیکہ اولاد نہ ہو پھر اگر انکے اولاد ہے تو تمہارا حصہ چوتھائی ۱/۴ اسمیں سے جو وہ چھوڑ مریں وصیت کے بعد جو دلوا مریں یا ادائی قرض کے بعد (اگر وہ ہو) اور (تمھاری) بی بیوں کا چوتھائی (۱/۴) ہے اسمیں جو تم چھوڑ مرو بشرطیکہ تمہارے اولاد نہ ہو۔ پھر اگر تمھارے اولاد ہو تو انکا آٹھواں حصہ ہے ۱/۸) اس میں جو تم چھوڑ مرو اس وصیت کے بعد جو تم کر دو یا ادائی قرض کے بعد۔ اور اگر کوئی مرد جسکی میراث ہے باپ بیٹا نہ رکھتا ہو یا ایسی کوئی عورت ہو اور اسکے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔ اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی (۱/۳) میں سب شریک (ہونگے) بعد وصیت کے جو کہ کر دیجائے یا ادائی قرض کے بعد بشرطیکہ اوروں کا نقصان نہ کیا ہو۔ یہ حکم الٰہی ہے اور اللہ جاننے والا تحمل والا ہے۔ ع ۲

(فائدہ)۔ قانون وراثت ہے جو اسقدر ٹھوس اور اٹل ہے کہ اسمیں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ کی نوبت ہی

ہی آتی دنیا میں کوئی قانون وراثت ایسا مستحکم نہیں ہے۔ ہر زمانہ میں اور ہر حالت میں یہ قانون بلا کسی نوع کی دشواری کے تعمیل پاسکتا ہے۔ نیز وصیت کے عہد کے ایفا کیلئے اور قرض کی ادائی کو بڑی اہمیت دیگئی ہے اس قانون میں میعاد کے عارض ہونے نہ ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں اور یہ امر اسلام کی بہترین اخلاقیت پر مبنی ہے۔ اور جو عورتیں کہ مرتکب ہوں فعل شنیع کے تمہاری بیویاں میں سے تو گواہ لاؤ ان پر (انکے جرم کے اثبات کیلئے) اپنے میں سے چار مرد پس اگر وہ گواہی دیں تو ان (بیویوں کو) گھروں میں مقید رکھو یہاں تک کہ موت انکا خاتمہ کردے یا نکالدے اللہ ان کیلئے کوئی راہ۔ اور جو دو مرد آپس میں اغلام بازی کریں تو انکو مار و پیٹو پھر اگر توبہ کریں اور اپنی حالت کی اصلاح کریں تو ان سے تعرض نہ کرو اور انکا خیال چھوڑو بیشک اللہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ پہلج النساء [۳] بیوی فاحشہ ہو جائے تو مرد کیلئے وبال جان ہے اسکو زنا کاری کی لعنت سے بچانیکے لئے گھر سے باہر نکل نیکی آزادی سے روک دینا بڑی حکمت و مصلحت پر مبنی ہے۔ ورنہ اسکے خاوند کی جان ہی معرض خطرہ میں پڑ جاتی ایسی عورت کا مرنا یا خلع لیکر چلی جانا ہے امن کا باعث ہو سکتا۔ مرد کے ساتھ مرد کا ازالہ شہوت کرنا جو فطرت کے سخت خلاف ہے ایک عظیم ترین لعنت ہے ان کم بختوں کو جو شرافت انسانی کیلئے موجب ننگ و عار ہیں جتنی سزا دیجائے کم ہی ہے لیکن قرآن نے نہایت رحم سے کام لیا کہ انکو توبہ کرنے اور دوسرونکو درگذر کرنیکا موقعہ دیا۔ ترجمہ آیۃ [۲]۔ اے ایمان والو تمھیں جائز نہیں کہ میراث میں لیلو عورتوں کو زبردستی اور نہ انکو قید و بند میں رکھو اس خیال سے کہ لیلو کچھ اسمیں سے جو تم نے انکو عطا کیا۔ مگر اسوقت جبکہ وہ مرتکب ہوں بدکاری فاش کی۔ پہلج النساء [۴]۔ اسلام سے قبل عرب میں دستور تھا کہ وارث جائداد کے علاوہ متوفی کی عورت کو اپنی میراث جانکر بہ جبر و سختی اسکو اپنی مدخولہ بنالیتا تھا اسلام نے اس غیر شریفانہ نامہذب طریقہ کا سدباب کر دیا جو عورت پر بڑا احسان کیا۔ اور عورتوں کیساتھ زندگی کرو حسن و معاشرت کے ساتھ۔ پھر وہ اگر تمکو نہ پسند ہوں تو کیا عجب ہے کہ تم کو ایک چیز ناگوار خاطر ہو اور پیدا کر دے اللہ اسمیں بہت سی خوبی۔ پہلج النساء [۱۴]۔ عورتوں کیساتھ حسن سلوک خوشگوار زندگی الفت و محبت

کا ورمیں دیگر اسلام نے انکی دنیاوی زندگی کو باعث رشک بنا دیا۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ کوئی
عورت بدصورت ہونیکی وجہ سے بری معلوم دیتی ہے مگر اسکے صفات حسنہ اسکی سیرت کا آئینہ ہوکر
ترجمہ آیتہ اسکو منظور نظر بنا دے سکتے ہیں۔ ۲۲ النساء۔ اور نہ تم نکاح کرو ان عورتوں سے جن سے
تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو ہوچکا وہ ہوچکا۔ بیشک یہ بڑی بے حیائی اور غضب
کی بات ہے۔ اور برا رستہ ہے۔ ۲۳ النساء۔ اسلام سے قبل اہل عرب اپنی سوتیلی ماؤں کے ساتھ
عقد کر لیا کرتے تھے۔ اسلام نے انکو سوتیلی ماں کے وقار کو قائم کر دیا اور ماں کی عزت رکھ لی
تم پر حرام ہوگئیں تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور باپ کی بہنیں اور ماں کی بہنیں اور بھائی کی
بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمکو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک
بہنیں اور تمہاری بیوی کی مائیں اور تمہاری ربیبا لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہوں پیدا ان
بیبیوں کی بیٹیاں جن سے تم صحبت کر چکے ہو لیکن اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو تمپر کچھ گناہ نہیں۔
اور تمہارے ان بیٹوں کی بیبیاں جو تمہارے صلب سے ہوں اور یہ بات (بھی حرام ہے) اگر جمع
کرو دو بہنوں کو۔ مگر جو آگے ہوچکا (وہ ہوچکا) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور خاوند
والی عورتیں تمپر حرام ہیں مگر یہ کہ جو باندیاں تمہارے قبضہ میں (بطور مال غنیمت کے) آجائیں اور
یہ اللہ کا حکم لکھا ہوا ہے تم پر۔ ۲۴ النساء۔ اسلام نے دودھ پلانے والی عورت اور اسکی اولاد
کو حقیقی ماں و بہن کا درجہ دیکے انتہائی اخلاقی مظاہرہ کر دیا۔ اور دوسرے مذاہب کی خاوند
ترجمہ آیتہ والی عورتوں کو تاک حرام کرکے حسن عمل و امن عالم کا بہترین فریضہ ادا کر دیا۔ اور حلال ہیں تمہارے
لئے ساری عورتیں انکے سوا اسطرح کہ حاصل کرو اپنے مال کے معاوضہ میں عفت شعاری کی غرض سے
نہ شہوت رانی کیلئے پھر جن عورتوں سے تم نے صحبت کی تو انکو ادا کر دو انکے مہر جو ٹھہرایا تھا۔ ۲۴ النساء
عورتوں کو شادی کے معاہدہ کے بدل میں مہر دیکے معاوضہ رزم دلا کر انکی عظمت میں چار چاند
ترجمہ آیتہ لگا دیے۔ یہ اسلام کا احسان بھی قابل تعریف ہے۔ ایمان والو نہ کھایا کرو ایک دوسرے کا
مال باہم ناجائز طور سے مگر یہ صورت کہ خرید و فروخت ہو آپس کی رضامندی سے (تو کچھ مضائقہ نہیں

اور نہ ہلاک کرو اپنے آپ کو بیشک اللہ تم پر مہربان ہے اور جو ایسا کریگا زیادتی اور ظلم سے
تو ہم اسکو دوزخ میں ڈال دینگے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔ ف النساء۔ اس حکم نے ہر
ایک کی جائداد کو تباہ ہونے سے بچا لیا۔ اور تم ہوس نہ کرو جس چیز میں اللہ نے تم میں ایک
کو دوسرے پر ف النساء۔ یہ حکم قلب مطمئنہ کا موجب بن گیا۔ یہ بھی اسلام کا احسان ہے
تو جو بیبیاں نیک ہیں کہا مانتی ہیں اور حفاظت رکھتی ہیں (اپنی عفت و عظمت کی خاوند کے
غیاب میں) اللہ کی حفاظت سے .... اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تم کو اندیشہ ہو تو انکو
سمجھاؤ (کہ وہ نافرمانی سے احتراز کریں) اور انکو جدا کرو ہم بستری سے (اگر یہ بھی کارگر نہ ہو تو) اور
انکو تنبیہ کرو پھر اگر وہ تمہارا کہا ماننے لگجائیں تو ان پر الزام کی راہ نہ تلاش کرو بیشک اللہ عالی شان
اور بلند مرتبہ ہے اور اگر تمکو اندیشہ ہو بی بی خاوند کی باہمی لڑائی کا تو مقرر کرو ایک پنچ مرد کے خاندان
سے اور ایک پنچ عورت کے کنبہ سے اگر یہ دونوں صلح کرا دینی چاہینگے تو اللہ ملاپ کرا دیگا میاں بیوی
میں بیشک اللہ واقف کار ہے باخبر۔ اور اللہ کی عبادت کرو اور شریک نہ کرو اسکے ساتھ کسی کو
اور سلوک کرو عمدہ ماں باپ اور رشتہ داروں یتیموں اور محتاجوں اور قرابت والے ہمسایوں
اور غیر قرابت دار پڑوسیوں اور ہم نشین دوستوں اور مسافروں اور غلام باندیوں اور پالتو جانوران
کے ساتھ جو تمہارے قبضہ میں ہوں بیشک اللہ انکو دوست نہیں رکھتا جو شیخی اور بڑائی کرتے ہیں
جو خود بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بخل کہتے ہیں ف النساء۔ نافرمان بیوی گھر کی تباہی و تدبیر منزل
میں دشواری پیدا کرنیکا باعث ہوتی ہے مرد کو کسب معاش کے دھندوں سے ہی جان پر آفت
بنی رہتی ہے اگر گھر کی منتظمہ نالائق بدمزاج جھگڑالو ہٹ دھرم ہو تو انسان کیلئے سوہان روح کی موجب
بنتی ہے۔ ایسی عورت کو اخلاقاً سمجھانا اگر نہ مانے تو اسکے ساتھ صحبت کرنا چھوڑ دینا اگر اس پر بھی سیدھی
نہ ہو تو مار بھی دینا گوارا کیا گیا ہے مار ایسی جیسی کہ شریر بے ادب شوخ بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے
معمولاً مارا جاتا ہے مار کا گر ایسا ہے کہ جس سے ہر جاندار سیدھا ہو جاتا ہے اسلئے انتہائی صورت
میں اسکی بھی اجازت دیگئی ہے گو بظاہر عورت کو مارنا معیوب بات معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت

یہ ہے کہ نافرمان عورت شیطان کی بات اور ڈائن ہوتی ہے ایسی بدلگام ہستی کو سدھارنے کیلئے ایذا دینا
کوئی ناانصافی نہیں ہے جبر ایکم کی سزا مرد عورت سب کو ہی ملا کرتی ہے کوئی دنیاوی قانون بھی اس کو
ناپسند نہیں ٹھیراتا۔ اسلام نے پڑوسیوں کے ساتھ چاہے کسی مذہب و ملت کے ہوں حسن سلوک
سے پیش آنیکا ہی سبق نہیں دیا بلکہ جانوروں سے بھی عمدہ برتاؤ کرنیکی ہدایت کی ہے۔ جانوروں سے
غیر معمولی محنت لینے کی اور مار پیٹ کرنیکو اور تنہا اپنی تنگی کرنیکو پسند نہیں کرتا بلکہ باندارون کی عزت
وقدر کرنی سکھاتا ہے جو ایک اعلیٰ ظرفی کی علامت ہے۔ اے ایمان والو نزدیک بھی نہ جاؤ نماز کے اگر تم نشہ
میں ہو یہانتک کہ سمجھنے لگو تم جو کہتے ہو اور نہ جب نہانے کی حاجت ہو سوائے سفر کی حالت کے یہانتک
کہ نہا لو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی آئے رفع حاجت سے فارغ ہو کر یا تم صحبت
ہو عورتوں سے پھر تمکو پانی میسر نہ آئے تو ارادہ کرو پاک مٹی کا پھر ملو اپنے منہ اور ہاتھوں کو۔ بیشک
اللہ معاف کرنیوالا بخشنے والا ہے۔ ع النساء۔ انسان بدبختی سے نشہ کی حالت میں ہو تو نماز پڑھنے
کی اجازت نہیں اسلئے کہ بے ادب رہیگا کچھ کا کچھ پڑھ دیگا۔ ناپاکی کی حالت میں بھی نماز پڑھنے سے منع
کیا گیا تاوقتیکہ نہا کر پاک نہ ہو جائے غرض کہ ہر طرح پاک وصاف رہنے کا حکم ہے جو صحت کے لئے
بھی نہایت مفید ہے۔ اللہ تمکو حکم دیتا ہے کہ حوالہ کر دیا کرو امانتیں امانت والوں کو۔ اور جب
تم حاکم بنو لوگوں میں تو حکم کرو انصاف سے۔ اللہ تمکو بڑی مستحسن بات کی نصیحت کرتا ہے بیشک
اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ ع النساء۔ اگر کوئی شخص اپنی چیز کو بہ حفاظت رکھنے کیلئے دے تو
وہ چیز امانت کہلاتی ہے۔ ایسی چیز کو مالک کے مطالبہ پر حوالہ کر دینے کا حکم دیا گیا ہے مال انسان کی نیت
میں فساد پیدا کر دیتا ہے جسکی وجہ انسان امانت کو داب لینا چاہتا ہے اسکو اس خرابی سے محفوظ
رکھنے کیلئے قرآن نے یہ حکم دیا۔ اسیطرح حاکم کو ہدایت ہے کہ دوست دشمن ہم مذہب غیر مذہب جس
کسی کا معاملہ پیش آئے تو عدل کیساتھ حکم دیا جائے کسیطرح کسی کی طرفداری نہ کیجائے یہ حکم انسانی تمدن
کے ارتقاء و انسانوں کے حقوق کی حفاظت کا بڑا ضامن ہے۔ ایمان والو حکم مانو اللہ کا حکم مانو رسول
کا اور انکا جو تمہارے سردار ہوں ع النساء۔ انصرام کار کی نظم میں خرابی نہ پیدا ہونیکے لئے یہ سیاسی حکم

دیا گیا ہے۔ جسکی بدولت حسن انتظام برقرار رہیگا لیکن حاکم کا حکم خلاف شریعت ہو تو واجب التعمیل نہ رہیگا
ایمان والو لے لو اپنی حفاظت کا سامان (آلات حرب وغیرہ) پھر کوچ کرو دستہ دستہ ہیکر یا نکل
پڑو سب ایک ساتھ فوج کے متعلق حکم ہے جبکہ وہ بغرض جنگ جانے لگے۔ پ۵ النساء۔ تو چاہیئے
کہ لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو فروخت کر دیتے ہیں دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے اور جو کوئی لڑے
اللہ کی راہ میں پھر مارا جائے یا غالب ہو تو ہم اسکو بڑا اجر دینگے۔ اور تم کو کیا ہو گیا کہ تم نہیں لڑتے
اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے
پروردگار ہمکو نکال اس بستی سے جسکے رہنے والے ظلم کر رہے ہیں اور بنا ہمارے لئے اپنی طرف سے
کوئی حمایتی اور اپنی جانب سے کسی کو ہمارا مددگار بنا۔ جو مسلمان ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے
ہیں اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں تو تم لڑو شیطان کے رفیقوں سے بیشک شیطان
کا فریب نکما ہے۔ پ۵ النساء۔ اسلام و توحید کے خلاف کفار لڑیں تو اس کی حفاظت کے لئے
مدافعانہ جنگ کرنی لازمی ہے اور یہ جنگ خدا کی راہ میں ہو گی۔ اور اگر غریب مسلمان پر کسی مقام
کے کافر ظلم کرنا شروع کر دیں تو دوسرے مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ ان بھائیوں کی جان و مال عزت
ناموس کی بقا کیلئے جنگ کریں۔ جب اسلام کے قدم کفر کی سرزمین میں کچھ جمے یعنے رسول عربی کے
مدینہ تشریف لاکر قیام فرمانیکے بعد وہاں کے لوگ جو بعد میں انصار کہلائے نہ خوشی تمام جوق جوق
مسلمان ہونے لگے اور ان غریب الوطن مسلمانوں کی جو مکہ کو چھوڑ کر مدینہ میں آبسے تھے گھر دار
زندگی میں انکیں اپنا سہیم بنا کر عیانت کرنے لگے تو کفار مکہ کے سینہ پر سانپ لوٹ گیا انکے غم و
غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی آنکھوں میں اندھیری چھا گئی اپنے معبودان۔ لات۔ عزا۔ منات۔ ہبل
کی شاہی مسلم باغیوں کے ہاتھوں تباہ ہوتی نظر آئی اسلئے انہوں نے مناسب یہہ جانا کہ اس شاخ
بید کو جسکی لچک بجلی کے مانند ہو رہی تھی اس حملہ سے بھی اسیطرح اکھیڑ دیا جائے جسطرح کہ مکہ کے حملہ
سے اسے خارج کر دیا گیا تھا لیکن مشیت ایزدی انکی بیوقوفی پر خندہ زن تھی قبل اسکے کہ کفار مکہ
مدینہ پر حملہ کرکے اپنی بھڑاس کو نکال لیں اور دلوں میں لگی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کریں خود رسول عربی

کو قرآن میں حکم سنادیا کہ خدائے واحد ولا شریک کی راہ میں سر بکف قتل ہوجائیں اور کفار سے خدا کے
مسجد و شہر میں چنانچہ اس حکم کے ملتے ہی آپ اپنے مٹھی بھر ناتوان و نابالغ بے سروسامان فوج
سپاہیوں کو لئے ہوئے مدینہ کے گوشۂ عافیت سے باہر نکل آئے تھے اور کہیں کہیں قریش سے
دوچار ہوئے لیکن وہ نوکشتے البتہ اسکے بعد ... آپ نے ان سے تعاون امن
کی ضمانت لی اسکے بعد کرز کو کیا خوبی قسمت سے انکے سردار مجشی نے اسکو قبول کر لیا جانبین سے اسکی توثیق
ہوگئی پر آپ ان دشمنان خدا سے قدرے مطمئن ہوکر مدینہ لوٹ آئے تاکہ سپاہ سالار کے یہ آپکی
پہلی پیش قدمی تھی جو خدا کی مہربانی سے مبارک و مسعود ہوئی اور آپ اپنے مقصد میں کامیاب
ہوکر مظفر و منصور ٹھہرے۔ کچھ عرصے کے بعد آپ پھر اہل مکہ کے دفع میں اپنا اثر جمانیکے لئے مدینہ
سے نکلے لیکن اس دفعہ بھی وہ ہاتھ نہ آئے البتہ بنو مدلج سے سابقہ پڑ گیا انسے بھی قیام امن و اتحاد
کا مطالبہ فرمایا جسکو انہوں نے بھی قبول کر لیا آپ انسے بھی عہد و پیمان لیکر مدینہ کو واپس ہوئے
مدینہ کی واپسی کے چند روز بعد ہی کرز بن جابر نے مضافات مدینہ پر شب خون کیا آپ متفکر ہوکر
اسکا پیچھا کئے لیکن وہ فرار ہوگیا اور آپ مدینہ مراجعت فرما ہوئے۔ کچھ ایام گذرنے پائے
تھے کہ آپ کو اہل قریش کی شام سے اپنے قافلہ کو لئے ہوئے واپس ہونیکی اطلاع ملی گو رمضان
کا مہینہ شروع ہوگیا تھا لیکن آپ تعمیل حکم خداوندی میں کمربستہ ہوکر مدینہ سے چل نکلے خیال تو یہ
تھا کہ اس بار بھی لڑائی کا بار دوش پر نہ پڑیگا لیکن معاملہ برعکس ٹھہرا آپ کے ارادۂ مزاحمت
کی اطلاع بھی کسیطرح سردار قافلہ ابوسفیان کو پہنچ ہی گئی ابوسفیان نے بعجلت تمام اپنے آدمی
کو مکہ روانہ کر دیا اور وہاں سے کمک طلب کی اہل مکہ بھی جس حال میں تھے اسی حال میں مست
ہاتھیوں و شریر گھوڑوں کی طرح ابوسفیان کی جانب مطلق العنان بنے ہوئے دوڑ پڑے اس
اثناء میں رسول عربیؐ بدر کے مقام پہونچکر ایک کوئیں کے متصل قیام فرما ہوئے۔ کفار قریش نے
اپنے جاسوس کو مسلمانوں کے دریافت حال کیلئے روانہ کیا اس نے گھوم کر معلوم کر لیا اور
واپس جاکر اپنی فوج میں خبر دیدی کہ مسلمان تین سو بارہ ہیں جنمیں دو ہی سوار ہیں یہ سنکر حکیم و عقبہ نے

مسلمانوں سے لڑنا مناسب نہ جانا اسلئے کہ وہ قلت میں تھے اور قلت سے مقابلہ کرنا بہادری کا شیوہ
نہ تھا لیکن ابو جہل نے جسکے سر پر موت کا فرشتہ سوار تھا نہ مانا اور مارنے مرنے کیلئے ہی آمادہ ہو گیا
مشرکین نے اس صدر کردہ کی رائے پر صاد کیا رسول عربی نے بھی اپنے چند آدمیوں کو کفار کے
تجسس حال کیلئے روانہ فرمایا انہوں نے واپس آکر عرض کیا کہ لوگ روزانہ دس اونٹ ذبح کرکے
کہا رہے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہزار آدمی ہونگے چونکہ قلت کا مقابلہ کثرت سے ہونیکو تھا
اسلئے آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے مقابلہ کر لینے کی ہی رائے دی بعد اطمینان آپ
نے فرمایا کہ خدا نے مجھ سے فتح کا وعدہ فرمایا ہے۔ جب طرفین کے بہادر جنگ کی صفوں کو درست کر چکے تو آپ اپنی
فرودگاہ پر واپس تشریف لائے اور سر نیاز سجدہ میں رکھکر گڑگڑانے لگے اور یہہ دعا مانگنا شروع
کی کہ۔ اے اللہ اگر تو اس گروہ کو ہلاک فرما دیگا تو روئے زمین پر تیری پرستش نہ کیجائیگی
اے اللہ تو مجھے وہ دے جسکا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔ اس دعا پر حضرت ابو بکرؓ آمین کہتے
جاتے تھے حضرت عمرؓ نے اس حال کو دیکھا تو بگڑ گئے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ کیا آپ
فی الحقیقت نبی نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں بیشک ہوں پھر حضرت عمرؓ نے یہہ پوچھا کہ
وعدہ کے بعد رونے اور دعا کرنیکی کیا ضرورت تھی تو آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم کی
ذات لاابالی ہے اگر فتح نہ دے تو پوچھے کون اسپر حضرت عمرؓ مطمئن ہوئے غرضکہ سارے
مسلمان سونے کو کسوٹی پر پرکھ کے ہی سودا کئے تھے انہوں کیطرح لاعلمی سے یا ڈرپوکوں
کے جیسا خوف سے آپ کو اور اسلام کو قبول نہ کئے تھے۔ ختم دعا کے تھوڑی دیر بعد دفعتاً
فرمائے کہ اے ابو بکرؓ خوشخبری دیجئے کہ اللہ کی مدد آگئی یہ کہکر آپ نے مسلمانوں کو مقابلہ
کرنیکی ترغیب دی اور مٹھی خاک اٹھا کر اور شاہت الوجوہ پڑھکر اپنے اور خدا کے دشمنوں
کیطرف پھینک ماری۔ کفار کے تین سورما۔ عتبہ۔ ولید۔ شیبہ۔ اپنے دیوتاؤں کا نام
لیکر میدان میں بڑھے اور اپنے مقابل لڑنے والوں کو دعوت رزم دی۔ اس طرف سے حمزہؓ
عم رسول عربی۔ عبیدہؓ۔ اسد اللہؓ داماد رسول اللہ نکلے۔ سخت لڑائی ہوئی۔ علیؓ نے

ولید کو کاٹ کر رکھدیا۔ اور حمزہؓ نے شیبہ کا کام تمام کردیا۔ پھر تو کیا تھا کہ سارے کفار مسلمانوں پر امنڈ پڑے اور دل کھول کر ہتیار چلایا لیکن وعدۂ فتح مسلم ہو چکا تھا۔ اقلیت نے اکثریت کو ایک بات بھی نہ بنی۔ رہی سہی وہ طاقت بھی کھو ڈالی۔ قلت کو کثرت کی قوتوں کے توازن کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ خدا اور رسولؐ پر جو کوئی ایمان لایا تھا اس کے ایمان میں مزید تقویت پیدا ہو گئی۔ اس معرکہ میں چودہ ۱۴ مسلمان خدا کے نام پر جان بحق تسلیم ہوئے تو مشرکین کے بھی ستر بہادر دیوتا ہبل کے نام پر مر مٹے۔ جس میں ابوجہل وغیرہ بڑے بڑے سردار قریش اور رسول عربی کے سب سے بڑے دشمن شامل تھے۔ ابوجہل آپ کے عزیز تھے۔ جب آپ تولد ہوئے تھے تو اس کی اطلاع ابوجہل کی ایک لونڈی نے دی تھی جس پر وہ جوش مسرت میں اس لونڈی کو آزاد کر دیئے تھے لیکن اب یہ رنگ تھا کہ وہ اپنے اس بھتیجے کے خون کے پیاسے محض اس لئے ہو گئے تھے کہ وہ اپنے آبائی مذہب سے متنفر ہو کے ایک جدید مذہب پیدا کر لیا اس کے سوا کوئی بات اور نہ تھی۔ بلکہ رسول عربی کے صفات محمودہ و محاسن اخلاق کے رطب اللسان ہی تھے۔ خیر خدا خدا کر کے اس جنگ سے فراغت ملی تھی کہ قبیلہ غطفان کے مدینہ پر حملہ آور ہونے کی اطلاع ملی۔ آپ ان کی خبر لینے پہنچے تھے کہ وہ منتشر ہو گئے۔ بدر کی جنگ میں چونکہ ابوسفیان سپہ سالار کفار کو شکست فاش کی ذلت اٹھانی پڑی اسلئے اس نے یہ قسم کھائی تھی کہ "مدینہ پر حملہ کرونگا" چنانچہ اس نے دوسو ۲۰۰ سواروں کے ساتھ مدینہ پہنچا۔ لیکن صرف ایک دو کاشتکاروں کو ہلاک کر کے مع لشکر فرار ہو گیا۔ یہ حال سن کر رسول عربیؐ نے اس کا تعاقب کیا مگر وہ نہ ملا۔ اکثر رسول عربی بنو قینقاع کو دعوت اسلام دے رہے تھے کہ وہ بگڑے اور آپ کی توہین کرنا شروع کر دی اور جو صلحنامہ کہ وہ آپ کے ساتھ کر رکھے تھے اس سے صاف انحراف کر گئے آپ کو سخت ناگوار خاطر ہوا۔ جب ان لوگوں کے متعلق آیت قرآن نازل ہوئی تو آپ نے ان کا محاصرہ کر لیا اور آخر کار ان کا سامان حرب ضرب ضبط کر کے وہاں سے نکال دیا چونکہ

جنگ بدر میں قریش کو شکست فاش ہوئی تھی اس لئے وہ اس کا بدلہ لینے کیلئے ماہی بے آب کی طرح بے چین تھے۔ جوش انتقام میں قافلہ والوں سے مالی امداد حاصل کرکے پورے طور مسلح ہو کر تین ہزار فوج کی کمان کرتے ہوئے مدینہ کے قریب پہنچے فوج کی شان فقط سوارہ فوج تھی جو برچھیوں اور تیر کمانوں سے لیس تھی۔ سات سو اشخاص زرہ پوش لوہے میں غرق تھے دو سو گھوڑے تھے لطف یہ کہ پندرہ عورتیں بھی جوش دلاتی ہوئی ساتھ تھیں۔ جب یہ لوگ احد کے قریب مقام ذوالحلیفہ پر پہنچ گئے تو اس کی خبر رسول عربیؐ کو پہونچی آپ مدافعت کیلئے اپنے ایک ہزار صحابیوں کو لئے ہوئے مدینہ سے نکلے ابھی آپ احد کو پہونچے بھی نہ تھے کہ عبداللہ ابن ابی نے جو منافقین کا سردار تھا بظاہر مسلمان لیکن باطن کا فر ہی تھا ایک بڑی تعداد کو آپ سے جدا کرکے علیحدگی اختیار کرلیا گویہ موقع نہایت اہم اور نازک تھا اور واقعہ خطرناک صورت اختیار کرلیا تھا لیکن آپ اپنے حقیقی پیروؤں کو ہی لیکر خدا کے واحد ہی کے بھروسے آگے ہی بڑھے اور ایک وادی میں جا ٹھہرے اس وقت آپ کے ساتھ سات سو اشخاص تھے جس میں پچاس سوار اور اتنے ہی تیر چلانیوالے تھے آپ نے ان تیر اندازوں کو ایک سردار کے ماتحت کرکے اپنی فوج کے عقب میں جبل احد پر ان کا مورچہ قائم کرکے بٹھا دیا اور انھیں حکم دیا کہ اپنے مقام سے نہ ہٹیں۔ قریش کی سوارہ فوج پر خالد بن ولید کا ساجری مامور تھا۔ جب دونوں فریق تیار و مستعد جنگ ہوگئے طرفتہ العین میں تلواریں نیام سے نکلیں اور بجلیوں کی طرح چمکیں۔ فضا میں تیر اُڑھنے والے سانپوں کی طرح دوڑ رہے تھے۔ ایک عجیب و غریب سماں تھا۔ جب مسلمانوں کا پلّہ بھاری ہوتے دکھائی دیا تو کفار کے قدم اکھڑ گئے اور اُنھوں نے راہ فرار اختیار کی۔ عالم سراسیمگی میں ان کا مال و متاع اور سامان حرب میدان میں گرنے لگا۔ شیطان نے ان مسلمانوں کو جو پہاڑ پر تیر اندازی کے لئے متعین کر دیئے گئے تھے ورغلایا اور انھیں چکمہ دیا کہ وہ بڑھیں اور مال غنیمت اٹھائیں چنانچہ وہ اس شکاری کے دام میں پھنس گئے۔ تیر اندازی چھوڑ کے اور میدان میں اُتر پڑے اور سامان کو یوں سمیٹنے لگے جیسے کہ پرند جال کے اندر کے دانہ کو وحشت سے اٹھاتے ہیں۔ رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی

خدا کو بھی پسند نہ آئی۔ مغرور کفار نے تیراندازوں کی اس غلطی کو دیکھ لیا اور معاً پلٹ کر حملہ آور ہوگئے۔ اسیطرح دوسرے مسلمانوں پر بھی ان کا حملہ پشت کی جانب سے ہوگیا جس کی وجہ مسلمان سنبھل نہ سکے۔ غرض کہ خدا اور رسول کی نافرمانی کے باعث گیہوں کے ساتھ گھن کے پسجانے کا معاملہ آپڑا۔ کفار قریش لڑتے بھڑتے رسول عربی تک پہنچ ہی گئے۔ آپکے چیدہ چیدہ صحابی جو برگزیدہ بھی تھے آپ کی حفاظت کیلئے سینہ سپر ہوگئے۔ ان کے جسم پر تیر بارش کی طرح برس رہے تھے۔ مگر وہ خدا اور رسول کے سچے دوست اور رحمان نثار اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے رسول عربی کی حفاظت کر رہے تھے۔ اسی ہنگامہ دار و گیر میں خود رسول عربی کو ایک گڑھے میں گرنے سے بچا لیا گیا باوصف اس کے آپ کا ایک دانت شہید ہی ہوگیا چہرۂ انور زخمی ہوگیا۔ شیاطین نے غل مچانا شروع کر دیا کہ (محمد) مارے گئے۔ اس صدا پر مسلمانوں کے رہے سہے اوسان ٹھکانے نہ رہے لیکن ساتھ ہی حضرت کعب بن مالک صحابی نے للکارا کہ خوش ہو جاؤ رسول اللہ یہاں ہیں اس آواز دل آویز کے سنتے ہی صحابہ دوڑے آئے اور آپ کے ہمراہ پہاڑ کی گھاٹی کی جانب روانہ ہوگئے۔ وہاں ابوبکرؓ و عمرؓ علیؓ زبیرؓ و حارث وغیرہ تھے۔ جب آپ پہاڑ کی بلندی پر تشریف لے گئے تو ابوسفیان نیچے سے پوچھا کہ محمد ابوبکرؓ عمرؓ اس گروہ میں ہیں جب اس کا کوئی جواب نہ ملا تو اس نے فخر سے کہا کہ اے ہبل تو بلند ہو۔ اس کے یہ کہنے پر مسلمانوں نے آواز دی کہ بدبخت یہ تینوں بزرگ تیرے ذلیل کرنے کو زندہ موجود ہیں اور خدا سب سے بڑا بزرگ ہے۔ خدا کی شان کہ مسلمانوں کا یہ کہنا خدا کو پسند آگیا اور ابوسفیان فتح مکہ کے وقت ذلیل بھی ہوئے اور ہر طرف سے عاجز و لاچار ہو کر اسلام ہی کے سایۂ عاطفت میں آکر سرنگوں ہوگئے۔ بدر کی لڑائی ختم ہونے کے بعد ابوسفیان نے کہا کہ جنگ ختم ہوگئی یوم احد یوم بدر کے دن کے مساوی ہوگیا۔ ہبل اپنا دین ظاہر کر اور آئندہ سال میں پھر تمہاری لڑائی کا وعدہ ہے۔ مسلمانوں نے بھی اس دعوت کو قبول کر لیا۔ اس واقعہ کے دوسرے دن ہی ابوسفیان نے مدینہ پر حملہ کا ارادہ کیا۔ اس کی بھی اطلاع آپکو ہوگئی۔ آپ اپنے زخمی صحابہ کو لیکر پھر مدینہ سے حمرا الاسد تک نکل آئے۔ مگر ابوسفیان یہ خیال کر کے کہ بصورت جنگ کہیں ہمیں

معاملہ اُلٹ نہ جائے مکہ کو چلدیا اور مسلمان اس بلائے ناگہانی سے یوں بچ نکلے۔ مسلمان ان لڑائیوں سے بچنا چاہتے تھے لیکن کفار کسی نہ کسی حیلہ بہانہ سے لڑائی کا سامان ہی کیا کرتے تھے چنانچہ ایک وقت قبیلہ بطون وغیرہ کے چند اشخاص رسول عربی کے پاس آئے اور آپ سے اس بات کی درخواست کی کہ آپ ان کی تعلیم کے لئے اپنی جماعت سے کسی کو روانہ کریں انکی خواہش کی بموجب آپنے چھہ صحابہ۔ خالد۔ عاصم۔ زید۔ مرثد۔ عبداللہ اور خبیب کو روانہ فرمایا۔ جب اللہ والے ان کی ہدایت و تربیت کے خیال سے رجیع کے مقام پر پہونچے تو عضل و قارہ والوں نے انکے ساتھ فریب کھیلا اور بنو ہذیل نے انھیں آکر گھیر ہی لیا مرثدؓ و عاصمؓ و خالدؓ تو وہیں ان دغا بازوں سے لڑکر شہید ہوگئے۔ عبداللہ و زیدؓ اور خبیب کو ان لوگوں نے گرفتار کرلیا۔ اثناء راہ میں موقعہ پاکر عبداللہ نے تلوار کھینچ لی لیکن انھیں تیروں کی بوچھار کرکے شہید کرڈالا گیا اب رہ گئے زیدؓ و خبیبؓ یہ مکہ لاکر قریش کے ہاتھ فروخت کرڈالے گئے قریش کے موذی کتّوں نے ان بے گناہ ہستیوں کو کاٹ کھایا۔ یہ واقعہ مسلمانوں کو کفار کی سفاکیوں سے آگاہ کرنے کیلئے بہت کافی تھا لیکن باوجود اس کے مسلمان خدمت خلق کے لئے پھر بھی تیار رہتے اور ہر وقت توحیدی مذہب کی اشاعت اپنا پیدائشی فریضہ خیال کرتے تھے۔ چنانچہ پھر ایسا ہوا کہ ایک سردار مسمی ابوبراء رسول عربی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس پر اسلام کو پیش کیا اس نے اپنے حق میں کوئی فیصلہ نہ کیا البتہ اُس نے آپ سے یہ خواہش کی کہ آپ دعوت اسلام کی غرض سے اپنے صحابہ کو نجد والوں کی جانب روانہ کریں چونکہ مسلمان دھوکہ کھائے ہوئے تھے آپنے فرمایا کہ مجھے ان لوگوں کی ذات پر بھروسہ نہیں تو ابوبراء نے اطمینان دلایا کہ میں آپ کے صحابہ کا بہی خواہ و ہمدرد ہوں کوئی اندیشہ نہ فرمایئے۔ آپ نے اس کے اطمینان دلانے پر چالیس صحابہ کی جماعت تعلیم اسلام کیلئے غور سے روانہ فرمادیا اور اپنا خط بھی ان کے ذریعہ روانہ فرمایا حرام بن ملحانؓ نے آپکے خط کو عامر کے حوالے کیا عامر نے اس خط کو دیکھا تک نہیں اور انھیں شہید کردیا۔ اس نے اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ اپنے غیض و غضب کو فرو کرنے کے لئے بنو عامر سے کہا کہ سارے اصحابؓ کا قلع قمع کردیں لیکن

انھوں نے اس کی بات نہ مانی۔ پھر اس ظالم نے بنو سلیم کو اس کام کے کرنے لئے ابھارا ان میں کے تین شخص ذکوان عصیہ ورعل اس کی انجام دہی کیلئے اٹھے اور ان چالیس بیگناہوں کو جوان کی نجات ابدی کا سامان فراہم کردینے کے لئے گھر دار عیال و اطفال کو چھوڑ کر ان کے مہمانکی حیثیت سے آئے ہوئے اور بلا کسی مزدوری کے ان کا کام کرنا چاہتے تھے اپنے مبارک کام کے انجام دینے سے ہمیشہ کیلئے فارغ ہی کردیا یہ ہنستے انسان گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالے گئے۔ ان اصحاب کے پیچھے منذر اور عمرو صحابی آرہے تھے ان دونوں سے ایک منذر تو اپنے پیشرو بھائیوں کے شریک حال ہوگئے البتہ عمرو بچ نکلے اور مدینہ آکر اس دردناک داستان کو گوش گذار دربار رسالت کی۔ عمرو اس مقام سے واپس ہوتے ہوتے ایک دوسرے مقام پر غلطی سے یہ باور کرکے دو اشخاص کو قتل کردیئے تھے کہ وہ بنو عامر کے ہیں لیکن درحقیقت وہ دوسرے ہی قبیلہ کے تھے جن سے رسول عربیؐ کا عہد و پیمان تھا۔ جب عمرؓ نے اس واقعہ کا بھی ذکر آپ سے کیا تو آپ افسوس کرتے کہا تم نے ایسے لوگوں کو مارا ہے جن کا خونبہا دینا لازمی ہے گو مقتولین کے قبیلہ والوں کو یہ معلوم تھا کہ انھیں کس نے قتل کیا مگر باوجود اس کے رسول عربیؐ اپنی نیک نیتی سے اس قبیلہ والوں کے پاس گئے اور انہیں خونبہا دینا چاہا بظاہر ان لوگوں نے خوشی و رضامندی کا اظہار کیا مگر در پردہ آپکی اور آپکے ساتھیوں کی ہلاکت کا یوں بندوبست کیا کہ آپ جس دیوار کے سایہ میں تشریف فرما تھے اس پر چڑھکر پتھر آپ پر ڈالنے کیلئے ایک شخص سے کہدیا قدرتی طور سے اس سازش کا علم آپ کو ہوگیا چنانچہ فی الفور وہاں سے ہٹ گئے اور مدینہ کی راہ لی۔ مشرکین یہودیوں کے قبیلہ بنی نضیر کے چند اشخاص مکہ گئے۔ اور وہاں کے لوگوں کو مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے جوش دلایا۔ ابوسفیان تو خار کھائے بیٹھا ہی تھا ان کی ترغیب پر آمادۂ جنگ ہوگیا اور اپنے ساتھ دس ہزار کا لشکر لئے ہوئے یلغار کرکے مدینہ کو آلیا۔ اس کی آمد کی اطلاع پاکر رسول عربیؐ نے بھی مدافعت کی کافی تیاری اس طرح کرلی کہ مدینہ کے اطراف خندق کھدوادی۔ کفار عرب مدینہ سے باہر اپنا پڑاؤ ڈالے۔ رسول عربیؐ بھی تین ہزار صحابہ کو لیکر مدینہ سے باہر نکل آئے۔ سلع کے میدان میں اتر پڑے اور وہاں بھی ایک

خندق درمیان میں حائل کرلی۔ مخالف فوج میں اہل مکہ اور بنو غطفان شامل تو تھے ہی۔ لیکن انکا حال دیکھکر اہل قریظہ بھی ان کے ہم خیال ہو گئے۔ حالانکہ بنو قریظہ نے رسول عربی سے عہد و پیمان اتحاد کر رکھا تھا۔ آپ کو ایسے نازک موقع پر جبکہ دشمن چاروں طرف سے چھائے ہوئے تھے حالت محاصرہ میں۔ ان لوگوں کا اس طرح عہد شکنی اور غداری کرنا آپکو نہایت شاق ہوا لیکن کیا کیا جا سکتا تھا۔ آپ نے صبر اختیار کیا۔ محاصرہ ایک ماہ تک رہا۔ لیکن یہ چھائی ہوئی گھنگور گھٹا نعیمؓ کی حکمت عملی سے بغیر گرجے اور برسے کے یوں پھٹ کر نکل گئی۔ نعیمؓ جو آپ کے صحابہؓ سے تھے وہ بنو قریظہ سے تھے۔ اور بنو قریظہ ان کے مسلمانوں میں شریک ہو جانے سے واقف نہ تھے۔ اس موقعہ پر نعیمؓ بنو قریظہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ بنو غطفان اور قریش کے دام میں تم آ گئے ہو۔ اگر انھیں فتح ہو گئی تو تمہیں وہ کافی نفع اٹھانے نہ دینگے بلکہ مال غنیمت میں تمھارے شریک ہونگے۔ اگر شکست کھا گئے تو تمہیں مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے چھوڑ جائیں گے اور تم تنہا مسلمانوں کا مقابلہ نہ کرسکو گے پس تم لوگ اپنے اطمینان کیلئے قریش و بنو غطفان کے لڑکوں کو اپنے پاس رکھ لو۔ پھر نعیمؓ ابو سفیان کے ہاں پہونچے اور باور کرایا کہ یہود بنو قریظہ محمدؐ سے مل گئے ہیں اور ان سے وعدہ کر رکھے ہیں کہ قریش کے لڑکوں کو اپنی ضمانت کیلئے لیکر ان کے تفویض کر دینگے۔ یہاں سے بھی فارغ ہو کر نعیمؓ اہل غطفان کے پاس آئے اور ان سے یہ کہدیا کہ بنو قریظہ فریب کر رہے ہیں۔ ابو سفیان اور غطفان متفقہ طور سے بنو قریظہ کے پاس کہلا بھیجے کہ تم پہلے مسلمانوں پر حملہ کر دو اس لئے کہ ان کی نقل و حرکت سے پوری طرح واقف ہو۔ اس کے جواب میں بنو قریظہ نے روز سبت (ہفتہ) کے ہونے کا عذر کیا اور ساتھ ہی ساتھ ان کے لڑکوں کو بطور ضمانت روانہ کرنیکا مطالبہ کیا اور عدم تعمیل کی صورت میں لڑنے سے ہی انکار کر دیا۔ اس سے قریش میں بے اطمینانی پیدا ہوئی اور انھوں نے اپنے لڑکوں کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے ان دونوں گروہوں میں سخت اختلاف پیدا ہو کر نا اتفاقی ہو گئی۔ علاوہ اس کے طوفان باد کی بدولت قریش و غطفان کے لشکر کے خیمے ہوا ہو گئے۔ سامان اڑ کر کہیں سے کہیں جا پڑا۔ اور کھانے کی دیگیں چولھوں پر سے ہوا ہو گئیں

دشمن اسکو شگون بد سمجھ کر لڑنے کی جسارت کئے بغیر وطن کو چلدئے اور مسلمان اس بلا سے ناگہانی
سے بغیر کسی قسم کا نقصان اٹھائے محفوظ رہے۔ سنہ ۶ ہجری میں مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری
بنوالمصطلق نے کی اس کی اطلاع پاکر آپ مدینہ سے نکلے۔ فریقین میں جنگ ہوئی مشرکین شکست
کھائے۔ اس لڑائی کے کوئی دو ماہ بعد رسول عربیؐ ادائی حج کی غرض سے مکہ کو روانہ ہوئے۔ لیکن
اہل قریش آپ کو اپنے ارادہ سے باز رکھنے کے لئے خالد بن ولید کی ماتحتی میں سواروں کا ایک
دستہ روانہ کر دیئے لیکن وہ واپس ہوگئے فریقین میں صلح کی سلسلہ جنبانی شروع ہوئی تجویز یہ
ٹھہری کہ رسول عربیؐ صرف قربانی کر کے واپس چلے جائیں اور آئندہ سال مکہ میں آپ اور آپ کے
صحابہ بلا ہتیار کے آئیں تین روز سے زیادہ قیام نہ کریں۔ ایک دوسرے کو کسی قسم کی تکلیف
نہ دیں۔ کفار سے کوئی شخص مسلمانوں سے ملجائے تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس کر دیا جائے اور
مسلمانوں کا کوئی شخص غیر مسلموں میں جا ملے تو وہ واپس نہ کیا جائے گو تمام مسلمانوں نے ان
شرائط کو قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا اور اس کو قبول کرنے میں اپنی سخت ذلت سمجھی تھی
مگر رسول عربیؐ نے ان شرائط کو منظور کر کے صلح ہی کرلی۔ اس صلحنامہ کی رو سے بنوخزعہ رسول عربیؐ
کی پناہ میں دیئے گئے اور بنو بکر قریش کی حفاظت میں تسلیم کئے تھے ان دونوں قبیلوں میں اسلام
کے ظہور سے پہلے عداوتیں چلی آرہی تھیں۔ اس صلحنامہ کے بعد بنوبکر سے انتقام لینے کیلئے نوفل بن
معاویہ نے خزعہ پر حملہ کیا اور در پردہ قریش نے اس کی اعانت کی نوفل کے حملہ سے بچنے
کے لئے خزعہ حرم میں داخل ہوگئے مگر انھیں وہاں بھی پناہ نہ ملی اور کئی آدمی حرم بیت اللہ
میں ہی قتل کر دئے گئے۔ بنو بکر بدیل بن ورقا خزعی کے گھر میں گھس پڑے اور اس کو لوٹ لیا۔
بدیل بن ورقا، وعمر بن سالم اور اس کی قوم کے چند افراد قریش اور بنو بکر کی عہد شکنی اور ناروا
مظالم کی فریاد رسول عربیؐ کے پاس لائے اور آپ سے امداد کی درخواست کی آپ نے انھیں
مدد دینے کا وعدہ کرلیا۔ جب یہ خبر مکہ پہونچی ابوسفیان گھبرا کر مدینہ آیا تاکہ آپ سے صلح کی
تجدید کرلے۔ مدینہ میں وہ سیدھا اپنی لڑکی ام حبیبہؓ کے پاس آیا جو رسول عربیؐ کی بیوی تھیں

جب ابوسفیان نے بیٹی کے پاس فرش پر بیٹھنا چاہا تو انھوں نے فرش کو اٹھا دیا اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ کا بستر ہے اس پر مشرک نہیں بیٹھ سکتا۔ باپ نے غصہ سے کہا کہ اے لڑکی تو میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہوگی۔ بیٹی نے جواب دیا کہ میں اسلام کی نورانیت سے منور ہوگئی ہوں۔ اب شر میں مبتلا ہونے کا ڈر نہیں۔ بیٹی کے پاس سے ابوسفیان داماد کے پاس آیا اور آپ سے اپنا اظہار خیال کیا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ابوسفیان ناکام رہکر مکہ لوٹا۔ آپ نے مکہ کی کوچ کے لئے تیاری کا حکم دیا اور دسویں رمضان سنہ ۸ ہجری کو دس ہزار کا لشکر لئے ہوئے مکہ کا قصد فرمایا اور مکہ کو اس طرح فتح کیا کہ کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹی اپنے تمام دشمنوں کو پناہ یوں دیدی کہ گویا انھوں نے آپ کیساتھ کوئی برائی کی ہی نہ تھی۔ اس فتح نے اسلام کی ترقی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھول دیا۔ عرب کے قبائل جوق جوق آکر مشرف بہ اسلام ہونا شروع کئے۔ رسول عربیؐ نے قریب جوار میں بہ نفس نفیس دعوت اسلام دی۔ جو اقوام آپ سے دور تھیں ان کی ہدایت کے لئے آپ نے اُن کے بادشاہوں کو دعوت اسلام دی اس لئے کہ قوم بادشاہ کے مذہب پر چلا کرتی ہے۔ یہ پیام شہنشاہِ روم و فارس کے پاس بھی روانہ کئے گئے تھے۔ نامہ کے وصول ہونے کے بعد ہرقل نے ابوسفیانؓ کو طلب کیا جو بغرض تجارت ہرقل کے ملک میں گیا ہوا تھا۔ ابوسفیان کے آنے کے بعد ہرقل نے رسول عربیؐ کے متعلق اس سے چند سوالات کئے۔ جب ان کا تشفی بخش جواب ملا تو اس نے آپ کی صداقت کو تسلیم کرتے ہوئے رسالت کا قائل ہوا اور اپنے درباریوں سے کہا کہ آپ کو جزیہ دیکر یا چند شہر دیکر صلح کر لیجائے۔ لیکن اس کے مغرور وزراء و رؤساء نے انکار کر دیا اور رسول عربیؐ کے مقابلہ میں معرکہ آرا ہونیکی خواہش کی۔ ہرقل نے بادل ناخواستہ ان کی خواہش کے مطابق آپ پر حملہ آور ہونے کی تیاری شروع کر دی۔ جب یہ خبر آپکو پہونچی تو آپنے بطور حفظ ماتقدم فوج کو لیکر خود آگے بڑھے تبوک میں آپکی آمد کی خبر پاکر صاحب ایلہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جزیہ دینے کی درخواست کر کے آپ کے ساتھ صلح کر لی۔ آپ نے دومۃ الجندل کے والی

اکیدر بن عبدالملک نصرانی کے ہاں خالد بن ولید کو روانہ کیا۔ اتفاق سے اکیدر انھیں جنگل میں شکار کھیلتا ہوا مل گیا وہ اُسے آپ کی خدمت میں لا حاضر کئے آپ نے اس کے ساتھ بھی جزیہ لینا قبول فرما کے صلح کرلی اور اس کو اپنے ملک کو جانے کی اجازت دیدی تبوک کے قیام میں آپکے مقابل عرب قبائل ہوئے اور نہ رومی آئے اس لئے آپ واپس مدینہ ہوئے۔ نام و نہاد یہ چند لڑائیاں ہیں جو چارو ناچار آپ کو لڑنی پڑیں ورنہ آپ کی حقیقی خواہش و دلی تمنا تو یہی کہ آپ کو امن وچین نصیب ہو تاکہ آپ اپنے اصلی کام کو جو محض خدا کی توحید پھیلانا اور اسکی اصلی بادشاہت کا قائم کرنا تھا پورا کرسکیں۔ کیونکہ یہ کام لڑائی جھگڑوں سے خراب ہوجایا کرتاہے اور آپ اس راز سے خوب واقف تھے۔ بعض لوگ آپ کی جنگ جوئی پر معترض ہوتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں دیکھتے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کی فلاح و بہبود کے لئے تلوار اُٹھائی حضرت شموئیلؑ اور داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنگ کی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ سبا بلقیس کو دعوت اسلام دیتے ہوئے عدم قبول کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے تلوار نکال لی مگر آپ اس خیال سے کہ کمزوری موت کی نشانی ہوتی ہے آپ نے انھیں منع فرمایا۔ اور بھی بڑی بڑی ہستیوں نے حق کی طرفداری میں تلوار کو اٹھایا ہے۔ رام چندر جی نے محض بیوی کی خاطر لنکا کے شریر النفس راجہ راون سے شدید جنگ کی۔ آپ کے سپاہ سالار ہنومان جی نے اسکو تباہ کیا اور اس کے ملک و شہر کا ستیاناس کردیا مگر باوجود اس کے یہ دونو ہستیاں ہندوستان میں نیک نام ہی نہیں بلکہ قابل پرستش بنی ہوئی ہیں اور ان کی مورتیاں پوجی جارہی ہیں۔ اسیطرح سری کرشن جی نے مظلوم پانڈوؤں کا ساتھ دیکر کوروؤں کا قلع قمع کرایا اور ہندوستان کے دو کروڑ سورماؤں کو اٹھیس (۱۹) دن میں خاک میں ملوا کے چھوڑا۔ کیا اسکی وجہ سے اُن کی شخصیت میں کوئی فرق آیا۔ نہیں بلکہ اُن کی عظمت و تقدس میں چار چاند لگ گئے۔ اگر رسول عربیؐ نے اپنے ننگ ناموس اور غریب بے یارو بے وسیلہ مسلمانوں کی جان و مال عزّت

آبرو۔امن و آسایش کی خاطر میدان جنگ میں آکر شجاعت کے جوہر شرافت کو بھی دنیا والوں کو دکھا دیا تو کیا بُرا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے کفار مکہ وغیرہ کی چڑھائیوں پر مدافعانہ جنگ کیا کفار عرب کے زیر ہونے کے بعد آپ کو شام کی طرف سے عیسائی لوگوں کے حملہ کا اور ایران کی طرف سے مجوسیوں کے حملہ آور ہونے کا سخت اندیشہ تھا۔ شام کی سمت سے یہودی عیسائی اور عراق میں ایران کی طرف سے مجوسی و بُت پرست۔ مدینہ و مکہ کے مسلمانوں کو گھیرے ہوئے تھے۔ گویا بھیڑیوں کے درمیان بھیڑوں کا گلہ تھا یا درندوں میں گائیں ایسی نازک حالت میں اس کی ضرورت تھی کہ خطرہ سے پہلے ہی اس کا ازالہ کر دیا جاتا۔ پس اسی اصول حفاظت خود اختیاری و حفظ ماتقدم کے خیال کے تحت عرب کے بے سرو سامان فاقہ کش مسلمان شہنشاہ روم و ایران کی جرار آراستہ و پیراستہ آلات حرب و ضرب سے لدی ہوئی دولت و قوت سے مالامال فوجوں سے خود ہی جا کر بھڑ گئے اور ان سے صاف صرف یہ کہدیا کہ یا تو اسلام قبول کر لو یا ہماری ماتحتی قبول کر لو یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ باتیں ایسی تھیں جسکے حقیقی مسلمانوں کے اطمینان قلب اور با امن زندگی کا انحصار تھا۔ کفار مسلمان ہو جاتے تو انکے بھائی ہوتے اور اگر اطاعت منظور کر لیتے تو محکوم ہو جاتے۔ دونوں صورتوں میں مرکز اسلام مامون و مصئون ہوتا۔ ورنہ آخر صورت جنگ کی تھی جس کے بعد یا تو مسلمان فاتح بن کر چین کی زندگی گذار سکتے یا مارے جا کر امن دوام حاصل کر لیتے۔ ان تینوں حالتوں کے سوا کوئی حالت ایسی نہ تھی جس کی بدولت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غریب پیروؤں کی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کر سکتے اگر ایسا نہ کیا جاتا تو بے وسیلہ مسلمان محض اسلئے تباہ کر دیئے جاتے کہ وہ آپکی وجہ توحید کے پرستار ہو گئے تھے اور ان کی تباہی کی ساری ذمہ داری اخلاقی لحاظ سے آپ ہی کے ذمہ عاید ہو سکتی پس آپ نے اس اخلاقی فرض کا احساس خدائی حکم پر فرما کے جنگ کی بنا رکھی اور یہی جنگ کفار و غیر مسلم کی حد تک مرکز اسلام پر کسی قسم کی تباہی و بربادی

نہ آنے دینے کی ضامن بن گئی اور ایسی مستحکم دیوار بنی کہ سدِ سکندری یا دیوارِ عظیم چین کو بھی مات دیکر شرمادی۔ اگر یہ خوفناک تباہ کن خطرات نہ ہوتے تو کبھی مسلمان اقدامی حرکت ہی نہ کرتے اسلئے کہ ان کا مذہب اور وہ دنیا سے بدامنی کو مٹانے اور دنیا والوں کو آپس میں بھائی بھائی بنا دینے کیلئے ہی پیدا کئے گئے ہیں۔ ان کے خدا نے نہایت سختی کیساتھ فساد و جھگڑا برپا کرنے والوں کی سرزنش کی ہے تو یہ اپنے مالکِ حقیقی کے منشا و مرضی کے خلاف فساد کرنے کی کیونکر جسارت کر سکتے تھے پس ان حالات کے تحت اسلامی جنگوں پہ اعتراض کرنا بے محل اور غیر منصفانہ ہو جاتا ہے۔

کمل رسول وہی ہے جس کا مذہب بھی کمل ہو اور اس کی زندگی کا عملی کارنامہ ایسا ہو کہ حیات کی کشتی کو دنیا کے سمندر سے آخرت کے ساحل پر لیجانے والوں کیلئے چراغِ ہدایت و رہبری ہو۔ دنیا کی زندگی میں ہر موقعہ و محل پر گامزن ہونے کے لئے ہادی کے اسوۂ حسنہ کا نمونہ موجود ہو ورنہ پیروؤں کو سراسیمگی ہوگی اس حیرانی میں وہ اپنی ذاتی رائے کو کام میں لائیں گے اور اس کے صائب نہ ہونے کی حالت میں نقصاناتِ عظیم اٹھائیں گے پس اسی خرابی سے محفوظ رکھنے کیلئے رسولِ عربی ﷺ کو میدانِ جنگ میں بھی آنا ہوا اور کس طرح لڑنا۔ کسکے مقابلہ میں لڑنا۔ حملہ کیونکر کرنا۔ مدافعت کیسی کرنی سب کچھ بتلانا پڑا۔ اب مسلم کو کسی اور سے ہدایت حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ کونسا مذہب ایسا ہے جس کے پیرو دوسرے مذہب والوں سے نہ لڑے ہوں۔ یہودی عمالقہ سے لڑے جو بت پرست تھے۔ بابل کے بت پرست بخت نصر کے زمانہ میں بنی اسرائیل سے لڑے۔ بیت المقدس کو تباہ کرکے توریت کو جلا ڈالے۔ عیسائی آتش پرستوں سے لڑے۔ اگنی و اندر دیوتا کی پرستش کرنے والے آریا ہندوستان کے ناگ دیو کی پوجا کرنے والے ڈراویڈیوں سے برسرِ پیکار رہے اور ان کا سارا ملک چھین لیے اور پھر انھیں اپنا غلام بنا کر شودروں کا خطاب دیا۔ مذکورۂ بالا اقوام نے یہ کیوں کیا؟ محض اسلئے کہ انھیں اپنے مذہبی رسوم کی ادائی میں انکے مخل ہونے کا گمان تھا۔ ان ہی حالات

کے تحت اگر مسلمان بھی دوسرے مذہب والوں سے جو ان کے مذہب کو تباہ کرنے والے تھے لڑکر دفع کیا تو صرف تقلید ہی کی نہ کہ جارحیت - پس ان وجوہات کی بناء پر وہ لائق الزام نہیں ہوسکتے

ترجمہ آیۃ - جو شخص ترغیب دے نیک بات کی اس کو ملے گا اس میں حصہ - اور کوئی تحریک کرے بُری بات کی اس میں بھی اس کا حصہ ہوگا - اور اللہ ہر چیز کا حصہ تقسیم فرمانے والا ہے ۱۱ع نساء معین نیکی کو ثواب میں شریک اور جرم میں اعانت کرنے والے کو سزا میں شریک بتلا کر بدی کو دُنیا سے مٹانے کی سعی کی گئی ہے جو اسلام ہی کا خاصہ ہے -

ترجمہ آیۃ - اور جب تمکو کوئی دعائے خیر دے کسیطرح سے تو تم اس کو اُس سے بہتر دعا دو یا اُسی دعا کا اس کے حق میں اعادہ کردو بیشک اللہ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے ۱۱ع نساء اسلام نے بلا قید مذہب احسان کا بدلہ بہتر احسان سے کرنے کا حکم دیکر محبت کے قیام کے لئے راستہ پیدا کردیا ہے -

ترجمہ آیۃ - مسلمان کو شایاں نہیں کہ مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے (ہوجائے تو اور بات ہے) اور جو مسلمان کو غلطی سے قتل کرڈالے تو آزاد کرے ایک مسلمان غلام اور خون بہا پہنچائے مقتول کے ورثاء کو - مگر یہ کہ وہ معاف کردیں - پھر اگر مسلم مہلوک ایسی قوم کا ہو جو تمہارے دشمن ہیں تو صرف ایک غلام آزاد کردے اور اگر وہ ایسی قوم میں کا ہو کہ اس میں اور تم میں پیمان (اتحاد) ہو تو قاتل پر خون بہا پہنچا دینا ضروری ہے ورثاء مقتول کو - اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہئے - پھر جس کو اس کا مقدور نہ ہو تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے - یہ اللہ سے توبہ قبول ہونے کا طریقہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے - اور جو مار ڈالے کسی مسلمان کو قصداً تو اس کی سزا دوزخ ہے اس میں ہمیشہ رہیگا اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اس پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار اور اللہ نے اس کے لئے تیار کیا ہے بڑا عذاب ع۱۳ نساء ۴

اسلام نے غلامی کے قدیم رواج کو مسدود کردینے کی سعی بلیغ کی ہے اور اس کو عبادت و کفارہ میں داخل کرکے غلاموں کے حق میں احسان عظیم کیا ہے - اسلام سے پہلے کسی غیر اسلام مذہب نے

ایسی کوشش نہیں کی اسی وجہ سے ساری دنیا میں یہ خرابی پھیلی ہوئی تھی جن لوگوں نے غلامی کے استیصال کے لئے جستجو کی ہے انھوں نے دراصل اسلامی احکام کی روشنی ہی میں کام کیا ہے۔ پس اس طرح دنیا کے غلاموں پر اسلام ہی کا احسان ہے اور رہیگا بھی۔ اسلام سے پہلے تو غلامی کو برا کہنے والا ہی کیا بلکہ برا جاننے والا بھی کوئی نہ تھا۔ اسی لئے یہ مرض عالمگیر ہو گیا تھا۔

ترجمہ آیۃ۔ اور جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر اس میں کوئی الزام نہیں کہ نماز میں سے کچھ حصّہ کم کر دو اور اگر تم کو اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائینگے (نماز کی حالت میں) بیشک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں ۱۱ع النساء ۴۔ یہ حکم مصلحت پر مبنی ہے سفر چونکہ تکلیف دہ چیز ہے اسلئے اسمیں نماز کو کم کر دینے کی اجازت ہوئی

ترجمہ آیۃ۔ بیشک نماز مسلمانوں پر مقررہ اوقات پر فرض ہے ۱۵ع ۱۴ النساء ۴۔ مسلمانوں کی نماز میں جو حرکات سکنات ہوتی ہیں اس سے تو تمام عالم ہی قریب قریب آگاہ ہو چلا ہے اسمیں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو طبعاً کسی کے ناگوار خاطر ہو نماز کے فوائد اسکے مذہبی حالات کے تحت جو کچھ بھی ہیں وہ یقیناً ہیں۔ مگر دنیاوی اعتبار سے بھی اس کے بڑے فوائد ہی ہیں کسی نوع کا بھی نقصان اس عادت سے مطلق نہیں ہو سکتا۔ اس عبادت کیلئے انسان کا جسم پاک صاف لباس ستھرا حتی کہ جگہ بھی صاف ستھری و پاکیزہ ہونی چاہئے جہاں نماز ادا کی جائے۔ یہ بات انسان کی صحت کو برقرار رکھنے کیلئے بڑی ممد و معاون ہوتی ہے۔ نماز سے ایک قسم کی ورزش بھی ہو جاتی ہے اور ورزش ازدیاد قوت کا باعث بنتی ہے۔ نماز سے وقت کی قدر اور اس کی پابندی سیکھی جاتی ہے۔ نماز انسان کو اطاعت شعار بنا دیتی ہے۔ جس طرح وہ خدا کا فرمانبردار بندہ بن جاتا ہے اسیطرح ماں و باپ و بادشاہ اور حاکم کا بھی۔ نماز آپس میں ان لوگوں کے ملا دینے کا وسیلہ بنتی ہے جو کسی وجہ سے آپس میں مخالفت پیدا کر لئے ہوں۔ اسلئے کہ نماز کی ادائی کے وقت انھیں ملنا پڑتا ہے اور ایک دوسرے کو سلام کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ ایسی حرکتیں ہیں جن سے دلوں کا غبار نکل جاتا ہے اور کدورت مٹ جاتی ہے۔ نماز انسان کی طبیعت میں طہارت پاکیزگی عجز و انکساری رحمدلی و ہمدردی اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا مادہ پیدا کر دیتی ہے۔ غرضکہ نماز جسم و روح کو پاک رکھنے کا بڑا وسیلہ ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور جو کوئی مرتکب ہو کسی خطا یا گناہ کا پھر اس کو عاید کیا کسی بے قصور پر۔ تو اسنے اپنے سر پر بہتان باندھ لیا اور صریح گناہ۔ ع۱۶ النساء ۴۔ یہ حکم دیکر اسلام نے بے گناہوں کی آبرو رکھ لی اور انھیں ایسی مصیبت میں پڑنے سے بچالیا۔ ورنہ چالاک خاطی بھولے بھالے بے گناہوں کے سر اپنے قصور کا بار ڈالکر خود بچ جاتے اور انھیں پھنسا دیتے۔ طبعاً انسان خود بچنا چاہتا ہے اسلئے روکا گیا۔
ترجمہ آیۃ۔ ایمان والو۔ انصاف پر قائم رہو۔ اور خدا واسطے کی گواہی دو اگرچہ خود تمھارے اوپر (اس سے ذمہ داری عاید ہو) یا ماں باپ رشتہ داروں کے خلاف ہو اگر مالدار ہو یا محتاج تو اللہ سب سے بڑھکر ان کا خیر خواہ ہے تو تم خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ حق بات (کے اظہار) سے منھ پھیرو۔ اور اگر تم زبان دباؤ گے یا پہلوتہی کرو گے تو جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے ع۱۹ النساء ۴
مقدمات کا منصفانہ بلا رو رعایت کے فیصلہ کرنا مردانہ کام ہے اور اسیطرح سچی گواہی کا دینا بھی بڑی عالی ظرفی کا کام ہے۔ یہ اسلام کے احسان ہیں کہ اس نے مسلمانوں کو عالی خیال بننے کی ہدایت فرمائی۔ شرافت انسانی سے یہ چوٹی کی شرافتیں ہیں۔ جبتک مسلمان عدل کیساتھ حکومت کرتے رہے اور گواہی کے وقت حق بات کا اظہار کرتے رہے دنیا میں ان کا عروج قایم رہا اور جب سے اس صفات حسنہ میں انحطاط پیدا ہوا ہے اُن پر ادبار چھانے لگا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمان بادشاہ اور حاکم اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد کے مقابلہ میں غیر مذہب والوں کے حق میں فیصلہ کر دیتے تھے جبکہ اُنکی جانب حق ہوا کرتا تھا۔ جب سے مسلمانوں نے یہ صفت چھوڑی خدا کی مہربانی اُن سے اپنا منھ موڑی کیونکہ خدا کو عدل نہایت پسند ہے اور عادل کا وہ دوست ہے۔ اگر قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو رسول عربیؐ یہ بھی نہ جانتے کہ یہ چیزیں محض امتحان کے لئے عطا کی جاتی ہیں۔
ترجمہ آیۃ۔ اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور ان کتابوں پر جو پہلے اُتار چکا اور جو انکار کرے گا اللہ اور اسکے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کا اور آخرت کا تو وہ بڑی دور بھٹک گیا۔ ع۱۷ النساء ۴ قرآن نے اپنے سے پہلی ساری آسمانی کتابوں پر ایمان لانا لامیدی ٹھہرایا ہے۔ خواہ یہ کتاب توریت ہو۔ زبور

انجیل ہو۔ وید ہو یا ژند وستا۔ جس کتاب میں آسمانی ہونے کی صلاحیت ہو گی مسلمانوں کا کام ہوگا کہ اُس کو خدا کی جانب سے سمجھیں اسیطرح رسولوں کے متعلق بھی ایمان رکھنا ہوگا۔ خواہ وہ کسی ملک اور کسی قوم میں مبعوث ہوئے ہوں۔ اس معاملہ میں نسل و رنگ کا کوئی سوال ہی نہ ہوگا اس تعلیم سے قرآن نے رواداری کو عام کرکے آپس میں اتحاد و محبت سے پیش آنے کا سامان کردیا ہے مسلمان کسی کتاب الٰہی کو بُرا کہہ سکتا اور نہ اُس کے حامل کی شان میں کسی نوع کی گستاخی کرسکتا ہے۔ اگر کرے گا تو مردود ہو جائے گا۔

ترجمہ آیۃ - اے ایمان والو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم اپنے ذمّہ اللہ کا صریح الزام عاید کرلینا چاہتے ہو۔ ۲۱ ع ۱۸ النساء ۴۔ مسلمان کو اپنی ذاتی بھلائی و مفاد کی خاطر کافر سے دوستی اور بھائی مسلمان سے بے التفاتی بُری ٹھہرائی گئی ہے۔ بعض مسلمان خوف کے مارے کفارِ عرب سے ساز باز کرتے تھے اور مسلمانوں کے اغراض و منصوبہ ان سے کہدیا کرتے تھے چونکہ یہ فعل مستحسن نہ تھا اس لئے اس کی ممانعت کی گئی ہے۔ لیکن کسی مسلمان کو نقصان پہنچائے بغیر کسی غیر مسلم سے دوستی رکھنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

ترجمہ آیۃ - اللہ بُری بات کے پکار پکار کر کہنے کو پسند نہیں کرتا مگر ہاں جس پر ظلم ہوا ہو (وہ کہدے تو لائق لحاظ نہیں) اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔ اگر تم کھلم کھلا کوئی بھلائی کرو یا چھپا کر کرو یا درگذر کرو کسی کی برائی سے تو اللہ بھی بڑا درگذر کرنے والا طاقت والا ہے۔ ۲۱ ع ۱۸ النساء ۴۔ ظالم کو مظلوم بُرا کہے تو چنداں ہرج نہیں۔ لیکن اگر وہ بھی ظالم کا ظلم سہ لے تو خدا بدلہ لیگا۔ بہرحال درگذر کرنے کی ہدایت کی وجہ مسلمانوں کو اعلیٰ اخلاقی مدارج پر فائز کرنی مقصود ہے۔

ترجمہ آیۃ - اگر کوئی ایسا مرد مر گیا جس کے اولاد نہ ہو اور اس کو صرف ایک بہن ہو تو بہن کو اس کے ترکہ کا آدھا (½) اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہے اگر اسکے کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر بہنیں دو ہیں تو انکو دو تہائی (⅔) سارے ترکہ کا۔ اور اگر کئی بھائی بہن ہوں کچھ مرد اور کچھ عورتیں تو مرد کا حصہ عورت کے دو حصہ کے برابر۔ ۲۴ ع النساء ۴۔ تقسیم ترکہ کی تعلیم نہایت

تدبر و حکمت پر مبنی ہے۔ قرآن نے ورثاء کے حصص کا تعین کر کے خاندانی جھگڑے و فسادکے دروازہ کو مسدود کر دیا
ترجمہ آیۃ۔ ایمان والو پورے کرو قرار ع المائدہ ۵۔ کسی سے کسی بات کا اقرار کیا گیا ہو تو اسکی تکمیل کرنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اقرار پورا نہ کیا جائے تو انسان کی بے توقیری ہو جاتی ہے۔ عموماً انسان اپنے قول و قرار کی پابندی نہیں کرتا اس لئے حکماً مکلف کیا گیا
ترجمہ آیۃ۔ ایک دوسرے کے مددگار رہو نیک اور پرہیزگاری کے کاموں میں۔ اور ایکدوسرے کی مدد نہ کرو گناہ اور زیادتی پر اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ کا عذاب سخت عذاب ہے۔ اسلام انسان کو مجسم نیکی بنانا چاہتا ہے اور بدی سے اس کو بالکل دور رکھنا چاہتا ہے اور یہ بات اسلام کے اعلیٰ مذہب ہونے کی دلیل ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے پر زیادتی کر رہا ہو تو اس زیادتی کرنے والے کا ساتھ دینا بھی گناہ ہے۔ خواہ زیادتی کرنے والا اپنا عزیز دوست ہی کیوں نہ ہو ع المائدہ ۵۔
ترجمہ آیۃ۔ تم پر حرام کر دیا گیا مردار اور خون اور سوّر کا گوشت اور جس چیز پر کہ نام لیا جائے اللہ کے سوا اور کا۔ اور جو جانور گلا گھٹنے سے اور چوٹ لگنے سے مر گیا ہو اور جو گر کر مر گیا اور جو (کسی جانور کے) سینگ لگنے سے مرا اور جس کو درندہ نے پھاڑ کھایا مگر جسکو مرنے سے پہلے تم نے ذبح کر لیا ہو اور جو تھان پر (بتوں وغیرہ کے) ذبح کیا گیا ہو۔ لیکن جو بیتاب ہو جائے بھوک میں کہ گناہ کی طرف اس کا خیال نہ ہو تو اللہ بخشنے والا ہے مہربان۔ اور جو شکاری جانور تم نے سدھا رکھے ہوں (جانور پر) دوڑانے کو کہ ان کو سکھا دو جو اللہ نے تم کو سکھایا ہے تو کھالو اس شکار میں سے جو وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اور اس (جانور) پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لو ع المائدہ ۵۔ قرآن کے نزول سے قبل عموماً دنیا کی اکثر اقوام میں گوشت خوری کا رواج تھا لیکن گوشت کس قسم کے جانور کا ہو اور کسطرح حاصل کیا گیا ہو اس کا کوئی لحاظ نہ تھا۔ مغرب میں آفریقہ کے وحشی مطلق کا گوشت تو بڑی بات ہے۔ حیوان ناطق تک کا گوشت کھا لیا کرتے تھے اور مشرق میں اہل چین و جاپان انسان کے گوشت کے سوا تمام حیوانوں کا گوشت چٹ کر جاتے تھے۔

قرآن نے اس قدیم رواج کو بالکل ہی ملیامیٹ نہیں کر دیا بلکہ اس میں بعض خرابیوں کی اصلاح کر کے گوشت خوری کی اجازت دیدی۔ لزوم نہیں ٹھہرایا۔ اگر کوئی مسلمان گوشت نہ کھائے تو کوئی مضائقہ نہیں مردار۔ خون۔ سُوّر کا گوشت حرام کر دیا گیا ہے اور یہ حکم علاوہ اور امورِ حکمت کے صحت سے بھی گہرا تعلق رکھتا ہے۔ مردار کھانے سے طبیعت میں سستی کاہلی اور مفت خوری کا مادّہ پیدا ہو جاتا ہے محنت سے جی چُرانے لگتا ہے۔ مردار کے گوشت میں خون جذب ہو جاتا ہے اور وہ صحت کیلئے مضر اور امراض کے پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ مردار کھانے سے بہادری و اعلیٰ ظرفی کا جذبہ مضمحل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیر بجز سخت ترین مجبوری کے مُردار نہیں کھایا کرتا۔ بلکہ گیدڑ۔ کوّے گدھ۔ چیل۔ جیسے ذلیل جانور اس کو کھاتے ہیں۔ انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس لئے اس کو مردہ خواری زیبا نہ رہی۔ خون چونکہ درندوں کی خاص غذا ہے اور اُس کے کھانے سے طبیعت میں غصہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بیرحمی سخت دلی جہالت بے وقوفی کی صفات بڑھ جاتی ہیں اور خونی جراثیم سے بھی امراض لاحق ہوتے ہیں اسکو بھی غیر مفید ہی کہا جا سکتا ہے۔ اب رہا سُوّر کا گوشت اس کے استعمال سے مزاج میں بے شرمی بے حیائی بدکاری کا خاصہ پیدا ہوتا ہے۔ تمام جانوروں میں سُوّر بڑا بے غیرت جانور ہے اگر اس کی مادہ پر کوئی دوسرا نر سوار ہو جائے تو یہ خاموش دیکھتا رہے گا حالانکہ دوسرے جانور اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ دوسرا نر اُن کی مادہ کیساتھ مجامعت کرے۔ جن قوموں میں سور کا گوشت استعمال کیا جاتا ہے ان میں عورت کے معاملہ میں کوئی شرم حیا نہیں پائی جاتی۔ خاوند کے سامنے سے بیوی کو دوسرا شخص لے چلا جاتا ہے اور یہ اسکو روکنا خلافِ تہذیب خیال کرتے ہیں یہ ان کا قصور نہیں بلکہ سُوّر کے گوشت میں جو جرم ہوتے ہیں انکے اثرات کا ثمرہ ہے۔ عورتوں مردوں کا آزادانہ اختلاط۔ سرِ راہ کی بدفعلی۔ لباس کی برہنگی۔ مزاج کی شوخی۔ بدنامی سے لاپروائی۔ عوام کی موجودگی میں اختلاط و بوس وکنار کی شرمناک حرکات۔ ساری باتیں اسی گوشت کے کھانے سے پیدا ہو رہی ہیں۔ جرمنی میں اس کا استعمال کثرت سے ہے اس لئے وہاں عریانی کی تہذیب سب سے پہلے شروع ہوئی ہے۔ نیز سُوّر کے گوشت سے امراضِ بد کے پیدا ہونیکا احتمال

رہتا ہے۔ ان حالات کے تحت اسلام کا احسان ہے کہ اس نے ان خرابیوں سے حکماً بچا لیا۔
ترجمہ آیۃ۔ آج تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کر دیگئیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا انھیں حلال ہے۔ اور پاکدامن مسلمان عورتیں اور پاکدامن عورتیں ان میں سے جنکو تم سے پہلے کتاب دیجا چکی ہیں تمہارے واسطے حلال ہیں بشرطیکہ دیدو انکے مہر قید نکاح میں لانیکو نہ کہ کھلی ہوئی بدکاری کرنے کو اور نہ چوری چھپے آشنا بنانے کو۔ اور جو نہ مانے ایمان کی باتیں تو ضائع اسکا سارا عمل نیک کارت گیا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔ پ۶ع ۵ المائدہ ۵۔ اسکے ذریعہ عورتوں کی عفت کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔ بغیر عقد شرعی کے کوئی مسلمان کسی عورت کی عصمت میں خلل نہیں ڈال سکتا۔ پس دنیا کی باعصمت پاکدامن عورتوں کے حق میں اسلام کا بڑا احسان ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے کھڑے رہو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھولیا کرو اور اپنے سر کا مسح کر لیا کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولیا کرو) اور اگر تمکو جنابت ہو تو اچھی طرح پاک صاف ہو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے آئے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو۔ پھر اگر پانی میسر نہ ہو تو قصد کرو پاک مٹی کا۔ پھر اس سے مسح کر لو اپنے منہ اور ہاتھوں کا۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کسی قسم کی تنگی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تمکو پاک و صاف رکھے اور تاکہ اپنا احسان تم پر پورا کرے شاید تم احسان مانو۔ پ۶ع ۶ المائدہ ۵۔ نماز جو درحقیقت یاد الٰہی ہے اس کا ذکر اور تعریف ہے صفائی قلب سے ادا ہونا چاہئے اور دل کے پاک بنانیکو جسم کا بھی پاک ہونا ضروری ہے ورنہ طبیعت میں ایک قسم کی کراہیت رہتی ہے۔ اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرنیکا حکم دیا گیا ہے اس سے طبیعت کی کدورت صاف ہو جاتی ہے۔ اور ناپاکی کا وسوسہ باقی رہنے نہیں پاتا۔
ترجمہ آیۃ۔ اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کو۔ اور لوگوں کی عداوت تم کو اس جرم کا باعث نہ ہو کہ تم انصاف نہ کرو۔ ضرور انصاف کرو۔ انصاف ہی پرہیزگاری کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے پ۶ع ۶ المائدہ ۵۔ اسلام نے دشمن کے حق میں بھی انصاف کرنے اور بوقت شہادت راست گوئی کو کام میں لانیکا

حکم دیکر تہذیب تمدن پر بڑا بھاری اثر ڈالا ہے۔ انصاف بڑی مستحسن صفت ہے اسی سے قومیں کامیاب حکمران بن سکتی ہیں۔

ترجمہ آیۃ۔ ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور ڈھونڈھو اس تک (رسائی کیلئے) وسیلہ اور جان لڑادو اس کے راستہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔ ع ۹ المائدہ ۵۔ جو خدا سے ڈرتا ہے وہ ہر قسم کی برائی سے بچتا ہے ایک چیونٹی کو تک ناحق ستانے سے باز رہتا ہے۔ اس تک رسائی کا وسیلہ پارسا زندگی اور اللہ والوں کی محبت ہے۔ فلاح وہی پاتے ہیں جو ایمانداری کے ساتھ اپنے فرائض کی انجام دہی کرتے ہیں۔ اسلام نے انسان کو خدا سے ڈرا کر اس کو مجسم خیر بنانے کا سامان کر دیا۔ جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ مطلق العنان وحشیانہ زندگی بسر کرنے کا خوگر ہوتا ہے۔ جو خدا کے ڈر کی پروا نہیں کرتا وہ مخلوق خدا سے ڈرتا ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور مرد چوری کرے تو اور عورت چوری کرے تو کاٹ ڈالو ان کے ہاتھ سزا میں ان کے کرتوت کی یہ سزا اللہ کی ٹھہرائی ہوئی ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ پھر جسنے اپنے قصور کے بعد توبہ کر لی اور عادت سوزری تو بیشک اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ع ۶ المائدہ ۵۔ چوری ہاتھوں سے ہی کیجاتی ہے اگر ہاتھ ہی نہ رہے تو چوری کرنا بھی محال ہو گیا اور محال ممکن نہیں ہو سکتا۔ بظاہر یہ سزا سخت ہے لیکن نتیجتاً نہایت مفید ہے۔ ایک ہی دائمی تکلیف دوسروں کی دائمی طمانیت کا باعث ہو جاتی ہے۔ بڑے نفع کے مقابلہ میں چھوٹا نقصان گوارا کر لینا عقلمندی کی دلیل ہے۔ اگر اس سزا کا رواج عام ہو جائے تو دنیا سے چوری معدوم ہو جائے۔ جائداد والے آرام کی نیند سوئیں۔ مگر مصنوعی اخلاق و نمائشی تہذیب اس حکم کو بہت سخت سمجھتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ تمام دنیا میں چوری کی وبا پھیلی ہوئی ہے جس کا علاج ہی نہیں ہو سکتا۔ قید خانے ہمیشہ آباد رہتے ہیں۔ چور جیل خانوں سے چھوٹ جاتے ہی سب سے پہلا کام چوری کا ہی کرتے ہیں۔ بعض لوگ طبعاً و فطرۃً چور ہوتے ہیں۔ ان کی یہ بدعادت کسیطرح جاتی ہی نہیں اس کا واحد علاج یہی سزا ہے۔ چور کو قید کر کے چند روز کے لئے صاحب جائداد لوگوں کو مطمئن تو کیا جا سکتا ہے۔ مگر چور کے بیوی بچے ماں باپ اس کی جدائی کا صدمہ بلاوجہ و بے قصور برداشت کرتے ہیں اور یہ ان لوگوں کے حق میں ایک ظلم ناروا ہے اگر وہ ہاتھ کٹنے کے بعد ان میں رہے تو انکو اتنا رنج و ملال نہ ہو۔

ترجمہ آیۃ۔ تو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرتے رہو اور نہ لو میری آیتوں کے معاوضہ میں ناچیز مول اور جو نہ حکم دے اس کے موافق جو اللہ نے اتارا تو وہی لوگ کافر ہیں۔ پ۶ ع۱۱ المائدہ ۵
جو مخلوق سے بلا وجہ ڈرتا ہے وہ خدا سے نہیں ڈرتا اس لئے کہ وہ اس کی حفاظت پر بھروسہ نہیں رکھتا اور نہ اس کی قدرت و قادریت پر ایقان رکھتا ہے۔ بڑی سی بڑی مخلوق چھوٹی سی چھوٹی مخلوق کا بھی بطور خود بغیر خدا کی مرضی و مشیت کے بگاڑ نہیں سکتی۔ تو پھر ہر ایک سے گھبرانا اور خدا کے معاملہ میں ڈھٹائی کرنا بیسود ہے۔ جو خدا سے ڈرتا ہے وہ ساری دنیا کی قوتوں سے نہیں ڈرتا اسلئے اس صفت حسنہ کی تعلیم دیگئی ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ جلدی کرو نیک کاموں میں۔ پ۶ ع۱۱ المائدہ ۵۔ دنیا چونکہ آخرت کیلئے سامان فراہم کرنیکا مقام ہے۔ اس لئے مسلم کو جلد جلد زاد آخرت کی تیاری کی نصیحت فرمائی گئی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ عمر دو روزہ تمام ہو جائے اور کام کچھ نہ ہو سکے۔ یہاں بونا ہے تو وہاں کاٹنا۔ یہاں کام کرنا ہے تو وہاں مزدوری لینا۔ نیک کام کا جذبہ پیدا ہوتے ہی نفس اسکو مٹا دیتا ہے اسلئے ضرورت ہوئی کہ اسکی جلد تکمیل کر لیجائے۔

ترجمہ آیۃ۔ ایمان والو یہود اور نصاریٰ کو (مسلمان کو چھوڑ کر) دوست نہ بناؤ۔ وہی باہم ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کو دوست بنائیگا تو وہ اُن ہی میں کا ایک ہے بیشک اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست نہیں دکھلایا کرتا۔ پ۶ ع۱۲ المائدہ ۵۔ تیرہ سو برس سے لے کر اب تک ہمیشہ یہود اور نصاریٰ مسلمانوں کے درپئے آزار رہے ہے اور ہمیشہ ان کے نام پر خار کھاتے رہے۔ یہ دونوں گروہ مسلمانوں کیساتھ رشک و حسد ہی کرتے رہے۔ کبھی ان کا امن و چین سے رہنا اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کرنا ان کو منظور نہ ہوا۔ اس لئے یہ سیاسی حکم دیا گیا۔ اور عدم تعاون سکھایا گیا۔ اگر مسلمان آپس میں محبت سے متحد رہکر نصاریٰ وغیرہ سے بھی دوستی رکھیں تو حرج نہیں۔

ترجمہ آیۃ۔ ایمان والو دوست مت بناؤ ان کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے کہ جن کو تم سے پہلے کتاب دیجا چکی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم مسلمان ہو۔ پ۶ ع۱۳ المائدہ ۵
جو اسلام کی ہنسی اڑایا وہ قرآن کی اور قرآن کے نازل کرنے والے کی گویا ہنسی اڑایا جس نے

اس نے خدا کے دشمنوں سے دوستی کی اُس نے خدا سے دشمنی کی اور جو ہمارے محبوب کو ذلیل کرے اس کو چاہنا شیوہ محبت کے خلاف ہے اور جو ہمیں خوار کرے اس کے پیچھے پڑے رہنا اپنے آپکو بے توقیر بناتا اور خودداری کے خلاف کرتا ہے اس لئے یہ حکیمانہ ہدایت مسلم کو کی گئی ہے۔

ع۔ صحبت کہ ز عزت نہ رسد دوری بہ۔ اسی آیۃ شریف کا خلاصہ ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اللہ تم سے نہیں مواخذہ کرتا تمہاری مہمل قسموں پر۔ لیکن تم سے مواخذہ کرتا ہے ان قسموں پر جو تم پکی کھائیں تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلا دینا اوسط درجہ کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو۔ یا ان دس محتاجوں کو کپڑا پہنا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ پھر جسکو میسر نہ ہو تو تین دن کے روزے (رکھنا چاہیئے) یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جو تم قسم کھا بیٹھو اور حفاظت رکھو اپنی قسموں کی۔ اسیطرح اللہ بیان کرتا ہے تمہارے لئے اپنے احکام تاکہ تم احسان مانو۔ پ۷ ع۱۲ المائدہ ۵۔ اگر کسی کام کے کرنے یا کرنے کے متعلق خدا کی قسم کھالی جائے اور پھر قسم توڑ دیجائے تو بطور تاوان کے یہ کام کرنے ہونگے۔ تاکہ ان نیکیوں کی وجہ ازالہ قسم کے بُرے نتائج زائل ہوجائیں اور آئندہ ایسی غلطی کرنے کی نوبت نہ آئے۔ قسم کے توڑنے میں پروردگار عالم کی توہین ہوتی ہے اس کے جرمانہ کو اس مالک نے ہمارے ہی بھائیوں کے حق میں منتقل فرمادیا ہے جو اسکا بڑا احسان ہے اس مذموم فعل کے ارتکاب پر کوئی سخت سزا تجویز نہیں فرمائی گئی۔ بہرحال یہ حکم اخلاق کی اصلاح کرنے والا ہے اس لئے مستحسن ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے ایمان والو شراب اور جوا اور بُت (مورتیں پتھر یادگاہات کی) اور پانسے (جوا کھیلنے کی اشیاء) تو بس گندے ناپاک شیطانی کام ہیں تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ پس شیطان یہی چاہتا ہے کہ تمہارے آپس میں دشمنی اور پھوٹ ڈلوادے شراب اور جوے کی وجہ سے اور تمکو روک دے اللہ کی یاد اور نماز سے تو کیا تم باز آؤ گے۔ پ۷ ع۱۲ المائدہ ۵۔ شراب۔ جوا۔ بڑی زبردست خرابی پیدا کرنے والے ہیں۔ شراب سے عقل و فہم شرم و حیا سب فنا ہوجاتے ہیں جس کی وجہ انسان دائرہ انسانیت سے خارج ہوجاتا ہے اور نشہ کی حالت میں وہ تمام بد افعال کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے

جس کو دیکھکر شیطان بھی شرما جائے۔ جُوا۔ دولت و عزت و ناموس کی بربادی گھربار زندگی کی تباہی کا موجب ہوتا ہے اس لئے اس سے روکا گیا ہے۔ ہندوستان کی مہابھارت والی عظیم الشان جنگ جس میں لاکھوں بے گناہ و گنہگار بندگان خدا مارے گئے اور ان کے خون سے نالے بہے ان ہی دو چیزوں کی وسعت پیمائی کا سیلاب تھا۔ شراب خوار و جُوّے باز ممالک میں سینکڑوں جانیں اب بھی لقمہ اجل ہوتی رہتی ہیں۔ جس کی روک تمام حکومتوں سے بھی ممکن نہیں ہے۔ یورپ کے جُوّے خانے اور شرابخانے دنیا بھر کی بدمعاشیوں کے اکھاڑے ہیں لیکن باوجود اس کے بھی وہ تہذیب کے مایہ ناز سرمایہ ہیں پس ایسی صورت میں شیطان اپنی کامیابی پر جتنی بھی شیخی کرے کم ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے ایمان والو شکار نہ مارو جب تم احرام کی حالت میں ہو اور جو کوئی تم میں سے شکار مارے جان بوجھکر تو اس پر بدلہ واجب ہے چارپایوں میں سے مارے ہوئے کے برابر جو ٹھہرادیں تم میں سے دو منصف یہ نیاز کعبہ تک پہونچائی جائے یا کفّارہ چند محتاجوں کا کھانا یا مسکینوں کی گنتی کے برابر روزے تاکہ چکھے اپنے کئے کی سزا۔ تمہارے لئے حلال ہوا دریائی شکار اور دریائی کھانے کی چیزیں اور تم پر حرام ہے جنگل کا شکار جبتک تم احرام میں رہو۔ ۱۳ع المائدہ ۵۔ یہ ان لوگوں کیلئے احکام ہیں جو حج کیلئے جاتے ہیں احرام باندھنے سے پہلے سمندر ملتا ہے اور احرام باندھنے کے بعد نہیں ملتا احرام باندھنے سے خواہشات نفسانی سے پرہیز کرنا پڑتا ہے اور اس حکم سے تہذیب و تزکیہ نفس مقصود ہے۔ اس لئے حکمت سے خالی نہیں ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ ایمان والو تم میں گواہی جب کسی کے سامنے موت آموجود ہو وصیت کرتے وقت تم ہی میں سے دو معتبر شخص کی ہونی چاہئے یا دو تمہارے غیر شخص ہوں ایسی حالت میں کہ تم نے سفر اختیار کیا ہو ملک میں پھر تم پر آپڑے موت کی مصیبت ان دونوں کو کھڑا کرو نماز کے بعد پھر وہ اللہ کی قسم کھائیں اگر تم کو شک ہو (پس کہیں) کہ ہم قسم نہیں بیچتے مال پر اگرچہ وہ شخص ہمارا قرابت دار ہی ہو اور ہم نہیں چھپاتے اللہ واسطے کی گواہی ایسا کرنے سے تو ہم گنہگار ہیں۔ پھر اگر خبر ہوجائے کہ جنکا حق دبا ہے اور یہ کہ قرابتدار ہوں پھر اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی

زیادہ معتبر ہے اگلوں کی گواہی سے اور ہم نے کچھ زیادہ نہیں کیا ہے نہیں تو ہم بیشک ظالم ہیں ۱۳/۱۴ المائدہ ۵
۔ قرمیں کسی کی موت واقع ہو تو اس کو اپنے مال کے متعلق وصیت کر جانے کی ترکیب بتلائی گئی ہے
اگر یہ لوگ میت کا مال مستحق کو نہ ملنے دیں تو وارث کو ارثہ حاصل کرنے کی سبیل بتلائی
گئی ہے ۔

ترجمہ آیۃ ۔ اور کہ نماز قائم رکھو اور اسی سے ڈرتے رہو اور وہی ہے جس کے حضور میں جمع کئے
جاؤ گے ۔ ۹/۸ انعام ۶ ۔ نماز اسلام کا زبردست رکن ہے ۔ یہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے ۔ مسلمان آسمانی
بادشاہت کا سپاہی ہے اس کو دن اور رات میں پانچ وقت حاضری دینی پڑتی ہے ۔ اور اپنی
حضوری کے وقت اس کو اپنے مالک کی تعریف کرنی پڑتی ہے ۔ اس حاضری میں اور مالک کی تعریف
میں امیر و غریب شاہ و گدا سب مساوی ہیں کسی کو کسی قسم کا امتیاز نہیں ۔ شاہ کو بھی اسی قسم کی
قواعد کرنی ہوگی جیسی کہ ایک سپاہی کو ۔ اور وہی الفاظ دونوں کو بھی کہنے ہونگے ۔ چھوٹے بڑے کا
کوئی فرق نہ رہیگا ۔ شہنشاہ و فقیر دوش بدوش کھڑے ہونگے ۔ رکوع کے بعد سجدہ میں جبین نیاز
مساوی حیثیت سے زمین پر رکھینگے ۔ سب کا رُخ اس شاہی پھریرے کی طرف ہوگا جو دنیا کے
وسط اور شہر مکہ میں کعبہ کے نام سے کھڑا ہوا ہے ۔ اس عبادت میں بلا لحاظ رنگ و نسل قوم پیشہ
حسب نسب آزاد غلام ملازم و آقا ۔ عورت مرد ۔ بوڑھا جوان سب ایک حیثیت عبدیت سے
شریک ہونگے ۔ وحدانیت کے پرستاروں کا رنگ عبادت بھی ایک ہی ہوگا ۔

ترجمہ آیۃ ۔ اور مسلمانو تم نہ بُرا کہو اُن کو جنہیں یہ کافر اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کہ وہ اللہ کو
بُرا کہہ بیٹھیں گے بے ادبی سے بے سمجھے ۹/۱۳ انعام ۶ ۔ بتوں کو بُرا کہنے سے منع کرکے اپنی عزت آپ
کرنی سکھایا گیا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ان کے باطل معبودوں کو بُرا کہو گے تو وہ اشتعال
طبع میں آکر تمہارے حقیقی معبود کو بھی بُرا بھلا کہینگے ۔

ترجمہ آیۃ ۔ اور چھوڑ دو کھلا گناہ ۔ جو لوگ گناہ کرتے ہیں عنقریب اپنے کئے کی سزا پائیں گے ۔
۱۱/۱۴ انعام ۶ ۔ اگر انسان دونوں حالتوں میں گناہ سے محفوظ رہے تو اس کی روح پاک منزہ ہو جائیگی

اسلام کا مقصد یہی ہے کہ انسان پاک و برگزیدہ ہو کر ملائکہ سے بھی سبقت لیجائے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے نبی۔ کہدیجئے کہ آؤ میں سُنادوں جو حرام کیا تم پر تمہارے پروردگار نے (وہ) یہ کہ شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے۔ ہم روزی دیتے ہیں تمہیں اور (انھیں) اور نہ پاس جاؤ بیحیائی کے کاموں کے جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں اور نہ مار ڈالو وہ جان جس کو حرام کردیا اللہ نے مگر حق پر ان باتوں کا تم کو حکم دیا جاتا ہے تاکہ تم سمجھو اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر ایسے طور پر کہ بہتر ہو یہاں تک پہنچ جائے اپنی جوانی کی عمر کو اور پوری پوری کرو ناپ اور تول انصاف کیساتھ ہم کسیکو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت (برداشت) کے موافق اور جب بات کہو تو حق کی کہو اگرچہ وہ اپنا رشتہ والا ہی کیوں نہ ہو اور اللہ کا عہد پورا کرو یہ تم کو حکم دیدیا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ۔ انعام ۱۹ ع

اسلام کی بنیاد توحید پر ہے اس عقیدہ میں رتی برابر بھی فرق آیا تو اسلام باقی نہ رہیگا۔ مسئلہ توحید انسان کو صرف اپنے خالق ہی سے تعلق پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ ایک مرکز پر دل و دماغ کے قایم ہوجانے کی وجہ سے ان کی گوناگوں پراگندگیاں باقی نہیں رہتی۔ انسان اپنی ساری تمناؤں کے بر آنے کا ایک ہی ذریعہ ٹھہرالیتا ہے تو اس کا قلب مطمئن ہوجاتا ہے۔ آوارہ گردی دربدر کی جبیں سائی کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی جو مانگتا ہو اس کو وہ ایک ہی بارگاہ سے مانگتا ہے۔ پروردگار عالم کو اس بات کی مطلق پروا نہیں کہ انسان اُس کے سوا کسی اور کو بھی اپنا معبود بنا کے سر نیاز جھکاتے رہے اس لئے کہ انسان کے ایسا کرنے میں اسکا نقصان ہی کیا ہے۔ مگر حقیقت حال یہ ہے کہ جس طرح طائف الملوکی کا عقیدہ اور اس کا قیام دنیا میں انسانوں کیلئے موجب تباہی و جنگ آزمائی ہوتا ہے۔ اسیطرح توحید و شرک کے مختلف عقائد سے بھی آپس میں جنگ و جدل برپا ہوتا ہے اسی تباہی سے بچانے کیلئے اس کی ضرورت تھی کہ خود خدا اس کا اعلان کرتا کہ اس کی ذات و صفات میں کسی کی شرکت نہیں ہے۔ خدا کے بعد تمام موجودات میں صرف انسان ہی کی ذات افضل و اعلیٰ ہے۔ کوئی اس کی ہمسری کا دم نہیں بھر سکتا۔ کسی خاص مخلوق کو کسی نوع کی مخصوص قوت عطا کیگئی ہے تو

ذات انسانی میں ہر قسم کی قوت و قدرت کا مادہ ودیعت فرمایا گیا ہے۔ پس اس لحاظ سے انسان کسی دوسری مخلوق کے آگے اپنا سر جھکا دیگا تو وہ اپنے آپ کو اس حقیر ذات کے آگے ذلیل کریگا اور خدا کو یہ پسند نہیں کہ اُس کی افضل و اکمل ترین مخلوق کا سر نیاز کسی اور معمولی مخلوق کے آگے جھکے البتہ اس کا سر جو مخزنِ اسرار و منبع افکار ہے اس ذات کے آگے سجدہ میں آنے کے قابل ہے جو اسکی موجد ہے۔ اگر انسان اپنی نوع میں سے کسی غیر معمولی شخصیت کو معبود بنا لے تو بھی جہل ہے کیونکہ باعتبار حیثیت ذاتی ایک دوسرے پر کوئی تفوق نہیں رکھتے۔ خیالات و قوتوں کی کمی بیشی دائرہ عبدیت سے باہر ہو جانے کا وسیلہ نہیں بنتی۔ پس مخلوق ہر حالت میں مخلوق ہی ہے نہ کہ خالق۔ اس لئے ایک مخلوق کا دوسری مخلوق کے آگے گڑگڑانا۔ عاجزی کرنا سجدہ کرنا اس ذات کو نہیں بھاتا جو ان باتوں کیلئے سزاوار ہے۔ دنیا میں مفلسی کی وجہ لڑکیاں مستحق پرورش نہ سمجھی جاتی تھیں اس لئے عرب لوگ ان کو پیدا ہوتے ہی ختم کر دیتے تھے۔ اسلام نے اس کو حرام کر کے عورت کو موقعہ حیات عطا فرمایا۔ دنیا میں قوت والے لوگ کم قوت انسان کو معمولی معمولی بات اور اس کی بحث و تکرار پر گاجر مولی کی طرح مار ڈالتے تھے اسلام نے اس فعل کو حرام کر دیا۔ اور کمزور انسانوں کی جانیں محفوظ کر دیں۔ یتیم کے مال کو نہ کھانے کا حکم دیکر ان کے مال کی حفاظت کا بندوبست کر دیا۔ اشیاء کو برابر ناپنے اور تولنے کا حکم دیکر ترقی تجارت کا راز بتلا دیا کیونکہ تجارتی ترقی کی اساس اعتماد ہے اور اعتماد گاہک کو اسیوقت حاصل ہوگا جبکہ اس کو چیزیں مقررہ اوزان و پیمانہ کے لحاظ سے پوری پوری ملیں۔ اور بات حق بجانب کا کہنا سکھا کر حصول عزت کا طریقہ واضح کر دیا۔ بہرحال جو حکم ہے وہ قابل تعریف و صفتوں و حکمتوں سے مملو ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے بنی آدم لے لیا کرو اپنی زینت (کا سامان) ہر نماز کے وقت اور کھاؤ پیو اور فضول خرچی نہ کرو۔ وہ نہیں دوست رکھتا فضول خرچی کرنے کو۔ ع ۳ الاعراف۔

۔ دولت فضول خرچی کر کے لٹانے کیلئے نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ کار آمد باتوں اور ضرور احتیاجوں کے لئے ہوا کرتی ہے۔ بے ضرورت غیر سود مند کاموں کیلئے روپیہ خرچ کر دینا تباہی کا موجب ہوا کرتا

ضرورت سے زیادہ سامان ضرورت سے زاید لباس۔ حاجت سے بڑھی ہوئی سواریاں وغیرہ بھی فضول خرچی میں داخل ہیں۔ شادی بیاہ چھٹی۔ بسم اللہ۔ کفن دفن۔ فاتحہ چہلم عرس۔ نیاز وغیرہ کے موقعوں پر بیجا مصارف کرنا مقدرت و وسعت سے بڑھکر دولت خرچ کردینا خدا کی نافرمانی کی علامات ہیں یہ سارے اسباب انسان کو افلاس و تنگدستی کے مصائب میں مبتلا کرنے والے ہیں۔ انسان چونکہ نفسانی خواہشات و جذبات سے مغلوب ہوجاتا ہے اس لئے اسکو حکماً اس آفت سے بچایا گیا ہے اور یہ حکم خود انسان کی بھلائی کی خاطر دیا گیا ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے نبی کہدیجئے بس حرام کیا میرے پروردگار نے بیحیائی کے کاموں کو جو انمیں کھلے ہیں اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو اور اس بات کو کہ تم شریک کرو اللہ کا کسی چیز کو جس کی اس نے سند نہیں اتاری اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تمکو معلوم نہیں۔ ع ۴ اعراف ۔ مشرک کا عقیدہ محض خیالی ہے۔ خدا کی طرف سے اس کی صحت کی کوئی تصدیق ہی نہیں ایسی صورت میں خدا کے لئے بیٹا و بیوی کا ٹھہرانا جہل مطلق اور سخت ترین بدبختی و شامت ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ پکارو اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے اسکو حد سے بڑھنے والے پسند نہیں آتے اور نہ فساد کرو زمین میں اس کے سنوارے بعد۔ اور اس کو یاد کرتے رہو ڈر اور توقع سے کچھ شک نہیں کہ اللہ کی رحمت قریب ہے نیک لوگوں سے۔ ع ۷ اعراف۔ چلا چلا کر خدا کو پکارنا بھی بے ادبی میں داخل کیا گیا ہے۔ نقض امن کرنا بھی داخل جرم ہے ملک میں شر و فساد پھیل جائے تو جانوں اور مالوں کی خیر نہیں رہتی اس لئے اس کی ممانعت کی گئی ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے ایمان والو تمہارا مقابلہ ہوجائے کافروں سے جو انبوہ کثیر ہوں تو ان کو پیٹھ نہ دو اور جو ان کو پیٹھ دے گا اس دن مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا یا جا ملتا ہو (اپنے) گروہ میں تو وہ لے پھرا غضب اللہ کا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا بری جگہ ہے۔ ع ۲ الانفال۔ میدان جنگ سے بھاگنا بڑی شرمناک صفت ہے۔ ہر مسلمان کو پہاڑ کے مانند ٹھہرنا لازمی ہے۔ البتہ تدابیر جنگ میں مراجعت کرنا عیب نہیں ہے اور نہ وہ قابل سزا جرم ہے

یہ حکم دیکر فتح و نصرت کو مسلمانوں کی میراث بنا دیا گیا ہے۔ اس حکم کے طفیل میں مسلمان دنیا کی قوموں میں شجیع ترین قوم بن گئے اور اب تیرہ سو برس گذرنے کے باوجود ان کی شجاعت و بسالت کا لوہا مانا ہوا ہے کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔

ترجمہ آیۃ۔ ایمان والو نہ خیانت کرو اللہ اور رسول کی اور نہ خیانت کرو آپس کی امانتوں میں جان بوجھکر۔ اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد بس خراب کرنے والے ہیں اور یہ بھی جانو کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔ ع انفال۔ اگر کوئی شخص اپنی چیز کو دوسرے کے پاس حفاظت کے لئے رکھلائے تو اس چیز کو بچا لینا اور دینے سے انکار کرنا گناہ عظیم ہے۔ جو شخص امانت دار نہ ہو وہ ناقابل اعتبار اور ذلیل ہو جاتا ہے۔ انسان کا ذلیل ہونا مرجانے سے بدتر ہے اس مذموم عادت سے منع فرمایا گیا ہے۔ انسان امانتوں میں خیانت اولاد وغیرہ کی خاطر کرتا ہے اور خود خراب ہوتا ہے اولاد اس کی سزا میں شریک نہیں ہوتی اور نہ اسکو سزا سے نجات دلاتی اور اسیطرح مال کی بدولت بھی انسان انواع و اقسام کی بدافعالیوں میں مبتلا ہو کر دین و دنیا خراب کرلیتا ہے۔ اس لئے ان دونوں بلاؤں سے بچے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی انسان کی بھلائی کیلئے ہی ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ ایمان والو جب تم مقابل ہو جاؤ کسی فوج سے (بوقت جنگ) تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو (اس وقت) بہت یاد کرو تاکہ تم مراد پاؤ اور حکم مانو اللہ اور اسکے رسول کا اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ ہمت ہار دوگے اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا۔ اور صبر کرو۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ع انفال۔ صبر و استقامت بہادری کی علامت ہے۔ خدا کا سپاہی موت سے نہیں ڈرا کرتا اس لئے کہ اسکی موت بھی اس کی زیست سے کہیں بڑھکر ہے۔ میدان جنگ میں آپس کی پھوٹ تباہی کا باعث ہوا کرتی ہے اسلئے اس سے منع کیا گیا ہے۔ میدان جنگ میں سب کی ایک رائے سب کا ایک خیال اور یکجہتی رہنی چاہیئے تاکہ شکست نہ ہو۔

ترجمہ آیۃ - اور اگر تجھکو ڈر ہو کسی قوم کی طرف سے دغا کا تو ان کا عہد پھینک مار ان کی طرف برابر برابر ۔ ع انفعال ۸ - یہ حکم خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تھا لیکن اس میں عمومیت ہے کہ ہر مسلمان پادشاہ و حکومت اس پر عمل کر سکتی ہے -

ترجمہ آیۃ - اور اگر وہ جھکیں صلح کی طرف تو تو بھی جھک صلح کی جانب اور بھروسہ کر اللہ پر بیشک وہ سنتا جانتا ہے ع انفال ۸ - یہ حکم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا مگر عام ہے ہر مسلمان کو اس کی پابندی کرنی ہوگی - اگر شرائط صلح ایسے ہوں کہ جس میں مسلمان کا نقصان ہو تب بھی خدا پر بھروسہ کر کے صلح کر لینی چاہئے - اس کا ثمرہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ملیگا جیسا کہ صلح حدیبیہ کا ملا تھا - بہر حال مسلم کا کام ہے کہ وہ امن پسند رہے نہ کہ جنگجو -

ترجمہ آیۃ - اور اگر توڑ ڈالیں اپنی قسمیں عہد کرنے کے بعد اور طعن کریں تمہارے دین میں تو لڑو کفر کے پیشواؤں سے بیشک ان کی قسمیں کچھ بھی نہیں شاید وہ باز آجائیں ع توبہ ۹ - کافر صلح کرنیکے بعد پھر مذہب اسلام کی توہین کریں اور شرائط کی خلاف ورزی کریں تو حالت سابقہ کے برقرار کرانے کے لئے لڑنا ہوگا -

ترجمہ آیۃ - اے ایمان والو نہ بناؤ اپنے باپ اور بھائیوں کو رفیق اگر وہ عزیز رکھیں کفر کو ایمان کے مقابلہ میں اور جو تم میں سے ان کی رفاقت کرے تو وہی لوگ گنہگار ہیں - ع توبہ ۹ - خدا کا دشمن جو کوئی بھی ہو وہ مسلمان کا دشمن ہوگا اس لئے اس کی دوستی ناقابل اعتماد ہوگی کافر باپ کے مقابلہ میں مسلمان غیر رشتہ دار سے رفاقت کرنی ہوگی اس اصول کے تحت مسلمان کو اپنی ذات کے لئے نہ کسی سے دوستی ہوگی اور نہ دشمنی دونوں افعال وہ خدا اور اس کے سچے مذہب اسلام کی خاطر بجا لائیگا اور بس - غرضکہ اس حکم نے مسلمان کو بے نفس بنا دیا ہے -

ترجمہ آیۃ - اور اللہ پر ہی اپنے سب کام مسلمان کو سونپ رکھنا چاہئے ع توبہ ۹ - انسان کے افعال کے نتائج نیک پیدا کرنا خدا کا کام ہے لیکن انسان اس کو عموماً دوسری مخلوقات کے ہاتھ میں سمجھتے ہیں اس لئے ان کے خیال باطل کی تکذیب کر کے مسلمان کو نیک ہدایت دیگئی ہے -

ترجمہ آیۃ۔ صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات کی وصولی پر مامور ہیں (اُنکا) اور جن (نومسلموں) کی دلجوئی کرنی ہے اور جن غلاموں کو آزادی دلانے میں اور قرضداروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں۔ یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ بڑا علم والا و حکمت والا ہے۔ ع ۱۴ توبہ ۸۔ مسلمان خدا کی خوشنودی کی خاطر اپنا مال صرف کرنا چاہے تو اس کے مصارف بتلائے گئے ہیں۔ زکوٰۃ تو دینی فرض ہی ہے البتہ خیر خیرات اختیاری چیز ہے مگر دونوں کے مستحقین کی صراحت کردیگئی ہے تاکہ صحیح مصرف معلوم ہوجائے۔

ترجمہ آیۃ۔ ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو سچ بولنے والوں کے ساتھ۔ ع ۱۴ توبہ ۹۔ جھوٹ بولنے اور جھوٹ بولنے والوں کی طرفداری کرنے سے ڈرایا گیا ہے۔ جو خدا سے ڈریگا وہ ان افعال بد کے ارتکاب سے بھی ڈریگا اور جس کو خدا ہی کا خوف نہ ہو اس کو ان باتوں کی کیا پرواہ ہوسکتی ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور قائم کر نمازوں کے دونوں سرے (صبح شام) اور اوائل شب میں بیشک نیکیاں دور کرتی ہیں گناہوں کو یاد دہانی ہے ذکر (خدا) کرنے والوں کے لئے اور صبر کر بیشک اللہ نہیں ضایع کرتا معاوضہ نیکی کرنے والوں کا۔ ع ۹ توبہ۔ اس حکم میں فجر مغرب عشاء کی نمازوں کی تشریح ہے۔ نماز کی ادائی یوں بھی لازمی ہے کہ وہ نیکی ہے اور نیکی کے کرنے سے گذشتہ بدافعالیاں ذمہ داریاں ساقط ہوجاتی ہیں۔ اسلام کی اساس محض اعمال حسنہ و افعال نیک پر رکھی گئی ہے یہاں بدی و بدکرداری کو دخل ہی نہیں۔ انسانی ضمیر اور عقل انسانی جن باتوں کو بُری ٹھہرائے اس سے بھی اجتناب کرنا شیوۂ مسلمانی ہوگا۔ یوں تو خدا و رسول نے سارے نیک و بد اعمال کی وضاحت کردی ہے تاہم جو بات واضح نہ ہو اس کی جانچ پرتال کیلئے کہ اچھی ہے یا کہ بُری اسی اصول فطرۃ کے تحت اجماع امت کے خیال کے موافق چلنا ہوگا۔

ترجمہ آیۃ۔ اور اللہ پر بھروسا چاہیئے مسلمان کو ع ۱۳ ابراہیم ۱۴۔ جو خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ مخلوق کے بھروسہ سے بے نیاز ہوجاتے ہیں۔ خدا پر بھروسہ رکھنے والوں کا دل قوی دماغ مطمئن ہوجاتا ہے اسی لئے یہ تعلیم دیگئی ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اللہ حکم دیتا ہے انصاف اور احسان کرنے کا اور قرابتداروں کو (امداد) دینے کا۔ اور منع فرماتا ہے بیحیائی اور ناشائستہ حرکت اور زیادتی کرنے سے تمکو نصیحت فرتا ہے تاکہ نصیحت پکڑو اور پورا کرو اللہ کا قرار جب تم آپس میں قرار کرو اور نہ توڑو قسموں کو ان کے پکا کرنے کے بعد اور تم کر چکے ہو اللہ کو اپنا ضامن بیشک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ پ ۱۴ النحل ۱۶ ع ۱۸۔ دو دعویداروں کے درمیان وہ جبی تصفیہ کرنا انصاف ہے جس میں کسیکی طرفداری کا لگاؤ نہ ہو۔ زور و زر کے خوف و لالچ سے بے پرواہو کر اپنی عقل و ضمیر کی ہدایت کے موافق جو فیصلہ کردیا جائے وہی انصاف ہے۔ ہر ایک انسان کیساتھ نیک سلوک کرنا شان اسلامی ہے۔ قرابت دار کو جس قسم کی امداد کی ضرورت ہو اگر ممکن ہو تو دینی ضروری ہے بشرطیکہ امداد ناجائز نہ ہو بیحیائی و ناشائستہ حرکت وہ ہے جسکو پرہیزگاروں کی جماعت مقرر کرے۔ کیونکہ بعض بیحیائی و ناشائستگی کی باتوں کو مصنوعی تہذیب رکھنے والے افراد بھی تہذیب ہی جانتے ہیں ایسی خلاف فطرۃ تہذیب کو اسلام پسند نہیں کرتا جیسے سرراہ کسی عورت کا بوسہ لینے سے کسی کے نزدیک جامۂ تہذیب پر داغ نہیں لگتا مگر اس کو اسلام خلاف تہذیب ہی بتلایا ہے۔ اسیطرح اگر کسی کی بیوی بیٹی ماں بہن کسی غیر مرد کے ساتھ خلوت میں ہو تو وہاں پھٹکنا بھی کسی کے پاس خلاف تہذیب نہیں ہے۔ مگر اسلام اس فعل کو بے حیائی بے شرمی اور بیغیرتی میں داخل کریگا۔ بجائے اسکے مسلمان کا فرض ہوگا کہ وہ اس عورت اور مرد کو اس قسم کی حرکتوں سے باز آنے کی ہدایت کرے۔ کیونکہ اس قسم کی یکجائی ناجائز تعلقات کے قیام کا یوں بھی وسیلہ بنجاتی ہے جیسا کہ دشنام دہی لڑائی کے آغاز کا سبب ہو جاتی ہے۔ بلاوجہ کسیکو ستانا۔ تکلیف دینا۔ دق کرنا۔ زیادتی کرنی ہے۔ اسلام اس کو پسند نہیں کرتا۔ جب آپس میں قول و قرار کیا جائے اور اس کے اطمینان دلانے کے لئے خدا کی قسم کھائی جائے تو فریق ثانی اطمینان کرتا ہے اور ایسی صورت میں خدا کی حالت گویا کہ ایک ضامن کی ٹھہر جاتی ہے پس ایسی حالت میں قول و قرار کی پابندی کرنے اور قسم کو نہ توڑنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے جو ایک بہترین اخلاقی حکم ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ تو مسلما تو کھاؤ جو تمکو روزی دی اللہ نے حلال و پاک اور شکر کرو اللہ کی

نعمت کا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ پس اس نے حرام کیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا غیر کا۔ پھر جو کوئی بے قرار ہو (بھوک سے) ایسی حالت میں کہ عدول حکمی اور حد اجازت سے بڑھنا مقصود نہ ہو تو (حرام چیز کا کھا لینا بھی روا ہے) اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پ۱۴ النحل ۱۶۔ حرام و ناپاک چیزیں انسان کی طبیعت کو مکدر اور روح کو گندہ کر دیتی ہیں اسلئے منع کر دیگئی ہیں لیکن اگر کوئی شخص مارے بھوک کے بیتاب ہو رہا ہے اور جان کے لالے پڑے ہیں تو ایسی حالت میں کھائیگا نہیں تو پھر کیا کریگا۔ ایسی خوفناک منزل پر بھی اسکو منع کر دینا خلاف فطرۃ ہو جاتا اسلئے اسلام نے اس کی اجازت دیدی جو بڑی حکمت پر مبنی ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم کو تکلیف دیگئی اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کیلئے۔ پ۱۴ النحل ۲۲۔ انسان میں پرند۔ چرند۔ درند سب کے صفات مجتمع ہیں۔ اس لئے یہ حکم دیا گیا ہے جو مبنی بر فطرۃ ہے۔ یہ سب جاندار آپس میں لڑتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کی مار کا بدلہ لیتا ہے۔ انسان کی اس موقعہ پر دو صورتیں ہونگی۔ ایک یہ کہ مارنے والا زبردست قوت والا ہوگا اور مار کھانے والا زیردست کم قوت۔ پس ایسی حالت میں مار کھا کر صبر کر لینا ہی بہتر ہوگا۔ اس لئے کہ اگر زیردست بدلہ لینے کیلئے زبردست کو بھی کسی طرح سے مار دے تو وہ غضبناک ہو کر اور مارتا جائیگا جو زیردست کی ہلاکت کا باعث ہو جائیگا۔ اب رہا زبردست اگر اس کو زیردست مار بھی دے تو اسکو اختیار ہے کہ چاہے اپنا اسیقدر بدلہ لیلے یا معاف کر دے مگر اتنی ہی تکلیف دینے کی ایسی نازک شرط قایم کر دیگئی ہے کہ ہزار حصہ معاف ہی کر دینا پڑیگا۔ بدلہ لینے میں اگر دوسرے فریق کو زیادہ تکلیف پہنچائی جائے تو یہ شخص زیادتی کرنے والا ظالم و گنہگار ٹھہر جائیگا۔ ایسی نوبت پر مناسب یہی ہوگا کہ صبر کر لے اگر یہ صبر کر جائے تو بھی مزید نقصان اٹھانے کے لئے تیار نہیں تیار تو وہ ہوگا جو بے دم ہوگا نہ کہ قوی دم۔ اب ایک اور صورت دونوں کے مساوی قوت و قدرت کی ہے۔ ان دونوں کے لئے بدلہ لینے کی اجازت نہ ملنا انکی فطرۃ کے خلاف ہو جائیگا اور ان کا بدلہ لے لینا ہی حفاظت خود اختیاری کا موجب اور جذبات انتقامی کو غیر معمولی طور سے مشتعل

ہونے کا مانع ہوگا۔ اگر قوی دوسرے قوی کے جوتے کی مار کھا کر چپ رہجائے تو دوسروں کی نگاہ میں وہ ذلیل ہو جائیگا۔ لیکن برعکس اسکے اگر وہ کسی ناتوان سے جوتے کی مار کھا کر خاموش ہوجائے تو اس کا یہ فعل نہایت مستحسن نظر سے دیکھا جائیگا اور دوسروں کی نظر میں بہادر سمجھا جائیگا اس لئے کہ غصہ کو پی جانا اور نفس کو زیر کرنا ہی فی الحقیقت بہادری و دلیری کا ہے۔ ورنہ جانور بھی مرتے تک لڑتے ہیں حالانکہ یہ کوئی شجاعت کی صفت نہیں بے وجہ بھی جان دینا نامردی کی علامت ہے۔ پس اس حکم سے انسان میں مادۂ تحمل و رحم و کرم پیدا ہوتا ہے نہ کہ جذبۂ بیحیائی و نامردی۔ معقول تعلیم کے نتائج بھی معقول ہی ہوا کرتے ہیں نہ کہ متزلزل۔ جو تعلیم موافق فطرۃ ہو اس پر بالعلم عمل پیرا ہوسکتا ہے اور جو خلاف فطرۃ ہو اسکی تعمیل اس سے ممکن ہی نہیں۔ بعض مخصوص حالتوں میں اگر کوئی خلاف فطرۃ حکم دیدیا بھی جائے تو وہ عارضی ہوگا نہ کہ دائمی۔

ترجمہ آیۃ۔ اور نہ مقرر کر اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ورنہ بیٹھ رہیگا مجبور و لاچار ہو کر۔ ع۲ بنی اسرائیل ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے لیکن عام ہے ہر انسان کیلئے واجب التعمیل نجات ابدی کا انحصار توحید پر ہے اگر توحید نہیں تو لاکھوں نیکیاں بیکار ہیں بت پرست و مشرک دنیا میں کتنا ہی ذی عزت و سرخ رو رہے آخرت میں تباہ و ذلیل و خوار رہیگا اسلئے ضرورت اسکی ہے کہ بنیاد مستحکم بنائی جائے تاکہ دین کی عمارت خوشنما اور پائدار رہے۔ کھوکھلی بنیاد پر خوشنما عمارت صرف فریب نظر ہے اور کچھ بھی نہیں۔ لائق عبادت متعدد ذاتیں ہوئیں تو ایک کو دوسرے پر کوئی امتیاز و تفوق نہ رہا۔ اور جو ذات کسی دوسری ذات کے مساوی ہو وہ خدا ہی نہیں پس معبودوں کی کثرت حقیقی معبود کے نفی کی دلیل ہے اس لئے کثرت کے عقیدہ سے منع فرمایا گیا ہے اور یہ اسلام کا ہی احسان ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور قطعی حکم دیدیا تمہارے رب نے کہ کسیکو نہ پوجو اس کے سوا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرو۔ اگر پہنچ جائیں بڑھاپے کو تمہارے سامنے والدین میں کا ایک یا دونوں تو انکو ہوں بھی نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور رکھو ان سے تعظیم کی بات اور جھکاؤ ان کے آگے عاجزی کا بازو

نیاز سے۔ اور کہو اے ہمارے پروردگار ان پر رحم فرما جیسا انھوں نے مجھ چھوٹے کو پالا ہے۔
پ۱۵ ع۲ بنی اسرائیل ۱۷۔ خدا کی پوجا بتوں کی دیوتاؤں کی بزرگوں کی پوجا سے مطلق تعلق نہیں رکھتی اسکی پوجا و پرستش بلا واسطہ ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ اسلام نے بتلایا نماز ایسی پرستش ہے کہ جس میں کسی مادی اور مرئی چیز کا لگاؤ نہیں۔ عبد اور معبود کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔ خیال کے جمانے کے لئے کوئی نقطہ مقرر نہیں۔ انسان کی ہستی عظیم الشان ہستی ہے جسکی ہمسری ملائکہ بھی نہیں کر سکتے۔ یہ اشرف المخلوقات ہے۔ سب اسکے فرمان بردار و زیر نگیں ہیں۔ اسلئے ساری کائنات کو اُسکے آگے جھکنا چاہیئے۔ اگر یہ خود چرندوں پرندوں جھاڑ پہاڑ دریا۔ چاند سورج تارے کی پوجا کرے یا اجسام دھاتی و حجری کے آگے اپنا سر نیاز جھکا دے تو پھر اس کی کیا عزت رہی۔ سارے عالم میں مختلف طریقوں سے اقسام کے بُت انواع کے نام کے ساتھ پُوجے جا رہے تھے اور ابھی تک پُوجے جا رہے ہیں۔ بُت پرستی کے عقیدہ کا پھندا دنیا کی بڑی بڑی آبادی کے گلے کا ہار بنا ہوا ہے ایک اسلام نے ہی ایسا صاف حکم دیا کہ جس کی وجہ مُسلم ان تمام بھولی بھالی خوش اعتقادیوں سے بے نیاز ہو کر اپنا سر بلند کرتا ہے اور صرف اس ذات پاک کے سامنے خم کر دیتا ہے جو اسکی خالق ہے۔ اسلام نے ماں باپ کی انتہائی تعظیم و ادب کرنے کی تعلیم دی ہے۔ باپ ماں سے گفتگو سخت لہجہ میں کرنے سے تک منع کر دیا گیا ہے۔ جتنا بھی انکسار و اخلاص ان کے ساتھ برتا جائے وہ کم ہی ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ اور دے قرابتدار کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اُڑا بکھیر کر۔ پ۱۵ ع۳
بنی اسرائیل ۱۷۔ قرابت دار اور محتاج و مسافر کی امداد اپنی امکان کی حد تک واجبی بتلائی گئی ہے ان ہی لوگوں کو حماقت سے ضرورت سے زیادہ دیکر خود محتاج ہو جانے سے بھی روکا گیا ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن سے اور نہ اس کو کھول دے اس طرح کا کھولنا کہ پھر بیٹھ جائے ملامت زدہ اور نقصان رسیدہ۔ پ۱۵ ع۳ بنی اسرائیل ۱۷۔ بخل کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اور ایسی سخاوت سے بھی روکا گیا ہے جو خود کو ہی مفلس و لاچار بنا دے۔ سخاوت اعتدال سے کرنا جس سے واجب الامداد لوگوں کی مدد ہو سکے انسان کی بہترین صفت ہے۔ بڑی بڑی

عظیم الشان ہستیاں جو بیحساب دولت سے مالامال تھیں بے جا سخاوت کا مظاہرہ کرکے خود فقیر ہو گئی ہیں۔

ترجمہ آیۃ۔ اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے۔ ہم روزی دیتے ہیں انکو اور تم کو۔ بیشک ان کا مار ڈالنا بڑی خطا ہے پ ۱۵ بنی اسرائیل ۱۷۔ اسلام کی اشاعت سے پہلے عرب میں اکثر لوگ اولاد کو تنگدستی سے مجبور ہو کر مار دیا کرتے تھے۔ اسلام کی وجہ یہ ظلم بند ہو گیا۔

ترجمہ آیۃ۔ اور نہ پاس جاؤ زنا کے بیشک وہ بے حیائی ہے۔ پ ۱۵ بنی اسرائیل ۱۷۔ اسلام نے زنا سے دور رہنے کا حکم دیکر مسلمانوں کو اس کے برے اثرات سے محفوظ رکھا ہے۔ چونکہ زناکاری سے جھگڑے فساد۔ کشت و خون کا اندیشہ ہونے کے سوا امراض خبیثہ کے پیدا ہونے کا قوی احتمال ہے۔ کیونکہ ایک ہی عورت سے مختلف مردوں کے جماع کرنے کی صورت میں یہ مرض پیدا ہو جایا کرتے ہیں نیز ایسے مرد اور زانیہ عورتیں سخت بے شرم و بے حیا ہو جاتی ہیں جسکی وجہ ان کا شریف جماعتوں میں کوئی وقار باقی نہیں رہتا غرض کہ تہذیب تمدن کے درہم برہم کرنے اور قوموں کے جسمی و دماغی ارتقار کے لئے ناسور پیدا کرنے میں یہ تیر بہدف کا مصداق بنتا ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور نہ قتل کرو اس جان کو جو حرام کردی اللہ نے مگر حق پر۔ اور جو شخص ظلم سے مارا جائے تو ہم نے دیا ہے اس کے ولی کو غلبہ پس نہ زیادتی کرے قتل میں بیشک اس کو مدد دیگئی ہے۔ پ ۱۵ بنی اسرائیل ۱۷۔ اسلام نے ہر ایک انسان کی جان کو چاہے وہ کسی قوم و مذہب و ملت کا ہو اس حکم سے محفوظ کر دیا ہے کوئی شخص بے گناہ مارا نہیں جا سکتا۔ البتہ قاتل کا قتل جائز کیا گیا ہے اور مقتول کے ولی کو حق انتقام دیا گیا ہے جو عدل پر مبنی ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور نہ پاس جاؤ یتیم کے مال کے مگر اس طرح سے کہ بہتر ہو یہانتک کہ وہ پہنچ جائے اپنی جوانی کو اور پورا کرو قرار بیشک عہد کی بازپرس ہوگی۔ پ ۱۵ بنی اسرائیل ۱۷۔ بن باپ کے بچے کا مال ناجائز طریقہ سے کھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اقرار کو توڑنے اور ایفاء عہد نہ کرنے پر جوابدہی خدا کے پاس کرنی ہوگی اس لئے ان سے بھی منع کیا گیا ہے۔

ترجمہ آیۃ - اور پورا بھر دو پیمانہ جب ناپ کرو اور تولو سیدھی ترازو سے یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے - پ۱۵ بنی اسرائیل ۱۷ - یہ حکم تجارت پیشہ مسلمانوں کیلئے عام ہے اور خاص ان لوگوں سے بھی متعلق ہے جو اشیاء کو بطور ہاتھ بدل لینے دیتے ہیں اگر دیتے وقت کم تول کر دیا جائے اور لیتے وقت بھرپور تول لیا جائے تو گناہ ہوگا - یہ حکم تجارت کے فروغ اور اسکی کامیابی کی کلید ہے -

ترجمہ آیۃ - اور پیچھے نہ ہو اس بات کے کہ جس کا تجھکو علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے پرسش ہونی ہے - پ۱۵ اسرائیل ۱۷ - جو بات ادراکِ انسانی سے بالاتر ہو جسکے علم کی انتہا خدائے تعالیٰ پر ہو - ایسی باتوں کی تجسس سے منع فرمایا گیا ہے - اور کان آنکھ - دل سے متعلق جو گناہ سرزد ہونگے ان کی بھی جوابدہی ہوگی اس لئے ان سے بچنے کی ہدایت ہوئی ہے -

ترجمہ آیۃ - اور نہ چل زمین پر اکڑتا ہوا (مغرورانہ انداز سے) ہرگز - تو پھاڑ نہ ڈالیگا زمین اور نہ پہنچیگا پہاڑوں تک لانبا ہوکر - پ۱۵ بنی اسرائیل ۱۷ - پیر زمین پر مارتے سر اٹھاکر تکبر سے "شکبر چلنے" سے منع کیا گیا ہے پیر مارنے سے زمین نہیں پھٹتی سر اٹھانے سے پہاڑ کے برابر سربلند نہیں ہو سکتا تو پھر اس چال سے کیا نتیجہ - چونکہ یہ بے نتیجہ اور خلاف انسانیت بات تھی اس لئے منع کیا گیا

ترجمہ آیۃ - بدی کا دفعیہ ایسی خصلت سے کرو جو بہترین ہو - پ۱۸ المومنون ۲۳ - یہ سچ ہے کہ بدی کا ازالہ بدی سے نہیں ہو سکتا - مدمقابل ہمارے ساتھ بدی کرنے سے اسی وقت باز آئیگا - جبکہ ہم اس کی بدی کے عیوض میں نیکی کریں ہمارا فعل اس کو شرمندۂ احسان بنا لیکر آئندہ اس کی بدی کا دفعیہ کر دیگا -

ترجمہ آیۃ - زانیہ عورت اور زانی مرد (مردود ہیں) پس مارو ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو دُرّے اور تم کو ان دونوں پر رحم نہ آنا چاہئے اللہ کے حکم کی تعمیل میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور روز جزا پر اور چاہئے کہ آموجود ہو ان کی سزا کے موقعہ پر مسلمانوں کی ایک جماعت پ۱۸ النور ۲۴ اسلام نے اس حکم سزا سے زناکاری کے ارتکاب کا انسداد ہی کر دیا ہے - کون بدبخت ہوگا جو سو کوڑے کھانے کے لئے تیار رہکر زنا کریگا - سزا دیتے وقت مسلمانوں کو حاضر رہنے کی اسلئے ترغیب

دیگئی ہے کہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔ مسلسل سَو دُرّوں کی مار کھانے کے بعد انسان بمشکل زندہ رہ سکتا ہے۔ اگر ایسا ہی سخت جان بچ بھی جائے تو آیندہ اس سزا کا خوف اسکو بار دیگر ایسا گناہ کرنے سے یقیناً باز رکھے گا۔

ترجمہ آیۃ۔ بدکار مرد نہیں نکاح کرتا مگر بدکار یا مشرک عورت سے۔ اور بدکار عورت نہیں نکاح کریگی مگر بدکار مرد یا مشرک سے اور یہ حرام ہے مسلمانوں پر۔ پ۱۸ نور ۲۴۔ اچھی چیز میں خراب چیز ملادی جائے تو وہ سب کو خراب کردیتی ہے۔ اس لئے مسلمان مرد کو مشرک عورت اور مسلمان عورت کو مشرک مرد حرام کردئے گئے ہیں۔ کیونکہ پاک شئی کا جوڑ ناپاک شئی سے نہیں مل سکتا۔

ترجمہ آیۃ۔ اور جو لوگ (زنا کی) تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں کو۔ پھر نہ لائیں چار گواہ تو ان کو مارو اسّی کوڑے اور نہ قبول کرو ان کی کوئی گواہی کبھی۔ اور یہی لوگ فاسق ہیں۔ مگر جنہوں نے توبہ کرلی ایسا کرنے کے بعد اور اپنی اصلاح کرلی تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پ۱۸ النور ۲۴۔ یہ حکم دے کر مسلمانوں کے ناموس کو محفوظ و قلعہ بند کردیا گیا ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان شریف عصمت والی عورت کو بدنام ہی نہیں کرسکتا۔ عورتوں پر اسلام کا یہ بھی بڑا احسان ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور جو زنا کا عیب لگائیں اپنی بیبیوں کو اور ان کے پاس گواہ نہ ہوں بجز ان کی ذات کے تو ایسے شخص کی گواہی یہی ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھاکر گواہی دے کہ وہ بلاشبہ سچا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت اگر وہ جھوٹا ہو۔ اور عورت سے سزا یوں ٹلتی ہے کہ وہ گواہی دے چار بار اللہ کی قسم کھاکر کہ بلاشک یہ (خاوند) جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ اس طرح کہے کہ عورت پر اللہ کا غضب آئے اگر یہ شوہر سچا ہو۔ پ۱۸ النور ۲۴۔

ترجمہ آیۃ۔ اور نہ قسم کھالیں تم میں سے بڑائی والے صاحب مقدور لوگ اس بات کی کہ وہ کچھ نہ دینگے قرابتداروں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو اور ان کو چاہیئے کہ معاف کردیں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پ۱۸ النور ۲۴۔ اگر کسی رشتہ دار سے کوئی قصور سرزد ہوجائے تو سزا میں اس کی امداد بند نہ کرنے کی

ہدایت دیگئی ہے جو اعلیٰ اخلاقی تعلیم پر مبنی ہے۔
ترجمہ آیۃ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کیلئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کیلئے اور پاک عورتیں پاک مردوں کیلئے اور پاک مرد پاک عورتوں کیلئے ع۳ نور ۲۴۔ یہ بھی ایک فطرتی تقاضہ ہے کہ پاکدامن عورت پاکدامن مرد سے بیاہی جائے اور پاکدامن مرد عصمت والی عورت سے بیاہا جائے۔
ترجمہ آیۃ۔ ایمان والو نہ جایا کرو دوسرے گھروں میں اپنے گھروں کے سوا تا وقتیکہ اجازت نہ لے لو اور سلام نہ کرلو ان گھر والوں پر یہ تمہارے لئے بہتر ہے عجب نہیں کہ تم یاد رکھو پھر اگر تم نہ پاؤ ان گھروں میں کسی کو تو ان میں نہ جاؤ جبتک کہ تمہیں اجازت نہ ہو اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو۔ تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور اللہ جو کچھ کرتے ہو سب جانتا ہے ع۴ نور ۲۴۔ مکانات غیر میں داخلہ کے آداب بتلائے گئے ہیں۔ اگر کسی مکان میں مرد نہ ہوں تو واپس چلا جانا چاہئے
ترجمہ آیۃ۔ (اے نبی) کہدیجئے مسلمان مردوں سے کہ نیچی رکھا کریں اپنی نظریں اور حفاظت کریں اپنے شرمگاہ کی یہ انکے لئے پاکیزہ تر ہے۔ بیشک اللہ کو خبر ہے جو یہ کرتے ہیں۔ ع۴ النور ۲۴۔ انسان اگر نیچی نظر رکھے گا تو وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہیگا۔ نیچی نظر اس لئے رکھنا چاہئے کہ غیر عورت نظر میں نہ پڑے۔ نامحرم عورتوں کو دیکھنا باعث فساد ہوتا ہے۔ ان کا حسن وجمال مرد کی پاکدامنی کو تباہ کرسکتا ہے اور ان کی عصمت بھی معرض خطر میں پڑھ سکتی ہے۔ اسلئے یہ انسدادی حکم دیا گیا ہے۔ یہ حکم بھی عورتوں کے حق میں ابر رحمت ہے۔ مرد کو شرمگاہ کی حفاظت کرنے کا حکم دیکر زناکاری کا دروازہ بند کردیا گیا ہے
ترجمہ آیۃ۔ (اے نبی) کہدیجئے مسلمان عورتوں سے کہ نیچی رکھا کریں اپنی نظریں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی اور نہ دکھائیں اپنا بناؤ سنگار۔ مگر جو کھلا رہتا ہے اور ان کو چاہئے کہ ڈالیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر اور نہ ظاہر کریں اپنے سنگار مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی (رشتہ کی) عورتوں پر یا اپنے لونڈی غلاموں پر یا طفیلیوں پر کہ جو مرد صاحب شہوت نہیں۔ یا لڑکوں پر جو آگاہ نہیں ہوئے عورتوں کی شرمگاہوں پر اور نہ ماریں اپنے پیر (زمین پر) تاکہ معلوم ہو جائے جو وہ اپنا سنگار چھپاتی ہیں۔ اور توبہ کرو اللہ

کی جناب میں تم سب اے مسلمانو تاکہ فلاح پاؤ۔ پ۱۸ نور ۲۴۔ عورت کا بناؤ سنگار اور بن ٹھن کر سامنے آنا مرد کے جذبات شہوانیہ کو بھڑکانے کا موجب ہوتا ہے اس لئے عورت کو غیر مردوں کے سامنے اس طرح آنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ لیکن وہ مرد جن سے عورت نکاح نہیں کرسکتی اور فطرتاً جن سے دست درازی کا اندیشہ نہیں اس حکم سے مستثنےٰ کر دئے گئے ہیں۔ بہرحال عورت و مرد دونوں کی عصمتوں کی نگہداشت کا کافی انتظام کیا گیا ہے۔ اگر ان احکام کی پوری پوری تعمیل کیجائے تو دنیا سے زناکی ناپاکی ہی مفقود ہو جائے۔ بناؤ سنگار اور چہرہ کو چھپائے ہوئے مکان سے باہر جانا ضرورت کیلئے روا رکھا گیا ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور نکاح کرو اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کا اور اپنے نیک بخت غلاموں اور باندیوں کا اگر یہ محتاج ہونگے تو اللہ ان کو غنی کردیگا اپنے فضل سے اور اللہ گنجایش والا سب کچھ جانتا ہے پ۱۸ النور ۲۴۔ بیوہ عورتیں اور لونڈی غلام مجبور ہوتے ہیں مارے شرم وحیا کے اپنی زبان سے اپنے عقد سے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن شہوت کی آگ بھی ان سے بجھائی نہیں جاتی عورت و مرد دونوں فطرتاً ازالۂ شہوت کے لئے مجبور ہیں اسلئے بیوہ عورت کو بغیر مرد کے رکھ چھوڑنا گویا جوالہ مکھی کو باندھ رکھنا ہے جو کبھی نہ کبھی بری طرح پھوٹ نکلیگا۔ عورت پر اس سے بڑھکر کوئی اور ظلم نہیں ہوسکتا کہ اس کو مرد کے آغوش محبت اور دامن امن وراحت سے محروم رکھا جائے عورت کے جذبات فطرۃ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلام نے یہ بیش بہا حکم دیدیا ہے جو ہزاروں حکمتوں اور دانائیوں سے معمور ہے بیوہ عورت کو عقد کا موقعہ نہ دینا اس کے حق میں سختی ہی نہیں بلکہ آئین قدرت کی خلاف ورزی اور منشاء ایزدی کی ناقدری کرنا ہے۔ مشیت تو یہی ہے کہ نسل انسانی میں زیادتی ہو کر دنیا آباد ہو اور یہ عورت و مرد کے تعلقات زن و شوئی کے برقرار رہنے پر ہی منحصر ہے۔ نوجوان عورتیں بیوہ ہونیکے بعد اپنے جذبات کو دبانے سے مجبور ہو جاتی ہیں۔ اسلئے خلاف مذہب اخلاق مردوں سے ناجائز تعلقات پیدا کرلیتی ہیں اور بصورت حمل انکو اپنی جان بھی دیدینی پڑتی ہے تاکہ بدنامی کی بھیانک صورت دیکھنی نہ پڑے۔ ان تمام خرابیوں کے دفعیہ کیلئے یہ حکم دیا گیا ہے۔

ترجمہ آیتہ۔ اور چاہئے کہ پاکدامن بنے رہیں وہ لوگ جو نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھتے۔ یہاں تک

ان کو غنی بنادے اللہ اپنے فضل سے اور جو مکاتبت چاہیں تمہارے ہاتھ کے مال (لونڈی غلام) تو مکاتبت بنادو (معینہ رقم دیکر آزاد ہونے والا) اگر تم جانو ان میں شائستگی اور ان کو دو اللہ کے مال میں سے جو اس نے تم کو دے رکھا ہے اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو حرام کاری پر اگر وہ بچا رہنا چاہیں کہ تم کمایا چاہو دنیا کی زندگی کا اسباب اور جو ان کو مجبور کریگا تو اللہ ان کے جبر کئے جانے بعد بخشنے والا مہربان ہے ع ۸ النور ۲۴ آیت ۱۰ ۔ مفلسی کی وجہ سے نکاح نہ کیا جا سکتا ہو تو صبر کی ہدایت دیگئی ہے اور زناکاری سے بچنے کا حکم ۔ بہرحال کسی صورت میں اسلام فحش کاری کو پسند نہیں کرتا ۔ عرب میں لوگ لونڈیوں کو رکھکر ان کی ناجائز کمائی کھایا کرتے تھے ۔ اس بد رواج کو اسلام نے مٹا ڈالا تاکہ شریف النفس عورتیں مالکوں کی حرام خوری کا نوالہ نہ بنی رہیں ۔ یہ غیر شریفانہ طریقہ عالمگیر ہو گیا ہے عورتوں کی ناجائز کمائی سے بہت ساری زندگیاں دنیا میں روشن ہیں ۔ لیکن کوئی اس کا نہیں خیال کرتا کہ یہ روشنی چند روزہ ہے ۔ اسلام نے دنیا سے غلامی کے رواج کو مٹا ڈالنے کی غیر معمولی کوشش کی ہے اس لئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اگر ان کے لونڈی غلام اپنی آزادی کیلئے معاوضہ دینے کی آمادگی ظاہر کریں تو ان کو بخوشی اس کا موقعہ دیدو تاکہ وہ رقم ادا کرکے آزادی کا لطف اٹھا سکیں ۔ غرضکہ غلام کو آزاد کراکے دنیا والوں کو مساوات پر لانے کے لئے مختلف تدابیر اختیار کی گئی ہیں ۔

ترجمہ آیۃ ۔ ہم نے حکم دیا انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا اور (یہ بھی بتلا دیا گیا کہ) اگر ماں باپ تیرے ساتھ کوشش کریں کہ تو شریک ٹھہرائے میرا ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا میری طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے تو میں تم کو بتاؤنگا جو تم کیا کرتے تھے ع ۱ عنکبوت ۲۹ آیت ۱۴ ۔ اگر ماں باپ مشرک وثبت پرستی کی ترغیب دیں تو اس کو قبول نہ کرنا چاہیئے اسلئے کہ ان کی نافرمانی کے مقابلہ میں خدائے واحد کی نافرمانی سخت خطرناک فعل ہے ۔ ماں باپ کی نافرمانی میں کسی نقصان کا مطلق اندیشہ نہیں ۔ برخلاف اسکے خدا کی نافرمانی عذاب جہنم یقینی ہے ۔

ترجمہ آیۃ ۔ اے رسول پڑھو جو وحی کیجاتی ہے تمہاری طرف کتاب اور قائم رکھو نماز بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی کے کام اور بری بات سے اور اللہ کی یاد سب سے بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے

جو کچھ تم کرتے ہو ۲۹ع عنکبوت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تلاوت قرآن و پابندی نماز کا حکم دیا گیا ہے بیشک نماز کی پابندی سے طبیعت میں نیک کرداری و پاکبازی کا جوہر پیدا ہوتا ہے اور بُری و ناشائستہ حرکات سے بیزاری پیدا ہوتی ہے نماز میں بیحد فوائد ہیں - اس کی ادائی کیلئے بدن کے لباس کا پاک و صاف ہونا لازمی ہے - بدن کی اور لباس کی صفائی صحت کے لئے بے حد مفید ہے - فجر کی نماز کیلئے صبح کو اٹھنا پڑتا ہے اور علی الصباح بیدار ہونا حیات بخش چیز ہے - چنانچہ جو جانور صبح کو جاگتے ہیں انکی عمر دراز ہوتی ہے جیسے کوّے - نماز کی وجہ معمولی ورزش جسمی ہو جاتی ہے - نماز کو اوقات کی پابندی کے لحاظ سے ادا کرنا ہوتا ہے - اس لئے وقت کی پابندی اور اس کی قدر کرنی آتی ہے عشاء کی نماز کھانے کے بعد ادا کرنی ہوتی ہے اس کی وجہ ہاضمہ میں قوت پیدا ہوتی ہے - نماز چونکہ با جماعت ادا کرنے کا حکم ہے اسلئے تمام مسلمانوں کو پانچ وقت ایک دوسرے سے ملنے اور روشن بار وشش کرنے کا موقعہ ملتا ہے - اس کی بدولت اگر آپس میں کچھ عناد رنجش و کدورت ہو تو خود بخود دور ہو جاتی ہے - غرضکہ نماز میں دنیاوی اور دینی اعتبار سے فائدے ہی ہیں نہ کہ نقصان -

ترجمہ آیۃ - اور جھیڑ چھاڑ نہ کرو (مذہبی) اہل کتاب سے مگر اس طرح کہ وہ نہایت مہذب پیرایہ میں ہو مگر ہاں جو لوگ ان میں سے ظلم کریں تو ان سے سختی کا برتاؤ نا واجبی نہیں - اور (اُن سے) یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو ہماری طرف اُترا اور نیز اسکو جو تمہاری طرف نازل ہوا اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسیکے فرماں بردار ہیں ۲۹ع عنکبوت - یہودی - عیسائی اور ہر ایک اہل کتاب سے مذہبی مباحثہ کس طرح کرنا چاہئے وہ بتلایا گیا ہے جسمیں خلوص ہمدردی یکجہتی رواداری عقلمندی و شائستگی کو ملحوظ رکھنے کی طرف اشارہ ہے - جھگڑے فساد کی تو کوئی بات ہی نہ ہو غرضکہ صلح کل طریقہ کار بتلایا گیا ہے -

ترجمہ آیۃ - پس اللہ کی تسبیح کرو شام کو اور صبح کو اور اسی کی (ذات) کو حمد (زیبا ہے) آسمانوں اور زمین میں اور تیسرے پہر اور جس وقت تمکو دوپہر ہو ۲ع الروم ۳۰ - فجر - ظہر - عصر - مغرب کی نمازوں کی طرف اشارہ ہے خدا کی یاد سے بڑھکر دنیا و آخرت میں کوئی دولت نہیں ہو سکتی یہ وہ دولت ہے کہ

جس کی مسرت سے دل مسرور ومطمئن رہتا ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ پس تو اپنا رُخ سیدھا کرلے دین حق کی طرف ایک رُخا ہو کر۔ اللہ کی فطرۃ مقررہ (کیطرف) جس پر (اس نے) لوگوں کو پیدا کیا۔ یہی حقیقی دین ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (عبادت کرو) اسکی طرف متوجہ ہو کر اور اس سے ڈرو۔ اور قائم رکھو نماز اور مشرکین میں سے نہ ہو ع

ترجمہ آیۃ۔ پس تو دے رشتہ دار کو اس کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو یہ مناسب ہے انکے لئے جو جو آرزو مند ہیں اللہ کی خوشنودی ورضامندی کے اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں پ۲۱ الروم ۳۰
ساری کائنات کے بقا کا انحصار ایک دوسرے کی امداد پر موقوف ہے۔ پس یہ حکم بھی اسی کا ضمنی نتیجہ پیدا کرنے کے لئے ہے۔
ترجمہ آیہ۔ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی۔ اس کی ماں نے تھک تھک کر اس کو پیٹ میں رکھا ہے اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے۔ کہ شکر گذار رہ میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر (کار) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرائے جسکی تیرے پاس کوئی سند نہ ہو تو اُن کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں اُنکے ساتھ خوبی کیساتھ صبر کرنا اور اس شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے پھر میں تمکو بتلادونگا جو تم کرتے تھے پ۲۱ لقمان ۳۱۔ ماں کی مخلصانہ بے غرض محبت اور اسکی غیر معمولی محنت کی وجہ اس کا درجہ باپ سے پہلے قائم کیا گیا ہے۔ بچے کو دو سال تک دودھ پلانے کا حکم دیا گیا ہے یہ اسلام کی ہمہ گیری ہے کہ اس نے کسی معاملہ میں انسان کو پریشان ہوتے ہی نہ دیا ہر ایک مسئلہ جو زندگی کے دوران میں درپیش آتا اس کی نسبت خود ہی حل بتلا دیا یہ اس کی جامعیت کا ثبوت ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ خالق نے کسی کے سینہ میں دو دل نہیں دیئے۔ اور تمہاری ان بی بیونکو جنہیں تم نے کسی وجہ سے ماں کہہ دیا ہو تمہاری ماں نہیں بنادیا۔ اور تمہارے پرورده بچوں کو جنہیں تم نے

بیٹا کہدیا تمہارا بیٹا نہیں بنا دیا۔ یہ صرف تمہارے کہنے کی بات ہے (اصل میں کچھ نہیں) اور اللہ سچی بات فرماتا ہے اور وہی راہ حق بتاتا ہے۔ پ۲۱ الاحزاب ۳۳۔ جورو کو غصہ سے ماں کہہ دینے سے حقیقی ماں نہیں بنجاتی۔ اور کسی لڑکے کو لیکر پال لینے سے وہ صُلبی بیٹا نہیں بن سکتا۔ تبنیت اسلام میں کوئی اثر نہیں رکھتی

ترجمہ آیۃ۔ نبی کا حق مسلمانوں پر خود ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ ہے۔ اور نبی کی بیبیاں مسلمانوں کی حکمی مائیں ہیں پ۲۱ الاحزاب ۳۳ مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ رسول اللہ کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھیں اور ان کی بیبیوں کی وہی عزت و تعظیم کریں جو اپنی حقیقی ماں کی کرتے ہیں اگر ایسا نہ کرینگے تو گناہ ہوگا۔

ترجمہ آیۃ۔ اے ایمان والو تم اللہ کو خوب بکثرت یاد کیا کرو اور صبح و شام اسکی تسبیح کرتے رہو احسان عظیمہ کے شکریہ کا سبق ہے۔ پ۲۲ الاحزاب ۳۳۔

ترجمہ آیۃ۔ اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر تم ان کو بغرض صحبت ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو تو تمہاری اُن پر کوئی عدت نہیں جسکو تم شمار کرنے لگو۔ ایسی صورت میں ان کو کچھ پونجی دیدو اور آبرو کے ساتھ ان کو رخصت کردو۔ پ۲۲ الاحزاب ۳۳۔

ترجمہ آیۃ۔ اور جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بغیر اس کے کہ انھوں نے کوئی قصور کیا ہو تکلیف پہنچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں پ۲۲ الاحزاب ۳۳۔ بے عیب کو عیب لگانا شیوۂ مسلمانی نہیں ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے نبی کہدو اپنی بیبیوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی بیبیوں سے کہ اپنی اوڑھنیوں کو ذرا نیچی لٹکالیں تاکہ فوراً پہچان لیجانے کی وجہ سے ستائی نہ جایا کریں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پ۲۲ الاحزاب ۳۳۔ عرب بڑے بدچلن عصمت شکن ہوتے تھے ان ظالموں سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ حکم دیا گیا تھا تاکہ وہ مسلمان عورت سمجھکر جسارت نہ کرسکیں۔

ترجمہ آیۃ۔ اور برابری نہیں نیکی اور بدی کی۔ بُرائی کو دفع کرو ایسی خصلت سے جو نہایت

عمدہ ہو۔ پھر ناگہاں وہ شخص کہ تجھ میں اور اسمیں دشمنی ہے (ایسا ہو جائیگا) گویا کہ وہ دوست ہے (بلکہ) عزیز۔ اور یہ خصلت ان ہی کو سرفراز کی جاتی ہے کہ جو صبر کرتے ہیں اور یہ بات انھیں سکھائی جاتی ہے جو بڑے خوش نصیب ہیں۔ ع ۱۲ پ ۵ حم سجدۃ ۴۱ - اسلام نے دشمن کی بدی کا بدلہ بھی نیکی سے کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ امر عالی حوصلگی کا مظاہرہ ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور جو لوگ پرہیز کرتے ہیں بڑے گناہوں سے اور فحش کاری کی باتوں سے اور جب انھیں غصہ آتا ہے تو وہ (اس کو ضبط کرکے خاطی) کو معاف کردیتے ہیں۔ اور جنہوں نے حکم مانا اپنے رب کا اور قایم رکھی نماز۔ اور وہ اپنے امور باہم مشورہ سے طے کرتے ہیں۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ کہ جب ان پر سختی کی جاتی ہے تو وہ (اسیقدر) بدلہ لیتے ہیں نہ کہ ذرا ید) اور بدی کا بدلہ (البتہ) اتنی ہی بدی سے لیا جاسکتا ہے۔ مگر جو کوئی (بدی کرنیوالے کو) معاف کردے اور مصالحت سے کام لے تو اس عمل کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے بیشک وہ ظالم اشخاص سے محبّت نہیں رکھتا۔ اور جس نے بدلہ لے لیا اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد تو یہ ایسے لوگوں سے ہوگا کہ جن پر کچھ ملامت کی راہ نہیں۔ البتہ ملامت کی راہ ان پر نکل سکتی ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور سرکشی کرتے ہیں زمین پر ناجائز۔ یہی لوگ ہیں جنکے لئے سخت مصیبت کا عذاب ہے۔ اور البتہ جس نے دوسرے سے تکلیف پاکر صبر کیا اور اس کو معاف کردیا تو بیشک اسکا یہ عمل بڑے ہمّت کے کاموں سے ہوگا۔ ع ۴ پ الشوریٰ ۴۲ - اسلام چونکہ فطری مذہب ہے اس لئے یہ حکم بھی انسانی فطرۃ کے اقتضا کے موافق انہیں دیا ہے۔ یعنے یہ کہ اگر وہ اپنے غصہ کو پی نہیں سکتا اور جذبۂ انتقام کو مٹا نہیں سکتا تو اپنا بدلہ لے لے اور دل و دماغ کی آگ کو ٹھنڈی کرے لیکن وہ ضبط نفس کرکے بدلہ نہ لیا تو گویا مرد میدان نکلا اور اکرام و انعام کا مستحق ہوگیا۔

ترجمہ آیۃ۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اسکی ماں نے بڑی مشقت سے اس کو پیٹ میں رکھا اور بڑی مصیبت کے ساتھ اس کو جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے ہوتے ہیں یہانتک کہ جب جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس سال

کی عمر کو پہنچتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھکو اس بات پر استقامت دیجئے کہ میں ان نعمتوں کا شکریہ بجالاؤں جو کہ آپ نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عنایت فرمائی ہیں اور میں نیکی کے کام کئے جاؤں جس سے آپ راضی ہوں اور میری اولاد میں بھی صلاحیت پیدا فرمائیں آپکی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ ۲ الاحقاف ۴۶۔ ماں باپ کی اطاعت فرمانبرداری خدمت گزاری کے لئے پرزور تاکید فرمائی گئی ہے تاکہ کوئی مسلمان ناخلف اولاد کی تعریف میں داخل نہ ہوسکے۔

ترجمہ آیۃ۔ تو جس وقت تمہاری کفار سے مٹ بھیڑ ہوجائے تو ان کی گردنیں مارو یہانتک کہ جب تم خونریزی کرچکو تو (گرفتار قیدیوں کو) مضبوط قید میں رکھو پھر اس کے بعد بطور احسان کے بلا معاوضہ لینے کے انھیں چھوڑ دینا یا (تاوان جنگ بطور) معاوضہ لیکر چھوڑ دینا۔ جبتک لڑنے والے کافر اپنے ہتیار نہ رکھ دیں (لڑائی جاری رکھنا) یہ ہمارا حکم ہے اس کو بجالانا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے دوسری قسم سے انتقام لیتا لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمہاری آزمائش کرے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اور جو لوگ کہ مارے جاتے ہیں خدا کی راہ میں ان کے اعمال کبھی رائیگاں نہ فرمائیگا اللہ انھیں منزل ہدایت پر فائز فرماکر ان کی حالت سنوار دیگا اور ان کو داخل فرمائے گا جنت میں جسکا حال انکو بتلادیا ہے اپنے کلام کے ذریعہ ۱ محمد ۴۷۔ فوجی حکم ہے۔ کفار اگر مسلمانوں پر حملہ کریں تو حفاظت خود اختیاری کے لئے جم کر لڑنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے مسلمان جنگ میں کبھی فرار نہیں ہوسکتا بجز تدابیر جنگ کے اغراض یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ ساری کائنات کی اشیاء کی بقاء اپنی حفاظت کی تدابیر آپ کرلینے پر منحصر رکھی گئی ہے اگر کوئی جاندار اپنی حفاظت کیلئے آمادہ نہ ہوگا تو دوسرا جاندار اس کو تباہ کردیگا اور اس کی تباہی سے خود مستفید ہوگا پس اس اصولی نظریہ کے تحت اسلام نے مسلمانونکو اپنی حفاظت آپ اس طرح کرلینے کا حکم دیا ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور رائیگاں نہ کرو اپنے گذشتہ اعمال نیک کو۔ ۴ محمد ۴۷۔ رسول کی اطاعت سے خدا کا راستہ ملتا ہے اور خدا کی اطاعت سے نجات ابدی نصیب ہوتی ہے اس لئے اس چیز کو حاصل کرنے کیلئے یہ حکم دیا گیا۔

ترجمہ آیۃ۔ مسلمانو اگر تمہارے ہاں کوئی فاسق کسی قسم کی کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تم تکلیف پہنچا بیٹھو کسی قوم کو نا سمجھی سے پھر اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے ۶ الحجرات ۴۹ مسلمان کسی بیگناہ و بے قصور پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ وہ کامل اطمینان کے بعد جو کرنا ہو کرے۔

ترجمہ آیۃ۔ اگر دو جماعتیں مسلمانوں کی آپس میں لڑ پڑیں ان کے درمیان صلح کرا دو پھر اگر ان میں ایک فریق دوسرے فریق پر زیادتی کرے تو تم سب مسلمان اس فریق سے (لڑو جو زیادتی کرتا ہے دوسرے پر یہاں تک کہ وہ فریق (جس نے زیادتی کی تھی) نادم ہو کر رجوع کرے اللہ کی طرف پھر اگر وہ رجوع کرے تو ان میں صلح کرا دو برابری کیساتھ اور انصاف کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو ۹ الحجرات ۴۹۔ مسلمان دو قومیں آپس میں جنگ کریں تو تمام عالم کے مسلمانوں کا کام ہوگا کہ ان کے درمیان اپنے مذہبی و اخلاقی اثرات ڈالکر صلح کرا دیں اور بعد صلح جو فریق پھر جنگ و جدل شروع کرے اس کی سب ملکر گوشمالی کریں اگر اس حکم کی تعمیل مسلمان کرتے رہتے تو آج دنیا میں صرف ان ہی کی حکومت قایم و باقی رہتی مگر افسوس کہ اسکے خلاف عمل کیا اسلئے ان پر تباہی آئی اور انکی بڑی بڑی سلطنتیں تباہ و تاراج ہو کر دوسروں کے ہاتھ لگیں قرآن کے اس حکم کی تعمیل یورپ والے مجلس اقوام بناکے کرنا چاہ رہے ہیں اور مسلمان ہیں کہ اُن سے غافل ہیں۔

ترجمہ آیۃ۔ مسلمان تو بس (ایکدوسرے کے) بھائی بھائی ہیں پس صلح کرا دیا کرو اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۱۰ الحجرات ۴۹۔ اسلام نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بناکر امن عالم کیلئے وہ کام کیا ہے جو کسی اور مذہب سے نہ ہو سکا اسلام نے یہ مساوات اور بھائی چارہ برائے نام نہیں قائم کیا بلکہ عملاً بھی یہی صورت ہے بسلمان عبادت میں حکومت میں ملازمت میں دعوت میں۔ زندگی اور موت میں ایک حالت میں رکھے گئے ہیں۔ عبادت جس جگہ ایک با جبروت شہنشاہ بجالائیگا وہیں ایک خاکروب بھی۔ جس دسترخوان پر بادشاہ کھانے کے لئے بیٹھے گا وہیں غریب فقیر بھی۔ موت کے وقت جتنا کفن شہنشاہ کو چاہئے اتنا ہی فقیر کو بھی۔ جتنی قبر کی جگہ اس کو چاہئے

اتنی اسکو بھی۔ موجودہ دور کی شاہی اسلامی شاہی نہیں اسلئے اس میں شعائر اسلام بھی نہیں اسلامی شاہی تو خلفاء راشدہ کے زمانہ کی تھیں جہاں خلیفہ اور سپاہی مساویانہ ذمہ داری کا احساس رکھتے تھے۔ ایک معمولی اہلکار خلیفہ کے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیتا تھا جو ذمہ داری کے احساس کے خلاف ہوجیسے ایک وقت حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے کل کے روزینہ کو بیت المال کے خزانہ سے طلب کیا تو انھوں نے بجائے "جی حضور لیجئے" کہنے کے خلیفہ صاحب سے دریافت کیا کہ اگر آپ کل زندہ رہنے کا اطمینان دلاتے ہیں تو پیشگی یومیہ عطا کیا جاسکتا ہے۔ اس پر خلیفہ صاحب بجائے ناراض ہونیکے اپنے بھائی کی احساس ذمہ داری سے بیحد خوش ہوئے اور خود اپنے طرز عمل سے دنیا حکومت اور جذبہ حاکمی کیلئے چراغ ہدایت بنگئے۔ یہ تھی مسلمانوں کی مساوات و بھائی بندی جسکی نظیر تاریخ عالم ہی دنیا تک بھی انشاء اللہ تعالےٰ بجز اسلام کے پیش نہ کرسکے گی۔ دو مسلمان بھائیوں کو اگر وہ آپس میں لڑرہے ہوں چھوڑا دینا دوسرے مسلم کا اہم فرض ہے۔ اسلام مسلمانوں کو متحد کرکے آہنی سلاخ کی طرح ٹھوس بنا دینا چاہتا ہے۔ لڑائی کی صورت میں اتحاد و اتفاق درہم برہم ہوجاتا ہے اسلئے وہ روا کبھی نہ کہی۔ لڑائی کو حرف غلط کی طرح آپس سے مٹا دینے کیلئے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ تاکہ مسلمان ایک مضبوط رسی کی طرح ہوجائیں جو کیسے توڑے بھی نہ ٹوٹے۔ اسلام کے اس حکم کی تعمیل کا نمونہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی مقدس اولاد و اصحاب بنے ہوئے تھے۔ سرکار دو عالم سب مسلمانوں کیساتھ خود بھی ضروری کام کرتے تھے۔ جو سب سب کھاتے وہی آپ کھاتے جہاں جگہ مل جاتی وہیں بیٹھ جاتے کوئی حرکت ایسی نہیں کرتے جس سے کوئی امتیاز پیدا ہو اور بھائی بھائی پن باقی نہ رہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ سواری پر آپ کبھی چڑھتے اور کبھی اپنے ملازم کو چڑھا کر خود پیدل چلتے تاکہ بھائی چارے پن اور مساوات کا عملی مشاہدہ دنیا پر ہوجائے۔ خلیفۂ وقت کی محترم بی بی پڑوسن کی زچگی کرانے جاتیں اور مثل سگی بہن کے انکی خدمت کرتیں اپنے میں اور سپاہی کی بی بی میں کوئی فرق و امتیاز ملحوظ نہ رکھتیں یہ وہ بھائی چارا تھا کہ جس نے ربع عالم کو مسلمانوں کے ہاتھوں میں بطور کھلونے دیدیا تھا۔ مگر جب یہ بھائی بندی کی رسی ٹوٹی تو کھلونے کی پٹی بھی ہاتھ سے چھوٹی۔

ترجمہ آیۃ۔ مسلمانو۔ مذاق نہ اڑائے ایک قوم دوسری قوم کا ممکن ہے کہ جس پر ہنستے ہیں وہ بہتر ہوں ہنسنے والوں سے اور نہ عورتیں مذاق اڑائیں دوسری عورتوں کا شاید وہ بہتر ہوں اُن (ہنسی اُڑانی والیوں سے) اور الزام نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب دیکے بدنام کیا کرو۔ بُرا نام ہے بدکاری کا ایمان لانے کے بعد۔ اور جو توبہ نہ کرے تو وہی لوگ ظالموں میں سے ہیں ع۸ الحجرات ۴۹۔ وہ تمام افعال جنکی وجہ عداوت پیدا ہوتی ہو جو اشتعال طبع کا نتیجہ ہوں حکماً روک دیئے گئے ہیں تاکہ آپسی جھگڑے فساد۔ کشت و خون کا انسداد ہی ہو جائے ترجمہ آیۃ۔ مسلمانو محفوظ رہو (کسیکی نسبت) بدگمانیاں کرنیسے بیشک بعض بدگمانی گناہ ہے۔ اور کسی کا راز مت کھولو نہ پیٹھ پیچھے (غائب میں) تم ایک دوسرے کو بُرا کہو۔ بھلا تم میں یہ بات کسی کو بھلی معلوم ہوتی ہے کہ گوشت کھائے اپنے مرے ہوئے بھائی کا۔ سو یہ تو تم مکروہ سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔ ع۲ الحجرات ۴۹۔ بغیر تحقیق کسی کی نسبت بُرائیاں پیدا کرلینا۔ کسی کا بھید کھولدینا۔ کسی کی غیبت کرنا سب کمینہ حرکات ہیں جس سے دشمنی پیدا ہوتی ہے اور فساد کی آگ مشتعل ہوتی ہے اس لئے حکماً ان کا بھی انسداد کیا گیا ہے۔ انسان کو انسان کا گوشت کھانے کے نام سے جو نفرت پیدا ہوسکتی ہے وہی نفرت ان افعال کے کرنیسے دلائی گئی ہے تاکہ مسلمان ان سے سخت تنفّر کرے۔

ترجمہ آیۃ۔ اور انصاف کیساتھ سیدھی ترازو تولو اور تول کو گھٹاؤ نہیں ع۱ الرحمٰن ۵۵۔ تاکیدی حکم ہے بار بار دیا جارہا ہے۔ تجارت کی ترقی کا راز اسمیں پوشیدہ و پنہاں ہے۔ اس لئے بھی اس کی شدید ضرورت ہے ترجمہ آیۃ۔ احسان کا بدلہ سوا احسان کے اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ ع۳ رحمان ۵۵۔ دنیا کی کوئی جاندار ہستی بھی احسان کرے تو اس کا معاوضہ کرنا لازمی ٹھہرایا گیا ہے۔ جانور ہماری خدمت کرتے ہیں ہم پر احسان کرتے ہیں۔ اس کا معاوضہ ان کی خبرگیری بھال بروقت غذا پانی پلانا وغیرہ ہی ہوگا نہ کہ انکا مار پیٹ کرنا۔ اور انسان کے احسان کے معاوضہ میں احسان نہ کرنا بھی جانور سے بدتر اپنے کو ثابت کرنا ہے احسان کا بدل احسان بلا لحاظ مذہب و ملت و قومیت کرنیکا حکم دیدیا گیا ہے تاکہ انسانوں میں خلوص و محبت پیدا

ہو کر امنِ عالم برقرار رہے۔ اور اتحاد بین القومی و مذہبی سے خوشگوار نتائج پیدا ہو سکیں۔

ترجمہ آیۃ - کوئی مصیبت نہ دُنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں قلمبند ہے۔ قبل اس کے ہم ان جانوں کو پیدا کریں (یہ کر دیتے ہیں اور) یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے۔ تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے تم اس پر رنج نہ کرو اور تاکہ جو چیز تم کو عطا فرمائی گئی ہے اس پہ اتراؤ نہیں۔ اور اللہ اترانے والے شیخی باز کو محبوب نہیں رکھتا جو ایسے ہیں خود ہی کنجوسی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخیلی سکھاتے ہیں۔ اور جو شخص بے التفاتی کریگا تو اللہ بے نیاز لایروا سزاوار حمد ہے۔ پ۲۷ الحدید ۱۹
مصیبتوں سے نہ گھبرانے اور مال و دولت اولاد کے ضایع ہونے پر صدمہ نہ اٹھانیکا حکم دیکر مسلم کو قوی دل بنانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ دولت پر غرور کرنے سے منع کر کے مساوات کے جذبہ کو مستحکم کیا گیا ہے۔ کیونکہ مغرور اپنے آپکو دوسرے کی ہستی سے بالاتر سمجھکر جماعت سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے اور جماعت سے خود نقصان اٹھاتا ہے اس لئے اس سے بھی روکا گیا ہے۔ بخیل و بخیل بنانے والا ہر دو جماعت کیلئے محض عضو معطل بنجاتے ہیں اس لئے اس بُری عادت سے بھی بچایا گیا ہے۔

ترجمہ آیۃ - تم میں جو لوگ اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں (بیوی کو ماں یا ماں کی جگہ کہنا یا بیوی کے جسم کو ماں کے جسم سے تشبیہ دینی) - وہ انکی مائیں نہیں ہو جاتیں - ان کی مائیں تو در اصل وہی ہیں کہ جنہوں نے ان کو جنا بھی - اور بیشک (ایسے کہنے والے) ایک ناشائستہ اور بیہودہ بات کہتے ہیں اور بیشک اللہ معاف فرمانے والا اور بخشنے والا ہے اور جو لوگ بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنی کہی بات کی تلافی کے خواہاں ہیں تو ان کے ذمہ ایک غلام یا لونڈی کی آزادی لاحق ہے قبل اسکے کہ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے میل ملاپ کریں اس کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی خبر ہے۔ پھر جس کسی کو (غلام آزاد کرنے کے لئے میسر نہ ہو) تو اس کے ذمے دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہے قبل اس کے کہ دونوں باہم اختلاط کریں اور پھر جس سے یہ بھی نہ ہو سکے تو اسکے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یہ حکم اس لئے ہے تاکہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ اور منکروں کیلئے سخت مصیبت کا عذاب (تیار ہے) پ۲۸ المجادلہ ۵۸

ترجمہ آیۃ - اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہہ کھول دو (خود سمٹکر) تو تم جگہہ کھول دو - اللہ تمکو کھلی جگہہ عطا فرمائیگا - اور جب یہ کہا جائے کہ اٹھ کھڑے رہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو - اللہ تم میں ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جنکو (یہ علم مجلس عطا ہوا ہے) مرتبہ بلند فرمادیگا - اور اللہ کو تمہارے اعمال حسنہ کی پوری خبر ہے ع۲ المجادلہ ۵۸ - اسلام نے آداب مجلس تک بتادیئے ہیں تاکہ کوئی دشواری زندگی کے مراحل پر لاحق ہی نہ ہو۔

ترجمہ آیۃ - اے رسول - تم نہ پاؤگے ان اشخاص کو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں دوستی کرتے ہوئے ایسے لوگوں سے جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں گو وہ (مخالف لوگ) ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا اہل خاندان ہی کیوں نہ ہوں اللہ نے لوگوں کے دلوں میں نقش ایمان کندہ فرمادیا ہے اور ان کو اپنے فیض عمیم سے قوت دی ہے اور ان کو ایسے باغوں میں داخل فرمائیگا جنکے تحت نہریں جاری ہیں (جن باغوں میں وہ ہمیشہ رہینگے) اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہونگے - یہ اللہ والی جماعت ہے خوب آگاہ رہو اللہ والی جماعت ہی فائز المرام ہونے والی ہے - ع۳ المجادلہ ۵۸ -

ترجمہ آیۃ - اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیئے کہ ہر شخص دیکھ بھال کرے اپنے نفس کی کہ اس نے کل کی (اخروی) زندگی کیلئے کیا سرمایہ پہنچایا ہے - ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کو تمہارے اعمال کی سب کچھ خبر ہے اور تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللہ سے بے پروائی کی سو اللہ نے خود ان کی جان سے ان کو لاپروا بنادیا یہی لوگ فاسق ہیں ع۳ المتحنہ ۵۹ - اپنے نفس کا آپ حساب لیتے رہنے کی ہدایت ہوئی ہے تاکہ تمہیں معلوم ہوتے رہے کہ نفس نے کیا اچھا کیا اور کیا برا کیا -

ترجمہ آیۃ - اللہ نے تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان و انصاف کرنے کو منع نہیں فرماتا جنہوں نے

دین کے معاملہ میں تم سے جھگڑا نہ کیا ہو اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا نہ ہو اللہ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے کو اللہ تمہیں منع فرماتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑے ہوں اور تمکو نکال باہر کیا ہو تمہارے گھروں سے اور تمہارے نکالنے میں مددگار ہو اور جو شخص ایسے لوگوں سے دوستی کریگا وہ گنہگار ہوگا ع ۲ المتحنہ ۶۰ ۸۔ دین کے دشمن سے دوستی کرنا اپنے مذہب کی آپ تذلیل کرنی ہے۔۔ اس کے سوا دوسروں سے (دین کے معاملہ میں نقصان نہ پہنچا ہو) محبت رکھنے اور احسان و نیک سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا۔

ترجمہ آیۃ۔ اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کرکے آئیں تو تم انکا امتحان کرلو اُن کے ایمان کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ پس اگر اُن کو مسلمان جانو تو انکو کفار کے حوالے نہ کرو (اسلئے کہ) نہ یہ عورتیں کفار کو حلال ہیں اور نہ کافران (مسلمان) عورتوں کو حلال ہیں۔ اور ان کافروں نے جو کچھ خرچ کیا ہو وہ ان کو ادا کردو اور تم کو ان عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی قباحت نہیں جبکہ تم ان کے مہر ان کو دیدو اور تم کافرہ عورتوں کے ناموس سے دست کش ہو جاؤ اور تم طلب کرلو جو کچھ تم نے خرچ کیا ہے اور ان کافروں کو بھی چاہئے کہ طلب کرلیں جو کچھ خرچ کیا ہے۔ اللہ کا حکم ہے جو تم میں صادر فرمایا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ ع ۲ المتحنہ ۶۰ ۸۔ تبدیل مذہب کی حالت میں جدائی بعد ادائی اخراجات شادی ضروری ہے اور اس کی ذمہ داری تمام مسلمانوں پر مشترکاً رکھی گئی ہے جس سے نہایت تدبر و دور اندیشی کا پتہ چلتا ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ اے ایمان والو۔ ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ بات ہے کہ بات ایسی کہہ جاؤ جو کرو نہیں۔ ع ۱ الصف ۶۱ ۹۔ جو بات ممکن نہیں یا جس کا

ترجمہ آیۃ۔ اللہ اُن لوگوں کو چاہتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر

لڑتے ہیں کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی ایک مستحکم دیوار ہیں پ۲۸ع۱ الصف ۶۱ - مجاہد کو محبوب بتلا کر مسلمان کے دل کو قوی بنایا گیا ہے۔

ترجمہ آیۃ - اے ایمان والو ہم تمہیں ایسی تجارت کی پتہ دیں بتلائیں جو تمکو اندوہناک مصیبت سے بچالے۔ تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے یہ کام تمہارے لئے نہایت اچھا ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو (اس عمل کے صلہ میں) اللہ معاف فرماویگا تمہارے گناہوں کو اور تمکو ایسے باغوں میں داخل فرمائیگا جنکے تحت نہریں بہ رہی ہونگی - اور پاکیزہ مکانوں میں رہایش ہوگی) جو دیرپا جنتوں میں ہونگے - یہ بڑی کامیابی ہے۔ پ۲۸ع۱ الصف ۶۱ - تجارت نفع بخش چیز ہے - اس لئے اس قسم کے سودے کے کرنیکی تحریص دلائی گئی ہے تا کہ انسان نفع کی خاطر نیک کاموں کی جانب مشغول ہو سکے۔

ترجمہ آیۃ - اے ایمان والو تم اللہ کے حمایتی ہو جاؤ جیسا کہ کہا تھا عیسیٰ ابن مریم نے اپنے صحابہ سے کہ اللہ کی خاطر میرا کون حمایتی ہوتا ہے (تو) وہ حواری (یوں بولے کہ) ہم اللہ کے انصار ہیں پھر بنی اسرائیل کی ایک چھوٹی جماعت ایمان لائی اور کافر رہا ایک گروہ - تو ہم نے ایمان والوں کی تائید کی اُن کے دشمنوں کے مقابلہ میں پس وہ غالب ہو رہے پ۲۸ع۲ الصف ۶۱۔

ترجمہ آیۃ - اے ایمان والو جب جمعہ کی نماز کیلئے اذان کہی جائے تو تم اللہ کے ذکر کے لئے جلد چلے چلو اور خرید نا بیچنا چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہت اچھا ہے اگر تمکو کچھ سمجھ بوجھ ہو - پھر جب نماز ختم ہو جائے تو تم پھیل جاؤ اطراف شہر میں اور خدا کے دیئے ہوئے رزق کی تلاش کرو اور یاد کرو اللہ کو کثرت سے تا کہ تم کو فلاح نصیب ہو - پ۲۸ع۱۲ جمعہ ۶۲ - نماز جمعہ کے پہلے کاروبار بند کر دینا اور ختم نماز کے بعد شروع کرنیکا پابند ہونا - گویا خدا پر بھروسہ کرنا سکھنا ہے۔

ترجمہ آیۃ - اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو ایسا کریگا تو وہی لوگ خسارے میں آتے - یہی دو چیزیں خدا کی محبت کے رشتہ کو

توڑنے والی ہیں اس لئے ہوشیار رہنے کی ہدایت ہوئی۔
ترجمہ آیۃ - اور ہم نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے اس کے منجملہ کچھ خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آلیوے پھر وہ کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اور تھوڑی مہلت عطا کیجاتی تو میں خیر خیرات کرلیتا اور نیک عمل کرنے والوں میں ملجاتا۔ اور اللہ کسی شخص کو جبکہ اس کی موت آجاتی ہے ہر گز مہلت نہیں دیتا اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی پوری خبر ہے۔ پ ۲۸ ع ۱۴ جمعہ ۶۲
گیا وقت پھر ہاتھ آتا اور نہ موت کبھی ٹلتی ہے۔ اس لئے عمر کی قلیل مہلت کو غنیمت سمجھکر ممکنہ سخاوت کرلینے کی نصیحت کی گئی ہے۔
ترجمہ آیۃ - اور اللہ کا کہا مانو اور رسول کا کہا سنو - اور اگر تم روگردانی کروگے تو (کچھ ہرج کی بات نہیں) ہمارے رسول کے ذمہ تو بس صاف صاف احکام وہدایتیں تم تک پہنچادینا ہے پ ۲۸ ع ۱۶ تغابن ۶۴
انسان احکام الٰہی سے روگردانی کرکے اوس ذاتِ مقدس کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ بلکہ اُلٹا خود اپنا ہی نقصان کرلیتا ہے۔
ترجمہ آیۃ - جو کچھ ہے اللہ ہی ہے بجز اس کے کوئی ذات لائق عبادت نہیں ہے اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں پ ۲۸ ع ۱۶ تغابن ۶۴۔
ترجمہ آیۃ - پس ڈرو اللہ سے جہانتک ڈرنا ہوسکے تم سے اور سنو اور مانو اور خرچ کرو (خدا کی خاطر) یہ تمہارے حق میں اچھا ہوگا اور جو شخص نفسانی بخالت سے محفوظ رہا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو اچھی نیت سے قرض دوگے تو وہ اس کو تمہارے لئے بڑھاتا جائیگا اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور اللہ بڑا قدر شناس وحلم والا ہے چھپی اور ظاہر کا جاننے والا ہے زبردست دانا ہے۔ پ ۲۸ ع ۱۶ تغابن ۶۴ - خدا کسی کے مال وزر کا محتاج نہیں وہ تمام کائنات کے خزانوں کا مالک ہے۔ اس کے محتاج وحاجتمندوں کو قرض دینا - عین اس کو دینا ہے۔ جس سے وہ اضافہ ہوتا جائیگا۔ اسکے علاوہ گناہوں کے بخشے جانیکی خوشخبری ہے۔
ترجمہ آیۃ - اے نبی - جب تم لوگ اپنی بیبیوں کو طلاق دینی چاہو تو انکی عدت سے قبل طلاق دو

اور تم عدت کو یاد رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے۔ ان (مطلقہ) عورتوں کو گھروں سے مت باہر کرو اور عورتیں خود بھی نہ نکلیں۔ البتہ کوئی فاش بدکاری کریں تو یہ اور بات ہے۔ (کہ نکال باہر کردیجائیں) اور یہ سب خدا کے ٹھرائے ہوئے احکام ہیں اور جو شخص احکام خدائی سے ٹل جائے بڑھ جائے (تو) اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ تجھ کو خبر نہیں شاید اللہ طلاق کے بعد کوئی نئی بات پیدا کردے۔ پھر جب وہ عورتیں اپنی عدت کے قریب پہنچ جائیں تو ان کو قاعدہ کے موافق نکاح میں رہنے دو یا دستور کے موافق ان کو اپنے سے بے تعلق کردو۔ اور گواہ ٹھرالو دو معتبر اشخاص کو اپنے لوگوں میں سے۔ اور ٹھیک ٹھیک گواہی دو اللہ کے واسطے کی۔ اس بات کی اس شخص کو نصیحت کیجاتی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو۔ اور جو شخص اللہ سے ڈرتا رہتا ہے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دیتا ہے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیگا جہاں اس کا وہم و گمان تک (نہ جاتا) ہو۔ اور جو شخص اللہ پر توکل کریگا تو اللہ اس کے لئے کافی ہے۔ بیشک اللہ اپنا کام پورا کرکے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر شئی کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ اور تمہاری بیبیوں میں سے جو عورتیں حیض آنے سے ناامید ہوگئی ہیں اگر تمکو شبہ ہو تو انکی عدت تین ماہ ہے اور اسیطرح جن عورتوں کو حیض آنے کی صورت پیدا ہی نہیں ہوئی۔ اور حاملہ عورتوں کی عدت بچہ کے تولد تک ہے اور جو شخص اللہ سے ڈریگا اللہ اس کے ہر کام میں سہولت پیدا کردیگا۔ الخ طلاق ۶۵۔ عورتوں کو طلاق دینے کے بعد کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئیے وہ بتلایا گیا ہے ان معینہ مدتوں کے گذرنے کے بعد عورت دوسرا نکاح کرلینے کی مجاز ہوجاتی ہے۔ طلاق کے بعد تین ماہ کی عدت مقرر کرنا نہایت حکیمانہ مصلحت ہے۔ ممکن ہے کہ اندرون مدت خداتعالیٰ دونوں کی بہتری کا کوئی راستہ نکالدے اس لئے عدت کی قید لازمی کیگئی ہے۔

ترجمہ آیۃ۔ تم ان مطلقہ عورتوں کو اپنی حیثیت کے موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو اور ان کو دق کرنے کیلئے تکلیف نہ پہنچاؤ اور اگر وہ عورتیں حاملہ ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک انکا خرچ تم چلاؤ پھر اگر وہ عورتیں تمہاری خاطرداری سے بچہ کو دودھ پلایا کریں تو انکو دودھ پلائی کا معاوضہ

دو اور باہم انتظام کیلئے مشورہ کرلیا کرو۔ اور اگر تم باہم ضد کرو تو کوئی دوسری عورت دودھ پلائیگی
وسعت والے کو اپنی وسعت کے لحاظ سے خرچ کرنا چاہئے اور جسکی آمدنی محدود ہو تو اس کو چاہئے کہ
اللہ کی عطا کی ہوئی مقدرت کے اعتبار سے ہی خرچ کرے۔ اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی لحاظ سے
جتنا کہ اس کو مقدور دے رکھا ہے۔ خدا تنگدستی کے بعد فراخدستی بھی جلدی عطا فرمائیگا پ الطلاق ۶۵
حسن معاشرت کے طور طریق بتلائے گئے ہیں۔ خرچ کرنے میں حسب مقدرت کے حکم سے سہولت عطا
کی گئی ہے۔ جس میں نفس انسانی پر کوئی زیادتی نہ ہونے سے ہر دو کی بہتری مد نظر ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنی اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن
بُت پرست اور بُت ہیں۔ جس پر تیز طبیعت کے سخت مزاج فرشتے متعین ہیں جو خدا کی نافرمانی نہیں
کرتے کسی بات میں اور وہی کرتے ہیں جو انکو حکم دیا جاتا ہے۔ پ ۱ التحریم ۶۶ ۱۹ - خود نیک عمل کرنا اور اولاد کو
سکھانا ضروری ہے۔ دین و دنیا کے علوم سیکھنے اور اولاد کو سکھلانے سے ہر دو دوزخ سے بچ سکتے ہیں۔
ترجمہ آیۃ۔ اے ایمان والو تم اللہ کی بارگاہ میں مخلصانہ توبہ کرو۔ پ ۱ التحریم ۶۶ ۱۹
ترجمہ آیۃ۔ بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی زیادتی کرنے والوں کی کہ جب دوسروں سے ناپ کرلیں تو
پورا پورا لیں اور جب خود انکو ناپ تول کردیں تو گھٹا کر دیں۔ پ ۱ التطفیف ۸۳ ۸ - ناپ تول میں کم و زیادتی
نہ کرنے کی تاکید سے مسلمانوں کو آپس میں خلوص و محبت اور ترقی تجارت کا راستہ بتلایا گیا ہے۔
ترجمہ آیۃ۔ جن لوگوں نے ایذا رسانی کی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی (اور ایسا کرنیکے بعد)
پھر توبہ (بھی) نہ کی تو انکے لئے جہنم کا عذاب (اور دنیا میں بھی) سوز (دلی) کا عذاب ہے۔ پ ۱ البروج ۸۵
مسلمان مرد اور عورتیں آپس بھائی بہن ٹھہرادی گئیں ہیں اس کے بعد بھی اگر وہ ایک کو تکلیف
دیں تو کس قدر ذلیل حرکت ہوگی اس لئے اس سے روکا گیا ہے۔

عقائدِ اسلام

قرآن نے عقاید - عبادات - معاملات - اخلاقیات کے متعلق اٹل فیصلہ کئے ہیں جن میں تغیر و تبدل کو مطلق راہ نہیں اور اس کا کوئی فیصلہ آخروی زندگی اور دنیاوی گذران کیلئے نقصان رساں نہیں۔

عقاید میں مہتم بالشان مسئلہ توحید کا ہے جو شرک دوئی سے مطلق پاک ہے - اس معاملہ میں قرآن نے شرک دوئی کے وہم کو بھی دماغ انسانی میں پھٹکنے کو گوارا نہ کیا۔ کیا بلحاظ ذات اور کیا بہ صورت صفات وحدانیت کو جامع و مانع، پاک و منزہ ہی رکھا۔ توحید کا عقیدہ احدیت کے دائرہ سے متزلزل نہیں ہو سکتا۔

قرآن میں پیدا کرنے والا۔ پالنے والا۔ مارنے والا۔ نیکی کا بدی کا جدا جدا نہیں۔ بیوی - بچے رکھنے والا بھی خدا نہیں۔ بلکہ محض ایک خدا ہے جو سارے اوصاف اور صفات محمودہ سے متصف ہے۔ اسی کا کام پیدا کرنا۔ پالنا۔ مارنا ہے۔ نفع بھی اسکی طرف سے نقصان بھی اسی کی مرضی سے وابستہ ہے۔ نہ کوئی کسیکو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ضرر۔ اسی کی قوتیں ہمہ گیر ہیں۔ کوئی اسمیں کاہیدگی پیدا نہیں کر سکتا۔ کسی کو اس کی مرضی و مشیئت میں دخل نہیں ہے۔ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ اس سے دنیا اور آخرت میں سرخروئی حاصل کرنے کیلئے ممد و معاون ہی ہو سکتا، سیاہ روئی کا مستوجب ٹھہرا ہی نہیں سکتا۔ قرآن نے اس عقیدہ کو زبانی جمع و خرچ سے ثابت نہیں کیا بلکہ فطرت و کائنات کے متعلقہ دلائل سے مستحکم بنیاد پر اس کے وجود اور تنہا و یکتا وجود کو ثابت کر دکھایا ہے جس کی تردید محالات سے ہے۔ خدا کی طرف سے یہ سوال بھی ہونا ناممکن ہے کہ کیوں ہمارے ساتھ دوسروں کو شریک نہ کیا گیا بلکہ یہ سوال یقیناً ہو سکتا ہے کہ کیوں شریک کیا گیا پس قرآن کا عقیدہ نفع پر منتج ہوگا نہ کہ نقصان پر۔

دوسرا عقیدہ۔ پیغمبروں رسولوں ہادیوں کے اقرار سے متعلق ہے قرآن سے پہلے جسقدر پیشوایان مذہب تمام دنیا میں مبعوث ہوئے انھیں تسلیم کرنا ضروری ہے اس عقیدہ کی بدولت

ہر ایک ملک و قوم کے ہادی سے محبت اور اُن کی عزت و عظمت دلوں میں جاگزین ہوجاتی ہے اور اُن ہادیوں کے پیروؤں سے اتحاد و الفت پیدا ہوجاتی ہے جو تہذیب شائستگی کا موجب اور بقاء امن عالم کا باعث ہوسکتی ہے۔ قرآن نے اس رواداری کا حکم دیکر انسانوں کے نفوس کو مجلّا کردیا۔ یہ اعتقاد بھی ایسا ہے کہ اس کی وجہ نہ دنیا میں خرابی کی زندگی روبراہ ہوسکتی ہے اور نہ آخرت میں بدبختی کا سامنا ممکن ہے۔ ہادیوں کو تسلیم نہ کیا جائے تو پُرسش ضرور ہوگی یہ سوال نہ ہوگا کہ تم نے فلاں ہادی کو کیوں قبول کیا۔ پس اس لحاظ سے ہر واقعی ہادی کو ماننا سلامتی کا باعث ہوگا۔

فرشتوں کا ماننا بھی ایک عقیدہ ہے اس کے تسلیم کرنے میں بھی کوئی ہرج نہیں بلکہ انکار سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ضرور ہے۔

قیامت اور بعد موت دوبارہ زندہ ہوکر اپنے اعمال کا حساب و کتاب دینے کا بھی عقیدہ ہے۔ ان عقاید کے تسلیم کرنے میں فائدہ ہی ہے۔ کوئی نقصان نہیں۔ اس لئے کہ اگر یہ امور غلط بھی ٹھہرے تو کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن یہ ساری باتیں سچی ہوجائیں تو منکرین نقصان میں رہینگے اور مجیب نفع میں۔ اور اس کے ماننے پر ضمیر انسانی مجبور ہے اس لئے کہ ظاہری گناہ و جرم کی سزا تو دنیاوی حکومت کا قانون دے سکتا ہے۔ لیکن اہل دنیا سے پوشیدہ رکھکر انسان جو گناہ یا جرم کرتا ہے اور تمام عمر اسکو نہایت احتیاط سے چھپاتا اور سزا سے بچارہتا ہے۔ اوس کی سزا کسی اور عالم میں (روزحساب) اعلم الغیب کے اجلاس پر یقینًا ملنے کی ضمیر انسانی خبر دیتا رہتا ہے۔ پس ان امور کو صحیح باور کرنا ہی امن و نجات کا ضامن ہوسکتا ہے۔

اسی طرح احکام عبادات و اخلاقیات معاملات سب کے سب انسان کی زندگی کو استوار کرکے امن و راحت ہی پہنچاسکتے ہیں نہ کہ تکلیف و مصیبت۔ اگر قرآن کے احکام دنیاوی زندگی میں خلل اندازی پیدا کرنے والے ہوتے تو مسلمان ہرگز ہرگز دنیاوی معاملات میں ترقی نہ کرسکتے

حالانکہ انسان افراداً اور اجتماعاً اسلام قبول کرنے کے بعد آناً فاناً ایسی بیش بہا ترقی کیا ہے جس کی نظیر مروّجہ مذاہب کی پابندی کرنے والوں میں نہیں ملتی۔ اگر ان مذاہب کے پیروؤں نے ترقی بھی کی ہے تو اپنے مذاہب کے احکام سے ٹھکرا اور ان سے بے نیاز ہو کر کی ہے۔ لیکن اسلام نے اپنے ماننے والوں کیلئے اس کے احکام کی پابندی کے باوجود بھی ہر طرح کی دنیاوی آزادی دے رکھی ہے۔ انھیں شاہراہ ترقی پر گامزن ہونے کیلئے وسیع میدان فراہم کر رکھا ہے۔ اسلام نے ہر قسم کے علوم کے حاصل کرنے کا شوق دلایا ہے۔ پیغمبروں کی صناعیوں کا ذکر کر کے مسلم کو صنعت و حرفت سے بہرہ ور ہونے کی رہبری کی ہے۔ تجارت کو ان کا خاص پیشہ ٹھہرایا ہے اور ساری دنیا کو انکی تجارت کا جولانگاہ مقرر کر دیا ہے۔ جنّت کے باغ اور لہلہاتی کھیتی کے اذکار سے مسلم کو اس نفع رسان و مسرت بخش راحت افزا کام سے دلبستگی پیدا کرنے کی سعی کی ہے۔ جس سے مسلمان کا دل خود بخود زراعت کا پیشہ اختیار کرنے کی جانب للچاتے ہوئے مائل ہو جاتا ہے۔ کفار کے مقابلہ میں بوقت جنگ ثابت قدم و مستحکم مثل دیوار بنے رہنا اور ہتیار سے آراستہ پیراستہ رہنے کی ہدایت کر کے مسلمان کو قوی تن بنا رہنا سکھایا۔ اس حکم کی تعمیل کیلئے جسمانی ورزش کرتے رہنا اور فن حرب و ضرب سے آگاہی لازمی ہو گئی۔ پاک پاکیزہ حلال غذا کھانے کے حکم اور جسم و لباس کی طہارت کی قید نے صحت و تندرستی کا بقا کر دیا۔ عدل و انصاف رحم و کرم جود و سخا۔ راستی ادب و مروت کی ہدایات سے مسلمان کی عزت و عظمت جاہ و جلال و ہر دلعزیزی کے سامان کر دیئے۔ غرضکہ دنیا و آخرت میں بے سر و سامان نہ رہنے کیلئے وہ سارے گر بتلا دیئے جو دونوں مقامات (دنیا و عقبیٰ) کی کامیاب و کامران زندگی کیلئے وسیلہ ہو سکتے ہیں۔ یہاں کیلئے مجبور و ناچار رہنے دیا اور نہ وہاں کیلئے۔ انسان کے ذی شعور ہونے سے لیکر موت سے ہم کنار ہونیکے زمانہ تک کیلئے باضابطہ باقاعدہ جامع مانع مکمل اور اطمینان بخش نظام العمل مدوّن کر دیا ہے جسکی بدولت مسلمان اپنی حیات کی کشتی کو بلا خوف بے دھڑک اسیطرح چلا سکتا ہے جس طرح کہ ملاح اپنے جہاز کو سمندر میں چلاتے ہیں۔ اگر قرآن کے احکام انسانی دماغ کی پیداوار ہوتے اور انسان

اُن کی ہدایات کی بموجب عمل پیرا ہوتا تو اس کی زندگی کی دنیاوی کشتی گرداب بلا سے پار ہوتی اور نہ آخرت کی نجات کے ساحل پر لنگر انداز ہوسکتی تھی۔ دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں اور تاریخ عالم انھیں دکھا سکتی ہے کہ مسلمانوں کے طبقہ کی لاکھوں کروڑوں ہستیاں ایسی ہوئیں جنکی حیات کا زمانہ شہرۂ آفاق رہا ہے تو موت کے بعد کا دور بھی پر عظمت و جلال ہی ہے۔ یہ بننے والے کا کمال نہیں بلکہ بنانے والے کا کمال ہے۔ یہ مسلمان کی خوبی نہیں بلکہ قرآن کی خوبی ہے کہ جس نے حیوان ناطق کو انسان مطلق بنادیا۔ انسانی پودے کیلئے چشمۂ قرآن کا پانی آب حیات ہے۔ جو ہمیشہ کی سرسبزی و شادابی کا ذمہ دار و کفیل ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو عرب کے ریگستان کے درخت خاردار جھاڑی کی صف سے نکلکر درخت باردار و شجر سایہ دار نہ بنتے۔ کون نہیں جانتا کہ عرب کے سفاک لٹیرے مسلمان ہوکر ربع مسکوں سے لوٹ کھسوٹ کے حادثات کو بند کرکے انکے سابقہ نقش و نگار تک کو مٹا ڈالے۔ انسان کا کلیجہ چبا جانے والے حیوان صفت انسان بیکار پرندوں کے بچوں کی تک جان لینا گوارا نہ کئے۔ باپ کی عورت سے ملوث ہو جانے والے لوگ غیر کی عورت پر نگاہ اختیاری اٹھانے کی جسارت نہ کرکے شرما گئے۔ اپنی معصوم لڑکیوں کو ذبح کرڈالنے والے اشخاص یتیم لڑکیوں کو پالے اور پناہ دیتے۔ لکھنا پڑھنا نہ جاننے والے ایسا لکھے پڑھے کہ دنیا کے استاد بن گئے کوئی علم ایسا نہ تھا جس میں انکو تبحر حاصل نہ ہوا ہو۔ کوئی فن ایسا نہ تھا جس میں اُن کو دستگاہ کامل میسر نہ ہوا ہو۔ لاکھوں ادیب ہوئے۔ خطیب ہوئے۔ طبیب ہوئے فلسفی ہوئے۔ سیاسی ہوئے۔ ریاضی ہوئے۔ مہندس ہوئے۔ منطقی ہوئے۔ مختصر یہ کہ دنیا میں رہکر جو کچھ اچھے ہوسکتے تھے وہ سب ہی کچھ ہوئے۔ نادار تھے مالدار ہوئے۔ خانہ بدوش تھے عظیم الشان قصروں میں رہنے لگے۔ کھجور کی گھٹلیاں۔ کھجور۔ ٹڈے۔ شہد۔ اونٹ بکری وغیرہ کے دودھ سے پیٹ بھر لینے والوں کو انواع و اقسام کے لذیذ و دلپسند طعام اور مرغوب غذا انکیں افراط کیساتھ نصیب ہوئیں۔ نیم برہنہ رہنے والے نفیس سے نفیس لباسوں سے مزین ہوگئے۔ گھر پر۔ خاندان پر۔ قبیلہ پر حکومت نہ کرسکنے والے بوقت واحد چوتھائی دنیا پر کامیاب و پرامن فرمان روائی کرنا سیکھ گئے۔ حاکم یمن ابرہا کے ہاتھیوں سے ڈر کے پہاڑ وں میں پناہ لینے والے شہنشاہ ایران کے ہزاروں جنگی ہاتھی والے لشکروں کو اپنی شجاعت بسالت شہامت

اور بے پناہ تلوار سے گاجر مولی کی طرح کاٹ کر کھیتی کی طرح پیروں سے روند ڈالے۔ بدترین خصلتوں والے فرشتہ خصال بن گئے بلکہ ان پر بھی اپنا تفوق ثابت کر دکھائے۔ ان حالات کو نظر کرتے کون صحیح العقل انسان ہوگا جو قرآن کے اعجاز مسیحائی سے انکار کر سکے گا۔ قرآن کے فرمانبردار تاریخ عالم میں اپنی فرمانروائی کی مثال نہیں رکھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہنشاہ عرب بن گئے لیکن کھانے کو کھانا نہیں پہننے کو کپڑا نہیں سونے کو بچھونا نہیں۔ رہنے کو گھر نہیں۔ جو کی سوکھی روٹی کبھی کبھی دن میں کبھی کبھی۔ ورنہ پانی یا کھجور۔ موٹے دھاگے کپڑے بدن چھپانے کے واسطے۔ ٹاٹ یا چمڑے کا بچھونا۔ کمل کا اوڑھنا۔ کھجور کے شاخوں کی چھت کا حجرہ۔ بس یہ تھی ساری زندگی کی کائنات۔ لیکن خزانہ شاہی معمور تھا۔ ایسی آسمانی بادشاہت کی اتباع آپ کے خلفاء اعظم نے بھی کی یعنی حضرت صدیقؓ۔ حضرت فاروقؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ نے کی۔ اور صحابہ کرام حضرت طلحہؓ نے۔ حضرت زبیرؓ نے۔ عبدالرحمان بن عوفؓ وغیرہ سب نے کی۔ عرب عجم کا باجبروت شہنشاہ فاروق اعظمؓ اپنی بکریاں آپ چرایا کرتا تھا۔ ریت پر سر کے نیچے ہاتھ لیکر سوتا تھا۔ کپڑوں میں پیوند لگانے اور سینے کیلئے بجائے تاگے کے کھجور کے پتوں کا ریشہ استعمال کرتا تھا۔ خود پیدل چلتا تھا اور خادم کو سوار کراتا تھا۔ امن و راحت پہنچانے اور رعایا کے حال سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے بنفس نفیس رات میں رونگشت کیا کرتا تھا۔ وہ فاروق اعظمؓ جس نے اپنے قرآنی عدل سے نوشیروان کے عدل کو بھلا دیا جس نے اپنی سپہ سالاری سے سکندر اعظم کی سپہ سالاری کو مات دیدیا۔ سکندر اعظم اپنے ہمراہ حکماء یونان کو لئے ہوئے میدان جنگ میں قریب رہکر فوجوں کو لڑاتا تھا۔ لیکن فاروق اعظمؓ میدان جنگ سے منزلوں دور رہکر جند اللہ والوں بیٹھ کر اپنی فوجوں کو لڑاتا تھا۔ عثمان غنیؓ باوجود غنی ہونے کے مسجد نبویؐ کی سیڑھیوں پر سویا کرتا تھا۔ اور حضرت علیؓ بھی علم و فضل شجاعت و سخاوت مروت غربت میں کمال حاصل فرما کر مثل خلیفہ اول و دوم و سوم کے فریضۂ خلافت کو انجام دیا۔ ان کے سوا عرب کے دیگر مشاہیر اسلام کو بتلاتا جاؤں تو نام سے اور انکی مختصر سوانح سے کتاب بھر جائے۔ عرب کو چھوڑو۔ جب عجم نے اسلام قبول کیا تو ان کا کیا حال ہوا۔ ترکستان کے چرواہے شہنشاہ روم بن بیٹھے جنکے زیرنگین۔ ایشیا۔ افریقہ یورپ کے ممالک بھی ہوگئے۔ ارطغرل عثمانؓ کا پوتا اسلامی حمیت سے معمور ہو کر اپنی عمر کے صرف ابتدائی دور میں

یورپ کے بادشاہوں کو وہ زبردست شکست دی کہ سارا یورپ اسلامی جانبازوں کی بہادری کے
لرزہ بر اندام ہوگیا۔ اسی قوم کا ایک مسلمان امیر البحر خیر الدین باربروسہ بھی تھا جو بجائے ڈریڈنات
جہازوں میں بیٹھے ہوئے شجاعت کی شیخی بگھارنے کے بحر ظلمات میں اپنا گھوڑا ڈال کر قرآنی شجاعت
کا مظاہرہ کر دکھایا تھا۔ کیا یہ قوم علم و کمال میں حکمت میں سیاست میں سارے عالم میں اپنی
آپ نظیر نہیں بن گئی۔ اس کو بھی جانے دیجئے۔ خونخوار وحشی نابکار چنگیز خان و ہلاکو خان کی آل کو
لیجئے کہ جنہوں نے بغداد کے اسلامی مرکز کو تباہ کر کے تہذیب کو وہاں کی ملیامیٹ اور تمدن
کو برباد و تاراج کر دیا تھا۔ جب خود حلقہ بگوش اسلام ہوئی تو وہ عروج پائی کہ دنیا کے بڑے
بڑے تاجداروں کے سفیر اُن کے دربار کی جبیں سائی کرنے لگے۔ جن کا وزیر اعظم نظام الملک طوسی
اس عظیم الشان سلطنت کے کاروبار کو انجام دینے کے بعد بھی تمام رات یادِ الٰہی میں مصروف رہا
کرتا تھا۔ کیا دنیا و آخرت کی سازگاری کیلئے کافی شہادت نہیں ہے۔ کیا جاہل افغان اور بیشتر ساکن
مغل دائرہ اسلام میں آکر آسمانی شہرت کے ستارے بنکر نہیں چمکے۔ جنکے تمدن و تہذیب کی
ضیا پاشی ہنوز باقی ہے۔ کیا اسلام نے شہنشاہاں اموی۔ عباسی۔ سلجوقی۔ عثمانی۔ فاطمی۔ تیموری
ایرانی۔ افغانی۔ نہیں پیدا کئے۔ کیا اسلام نے۔ امام اعظمؒ سے مقنن۔ ابو یوسف۔ ابو محمدؒ سے
قاضی (جج) عبد اللہ ابن مسعود۔ امام شافعی۔ امام مالکی امام حنبلیؒ سے فقیہی۔ امام بخاریؒ سے
محدث۔ امام غزالی۔ ابن عربی۔ فخر الدین رازیؒ سے یگانہ روزگار علماء فضلاء و مفسر اور
ابو علی سینا سے حکیم۔ مولانا رومی۔ نظامی۔ حافظ۔ جامی۔ سعدی۔ فردوسی۔ طوسی۔ خیام۔ نظامی
عرفی۔ خاقانی۔ ظہوری۔ فیضی۔ خسرو۔ میر۔ سودا۔ درد۔ ذوق۔ غالب۔ آزاد۔ حالی۔ اقبال
وغیرہ سے ادیب شعراء نہیں پیدا کئے۔ کیا اسلام نے ابن بطوطہ۔ ابن خلدون سے بے نظیر سیاح
و تاریخ نگار نہیں پیدا کئے۔ اور کیا اسلام نے ایسے زبردست انجنیئر و حسندس نہیں بنائے
جن کی فنی ترقی کی یادگار سارے عالم کی تعمیری یادگاروں میں ممتاز حیثیت رکھتی اور جنھیں دنیا
تاج محل اور قطب صاحب کی مینار سے موسوم کرتی ہے۔ غرضکہ وہ کونسی ترقی تھی جو اسلام کی
بدولت حاصل نہ ہوسکی۔ یہ تو جسمی و دماغی ترقیاں تھیں۔ اب روحانی لیجئے۔ جسکے ثبوت کے لئے
صحابۂ کبار۔ آئمہ اطہار۔ اویس قرنی۔ معروف کرخی۔ محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رح

بایزید بسطامی۔ جنید بغدادی۔ حسن بصری۔ شبلی و شمس تبریزی۔ معین الدین چشتی اجمیری وغیرہ غوث و قطب اولیاء کی مقدس ہستیاں پیش کیجا سکتی ہیں۔ کیا اسلام نے خدا کیلئے حق و صداقت کی فتح کے لئے لڑنے والے سید الشہداء حضرت امام حسینؓ جیسے صابر و شاکر بلند حوصلہ مستقل مزاج ثابت قدم قوی دل سپہ سالار کو پیدا نہیں کیا جنہوں نے اپنے بہتر سپاہیوں کے ساتھ خاندان بنی امیہ کے تیس ہزار جرار لشکر سے مقابلہ فرمایا اور میدان کارزار میں دشمنوں کو تن تنہا روند ڈالا۔ پر ایسے نازک وقت میں بھی نماز نہ چھوڑی۔ آپ کا روحانی عروج تو ناقابل بیان ہے آپ جگر گوشہ رسولؐ و بتولؓ تھے اور علی شیر خداؓ کے لخت دل تھے۔ اس لئے کسی اخروی اور دنیوی کمال کی آپ میں کچھ کمی نہ تھی۔ اسی میدان کربلا میں آپکے نور نظر حضرت علی اکبرؓ نے (جنکی عمر اٹھارہ سال کی تھی) لشکر خونخوار کی صفوں کو درہم برہم فرمایا تھا کیا دنیا ایسا بہادر نوجوان پیش کر سکتی ہے۔

اسلام ہی تھا جس نے خالد بن ولیدؓ۔ ابو عبیدہ۔ موسیٰ بن طارق۔ قاسم۔ وہ قاسم جو صرف سولہ سال کی عمر میں چھ ہزار آدمیوں کو لیکر ہندوستان کے کروڑہا انسانوں کے مقابلہ میں اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کا انتقام لینے کے لئے وطن سے سینکڑوں میل دور آیا تھا۔ کیا اس حملہ ور شیر کا ثانی دنیا کی تاریخ پیش کر سکتی ہے۔ کیا باعتبار فن دانی وہ میدان رزم کا سورما نہ تھا کیا اس میں تسخیر ملک و تسخیر قلوب کا ملکہ نہ تھا یہ لڑکا صرف تلوار سے ہی اہل ہند کو زیر نہ کیا بلکہ اپنے علم و فضل سے بھی۔

ان کے سوا ہر ایک مسلمان قوم میں اسلام نے ہزاروں سپہ سالار پیدا کئے جنکی اولوالعزمی بہادری بے جگری دیکھکر دنیا انگشت بدنداں رہی ہے۔ اسلام نے مردوں کو تو کیا عورتوں ایسا نوازا اور سرفراز فرمایا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ علم و فضل زہد و تقویٰ عصمت و عفت شجاعت سے بھی مالا مال کر دیا۔ کون ذی علم نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت عائشہؓ بڑی علامہ۔ زبردست مدبرہ۔ بہترین مقررہ۔ اور بیحد شجیع تھیں۔ جنگ جمل آپ کی سپہ سالاری کا کارنامہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نور نظر صاحبزادی حضرت فاطمہؓ علم و کمال اتقا و پرہیزگاری کے علاوہ شجاعت میں بھی کچھ کم نہ تھیں۔ کیا حضرت رابعہ بصریؒ کی

مقدس عورت اسلام کے آغوش میں تربیت نہیں پائی۔ سلطان صلاح الدین جسکے مقابلہ میں سارے یورپ کے بادشاہوں نے متفقہ طور سے لڑنے کے بعد بھی شکست فاش کھائی تھی آخر مسلمان ہی تو تھا۔ امیر تیمور۔ بابر۔ اکبر۔ عالمگیر۔ شہاب الدین غوری۔ محمود غزنوی احمد شاہ ابدالی جو ہندوستان کے میدان ہائے جنگ میں شجاعت کے جوہر دکھاگئے اسلام ہی کے نام لیوا تھے۔ مسلمانوں کی حکومت۔ سیاست۔ تجارت۔ صنعت و حرفت۔ زراعت معراج کمال کو پہنچی ہوئی تھی اور یہ عروج قرآن کی بدولت اور اسی کی احکام کی تعمیل کے صلے میں نصیب ہوا تھا۔ جوں ہی مسلمانوں نے احکام قرآن کی بجاآوری سے تساہلی شروع کی تنزل بھی شروع ہوگیا۔ پس اس سے صاف ثابت ہے کہ قرآن میں اور دین اسلام میں مردہ قوموں کو زندہ کردینے کا مادہ بدرجہ اتم موجود ہے۔ اسلام محض نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ کی ادائی ہی کا نام نہیں ہے بلکہ پورے احکام قرآنی کی تعمیل سے اسلام مکمل ہوتا ہے اور جب وہ مکمل ہوجاتا ہے تو انسان کی دنیاوی و اخروی ترقی کو مکمل کردیتا ہے۔ اگر یہی فرایض دنیاوالوں کو دکھانے کیلئے اختیار کئے جائیں تو بہت جلد ترقی معکوس کا سبب بنجاتے ہیں انسان بجائے عزت پانے کے ذلیل بنجاتا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ اسلام کو منافقی سے ذلیل کرنے والا بجالت ممکنہ خود بے آبرو ہوجاتا ہے۔ قرآن کے احکام بڑی زبردست قوت رکھتے ہیں۔ جابر سے جابر مسلمان شہنشاہ ان کے آگے سرنگوں ہوجاتا ہے اور یہ صداقت کا اعجاز ہے اگر سچائیت نہ ہوتی تو یہ تاثیر بھی ہوتی قرآنی احکام سے چشم پوشی یا تغافلی برتی جاسکتی ہے مگر ڈھٹائی و سرکشی کسی مسلمان سے ممکن نہیں اور یہی قرآن کا بڑا معجزہ ہے۔ قرآنی احکام کو اگر کوئی غیر مسلم بھی غور و فکر سے دیکھے اور نظر تعمق سے اس کے حسن و خوبی کی جانچ کرے تو اس کا ضمیر خود ہی اسکو اعتراف حقیقت کا مشورہ دیگا اور اس کا نفس ضرور الٹی راہ دیگا کیونکہ ضمیر قوت خیر ہے اور نفس قوت شر۔ اسلئے کبھی یہ دونوں آپس میں ہم رنگ نہیں ہوسکتے۔ جیسے ہی کہا گیا ہے کہ دو ضد جمع نہیں ہوسکتے۔ اگر قرآن معیار صداقت اترنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو ضرور نفس اس کا ثنا خواں بنجاتا اور ضمیر اس کی ملامت کرتا کیونکہ بالطبع نفس کا خاصہ ہر بری چیز کو پسند و قبول کرنے کا ہے اور ہر اچھی چیز کو مسترد۔ حتیٰ کہ اس کا رد ضمیر کا حال بالکل اسکے الٹا ہے اور خذ ما صفا و دع ما کدر کے اصول پہ کاربند ہوتا ہے پس قرآن

پرکھنے کیلئے یہ دو کسوٹیاں کافی ہیں جس کا جی چاہے خود تجربہ کرکے دیکھ لے۔ قرآن تمام اگلی آسمانی کتابوں کا مجموعی عطر ہے کسی کتاب میں کوئی حکم و مسئلہ نہیں ملتا تو وہ قرآن میں ضرور مل جاتا ہے سابقہ کتب کی تعلیم یا تو غیر معمولی سخت ہے یا اتنی ہی نرم۔ لیکن وہ قرآن میں آکر معتدل ہوگئی ہے نہ گرم ہے نہ سرد بلکہ درمیانی حالت پیدا ہوگئی ہے اسلئے وہ عین فطرۃ و طبیعت انسانی کے موافق ہوگئی جس کی وجہ ہر ایک انسان بلا کسی تکلف کے اس پر عمل پیرا ہوسکتا ہے۔ قرآن میں خوبی یہ ہے کہ وہ دنیاوی و اخروی ضرورتوں پر چھایا ہوا ہے۔ ہر نوع کی جنس اسمیں دستیاب ہوتی ہے۔ چاہے وہ مذہبی ہو یا اخلاقی۔ تمدنی ہو یا معاشرتی ملکی ہو کہ قومی۔ انفرادی ہو یا اجتماعی۔ روحانی ہو کہ جسمانی۔ فوجی ہو کہ مالی۔ فوجداری ہو کہ دیوانی یا سیاسی ہو۔ جو چیز ملے گی وہ اساسی اصول سے لیکر اختتامی نوبت تک ارفع و اعلیٰ ہیئت سے ملیگی عدم پختگی و خامی کا شائبہ بھی دکھائی نہ دیگا ہر نوع کی جنس مکمل جامع مانع ناقابل تغیر و تبدیل ملیگی مصالحہ کی گوناگونی۔ مطالعہ کرنے والونکی دلفریبی کا باعث بنے گی۔ قلب پر تاثرات دماغ پر قوت کشش کی وجہ روح انسانی حیرانیت کے دائرہ سے نکل کر شیدائیت کے عالم میں محو ہو جائیگی جس کی وجہ نجات ابدی کا اطمینان کلی اسے حاصل ہو جائے گا۔ یہی وہ آبِ نیسان ہے جو دل کی لگی کو بجھاتا ہے جس طرح صدف قطرۂ نیسان کو پاکر تہ نشین ہو جاتی ہے اسیطرح اس آبِ حیات کے نوش کرنے سے نفس امارہ نفس مطمئنہ کا قالب اختیار کرکے گوشہ نشین ہو جاتا ہے۔ اب اس کو غیر مقصود کی تلاش و جستجو نہیں رہتی۔ قرآن ایک پیاسا کو جس طرح غوطہ دلا کر تر لانے کی قابلیت رکھتا ہے۔ اسیطرح ایک گناہگار کو بھی امید دلا کر ہنسانے کی اہلیت رکھتا ہے جس کی وجہ پرہیزگار مغرور اور گناہگار مغموم نہیں ہو جاتے بلکہ وہ دونوں امیدوار فضل بنتے ہیں انسان احدیت سے بے نیاز ہو جاکر دہریت کے نگارخانہ یا کثرت کے صنم خانہ میں مقید نہیں ہو جاتا۔ اس چشمہ میں ڈوبنے کے بعد انسانی طائر روح ایسی پاک بے عیب لطیف بنجاتی ہے کہ وہ شہباز بلند پرواز کا لقب پالیتی ہے یہی سبب ہے کہ قرآن نے مسلم روح کی پہلی منزل پرواز موت و قبر ٹھہرائی ہے تو دوسری میدان حشر اور تیسری جنت۔ میرے خیال میں اور ایسے خیال میں جو جنبہ داری و پاس داری سے دور اور جذبۂ خوش اعتقادی سے کافور ہے اس ابر کرم سے مستفید نہ ہونا بدنصیبی اور اسکے سایہ سے گھبرا کر بھاگنا بدبختی ہے۔ آفتاب جس طرح درخشاں ہے قرآن بھی اسیطرح تاباں ہے اگر کوئی اس کو

نہ دیکھے یا نہ دیکھ سکے تو یہ اس کی کور چشمی ہے۔ قرآن اپنی ضیا پاشی سے بلالحاظ قوم و نسل ویسی ہی روحانی حیات بخشی کرنے کیلئے نازل ہوا ہے جیسی کہ سورج اپنی تنویروں سے حیات جسمانی عطا کرنے کے لئے آسمان اول کی فضاء بسیط میں نازل کیا گیا ہے۔ قرآن کا بڑا وصف اور انتہائی کمال یہ ہے کہ وہ ان واحد میں تمام قوتوں کے منبع اور ساری ہستیوں کی خالق ہستی تک انسانی خیال کی رسائی کرو دیتا ہے۔ کثرت کی بوقلموں رنگینیوں میں پھنس کر حیران و ہراساں نہیں ہونے دیتا۔ گو وہ اپنے میں بڑی بڑی قدرت والی ہستیوں کا ذکر کرتا ہے مگر اس انداز سے کہ مطالعہ کرنے والا ان کی ہستی سے متاثر ہو کر سر نیاز جھکاتا اور نہ ان کو اپنے معبود یا مسجود بننے کا مستحق تصور کرتا ہے۔ اس میں اس ہستی کا ذکر ہے کہ جسکو سارے ملائکہ نے سجدہ کر دیا (آدم) لیکن ذکر خیر اس طریقہ سے کیا کہ انسان اپنا مسجود بنانے کیلئے آمادہ نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح تمام جلیل الشان پیغمبروں کا بھی ذکر کر دیا جو انسان کامل تھے۔ حتیٰ کہ اکمل ترین انسان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر بھی بڑی عزت و شفقت سے کیا لیکن (اَنَا بَشَرٌ) کا اعتراف کرا کے عبدیت کے دائرہ میں اس ہستی کو مقید و محدود کر دیا۔ تاکہ انسان اپنے بھولے پن اور جلد بازی سے اس ہستی کو خدا یا خدا کا جزو نہ بنا لے۔ برخلاف اس کے اور کتب سماوی اس شان کی باقی نہیں رہی ہیں اس میں ان کے پیروؤں نے اپنی ذہنیت کو شریک کر دیا ہے لیکن ان کے حقیقی حصہ کی صداقت میں کلام نہیں ہو سکتا۔ وید۔ ژند و ستا۔ انجیل کی جیسی مقدس کتب بھی (بوجہ پیروؤں کی حذف و تحریف کے) توحید خالص کا سبق فی الفور دینے سے قاصر ہو گئی ہیں۔ ہندو دھرم کی مقدس کتب دیویوں دیوتاؤں کے لشکروں سے گذرتے ہوئے انسان کو (برھما) (شیو) (وشنو) کے درباروں میں کھڑا کر کے دماغ تو کجا روح کو بھی پریشان و پراگندہ خاطر بنا دیتی ہیں۔ اسیطرح زردشتی مقدس کتب بھی تین ذاتوں کو جو ہم ہونے اور ہمسری کا ادعا کرنے کا حق رکھتی ہیں روشناس کرا دیا ہے۔ گو انجیل اتنا نہیں کرتی لیکن وہ بھی تین عدد سے ہٹا کر واحد خط پر قایم کرانا نہیں چاہتی جس کی وجہ سے غریب نادان انسان اپنے آباؤ اجداد کے اعتقادی طریقہ پر چل رہا ہے۔ تعصب اسکو سیدھی راہ کی جستجو سے روکے ہوئے ہے۔ غرضکہ اس منزل پر پہنچکر انسان دو حالتیں بدلتا ہے یا تو کسی ایک خدا کا ہو رہتا ہے یا سارے خداؤں سے بے نیاز ہو کر روگردانی اختیار کرتا ہے جسکو کہ عرف عام

دہریت کہتے ہیں۔ دوسری قرآن کی واجب التعظیم خوبی یہ ہے کہ وہ انسان کو سب سے پہلے احدیت کے خط پر قائم کر کے سب کی ہستیوں کو عبدیت کے دائرہ میں دکھا دیتا ہے جسکی وجہ سے انسان عبد کو معبود تسلیم کرنے سے لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ تیسری خوبی قرآن کی یہ ہے کہ وہ انسانی روح کو اپنے خالق سے راست تعلق پیدا کرا کے اس کو مدارج عالیہ پر فائز کرنے کیلئے ایسے احکام پر کاربند کراتا ہے جو اس کی طبیعت کے لحاظ سے موافق ہوتے ہیں۔ اس کی فطرۃ ان کو قبول کرنے میں انکار کر سکتی اور نہ تامل۔ جیسے دولتمند شخص ہی کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ہے نہ کہ مفلس کو صاحب ثروت کو حج ادا کرنے کا ارشاد ہے نہ کہ تنگدست کو۔ تندرست کو روزہ رکھنے کہا جاتا ہے نہ کہ بیمار و لاچار کو فہم و شعور کو ادائی نماز کا پابند کیا جاتا ہے نہ کہ پاگل و مجنون کو۔ غرضکہ احکام کی ادائی بار خاطر نہیں ہوتی۔ چوتھی خوبی یہ ہے کہ وہ انسانی اعمال کے نتائج اور انکے ثمرات کے حصول کا کافی اطمینان دلا دیتا ہے تاکہ انسان نیک اعمال کی طرف مائل اور بداعمالی سے بچا رہے۔

پانچویں خوبی یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی ایک ہی ذات ایک ہی قوم ٹھہرا دیتا ہے جس کی وجہ ان میں بھائی چارا قائم ہو جاتا ہے اور سب کے سب ہمسری کے مقام پر آ جاتے ہیں بادشاہ اور سپاہی میں کوئی امتیاز مذہبی باقی نہیں رہتا۔ خاکروب۔ لوہار۔ بڑھائی۔ کمہار بننے سے گھٹ نہیں جاتا اور سونے و جواہرات کا ملک التجار بننے یا فوجوں کا سپہ سالار ہونے سے بڑھ نہیں جاتا۔

چھٹی خوبی یہ ہے کہ وہ انسان کو اس کے صاحب جاہ و جلال مالک ملک و اموال ہونے سے صاحب عزت و وقار نہیں ٹھہراتا بلکہ محض پرہیزگاری کی اساس پر ہی وہ اس کو لائق تعظیم تکریم بتلاتا ہے۔ جسکی وجہ مسلم بادشاہ سے لیکر گداگر تک کو پرہیزگار بننے کا شوق دامنگیر ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمان کے نزدیک حضرت لوط علیہ السلام کی عورت کے مقابلہ میں فرعون کی بیوی حضرت آسیہ صاحب عظمت ہیں۔ خسرو پرویز شہنشاہ ایران کے مقابلہ میں حضرت سلمان فارسیؓ تو قیصر روم ہرقل کے مقابلہ میں بلال حبشیؓ قابل احترام ہیں۔ اسی طرح ان شاحشیان اسلام کے مقابلہ میں جو زہد تقوی سے مبرہ تھے ان بندگان دین کو فضیلت حاصل ہے جو تقوی و پاکی کی زندہ تصاویر تھے۔

ساتویں خوبی یہ ہے کہ وہ انسان کو قانع اور اس کے نفس کو مطمئن بنا دیتا ہے جو

حیات انسانی کا مقصود اصلی ہے۔

آٹھویں خوبی یہ ہے کہ وہ گذری ہوئی قوموں کے عظیم الشان تمدن اور ان کے انتہائی عروج سے واقف کرا کے دلوں میں ترقی کی اُمنگیں پیدا کر دیتا ہے تو ساتھ ہی ان کے سرکشانہ افعال کی وجہ سے ان کی بربادی کا حال سُنا کے انسان کو خدا سے تمردی نہ کرنیکی ہدایت دیتا ہے

نویں خوبی یہ ہے کہ وہ انسان کو دلیر اور موت سے بے خوف بنا دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ بجز خالق کے کسی مخلوق کی پرواہ کرتا اور نہ ان سے ڈرتا ہے۔ اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ زندگی کامیاب اس وقت ہوتی ہے کہ جبکہ بے خوف و خطر گذاری جائے اور ہر اچھا کام ہمت مردانہ سے کیا جائے۔

دسویں خوبی یہ ہے کہ وہ دوزخ سے خوف دلا کر گناہوں کے ارتکاب سے بچنا اور جنت کی تحریص دیکر نیکیوں کا کرنا اور خدا کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کا عادی بنا کر اس سے محبت کرنا سکھاتا ہے جسکی بدولت انسان دنیا و مافیہا تو کیا دوزخ کے آلام اور جنت کے لطفوں سے بے نیاز ہو کر خودی سے بیخود اور ذات احدیت میں مستغرق و فنا ہو کر بقاء دوام حاصل کر لیتا ہے یہی اس کی معراج اور انتہائی عروج و کمال ہے۔

اب ایک بحث یہ باقی رہجاتی ہے کہ قرآن عربی میں کیوں نازل ہوا حالانکہ وہ ایک غیر آباد ملک اور چھوٹی قوم کی زبان ہے۔ اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عموماً قانون بادشاہ یا حکمران کی زبان میں مدوّن ہوا کرتا ہے چنانچہ اگلی آسمانی کتابیں بھی ہادیوں کی زبان میں نازل ہوئی ہیں اور وہ اپنے وقت میں خدا کی آسمانی بادشاہت کے خلیفہ یا نائب تھے اسیطرح قرآن بھی اس کے حامل کی زبان میں نازل ہوا جو خدا کا بھیجا ہوا سب سے آخری ہادی و نائب تھا اور عربی ایسی زبان تھی جو اقصائے عالم کے مرکز میں بولی جاتی تھی اگر ایسا نہ ہوتا تو دیگر ممالک کی قومیں اپنی زبان میں قرآن کے نازل نہ ہونے کا عذر کرتے۔ اسی بات سے خلیفہ خدا و ہادی مذہب بھی دنیا کی ناف میں پیدا کیا گیا اور وہ ہیں اس کے ذریعہ قرآن کی تکمیل کرائی گئی

تاکہ دوسری اقوام کو عذر کا موقعہ نہ رہے ورنہ ہر قوم یہ چاہتی کہ آخری پیغمبر ہماری قوم سے ہو اور اس کا قانون ہماری زبان میں نافذ ہو۔ اسکے سوا بھی عربی زبان کو اوّلیت کا شرف حاصل ہے اور وہ ساری زبانوں کی ماں ہے۔ یہ مسلّمہ ہے کہ آدمؑ اور اونکی بیوی حوّاؑ جب اپنے راحت بخش اور فرحت فزا مقام یعنے جنّت سے اُنکی ایک غلطی کے حیلہ سے مصلحتاً نکالے گئے تو وہ دونوں اس وقت بات چیت کرنا جانتے تھے چنانچہ خود قرآن اس کی تصدیق کر رہا ہے ترجمہ آیة۔ اور اللہ نے سکھائے آدم کو تمام چیزوں کے نام۔ پھر سامنے کیا ان اشیاء کو فرشتوں کے پھر فرمایا کہ بتاؤ مجھکو ان چیزوں کے نام اگر تم سچے ہو۔ وہ عرض کئے کہ (اے خدا) تیری ذات پاک ہے نہیں کچھ معلوم ہمیں مگر (اتنا ہی) جتنا کہ تو نے سکھایا ہے۔ بیشک تو ہی اصل میں دانا حکیم ہے۔ (خدا نے) ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم بتادو انکو ان چیزوں کے نام۔ پس جب اُنھیں اُن چیزوں کے نام بتادئے (تو) اللہ نے فرمایا کیوں میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں جانتا ہوں پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور مجھکو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو۔ اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے میوہ وغیرہ فراغت کیسا تھ جہاں سے چاہو اور قریب تک نہ جاؤ اس درخت (گیہوں) کے ورنہ گناہگار ہو جاؤ گے۔ پھر سیکھ لیں آدم نے اللہ سے اور مزید باتیں (جنت سے نکالے جانے کے پہلے) اور ندا کی ان کے پروردگار نے کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت کے (پھل کھانے سے) اور (یہ) نہ کہدیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ دونوں نے (یکزبان ہو کر) عرض کی کہ اے ہمارے پالنے والے ہم نے ظلم کیا اپنے نفس پر۔ اور اگر تو ہمیں معاف نہ فرمائیگا اور ہم پر رحم نہ کریگا تو ہم ضرور نقصان عظیم اٹھائینگے۔

اور یہ بھی ایک تواتر کے ساتھ مانی ہوئی بات ہے کہ یہ دونوں مقدس ہستیاں جب جنت سے خارج کیگئیں تو آدم بحر ہند کے جزیرہ لنکا میں اور ان کی اہلیہ محترمہ غالباً ایران میں پہونچائے گئے۔ وصال کے بعد فراق کا صدمہ چونکہ ناقابلِ برداشت تھا اس لئے انھوں نے خدا کا نام لے کر اسکے بھروسہ پر ایک دوسرے کی تلاش میں نکلے اور منزلیں شوقِ ملاقات میں طے کرتے ہوئے

عرب کے ملک میں شہر مکہ کے قریب عرفات کے میدان میں رو برو ہوئے اور جوش مسرت میں اپنے ملاپ
کے شکریہ میں سجدہ شکر بجالایا اور اس کی یاد میں لبیک لبیک کہکر اپنی حاضری بتلائی یہاں سے فارغ
ہوکر وہ اس مقدس مقام پر آٹھہرے جہاں کہ اسوقت بیت اللہ ہے۔ یہیں سے انکی وہ دنیاوی
زندگی شروع ہوئی جس میں موت وحیات کی کشاکشی مضمر ہے۔ اولاد کا سلسلہ جاری ہوا تو اولاد
نے بھی ماں باپ کی زبان سیکھ لی۔ جب اولاد در اولاد کی نوبت آئی تو بوجہ کثیر التعدادی یہ مقام اُن کی
بقاء حیات کیلئے روزی کا کفیل نہ ہوسکا اسی لئے بہت سارے اشخاص نے اپنا اپنا ڈیرا اٹھایا اور
مختلف شاداب قطعات ارضی میں جا بسے۔ اب ضرورت ایجاد کی ماں بنکر انواع اقسام کی اشیاء
پیدا کرادئیں اور انھیں اُن کے نام تراشنے سکھادیئے۔ جیسے جیسے یہ اپنے آبائی وطن سے دور ہوتے
گئے ویسے ویسے مادری زبان سے بھی ہٹتے گئے تا آنکہ کئی ایک مخلوط زبانیں بن گئیں جس میں سُریانی
عبرانی۔ قبطی۔ کلدانی۔ یونانی۔ ایرانی۔ لاطینی۔ سنسکرت۔ چینی۔ جاپانی۔ اور بقیہ سب زبانیں داخل
ہیں ان کے علاوہ ایشیاء۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ میں سینکڑوں زبانیں بولی جانے لگیں جسکا ماخذ
یا خزانہ زبان عربی ہے۔ مکہ کا نام ہی اُم القریٰ ہے جسکے معنیٰ آبادی کی ماں کے ہیں۔ تو اس کے
ابتدائی بسنے والوں کی زبان بھی سب زبانوں کی ماں یعنے 'اُم السنہ' ٹھیری۔ عربی زبان میں بچہ جنے
کو جنی ہوئی عورت کو اُم کہتا ہے۔ اور یہی اُم کا لفظ مختلف زبانوں میں اور چند حروف کی زیادتی
کیساتھ صورت بدلتا رہتا ہے جیسا کہ سنسکرت میں ماتر جس میں الف و میم اُسکے دیگر تر زیادہ
کر دیا گیا ہے۔ لاطینی میں 'متر' میم کو باقی رکھکر ت۔ ر زیادہ کیا گیا ہے۔ یونانی میں بھی متر
قدیم جرمن زبان میں 'موتر' م باقی اور و۔ ت۔ ر زاید۔ ایرانی میں 'مادر' یہاں بھی ا۔ م
کو پلٹ دیکر د۔ ر زیادہ کیا گیا ہے۔ انگریزی میں 'مدر' م کو باقی رکھکر د ر زیادہ کیا گیا
اور اُردو میں 'ماں' ۔ الف۔ م کو اُلٹ دیکر نون زیادہ شریک ہوا ہے۔ پس اس سے واضح
ہوا ہے کہ عربی زبان کے سوا دوسری زبانیں نومولود اور تقلیدی ہیں۔ چونکہ ہر ایک ایجاد
ابتدائً سیدھی۔ سادی مختصر ہوتی ہے۔ اس لئے عربی زبان کی بھی یہی حالت ہے کہ اس کے حروف بھی

دوسری زبانوں کے مقابلہ میں تعداد میں کم ہیں۔ ہر ایک زبان میں عربی کے حروف بھی ہیں اور دیگر حروف بھی ہیں۔ مشترکہ حروف کے علاوہ زائد یہ ہیں۔ پ۔ چ۔ ژ۔ گ۔ ٹ۔ ڈ۔ ڑ۔ پچ۔ پی۔ ٹی ڈی وغیرہ۔ پس اگر عربی سب کی پہلی زبان نہ ہوتی تو ضرور یہ حروف اس میں بھی موجود رہتے۔ بجز عربی کے ساری زبانوں میں یہ حروف زائدہ بھی مشترکہ میں شریک ہیں۔ سنسکرت فارسی۔ لاطینی۔ انگریزی سب ہی یہ زائدہ حروف رکھتی ہیں۔ یورپ کے محققین جو آرین نسل کے ہیں اس امر کا اعتراف کرچکے ہیں کہ انڈو یوروپین زبانیں جس میں سنسکرت۔ قدیم یونانی۔ لاطینی وغیرہ شامل ہیں کسی اور قدیم زبان سے نکلی ہوئی ہیں اور یہ امر بھی پایہ تحقیق کو پہنچکر مسلمہ ہوگیا ہے کہ سامی زبانوں میں جو جزیرہ نمائے عرب میں بولی جاتی ہیں بہت کم تغیر ہوا ہے اور خاص کر وہ عربی جو ملک حجاز میں بولی جاتی ہے تغیر سے منزہ ہے اس طرح کہ جس طرح وہ صدیوں پہلے بولی اور سنی جاتی تھی اسیطرح اب بھی بولی جاتی ہے اس کی صورت اصلی اپنے ابتدائی خط و خال پر قایم ہے۔ اس کی شکل و شمائل اور ہیئت میں تبدیلی بھی واقع نہ ہونے پائی اور یہ بات بھی اوس کی اوّلیت پر دال ہے اور لطف یہ ہے کہ جس طرح ابتدا میں سمجھی جاسکتی تھی اسیطرح اب بھی بلا تردد و تکلف سمجھ میں آجاتی ہے۔ آج کے عربی داں بھی قرآن کو یوں ہی سمجھ لیتے ہیں جیسے کہ تیرہ سو برس پہلے سمجھتے تھے۔ غرضکہ جس توانائی کیساتھ عربی زبان سینکڑوں برس پہلے زندہ تھی اسیطرح کی بہار زندگی لئے ہوئے اب بھی موجود ہے۔ اسکی جوانی کے حسن میں نقص ہی پیدا نہ ہوا۔ اس کے مقابلہ میں دنیا کی زبردست بڑی بڑی قوموں کی زبانیں مرمٹیں۔ اُن کے بولنے والے کثرت سے رہے اور نہ سمجھنے والے۔ اس خدائی امداد سے جو عربی کو حاصل ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ زبان ہے جو الہاماً جنت میں حضرت ابوالبشر آدمؑ اور ام البشر حضرت حواؑ کو سکھائی گئی تھی اور اُن کی اولاد نے اُن سے سیکھ لی تھی۔ مکہ کے شہر میں حضرت آدمؑ نے عبادتخانہ بنایا تھا لیکن وہ طوفان نوح میں گر پڑ کر ایک ڈھیر کی صورت میں بصورت ٹیلہ باقی رہگیا تھا پھر اوسی کو حضرت ابراہیمؑ نے دوبارہ تیار کرلیا۔ طوفانِ نوح کے بعد آبادی کا رُخ بدل چکا تھا۔ مکہ میں کوئی آبادی حضرت

اسمٰعیلؑ کی والدہ کے قیام سے پہلے نہ ہو سکی تھی بلکہ عرب یمن - بابل - نینوا - شام مصر کے ممالک میں جا بسے تھے - جب حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ ماجدہ مکہ میں بیت اللہ کے پاس آ بسیں تو اکثر اہل یمن بھی یہاں آ بسے - یمن والوں کی زبان عربی تھی - حضرت ابراہیمؑ کی سُریانی اور اُنکی بیوی کی قبطی (کیونکہ وہ مصر کی رہنے والی تھیں - مکہ میں پھر قدیم عربی کا رواج ہو گیا - جو تمام آباد ہونے والوں کی زبان تھی - حضرت حوّا کی مزار جدّہ میں بتلائی جاتی ہے اور حضرت آدمؑ کی مکہ میں ہونا کہا جاتا ہے - اس اعتبار سے اُن کی اولاد کا ابتدائی وطن بھی مکہ ٹھہرا - یمن کے آثار قدیمہ اور بابل و نینوا کے عظیم کھنڈر وہاں کے تمدّن کا پتہ زبان حال سے دے رہے ہیں - ان کی مٹی کی ڈھیروں میں اعلیٰ وارفع قصر منہدم پڑے ہیں اور اُنمیں سنگی کتبخانے مدفون ہیں کتابیں کیا ہیں پتھروں کے کتبے ہیں جس میں بخطِ پیکان (یعنے وہ خط یا طرز تحریر جو تیروں کے مشابہ ہے) مختلف علوم کی عبارتیں درج ہیں - کچھ ایسی بھی عبارتیں ہیں جس سے طوفان نوح کا پتہ چلتا ہے - اور پتھروں پر ایسی بھی تصاویر کندہ ہیں کہ عورت مرد روبرو بیٹھے ہیں اور پیچھے ان کے سانپ کھڑا ہے - گویا کہ جنت میں آدمؑ اور حوّاؑ کے ساتھ شیطان کے موقوعہ واقعہ کا یوں اظہار کیا گیا ہے - اسیریا کی طرح مصر کا تمدن بھی نہایت قدیم ہے - یہاں کی بھی بڑی بڑی یادگاروں پر خط تصویری کندہ ہے بہر حال اس دور میں بھی سامی زبانوں کو انتہائی عروج رہا ہے - برخلاف اسکے آرین قومیں انسانیت کی ترقی کے ابتدائی مدارج میں اپنے مویشی کو کوہ ہندوکش وغیرہ کے دامنوں میں چراتی پھرتی دکھائی دیتی ہیں - البتہ وہاں سے نکل کر ایران - ہندوستان - یونان وغیرہ ملکوں میں جا بسنے کے بعد اوجِ ترقی کے بام پر چڑھی ہوئی نظر آتی ہیں - اگر بابل و نینوا کا تمدن پانچ ہزار سال کا تھا تو ہندوستان میں قوم آریہ کا چار ہزار برس سے بھی کم کا ہوگا - اور قریب قریب اسکے ایران کا بھی تمدن تھا - پس تمدن کی ترقی کے اعتبار سے ہی اس کی زبان بام ترقی پر جلوہ گر ہوئی - ایران کے آرین گروہ میں اور ہندوستان کے آرین طبقہ میں اس وقت پھوٹ ہوئی ہے جبکہ ایران میں آ بسنے والوں نے بُت پرستی چھوڑ کر یزداں پرستی اختیار کی ہے - ان اعتبارات سے

یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسیریا والوں کی زبان جو سریانی تھی وہ آرین نسلوں کی زبانوں سے قدیم تھی۔ اور سریانی و عبرانی کے مقابلہ میں حضرت پیغمبر اسحاق ؑ کی زبان تھی عربی ہی قدیم معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے بنی اسرائیل کو عرب میں لاتے ہیں تو اس وقت عربی زبان اوج کمال پر تھی۔ عربی زبان کی بزرگی یوں بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس کے مادہ وال میں غور و خوض تدبر و حکمت کا مادہ پایا جاتا ہے جو اس کے الہامی زبان ہونے کی تائید کرتا ہے۔ انہیں ہی اسباب و خصوصیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے آخری فرمان کے لئے خداوند علیم و حکیم نے عربی کو پسند فرمایا ہے جو سب سے پہلے زندہ اور بے مثل زبان تھی اور ساکنین ملاء اعلیٰ میں بھی بولی جاتی تھی عربی کے مقابلہ میں سریانی عبرانی سنسکرت نابود ہو چکی ہیں حالانکہ یہ ایسی زبانیں ہیں جن میں مذہبی کتابیں تھیں توریت شریعت سریانی میں اور انجیل مقدس عبرانی میں نازل ہوئی تھیں لیکن آج وہ اصلی کتابیں ہیں اور نہ اونکی زبانیں ہی۔ جہاں یہ کتب قرآن کے نزول کی وجہ منسوخ ہوئیں وہاں یہ زبانیں بھی دنیا سے رخصت کر دی گئیں تاکہ عربی زبان کا شرف اور توازن زیادہ رہے۔ عربی کو یوں بھی فخر و امتیاز حاصل ہے کہ وہ دنیا کی اس عظیم الشان ہستی کی زبان ہے جسکے مثل کوئی اور فصیح و بلیغ البیان ہستی دنیا میں پیدا نہ ہوئی۔ نیز خدا کے وجود کو ثابت کر دکھانے اور اس کی توحید کو پاک و منزہ قرار دلانے میں اس زبان نے جو کام کیا ہے وہ کسی اور زبان سے نہ ہو سکا ہے یہ کہ قرآن حکیم میں جس آن و بان و شان کی توحید پائی جاتی ہے کسی اور مذہبی کتاب میں نہیں پائی جاتی لطف یہ ہے کہ یہ دنیا کا عظیم الشان خطیب و مقرر اعظم کسی جامعہ یا دارالعلوم کا طالب علم نہ تھا اس کی تعلیم کچھ بھی اکتسابی نہ تھی بلکہ منجانب اللہ تھی آپ کی سوانح حیات دنیا کے اولوالعزم مصلحوں کی سوانح حیات کا مجموعہ تھی اگر حضرت عیسیٰ ؑ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے تو آپ کی پیدائش سے قبل آپکے والد ماجد دنیا سے چل بسے تھے۔ اگر حضرت آدم ؑ شیطان کی شرارت کی وجہ جنت سے اور حضرت ابراہیم ؑ حضرت موسیٰ و عیسیٰ قوم کی شرارت سے اپنے وطنوں سے نکالے گئے تھے تو آپ بھی اپنے

وطن مکہ سے بے وطن کئے گئے تھے۔ حضرت آدمؑ کے صاحبزادے حق کی بدولت شہید ہوئے تو آپ کے نواسے حضرت حسینؓ بھی اسی وجہ سے شہادت پائے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی تبر سے شاہی بتکدہ کے بتوں کو توڑا تھا تو آپ نے بھی اپنی انگلی کے اشارہ سے جاء الحق و زھق الباطل کہکر کعبہ کے بتوں کو سرنگوں کیا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کو کانٹوں کا تاج پہنایا گیا تو آپ کے پیروں میں کانٹے بچھائے گئے تھے۔ حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ و سری کرشن جی کی گھروں سے باہر پرورش ہوئی تو آپ کی پرورش بھی گھر سے باہر حلیمہؓ کے گھر ہی عمل میں آئی۔ سری رامچندر جی کی پارسا بیوی پر عصمت ریزی کا بہتان باندھا گیا تو آپکی بیوی عائشہ صدیقہؓ پر بھی اسی طرح کا ناپاک حملہ کیا گیا۔ اگر اہل دنیا کو دکھ سے نجات دلانے کے لئے مہاتما بدھ کو گھر دار دھن دولت حکومت کو چھوڑنا پڑا تو آپ کو بھی اپنے گھر دار و خاندانی حکومت سے منہ موڑنا پڑا۔ اپنے گھرانے کو لیکر کبھی وادی مکہ میں پناہ گزین ہونا پڑا اور کبھی تو جان حزین کو خدا کی راہ میں پامال کرتے ہوئے مدینہ کی راہ لینی پڑی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی نے انکی انکی شرافت و امانت کے لحاظ سے پسند فرمایا تھا تو امانت داروں کے اِس سردار کو بھی انکی اہلیہ محترمہ جنابہ خدیجہؓ نے پورا امتحان لینے کے بعد بطور خود پیام عقد دیا تھا۔ حضرت داؤدؑ عالم غربت سے بادشاہ بنے تھے تو آپ بھی عالم مسکینی سے نکلکر شہنشاہ ہوئے تھے۔ غرضکہ ع (آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری) کی پوری پوری مصداق آپ کی ذات طیبہ تھی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے دُنیا والوں کو جو شریعت ملی ہے وہ تمام شریعتوں کا نچوڑ ہے اور ایسی جامع و مانع شریعت ہے کہ آج تک کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت داعی ہوئی اور نہ قیامت تک لاحق ہوسکتی ہے۔ قرآن سے پہلی کتاب جو شریعت سے متعلق ہے وہ توریت شریف ہے جس کا انداز بیان بھی بہت کچھ قرآن شریف کے انداز بیان سے ملتا جلتا ہے۔ انجیل مقدس اس طرح کی کتاب نہیں البتہ اس میں بطور وعظ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذاتی کلام ملتا ہے جسکے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ منجانب خدا

کہا جا رہا ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خدا نبی کی زبان سے خود کہہ رہا ہے - توریت شریف اور انجیل مقدس کے کلام کے چند نمونے تحریر کئے جاتے ہیں جس سے اس بیان کی تصدیق ہوگی

ف - خدائے تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی کہ تو محنت کر کے اپنے سارے کام کاج چھ دن تک کر مگر ساتواں دن خدائے تعالیٰ کا سبت ہے اس میں کچھ کام نہ کر تو اپنے ماں باپ کو عزت دے تاکہ تیری عمر اس زمین پر جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے بڑی ہو تو خون نہ کر تو زنا نہ کر تو چوری نہ کر تو اپنے ہمسایہ پر جھوٹی گواہی نہ دے تو اپنے پڑوسی کے مکان کی خواہش نہ کر تو اپنے پڑوسی کی عورت اور اس کے غلام اور اسکی لونڈی اور اوسکے بیل اور گدھے اور کسی چیز کا جو تیرے ہمسایہ کی ہے لالچ مت کر (کتاب خروج باب ۲)

ف - تو کسی کی جھوٹی چیز نہ اڑا دے - تو ظلم کی گواہی میں شریروں کا ساتھ نہ دے تو کسی جھگڑے میں لوگوں کی کثرت کے سبب ان کی طرف مائل نہ کر ناحق مت کیجیو اگر تو اپنے دشمن کے گدھے کو بے راہ جاتے دیکھے تو ضرور اسے اسکے پاس پہنچا (خروج باب ۲۲)

ف - تم میں سے ہر ایک اپنے ماں اور باپ سے ڈرتا رہے تو بہرے کو نہ کوس - تو وہ چیز کہ جس سے اندھے کو ٹھوکر لگے اندھے کے آگے نہ رکھ اپنے خدا سے خوف کرتا رہ -

ف - مسکین کی مسکینی کو نہ دیکھ اور بزرگ کی بزرگی کیلئے عزت نہ دے بلکہ انصاف سے اپنے بھائی کی عدالت کر اور حکومت میں بے انصافی مت کر اپنے بھائی سے اپنے دل میں بغض مت رکھ اپنے بھائی کو نصیحت کر تاکہ تو اوس کی وجہ سے قصور وار نہ ٹھہرے تو اپنی قوم کے فرزندوں سے بدلہ نہ لے اور نہ ان کی طرف سے کینہ رکھ بلکہ اپنے بھائی کو اپنی طرح چاہ -

ف - اگر کوئی مسافر تمہاری زمین پر قیام کرے تو تم اس کو تکلیف نہ دو بلکہ مسافر کو ایسا سمجھو کہ وہ تم میں پیدا ہوا ہے اور اُسے پیار کرو جیسے اپنے آپ کو پیار کرتے ہو اس لئے کہ تم مصر کی زمین میں پردیسی تھے (کتاب احبار باب ۱۹)

ف - اگر کوئی کسی لڑکی کو دھوکہ دیکر اور پھسلا منا کر اس سے مباشرت کرے تو وہ اُسے مہر دیکر اس کے ساتھ نکاح کرے اگر اسکا باپ راضی ہی نہ ہو کہ اُسے اسکو دے تو وہ کنواریوں کے مہر کے موافق اس کو نقد عطا کرے۔ تم کسی بیوہ یا یتیم بچے کو دُکھ نہ دو۔ اگر تو انکو کسیطرح سے ستائیگا اور وہ مجھ سے فریاد کریں تو میں بیشک اُنکی فریاد سنونگا اور میرا قہر بھڑکیگا اور میں تجھے تلوار سے مار ڈالونگا اور تیری بیویاں رانڈ اور تیرے بچے لاوارث ہو جائینگے تم میرے پاک لوگ ہو درندوں کا پھاڑا ہوا گوشت جو جنگل میدان میں پڑا ہو نہ کھاؤ تم اُسے کتوں کو ڈالدو۔ (خروج باب ۲۲)

ف - خداوند نے موسیٰ اور ہارون کو خطاب کرکے فرمایا کہ تم بنی اسرائیل سے کہدو کہ تمام چارپایوں میں سے جو زمین پر اور تمہیں ان کا کھانا جائز ہے وہ یہ ہیں۔ سب چار پائے کھر دار جنکے کھر شق ہوں اور جگالی کرتے ہوں تم انکو کھاؤ مگر ان میں سے جو صرف جگالی کرتے ہیں یا صرف کھر انکے چرے ہوتے ہیں ان کو نہ کھاؤ جیسے اونٹ وہ جگالی تو کرتا ہے مگر کھر اسکا چرا ہوا نہیں ہے پس وہ تمہارے لئے ناپاک ہے اور خرگوش کہ وہ جگالی تو کرتا ہے لیکن اسکا کھر چرا ہوا نہیں ہے وہ بھی تمہارے لئے ناپاک ہے۔ اور سور کہ کھر اس کا دو حصہ ہوتا ہے مگر وہ جگالی نہیں کرتا وہ بھی تمہارے لئے ناپاک ہے تم اُسکے گوشت میں سے کچھ نہ کھاؤ اور ان کی لاشوں کو نہ چھوؤ کہ یہ تمہارے لئے ناپاک ہیں (احبار باب ۱۱) ان سب میں سے جو پانیوں میں ہیں جنکا کھانا تمہیں روا ہے یہ ہیں۔ وہ سب جانور جنکے پر ہوں اور چھلکے ہوں سمندروں میں ہوں یا نہروں میں تم انھیں کھاؤ لیکن وہ سب جانور جنکے پر نہ ہوں اور نہ چھلکے ہوں سمندروں میں ہوں یا نہروں میں وہ سب جو پانی میں رینگتے ہیں اور وہ سب حیوان جو پانی میں رہتے ہیں وہ تمہارے لئے مکروہ ہیں۔ اور پرندوں میں جن سے تم گھن کرو نہ کھاؤ اس لئے کہ وہ مکروہ ہیں یہ ہیں۔ گدھ۔ عقاب۔ چیل۔ شاہین اور انکی تمام اقسام۔ شترمرغ۔ اُلو۔ کویل۔ باز اور انکی تمام اقسام۔ کوے اور انکی تمام اقسام لمع ہنس۔ چوہے مار۔ حواصل۔ لق لق۔ بگلا۔ ہُدہُد۔ چمگادڑ۔ رینگنے والوں میں جو زمین پر رینگتے ہیں۔

تمہارے لئے ناپاک ہیں۔ چھچھوندر۔ چوہا۔ گوہا اور اس کی اقسام حرام ہیں چھپکلی۔ گرگٹ وغیرہ بھی حرام ہے اور تمہارے لئے ناپاک ہیں (احبار باب ۱۱)

ف۔ جو کوئی اپنی ماں یا اپنے باپ پر لعنت کرے وہ مار ڈالا جائیگا اس کا خون اسی پر ہے (احبار باب ۲۰)

ف۔ تم اپنے سروں کے گوشے مت مونڈواؤ اور اپنی داڑھی کے کونوں کو مت بگاڑو۔ تم کسی کے مرنے سے اپنے بدنوں کو نہ چیرو اور اپنے اوپر گودنے سے نشان نہ بناؤ تم ان کی طرف جنکا دوست شیطان ہے توجہ نہ کرو اور نہ جادوگروں کے طالب ہو کہ انکے سبب ناپاک ہو جاؤ گے۔ تو اس کے آگے جس کا سر سفید ہو اُٹھ کھڑا ہو اور بوڑھے مرد کو عزت دے اور اپنے خدا سے ڈر۔ تم حکومت کرنے میں۔ پیمایش کرنے میں تولنے میں ناپنے میں بے انصافی نہ کرو چاہئے کہ تمہاری پوری ترازو اور پوری بسیری اور پوری دس سیری ہو (احبار باب ۱۹)

ف۔ اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے اور وہ جا کر کسی دوسرے مرد سے شادی کرلے اور پھر وہ بھی اسے طلاق دیدے یا شادی کے بعد وہ دوسرا مرد فوت ہو جائے تو پہلا خاوند پھر اس سے شادی نہ کرے۔ جب کسی کا نیا بیاہ ہو تو وہ جنگ کیلئے نہ نکلے اور نہ اس پر کسی کام کا بوجھ ڈالا جائے بلکہ سال بھر اپنے گھر میں فارغ رہے اور اپنی بیوی کی خاطرداری کرے (استثنار باب ۲۴)

ف۔ تو مرد کے ساتھ جس طرح عورت کے ساتھ سوتا ہے مت سو یہ مکروہ ہے۔ تو کسی حیوان سے زنانہ کر کہ تو اپنے آپکو گندہ کریگا تم ان باتوں میں سے کسی میں اپنے آپ کو آلودہ نہ کرو کہ ان باتوں سے وہ قومیں جنہیں میں تمہارے آگے نکالتا ہوں ناپاک ہوئیں۔ (احبار باب ۱۸)

ف۔ زانی اور زانیہ کے کوڑے لگاؤ۔ (احبار باب ۱۹)

ف۔ جو شخص دوسرے کی بیوی کیساتھ زنا کرے تو زنا کرنے والا اور زنا کرنے والی دونوں قتل

کئے جائیں۔ مرتکب لواطت کو قتل کیا جائے۔ جو شخص اپنی بیوی اور بیوی کی ماں دونوں کو رکھے اس کو جلایا جائے تاکہ تم میں بیحیائی نہ پھیلے۔

ف۔ اگر سردار کاہن کی بیٹی فاحشہ بنکر اپنے آپکو بیحرمت کرے تو وہ اپنے باپ کو ذلیل کرتی ہے وہ آگ میں جلائی جائے (احبار باب ۲۱) نہ اسرائیل کی بیٹیوں میں کوئی فاحشہ ہو نہ اسرائیل کے بیٹوں میں کوئی زانی ہو۔ تو کسی فاحشہ کی ناجائز کمائی یا کتے کی قیمت کسی منت کیلئے خداوند اپنے خدا کے گھر میں داخل نہ کرنا خداوند تیرا خدا اُن دونوں سے نفرت کرتا ہے۔ (استثناء باب ۲۳)

ف۔ تم چوری نہ کرو نہ جھوٹا معاملہ کرو ایک دوسرے سے جھوٹ مت بولو اور تم میرا نام لیکر جھوٹی قسم نہ کھاؤ (احبار باب ۱۹)

ف۔ اگر چور نقب زنی کرتے ہوئے دیکھا جائے اور کوئی مار بیٹھے اور وہ مرجائے تو اس کے لئے خون نہ کیا جائے (خروج باب ۲۲) ف اگر چوری کی چیز چور کے ہاتھ میں زندہ پائی جائے خواہ وہ بیل ہو یا گدھا خواہ بھیڑ تو ایک کے دو دو دے۔ (خروج باب ۱۹)

ف۔ اگر کوئی اپنے پڑوسی کے پاس گدھا یا بیل یا بھیڑ یا کوئی چارپایہ امانت رکھے اور وہ مرجائے یا چوٹ کھائے یا بغیر کسی کے دیکھے ہانکدیا جائے تو ان دونوں کے درمیان خداوند کی قسم سے فیصلہ کیا جائے کہ اس نے اپنے ہمسایہ کے مال پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ اور مال کا مالک قبول کرے تب وہ نقصان ادا نہ کرے۔ خروج باب)

ف۔ اگر تو عبرانی غلام مول لیوے تو وہ چودہ برس تک تیری خدمت کرے اور ساتویں برس مفت آزاد ہو جائے اگر وہ جورو ساتھ لایا تھا تو اسکی جورو اس کے ساتھ جائیگی اور اگر اسکے آقا نے اس کا بیاہ کردیا اور اس کی عورت نے اولاد جنی تو وہ عورت بچوں سمیت آقا کی ہوگی اور وہ تنہا چلا جائے اور اگر وہ غلام صاف کہے کہ میں اپنے آقا اور اپنی جورو اور اپنے بچوں کو دوست رکھتا ہوں میں آزاد ہو کر چلا نہ جاؤں گا تو اس کا آقا اسے قاضیوں کے پاس لیجائے پھر اسے دروازہ پر لائے اور اس کا کان چھیدے اور وہ ہمیشہ اسکی غلامی کرے۔

ف۔ اگر تو میرے لوگوں میں سے کسی کو جو تیرے آگے محتاج ہے کچھ قرض دے تو اُس سے سودخوار کی طرح سلوک نہ کر اور اس سے سود مت لے (خروج باب ۲۲)

ف۔ خواہ تمہاری قوم کا آدمی ہو خواہ اجنبی مسافر ہو وہ محتاج اور تنگدست ہو جائے تو اس کی دستگیری کر تاکہ وہ تیرے ساتھ زندگی بسر کرے تو اس سے سود اور نفع مت لے اور اپنے خدا سے ڈر۔ تو اُسے سود پر روپیہ قرض نہ دے نہ اُسے نفع کیلئے کھانا کھلا (استثنا یا احبار باب ۲۵)

ف۔ تو اپنے محتاج سے اس کے مقدمہ میں انصاف کو نہ پھیر۔ جھوٹے معاملہ سے دور رہ اور بے گناہوں اور بچوں کو قتل مت کیجیو کیونکہ میں شریر کی تصدیق نہ کرونگا۔ ف۔ اولاد کے بدلے باپ دادا نہ مارے جائیں نہ باپ دادوں کی اولاد قتل کیجائے ہر ایک اپنے گناہ کے سبب مارا جائے گا۔ خروج باب ۲۱۔ ف۔ اگر لوگ جھگڑا کریں اور کسی حاملہ کو دکھ پہنچائیں ایسا کہ اُسکا حمل ساقط ہو جائے اور وہ خود نہ مرے تو اسے جس طرح سزا اس کا مرد تجویز کرے دیجائے اور قاضیوں کی تجویز کے موافق جرمانہ دیوے اور اگر اس صدمہ سے ہلاک ہو جائے تو جان کے بدلے جان لے اور آنکھ کے بدلے آنکھ دانت کے بدلے دانت ہاتھ کے بدلے ہاتھ پاؤں کے بدلے پاؤں جلانے کے بدلے جلانا زخم کے بدلے زخم چوٹ کے بدلے چوٹ (خروج باب ۲۱)

ف۔ جو کوئی مرد کسی مرد کو مارے اور وہ مر جائے تو وہ ضرور قتل کیا جائے اور اگر اس نے قتل کا قصد نہیں کیا اور خدا نے اس کے ہاتھ میں اُسے گرفتار کرا دیا تو میں تیرے لئے ایک جگہ ٹھہراؤں گا کہ جس میں وہ بھاگے اگر کوئی شخص بدخواہی سے اپنے ہمسایہ پر چڑھ آئے تاکہ اسے مکر سے مارے تو اُسے میری قربان گاہ سے جدا کر دے تاکہ وہ مرے اور جو اپنے باپ یا اپنی ماں کو مارے البتہ مار ڈالا جائے اور جو آدمی کو چرا لیجائے اور اسے فروخت کر ڈالے یا وہ اسکے پاس پکڑا جائے تو البتہ وہ مار ڈالا جائے گا۔ (خروج باب ۲۱) ف۔ جو کوئی اپنے خدا پر لعنت کرے اپنے گناہ کو اٹھائیگا۔ اور وہ جو خدا کے نام کفر کلام کریگا جان سے مارا جائیگا ساری جماعت اُسے سنگسار کریگی خواہ مسافر ہو خواہ دیسی ہو جب اسنے خدا کے نام پر کفر کہا تو جان سے ضرور مارا جائیگا (احبار باب ۲۴)

ف۔ خداوند نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہہ کہ میں خدا تمہارا خدا ہوں تم مصر کی زمین کے سے کام جس میں تم رہتے تھے نہ کرو اور تم زمین کنعان کے سے کام جہاں میں لیجاتا ہوں مت کرو اور تم ان کی رسموں پر نہ چلو۔ تم میرے حکموں پر چلو اور میرے قوانین کو حفظ کرو اور ان پر عمل کرو کہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں سو تم میرے قوانین و احکام پر عمل کرو کہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں (احبار باب ۱۸) ف۔ تو جادوگرنی کو جینے مت دے۔ جو کوئی چوپائے سے مباشرت کرے جان سے مارا جائے۔ جو کوئی فقط خداوند کے سوا کسی معبود کیلئے قربانی کرے وہ عذاب سے مار ڈالا جائے۔ (خروج باب ۲۲) ف۔ خداوند نے موسیٰ سے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہدو کہ عورت حاملہ ہو اور لڑکا جنے وہ سات دن جیسے حیض کے دنوں میں وہ رہتی ہے ناپاک ہوگی اور آٹھویں دن لڑکے کا ختنہ کیا جاوے بعد اس کے وہ اپنے آپ کو لہو سے پاک کرنے کے لئے ۳۳ دن ٹھہری رہے اور کسی مقدس چیز کو ہاتھ نہ لگائے اور اگر لڑکی جنے تو دو ہفتہ حیض کی طرح ناپاک رہیگی اور چھیاسٹھ دن اپنے آپ کو خون سے پاک کرنے کیلئے ٹھہری رہیگی۔ اور جب اس کے پاک ہونے کے دن بیٹے خواہ بیٹی کیلئے آئیں تو وہ ایک سالہ برہ سوختنی قربانی کیلئے اور بچہ کبوتر یا قمری خطا کی قربانی کیلئے جماعت کے خیمہ کے دروازہ پر کاہن کے پاس لائے اور وہ اسے خداوند کے سامنے گذرانے (احبار باب ۱۲)

انجیل مقدس

ف۔ لیکن میں تم سننے والوں سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔ جو تم سے عداوت رکھیں ان کا بھلا کرو۔ جو تم پر لعنت کریں انکے لئے برکت چاہو۔ جو تمہاری بےعزتی کریں ان کے لئے دعا مانگو۔ جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کیجانب پھیر دے اور جو تیرا چوغہ لے اسکو کرتہ لینے سے بھی منع نہ کر۔ جو کوئی تجھ سے مانگنے آئے اُسے دے۔ اور جو تیرا مال لے لے اُس سے طلب نہ کر۔ اور جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں تم بھی ان کیساتھ ویسا ہی کرو۔ اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں سے ہی محبت رکھو تو تمہارا

کیا احسان ہے۔ کیونکہ گنہگار بھی اپنے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اگر تم انہیں کا بھلا کرو جو تمہارا بھلا کریں تو تمہارا کیا احسان ہے کیونکہ گنہگار بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اور اگر تم انہیں قرض دو جن سے وصول ہونے کی امید رکھتے ہو تو تمہارا کیا احسان ہے گنہگار بھی گنہگاروں کو قرض دیتے ہیں تاکہ پورا وصول کرلیں۔ مگر تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر نا امید ہوئے قرض دو تو تمہارا اجر بڑا ہوگا اور تم خدا تعالے کے بیٹے ٹھیرو گے کیونکہ وہ ناشکروں اور بدوں پر بھی مہربان ہے۔ جیسا تمہارا باپ رحیم ہے تم بھی رحمدل ہو۔ عیب جوئی نہ کرو۔ تمہاری عیب جوئی نہ کیجائیگی۔ مجرم نہ ٹھیراؤ تم بھی مجرم نہ ٹھیرائے جاؤگے۔ خلاصی دو تم بھی خلاصی پاؤگے۔ دیا کرو۔ تمہیں بھی دیا جائیگا۔ اچھا پیمانہ داب داب کر اور ہلا ہلا کر اور لبریز کرکے تمہارے پلے میں ڈالیں گے کیونکہ جس پیمانہ سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے لئے ناپا جائے گا (لوقا باب ۶)

ف۔ اور اس نے ان سے کہا کہ خبردار۔ اپنے آپ کو ہر طرح کے لالچ سے بچائے رکھو۔ کیونکہ کسی کی زندگی اسکے مال کی کثرت پر موقوف نہیں (لوقا باب ۱۲)

ف۔ جب کوئی تجھے شادی میں بلائے تو صدر جگہ پر نہ بیٹھ کہ شاید اس نے تجھ سے بھی کسی زیادہ عزت دار کو بلایا ہو۔ اور جس نے تجھے اور اسے دونوں کو بلایا ہے اگر تجھ سے کہے کہ اس کو جگہہ دے پھر تجھے شرمندہ ہوکر سب سے نیچے بیٹھنا پڑے۔ بلکہ جب تجھے بلایا جائے تو سب سے نیچی جگہہ جا بیٹھ تاکہ جب تیرا بلانے والا آئے تو تجھ سے کہے کہ اے دوست آگے بڑھکر بیٹھ۔ ان سب کی نظر میں جو تیرے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے ہیں تیری عزت ہوگی کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائیگا وہ چھوٹا کیا جائیگا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائیگا۔ (لوقا باب ۱۴)

ف۔ پھر اس نے اپنے بلانے والے سے بھی یہ کہا کہ جب تو دن کا یا رات کا کھانا تیار کرے تو اپنے دوستوں یا بھائیوں یا رشتہ داروں یا دولت مند پڑوسیوں کو نہ بلا۔ کہ ایسا نہ ہو

وہ بھی تجھے بلائیں اور تیرا بدلہ ہو جائے۔ بلکہ جب تو ضیافت کرے تو غریبوں لنجوں لنگڑوں اندھوں کو بلا تو تجھ پر برکت ہوگی۔ کیونکہ ان کے پاس تجھے بدلہ دینے کو کچھ نہیں۔ اور تجھے راستبازوں کی قیامت میں بدلہ ملے گا (لوقا باب ۱۴)

ف۔ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ کر دوسری سے بیاہ کرتا ہے وہ زنا کرتا ہے اور جو شخص شوہر کی چھوڑی ہوئی عورت سے بیاہ کرے وہ بھی زنا کرتا ہے (لوقا باب ۱۶)

ف۔ اگر تیرا بھائی گناہ کرے اُسے ملامت کر۔ اگر توبہ کرے اُسے معاف کر اور اگر وہ ایک دن میں سات دفعہ تیرا گناہ کرے اور ساتوں دفعہ تیرے پاس پھر آ کر کہے کہ توبہ کرتا ہوں تو اسے معاف کر (لوقا باب ۱۶)

ف۔ تو حکموں کو جانتا ہے۔ زنا نہ کر۔ خون نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر۔ (لوقا باب ۱۸)

تمت بالخیر

گذارش واقعی

ہر ایک آسمانی کتاب خوبیوں اور نیک ہدایتوں سے پُر ہے جو قابل تعظیم ولائق عظمت ہے کسی کو بھی بُرا نہیں کہا جا سکتا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ان پر غور و فکر کرتے ہیں اور اپنی دنیا و آخرت کو سنوارتے ہیں زمانہ کے حالات کے لحاظ سے ان میں تغیر و تبدل ہوا ہے کبھی کوئی چیز جائز اور کبھی ناجائز ٹھیرائی گئی ہے اسیطرح کبھی کسی فعل کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہے اور کبھی اسکی نسبت کچھ نہیں کہا گیا۔ قرآن شریف ہی ایک جامع و مانع مکمل شریعت ہے جس میں اب کسی کمی زیادتی کی نوبت ہی نہ آئیگی اس نافذالوقت قانون کی پابندی ابدی مسرتوں کا پیش خیمہ ہے۔ اس کی تکذیب و خلاف ورزی مستوجب سزائے دائمی۔ یہ اپنا اپنا ذاتی کام ہے کہ اس آسمانی بادشاہت

کو قبول کرے یا نہ کرے الحمدللہ کہ میں نے تو اپنا انسانی فرض ادا کر دیا ہے۔ اس کتاب کو محض انسانی ہمدردی کے جذبات کے تحت لکھا ہے نہ کسی مذہب کی توہین و تذلیل مقصود ہے اور نہ کسی کی بیجا مدح سرائی۔ اس کے ذریعہ میں دولت کمانا چاہتا ہوں نہ عزت اور نہ کسی سے طالب دعا ہی ہوں جیسا کہ اکثر مصنفین و مؤلفین اپنی محنت کا صلہ چاہتے ہیں۔ میری اچھی یا بُری مزدوری تو بس خدا ہی کے پاس ہے۔ وما علینا الا البلاغ ⁂

خاکسار

سید ولی اللہ حسینی

وکیل درجہ اوّل

(حیدرآباد دکن)

ماہ ذیقعدہ ۵ ۱۳۵۴ھ

کتاب ہذا ملنے کے پتے

غلام دستگیر صاحب تاجر کتب چار کمان حیدرآباد دکن

و شاخ

غلام دستگیر صاحب تاجر کتب عابد روڈ عزیز بلڈنگ

شمس المطابع مشین پریس نظام شاہی روڈ حیدرآباد دکن

و

شمس المطابع بک ڈپو نظام شاہی روڈ حیدرآباد